READER BURAQ

عشق بے رحم

تحریر: عائشہ قریشی

بلوچ حویلی کے مکین ناشتہ کی ٹیبل پر بیٹھے صائم بلوچ کے منتظر تھے۔۔۔جو ہمیشہ کی طرح سب کو اپنے انتظار میں ہلکان ہوتے دیکھ مسرور ہوتا تھا۔۔۔جب وقت کی مدت طویل ہوئی تو اسفند بلوچ کرخت آواز میں ملازمہ سے مخاطب ہوئے تھے جو کونے

میں سر جھکائے کھڑی ان کی حکم کی منتظر تھی۔۔۔۔۔۔۔ جاؤ اور بلا کر لاؤ سردار کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے وہ اپنے قدم باہر بڑھاتی صائم بلوچ اپنی پر وقار شخصیت کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔۔۔۔۔ سلام کرتے بنا ایک نگاہ غلط اسفند بلوچ پر ڈالے جوس کا گلاس لبوں سے لگا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔اس کی لاپرواہی کو دیکھتے ان کا چہرہ غصہ سے مزید سرخ ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔

صائم بلوچ اب آپ سردار بن چکے ہے اتنا وقت ضائع کرنا آپ کو زیب نہیں دیتا۔۔۔۔۔ زور سے چمچ پلٹ میں پٹکتے روعب دار

آواز میں اس سے بولے تھے۔۔۔۔۔۔ جو بے زاری سے پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔ سردار صائم بلوچ ہم آپ سے مخاطب ہے۔۔۔۔ اب کے جاہ جلال سے گویا ہوئے تھے کہ ٹیبل پر موجود لوگ کانپ کر رہ گئے تھے۔۔۔۔۔۔

بابا مجھے انتظار کروانا پسند ہے۔۔۔۔ اور مجھے وہ لوگ بھی پسند ہے جو سردار صائم بلوچ کا انتظار کرتے ہیں۔۔۔ اور میں کبھی بھی خود کو کسی کے لیے نہیں بدلو گا۔۔۔ اس کے انداز سے غرور جھلک رہا تھا۔۔۔۔

بیٹا کسی کو اتنا ہی انتظار کروانا چاہیے جتنا خود برداشت کر سکو۔۔۔ نصرت بلوچ باپ بیٹے کے درمیان بولی تھی ان کا

انداز سخت بھی نہ تھا اور نرم بھی نہیں تھا وہ تھک گئی تھی اپنے بیٹے کی خود سر طبیعت سے۔۔۔۔

ایسا اس روح زمین پر کوئی پیدا نہیں ہوا جو مجھے انتظار کروائے اور اگر ہو گیا تو سردار صائم بلوچ کے غصب سے اسے کوئی نہیں بچا سکے گا۔۔۔۔۔اس کا اتنا سفاک جواب سن کر ذوہا اور نصرت بلوچ نے تاسف سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔ جبکہ اسفند بلوچ کا سینہ فخر سے چوڑا ہوا تھا اپنے بیٹے کے مغرور انداز کو دیکھتے سارا غصہ پل میں ہوا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

ٹھیک کہہ رہا ہے بلکل ہمارا بیٹا سردار ہے اور سردار کو مضبوط ہونا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔ان کی حمایت پر ذوہا نے ایک نظر صائم بلوچ

کو دیکھا تھا جو پر سکون سا ناشتہ میں جھک گیا تھا اور ایک نظر اپنے باپ کی طرف جو جان نثار نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔کرسی کھسکا کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

ماں میں جا رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔اللہ حافظ کہتے نکل گئی تھی۔۔۔۔۔۔اسفند بلوچ نے ناگواری سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔پھر سر جھٹک کر ناشتہ کرنے لگے تھے۔۔۔۔۔۔

★★★★★

ماں رائیکہ کو آپ سے بات کرنی ہے ہلکی سی آواز میں منمائی تھی۔۔۔۔۔۔شاہینہ بلوچ جو تخت پر بیٹھی تھی کاظمہ کی آواز پر

کاٹ دار نگاہوں سے اسے دیکھا تھا جس کو دیکھتے وہ دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

رائیکہ آنکھیں پھاڑے اس کو دیکھ رہی تھی جس کے آنسو پلکوں پہ ٹھہرے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔پھر تھوک نگلتی ان کی طرف دیکھتے خود میں بولنے کی ہمت مجتمع کرنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔

جی بولے کیا کہنا ہے آپ کو۔۔۔۔۔۔۔شاہینہ بلوچ لیے دیے انداز میں بولی تھی جس سے کاظمہ کے ساتھ رائیکہ بھی ڈری تھی۔۔۔۔۔۔ک۔۔کچھ نہیں چاچی ماں یہ تو ایسے ہی کہہ رہی ہے۔۔۔۔اپنی بات پر کاظمہ کی طرف اشارہ کیا تھا جس کا وجود وہاں موجود نہ تھا۔۔۔۔جسے دیکھتے وہ بھی وہاں سے کھسکی تھی

جب شاہینہ بلوچ کے لفظوں کے ساتھ اس کے قدم اور دل دونوں رکے تھے۔۔۔۔

کوشش کرنا کہ وہ منحوس کاظمہ دوبارہ ہمارے سامنے نہ آئے۔۔۔۔۔۔اور جو بات کرنی ہو وہ تم کیا کرو اس کے ساتھ نہ دیکھو میں تمہیں۔۔۔۔۔۔۔زہر میں ڈوبے تیر دروازے کے پاس کھڑی کاظمہ کے دل میں لگے تھے۔۔۔۔۔۔۔منہ پر ہاتھ رکھتے اپنی سسکی کا گلہ گھونٹتے لڑکھڑاتے وہاں سے گئی تھی۔۔۔۔۔۔

رائیکہ نے بغیر پلٹے سر اثبات میں ہلایا تھا اور بھاگنے کے انداز میں وہاں سے گئی تھی۔۔۔۔۔

★★★★★

شیشے میں اپنے عکس کو تنقیدی نظروں سے دیکھتے وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا تھا۔۔۔۔۔۔۔جب ملازم کی آواز پر اس نے سر جھٹک کر اپنا رخ اس کی طرف کیا تھا جو پریشان سا اپنی پیشانی صاف کر رہا تھا۔۔۔۔۔جس کو دیکھتے اس نے ایک آئی برو اچکائی تھی جسے دیکھتے اشرف (ملازم) نے اپنے لبوں کو تر کرتے بولنا شروع کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

سردار۔۔۔سردار وہ۔۔۔وہ

میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے جو میں تمہاری وہ وہ سننے کے لیے ضائع کرو۔۔۔۔۔۔اس کی غصیلی آواز پر ملازم جلدی سے بولا تھا۔۔۔۔۔۔۔

سردار وہ اسفند بلوچ ذوہا بی بی کی شادی چوہدری کے بیٹے سے کر رہے ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کی بات پر اس کا گھڑی باندھتا ہاتھ رکا تھا۔۔۔۔۔۔دھڑکنیں مدھم پڑی تھی آنکھوں کے سامنے اس پری وش کا عکس گھوما تھا جس نے اسے خود سے محبت کرنے پر مجبور کیا تھا۔۔۔۔۔۔بامشکل خود کو کنٹرول کرتا اس سے گویا ہوا تھا۔۔۔۔۔

اس کا جواب بتاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سردار انہوں نے ہاں کر دی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ ملازم کے جواب پر اس نے اپنے قدم باہر کی طرف بڑھائے تھے جب کاظمہ کی آواز سنتا وہی رکا تھا۔۔۔۔۔

★★★★★

کاظمہ آپ سدھر جائے کیوں مجھے مروانا چاہ رہی ہے۔۔۔۔اس کی غصے سے بھری آواز پر اس نے اپنی نمکین پانی سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھا تھا جس پر وہ اپنا غصہ بھولتی اسے محبت سے اپنے ساتھ لگا گئی تھی۔۔۔۔۔۔

اس کا سہارا ملتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔۔۔۔

رائیکہ ماں بلکل اچھی نہیں ہے وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی انہیں
می۔۔۔ میرا خیال بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔ میری ساری سہیلیوں
کے مائیں کتنی اچھی ہے وہ ان سے محبت کرتی ہے پر میری ماں
کیوں مجھ سے نفرت کرتی ہے۔۔۔۔۔۔۔اس کے رونے میں
روانگی آگئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ جس کو دیکھتے رائیکہ اور احتشام
بلوچ تڑپ اٹھے تھے۔۔۔۔۔۔۔ سرعت سے اس تک پہنچ کر
اسے اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔۔۔۔۔

نہیں میری جان روتے نہیں ہے آپ کو کس نے کہا کہ ماں آپ
سے نفرت کرتی ہے وہ تو آپ سے بہت محبت کرتی ہے اسے اپنے
ساتھ لگائے بہلانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اس سے الگ ہوتے کاظمہ نے بچوں کی طرح پرجوش ہوتے پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔سچ میں وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔۔۔اگر وہ مجھ سے محبت کرتی ہے تو آج تک انہوں نے آپ کی طرح گلے کیوں نہیں لگایا۔۔۔۔۔۔۔اس کے سوال پر ان دونوں نے اپنے لب بھینچے تھے ان کے پاس جواب جو نہ تھا۔۔۔۔۔۔۔

کاظمہ ہم تو باغ جا رہے تھے نا۔۔۔۔۔۔۔رائیکہ نے اس کا دھیان بٹانے کی کوشش کی تھی جس پر وہ کامیاب ٹھہری تھی
۔۔۔۔احتشام بلوچ سے الگ ہوتے سوالیہ نظروں سے اسے تکا تھا۔۔۔۔۔۔۔

کوئی اور وقت ہوتا تو منع کر دیتا پر اب جب وہ رو چکی تھی تو احتشام بلوچ کے لیے یہ ناممکنات میں سے تھا کہ وہ اپنی بہن کو پھر سے رلائے اس لیے سر ہلا کر اجازت دی تھی۔۔۔۔۔۔۔ جس پر وہ مسکرائی تھی۔۔۔۔۔میں اپنی بہن کو کبھی کوئی تکلیف نہیں ہونے دو گا ہمیشہ اس کی مسکراہٹ کو قائم رکھنے کی کوشش کرو گا۔۔۔۔۔

اس کی مسکراہٹ دیکھتے احتشام بلوچ نے دل میں عہد کیا تھا۔۔۔۔اس کا عہد اب کب تک قائم رہتا یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★

وہ کینٹن میں اکیلی بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ غصہ اس کی چھوٹی سی ناک پر سجا ہوا تھا۔۔۔۔۔اب یہ کس پر نکلنا تھا وہ خود نہیں جانتی تھی ۔۔۔۔۔ جس کے لیے تھا اس کے سامنے تو حرف بھی نہیں نکلتا تھا۔۔۔۔۔

کیا کر رہی ہو اکیلے اکیلے آج تمہارا وہ مجنوں نظر نہیں آ رہا۔۔۔۔۔۔ایک لوفر لڑکے نے اس کو اکیلے بیٹھے دیکھ جملہ کسا تو روشنہ کی آنکھوں میں چمک اتری تھی اپنی کتابیں سائیڈ میں رکھتے اس کے مقابل کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

ہاں کیا کہا تم نے ذرا پھر سے کہنا۔۔۔۔۔دونوں بازو سینے پر لپیٹے سختی سے بولی تھی۔۔۔۔۔۔

جس پر لڑکے نے مسکراتے اپنے جملہ دھرایا تھا۔۔۔۔۔آج تمہارا مجنوں۔۔۔۔۔۔چٹاخ

اس سے پہلے وہ اپنے جملہ پورا کرتا روشنہ کا نازک سا ہاتھ اس کے گال پر چھاپ جھوڑ دیا تھا۔۔۔۔وہ رکی نہیں تھی بلکہ دوسرے گال پر بھی تھپڑ مار گئی تھی۔۔۔

میرے خیال سے تمہیں اس یونی میں پڑھنا نہیں ہے جبھی مجھ سے الجھنے کی غلطی کر بیٹھے ہو یاد رکھنا روشنہ بلوچ نام ہے میرا ۔۔۔۔۔میرے معاملات میں بولنے کا حق تو میں خود کے سگے

کو بھی نہیں دیتی پھر تم کیا چیز اب نکلو یہاں سے۔۔۔۔۔۔۔چبا چبا کر بولتی اپنی نشست پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

آس پاس سٹوڈنٹس کچھ فراز پر ہنس رہے تھے تو کوئی افسوس سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔

یاد رکھنا روشنہ بلوچ میں تم بہت غلط کیا ہے مجھ پر ہاتھ اٹھا کر تمہیں وہاں سے مارو گا جہاں سے تم نے سوچا بھی نہ ہو گا۔۔۔۔ شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے وارن کیا تھا جس پر روشنہ نے نخوت سے سر جھٹکا تھا۔۔۔۔

روشنہ یہ کیا کیا ہے تم نے فریال نے اس کے پاس بیٹھ کر پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

دیکھو فریال میرا موڈ اس وقت بہت خراب ہے مہربانی کرو مزید خراب مت کرو۔۔۔۔۔۔خوفت سے بولتے کتاب میں سر دے گئ تھی۔۔۔۔۔۔

تم غلط کر رہی ہو ابھی بھی وقت ہے واپس آ جاؤ۔۔۔۔۔۔فریال نے ایک بار پھر سمجھانے کی کوشش کی تھی جس پر اس نے دھیان نہیں دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

گھنٹی کی آواز پر اس نے فون میں دیکھا تھا جہاں احد بلوچ کالنگ لکھا آرہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ جس کو دیکھتے اس کا موڈ یک دم فریش ہوا تھا بناتا خیر کیے فون اٹھاتے کان سے لگا گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★

آج پنچایت کے فیصلے کے میں جانا ہے اور امید کرتا ہو بناتا خیر کیے آپ وہاں موجود ہو گے میں نہیں چاہتا کہ کوئی ہمارے بیٹے کے آگے کسی اور کی تعریفیں کرے۔۔۔۔ اسفند بلوچ سنجیدگی سے بولے تھے۔۔۔۔۔۔

بابا میرے پاس اس سب کے لیے وقت نہیں ہے آج آپ خود جا کر پنچایت کے فیصلے نمٹا آئے مجھے کسی ضروری کام سے شہر جانا ہے اس کے بعد میں باغ جاؤ گا کافی عرصہ ہو گیا گئے

ہوئے۔۔۔۔صائم بلوچ مصروف انداز میں بولا تھا

۔۔۔۔۔اس کے انکار کرنے پر انہوں نے گہری سانس خارج

کرتے سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

اچھا تم نے ذوہا کے بارے میں کیا سوچا ہے۔۔۔۔کچھ یاد آنے

پر انہوں نے اچانک پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔

جس پر اس نے نا سمجھی سے ان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔آپ

کیا کہنا چاہتے ہے صاف صاف بتائیں۔۔۔۔ سرد مہری سے گویا

ہوا تھا۔۔۔۔وہ جان گیا تھا پر انجان بن رہا تھا جس کو دیکھتے

اسفند بلوچ نے دانت پیسے تھے۔۔۔۔

برخودار آپ اچھے سے جان گئے ہے میں کیا کہہ رہا ہو آپ

دونوں بھائیوں کی ضد کی وجہ سے میں نے ذوہا کو کالج میں داخلہ

دلوادیا تھا۔۔۔۔اب جب وہ گیارہویں جماعت میں آگئی ہے تو

اس کی شادی کردی جائے اور اس تعلیم کو روکو میں مزید

برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ان کے سرد انداز میں کہنے پر

صائم بامشکل اپنا غصہ ضبط کیا تھا۔۔۔۔

پہلی بات ذوہا جب تک چاہے گی اپنی پڑھائی کو نہیں روکے گی اور

دوسری مجھے اس چوہدری کے بیٹے پر ذرہ برابر بھی یقین نہیں ہے

میں اسے اپنے گھر کا نوکر بھی نہ رکھو اور آپ میری بہن کو اس

کے ساتھ باندھنا چاہ رہے ہے۔۔۔۔۔تو سن لے سردار صائم

بلوچ ایسا کبھی نہیں ہونے دے گا پھر چاہے آپ کچھ بھی

کریں۔۔۔۔۔۔۔اپنے ازلی سرد انداز میں بولتا اسفند بلوچ کی ذات کو جھٹکوں کی زد میں لے آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

صائم تم اب اپنی زبان سے مکر رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ تم مکر نہیں سکتے اور میں چوہدری کو زبان دے چکا ہو اور یقین کرو مجھے اپنی زبان سے زیادہ کچھ عزیز نہیں ہے۔۔۔۔۔اولاد بھی نہیں غصے سے کہتے پنچایت کے لیے نکل گئے تھے۔۔۔۔

صائم بلوچ کتنی ہی دیر تک اس جگہ کو گھورتا رہا جہاں وہ کھڑے تھے اور ان کے الفاظ سوچتا رہا جو اپنی زبان کے پیچھے اپنی بیٹی کو قربان کرنا چاہ رہے تھے۔۔۔۔کچھ سوچتے اس نے بھی باہر کا رخ کیا تھا اس کا ارادہ پنچایت میں جانے کا تھا۔۔۔۔۔۔

★★★★★

احمد بلوچ اور روبینہ بلوچ کی دو اولادیں تھیں۔۔۔۔

ابراہیم بلوچ اور دلاور بلوچ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابراہیم بلوچ کی شادی احمد بلوچ کے دور کی رشتے دار فاروق بلوچ کی بیٹی سمرین سے ہوئی تھی جس سے ان کا ایک بیٹا اسفند بلوچ تھا۔۔۔۔۔۔اور دلاور بلوچ کی شادی ان کی خالہ کی بیٹی نجمہ بلوچ سے ہوئی تھی اور ان کا بھی ایک بیٹا تھا یوسف بلوچ تھا۔۔۔۔۔

ل بچپن سے لے کر جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے تک دونوں کی دوستی کی مثال سارے گاؤں میں دی جاتی تھی۔۔۔۔ جن کا ایک دوسرے کے بغیر دن نہ گزرتا تھا۔۔۔۔۔ احمد بلوچ کو اپنے پوتوں پر فخر ہوتا تھا جن کا اول مقصد ہی محبت کے بیج بونا

تھا۔۔۔۔۔۔۔دونوں گاؤں سے ہی تعلیم حاصل کر رہے تھے ۔۔۔۔۔یوسف کے مقابلے میں اسفند بلوچ کو تعلیم کا زیادہ شوق نہ تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ ان کا کہنا تھا کہ ان کو تعلیم کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان کے پاس ہر چیز موجود ہے تو پڑھائی کر کے کیا کرنا۔۔۔۔۔۔ان کو ایسے دیکھتے سب نے بہت سمجھایا تھا پر انہوں نے تو تہیہ کر لیا تھا کہ وہ اسکول کی شکل بھی نہیں دیکھنے چاہتے۔۔۔۔۔زبردستی ہی ان کو پانچ کلاس پاس کروائی تھی جس کے بعد ان سے کسی نے دوبارہ پڑھائی کا ذکر نہیں کیا تھا۔۔۔۔وجہ ان کی دھمکی تھی جو انہوں نے احمد بلوچ اور ابراہیم بلوچ کو صاف لفظوں میں آگاہ کیا

تھا کہ اگر ان کے ساتھ زبردستی کی گئی تو وہ گاؤں چھوڑ جائے گے تاہم سب نے خاموشی اختیار کرلی تھی۔۔۔۔۔۔

پر یوسف بلوچ پوری دل کے ساتھ اپنی پڑھائی کر رہے تھے جس کو دیکھتے وہ گاؤں والوں کی نظر میں آگئے تھے اپنے ہر مسئلہ کے حل کے لیے وہ انہیں کے پاس جاتے تھے۔۔۔۔۔۔ جس کو دیکھتے اسفند بلوچ کے دل میں حسد پروان چڑھانا شروع ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★

سردار رحم کریں مجھے انصاف چاہیے گاؤں کے ایک کسان نے احتشام بلوچ کے آگے ہاتھ جوڑتے روتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ایک طرف بڑی حویلی جس کے مالک اسفند بلوچ تھے اور کچھ ان کے گاؤں کے لوگ بیٹھے تھے۔۔۔تو دوسری طرف چھوٹی حویلی جو احتشام بلوچ کی تھی وہ اپنے گاؤں کے لوگوں ساتھ تھے۔۔۔۔۔اس سے پہلے سردار احتشام بلوچ کچھ کہتا گاڑی کی چرچراہٹ پر سب نے سامنے دیکھا تھا جس میں سے سردار صائم بلوچ اپنے مخصوص انداز میں ان کی طرف آرہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ایک نظر احتشام اور اس کے سامنے بیٹھے سہیل نامی کسان پر ڈالتے اسفند بلوچ کے برابر بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنا مسئلہ بتاؤ اس کی سرد آواز پر سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا پھر افضل نامی کسان نے آگے آتے اسے بتانا شروع کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

سردار یہ میری زمین پر قبضہ کر چکا ہے وہ زمین میرے باپ کی وراثت میں مجھے ملی ہے میں کچھ عرصے شہر سے باہر گیا تھا جب واپس آیا تو یہ میری زمین پر اپنی فصل لگاتا اپنا کاروبار جمارہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے مسکین صورت بناتے بتایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا یہ سچ کہہ رہا ہے سہیل احتشام کی نرم آواز پر اس نے روتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔ سردار یہ جھوٹ کہہ رہا ہے وہ

زمین میں نے اپنے بیوی کے زیور بیچ کر ایک سال پہلے ہی خریدی تھی اسی دوران میری بیٹی بیمار ہو گئی تھی جس کے علاج کے لیے میں اسے شہر لے گیا تھا اور میرے بیٹے نے دن رات محنت کرتے اس زمین پر کھیتی باڑی کی پھر جب مجھے فائدہ ہوا تو اس نے اپنی بند*وق کے زور پر مجھے ڈرا دھمکا کر زمین لے لی ------ میں نے بہت منت سماجت کی اس کی پر اس نے مجھے اس زمین پر قدم بھی رکھنے نہ دیا تو میں مجبور ہو کر آپ سے مدد مانگنا چلا آیا------- اپنی بات کے اختتام پر وہ رونے لگا تھا جیسے دیکھتے احتشام کی آنکھیں سرخ ہوئی تھی--------

تمہاری اتنی ہمت کہ تم سردار احتشام بلوچ سے جھوٹ بولو ------ اپنی جگہ سے اٹھتے غصے سے بولا تھا جس پر اس افضل

کے پسینے چھوٹے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ سردار یہ جھوٹ کہہ رہا ہے وہ وہ زمین میری ہے۔۔۔۔۔۔ اپنا رخ صائم بلوچ کی طرف کرتے یقین دہانی کروانی چاہی تھی۔۔۔۔۔۔

تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ وہ زمین تمہاری ہے۔۔۔۔۔ صائم بلوچ کی سرد آواز سن کر اس کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی تھی پر پھر بھی اپنے لہجے کو مضبوط بناتے بولا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ سردار وہ زمین میری ہے میں نے ان سب کے سامنے خریدی تھی اس نے اپنے بائیں طرف بیٹھے آدمیوں کی جانب اشارہ کیا تھا جس نے تھوک نگلتے سرہاں میں ہلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اگر وہ زمین تمہاری ہے تو دکھاؤ زمین کے کاغذات

۔۔۔۔احتشام اس کا گریبان پکڑتے ٹھنڈے لہجے میں بولا تھا

۔۔۔۔۔اس کا ضبط جواب دے رہا تھا وہاں کہاں جھوٹ سنتا

تھا اس لیے آپے سے باہر ہوا تھا پھر خود کو پر سکون کرتے اپنے

جگہ پر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔

سہیل کاغذات ہے تمہارے پاس صائم بلوچ کے پوچھنے پر اس

نے جھٹ سے فائل دکھائی تھی جس کو دیکھتے افضل کے ہاتھ پیر

کانپے تھے اس سے پہلے وہ وہاں سے بھاگتا صائم بلوچ نے اپنی

واسکٹ سے گ*ن نکلتے اس کے ٹانگ پر گولی ماری تھی

۔۔۔۔۔۔ٹھاہ کی آواز پر وہاں سکوت چھا گیا تھا احتشام اور

اسفند بلوچ صدمے سے صائم بلوچ اور زمین پر کراہتے آدمی کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

یاد رکھنا اگر آئندہ صائم بلوچ سے جھوٹ بولنے کی کوشش کی نہ تو تمہاری جان مشکل میں آجائے گی۔۔۔۔صائم بلوچ بچہ نہیں ہے جو جھوٹ اور سچائی کو آنکھوں سے نہ دیکھ سکے ایک زوردار ٹھوکر اس کی زخمی ٹانگ میں مارتا اپنی جیپ میں بیٹھ گیا تھا۔۔۔اس کے پیچھے اسفند بلوچ بھی احتشام کو تمسخرانہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھتے اپنی گاڑی میں سوار ہوئے تھے۔۔۔

احتشام بلوچ نے تاسف سے ان دونوں بے رحموں کو دیکھا تھا پھر آگے بڑھ کر اپنے ملازم کو اس کا علاج کرانے کا کہتے خود بھی چل دیا تھا۔۔۔۔۔

★★★★★

پنچائیت سے نکلتے ذوہا کے کالج کے باہر اپنی گاڑی روکتے گھڑی میں وقت دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔ جو کالج بند ہونے کا پتا دے رہی تھی جب ٹھیک تین منٹ وہ آتی دیکھائی دی تھی جس نے چادر میں خود کو چھپایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ چہرا بھی چھپا تھا بس دو سنہری آنکھیں نظر آرہی تھی جن کا احتشام بلوچ اسیر تھا۔۔۔۔۔۔

جلدی سے اپنے قدم اس تک پہنچائے تھے۔۔۔۔۔ وہ جو اپنے دھیان میں جا رہی تھی یک دم ٹھٹکی تھی وہ تو عشق کرتی تھی اس

سے تو کیسے اس کی خوشبو کا نہ پہچانتی اچانک گداز لبوں پر مسکراہٹ ابھری تھی۔۔۔۔۔ لیکن اپنی خطا یاد آتے ہی گلابی چہرا زرد پڑا تھا۔۔۔۔ تیز تیز قدم چلتی وہاں سے جانا چاہ رہی تھی۔۔۔۔۔

خبردار لڑکی جو ایک قدم بھی تم نے آگے بڑھایا تو۔۔۔۔۔۔

وہ جو ابھی کالج سے نکلی تھی اپنے پیچھے احتشام بلوچ کی غصے سے چنگھاڑتی آواز پر قدم وہی منجمد ہوئے تھے۔۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ رشتے کے لیے ہامی بھر کر وہ پہلے ہی سوئے ہوئے شیر کو جگا چکی ہے اب مزید وہ مرنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

اس کی فرمابرداری پر وہ تلخ سا مسکراتا اس کے روبرو ہوا تھا۔۔۔۔ کس کی اجازت سے تم نے چوہدری کے بیٹے کے لیے ہاں کی ہے کیا تم احتشام بلوچ کو دھوکا دینے کی سزا سے واقف نہیں ہو۔۔۔۔اس کی دھاڑ سن کر وہ سہمی تھی۔۔۔

و۔۔وہ۔۔می۔۔میں با۔۔باک۔اکا۔۔ما۔ن نہی۔ن تو۔ڑ سکتی مجرم کی طرح سر جھکائے کانپتے لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔وہ مجرم ہی تو تھی احتشام بلوچ کی جس نے اس کے دل پر وار کرتے اسے ٹکروں میں توڑ دیا تھا۔۔۔۔۔

اگر اتنی ہی فکر تھی تمہیں اپنے باپ کے مان کی تو کیوں مجھے ان راستوں پر گھسیٹا کیوں عشق کی دعویدار بنی کیوں خود سے محبت

کرنے پر مجبور کیا مجھے بولو۔۔۔۔۔ کہی یہ سب بھی تمہارے ڈرامے تو نہیں ہو تو تم بھی دشمن کی ہی بیٹی۔۔۔۔۔ارد گرد سے بے نیاز زخمی شیر سی دھاڑ میں پھنکارا تھا۔۔۔۔۔

اس کے الزام پر تڑپ کر سر اٹھایا تھا۔۔۔۔۔۔اور روتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔۔

ن۔۔ نہیں م۔۔ میں۔۔ سچ۔۔ سچی محبت کرتی ہو۔۔۔۔۔۔روتے ہوئے اپنی صفائی دی تھی۔۔۔۔۔۔ جس پر وہ بلکل ایک قدم کے قدم کے فاصلے پر آ کر رکا تھا۔۔۔۔۔۔

تو پھر ثابت کرو کے تم سچی محبت کرتی ہو۔۔۔۔۔۔اس کو دیکھتے چٹانوں کی سختی پر چہرے پر طاری کرتے بولا تھا جس پر وہ ڈر کے دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

ک۔۔کیا۔۔۔ک۔ر۔۔۔کرنا

۔۔ہ۔۔ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اٹکتے سوال کیا تھا۔۔۔۔۔۔

احتشام بلوچ نے دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا تھا جق ہلکا ہلکا لرز رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★

احتشام کی اجازت سے وہ گارڈ کے ساتھ اپنے باغ کی طرف آئی تھی۔۔۔۔۔اس کی اجازت کے بعد اس نے ایک بار پھر سے

رائیکہ کو شاہینہ بلوچ کے پاس بھیجنا چاہا تھا تاکہ وہ ان کو اطلاع دے سکے کہ وہ باغ میں جا رہی ہے پر رائیکہ نے جانا مناسب نہ سمجھا اس لیے اسے ٹالتے باغ میں لے آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔جو باغ میں آکر بھی بے چین تھی۔۔۔۔۔

کیا ہوا کاظمہ آپ ٹھیک تو ہے نہ۔۔۔۔۔۔رائیکہ نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔کاظمہ نے ایک نظر اپنے سے چند فٹ کی دوری پر کھڑے گارڈ پر نظر ڈالتے اس کو دیکھتے منہ پھولا کر کہا تھا۔۔۔۔۔

نہیں ہے کچھ ٹھیک ہمیں اس باغ میں جانا ہے پر یہ تو سایہ کی طرح جمٹ گیا ہے۔۔۔۔۔۔کاظمہ نے اپنا مسئلہ بتایا تھا رائیکہ

نے ایک نظر اس کی اشارہ کردہ جگہ پر دیکھا تھا۔۔۔۔۔جو صائم بلوچ کے باغ میں جانے کی ضد کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

آپ کا دماغ درست ہے آپ وہاں جانا چاہتی ہے۔۔۔۔۔رائیکہ نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے متفکر ہو کر پوچھا تھا۔۔۔کاظمہ نے گھورتے اسے دیکھا تھا پر جھنجھلاتے اس کا ہاتھ ہٹایا تھا۔۔۔۔۔ہاں میرا دماغ درست ہے اور میں پہلے بھی کافی دفعہ گئی ہوئی ہو اس لیے مجھے جانا ہے اور آپ کو بھی ساتھ چلنا ہے۔۔۔۔۔۔کاظمہ نے جیسے اسے حکم دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اس کی ساتھ جانے والی بات پر ہی رائیکہ خوفزدہ ہو گئی تھی ۔۔۔۔۔۔اس میں اتنی ہمت کہا تھی کہ وہ جانتے بوجھتے شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈالے ۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں کاظمہ میں نہیں جاؤ گی اور آپ کو جانے بھی کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔۔۔۔۔رائیکہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی تھی جس پر اس نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

پھر اپنا دماغ لڑاتے گارڈ کے پاس گئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ دیکھیں بھائی آپ کو بس یہی رہنا ہے اس سے آگے نہیں آنا۔۔۔۔ سمجھ گئے نہ ۔۔۔۔۔۔۔کاظمہ کے سختی سے بولنے پر وہ گارڈ حیران پریشان ہوتا سرہاں میں ہلا گیا تھا۔۔۔۔۔

جس پر وہ دلکشی سے مسکراتی رائیکہ کا پاتھ تھامے باغ میں گم ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔

★★★★★

احد آپ یونی کیوں نہیں ائے آپ جانتے ہے نہ کہ آپ کے بنا مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا۔۔۔۔۔۔اس کے باوجود آپ ہمیشہ ایسا کرتے ہے۔۔۔۔۔۔۔روشنہ کال پک کرتے روہانسی ہوئی تھی جسے محسوس کرتے احد بلوچ پل میں پریشان ہوا تھا۔۔۔۔

روشنہ اب سب سے پہلے تو آپ رونا بند کریں۔۔۔۔۔التجائی کہا تھا۔۔۔۔۔۔

نہیں میں جب تک رونا بند نہیں کروگی جب تک آپ مجھ سے
وعدہ نہیں کر لیتے کے آئیندہ ایسا نہیں کریں گے روتے روتے
اپنی شرط سامنے رکھی تھی۔۔۔۔

جی ٹھیک ہے میں اب کبھی ایسا نہیں کروگا پر پلیز اب رونا بند کر
دے۔۔۔۔۔۔۔اس کے بے بسی سے کہنے پر روشنہ نے اپنے
آنسو صاف کیے تھے۔۔۔۔۔۔

آپ آئے کیوں نہیں آج۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ میرے
سر میں درد تھا تو اس لیے نہیں آسکا۔۔۔۔۔۔۔۔۔احد نے نرمی
سے کہا تھا۔۔۔۔۔

کیا!!!احد آپ کے سر میں درد ہے میڈیسین لی آپ

نے۔۔۔۔۔۔روشنہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی فکر مندی سے

بولی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اس کو اپنے لیے متفکر ہوتے دیکھ زندگی سے بھرپور مسکراہٹ

نے احد بلوچ کے ہونٹوں احاطہ کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔جی میں بلکل

ٹھیک ہو میڈیسن بھی لے چکا ہو آپ پریشان نہ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور بتائیں آج کیا ہوا یونی میں۔۔۔۔۔۔۔ محبت سے کہتے سوال

پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

جس پر روشنہ نے اپنے لب دانتوں تلے دبائے تھے

۔۔۔۔۔۔پھر یونی میں ہونے والی ساری روداد اس کے گوش

اتاری تھی۔۔۔۔۔۔۔

جس پر وہ نفی میں سر ہلا کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★

جمال آج سر دار باغ میں آرہا ہے اس لیے دھیان رکھنا کوئی گڑبڑ

نہیں ہونی چاہیے ورنہ سر دار کو تم اچھے سے جانتے ہو

۔۔۔۔۔۔۔۔عابد نامی ملازم نے اسے خبر دار کیا تھا۔۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے لیکن باغ میں جو لڑکی آتی ہے اس کا کیا کرنا

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔جمال نے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

مجھے بتانا میں سردار ک بتادوگا ویسے تو پہلے بھی میں علم لاچکا ہو پر آج سردار خود دیکھ لے گے۔۔۔۔۔۔اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے خود چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

جمال بھی وہاں موجود کین کی کرسی پر بیٹھ گیا تھااور ارد گرد نظر دوڑانے لگا تھا۔۔۔۔۔

★★★★★

تو جو میں کہو گا وہ کرو گی۔۔۔۔اس کے پوچھنے پر اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ٹھیک ہے تو نکاح کرو مجھ سے اور ثابت کرو کے تمہاری محبت جھوٹی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اتنی

بڑی بات کو احتشام بلوچ نے اس انداز میں کہا تھا کہ ذوہا عش عش کر اٹھی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ کیا کہہ رہے آپ ۔۔۔۔۔۔۔۔ آواز اور آنکھوں میں بے یقینی تھی جو احتشام بلوچ سے چھپی نہیں تھی ۔۔۔۔۔۔

میں نکاح کرنے کا کہہ رہا ہو ایسی بھی کوئی بات نہیں کی کہ تمہیں یقین نہیں ہو رہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن میں نکاح نہیں کر سکتی بابا اور بھائی کی مرضی کے بغیر ۔۔۔۔۔۔ اب کے ذوہا نے مضبوط لہجے میں کہا تھا ۔۔۔۔

تو کیا جب مجھ سے اظہارِ محبت کر رہی تھی تب تمہارے باپ اور بھائی کی مرضی شامل تھی۔۔۔۔۔۔۔احتشام نے غصے سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ جس پر ذوہا نے نظریں جھکائی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ایک بات یاد رکھنا ذوہا اگر دو دن میں تم نے اپنا جواب نہ بتایا تو تم احتشام بلوچ کو بھول جانا انگشت شہادت اٹھاتے وارن کرتے وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

ذوہا نے آنکھوں میں نمی لیے اس دشمن جاں کی پشت کو دیکھا تھا جو اسے دوہری اذیت میں مبتلا کر کے چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

حویلی کی گاڑی دیکھتے جلدی سے اپنی آنکھیں صاف کی تھی اور گاڑی میں بیٹھی تھی۔۔۔۔۔۔ لیکن اس کی باتیں سوچتے پھر سے گرم سیال آنکھوں سے بہنے لگا تھا۔۔۔۔۔

★★★★★

دیکھو کاظمہ ابھی بھی وقت ہے واپس چلتے ہیں کسی نے دیکھ لیا نہ تو بہت برا ہوگا۔۔۔۔۔۔ رائیکہ نے پھر سمجھانا چاہا تھا۔۔۔۔۔

دیکھیں رائیکہ وہ بے تحاشہ حسین باغ ہے میرا دل کرتے ہے کہ میں ہمیشہ وہاں رہو اور آپ کو ڈرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے میں پہلے بھی کئی بار آچکی ہو اس لیے چلے جلدی۔۔۔۔۔ کاظمہ کہتی آگے چلی گئی تھی۔۔۔۔

اس کے پیچھے رائیکہ بھی آیت الکرسی کا ورد کرتے چلنے لگی تھی

۔۔۔۔جس کو کاظمہ کے کان باخوبی سن رہے تھے۔۔۔۔۔ڈر

تو اسے بھی لگ رہا تھا پر وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے محتاط

قدم اٹھاتے اندر چلنے لگی۔۔۔۔

جمال جو آج پوری طرح الرٹ بیٹھا تھا لڑکیوں کی آوازیں سنتا

فوراً اشرف کو فون ملاتا بتانا لگا تھا۔۔۔۔۔۔

★★★★★

وہ پنچایت سے نکلتے اپنے باغ سے کچھ فاصلے پر موجود ایک شیلٹر

کے نیچے آتے بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔جہاں پر کین کی چار کی کرسیاں

اور ایک ٹیبل موجود تھی۔۔۔۔۔۔

یہ جگہ صائم بلوچ کی پسندیدہ جگہ تھی وہ جب بھی پریشان ہوتا تو یہی آتا تھا۔۔۔۔۔۔ یہاں کی تازہ ہوا ارد گرد موجود ہریالی، باغ کے پیچھے بہتی ندی کا شور، اور درختوں پر موجود کوئل کی میٹھی آواز اسے سرور بخشتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

لیکن آج وہ نہ صرف یہاں سکون حاصل کرنے آیا تھا بلکہ اس لڑکی کی تلاش میں آیا تھا جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے باغ میں آتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سردار صائم بلوچ جو اپنی ہر چیز کے بے حد پوسیسو تھا اسے کہاں منظور تھا کہ کوئی غیر اس کی چیز پر نظر رکھے۔۔۔۔۔۔۔۔

چھوٹے سردار چھوٹے سردار وہ لڑکیاں آج پھر باغ میں آئی ہے مجھے ابھی جمال نے بتایا ہے۔۔۔۔۔ ملازم نے ہانپتے اس تک خبر دی تھی۔۔۔۔۔

وہ جو اپنی گ+ن صاف کر رہا تھا۔۔۔یک لمحہ کے لیے اس کے ہاتھ روکے تھے پر اسرار سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے ملازم کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ ہمممم تو آج یہ میری قید میں آئے گی جو روز میرے باغ میں آتی بنا میری اجازت کے۔۔۔۔۔۔۔اس کی سرد آواز سن کر ملازم فوراً بھاگا تھا۔۔۔۔۔۔

چلو دیکھتے ہے کہ یہ کون ہے جو صائم بلوچ کی چیز پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔۔۔۔۔۔اپنی شاہانہ چال چلتا باغ میں گھسا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

خدارا چلو یہاں سے اگر کسی نے دیکھ لیا نہ تو ہمارا آخری دن ہوگا تم جانتی نہیں ہو چھوٹے سردار کو بہت ظالم ہے ذرا سا رحم بھی نہیں کریں گے۔۔۔۔۔رائیکہ نے ڈرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔۔

افف رائیکہ آپ فضول میں ہی ڈر رہی اس بگڑے بلوچ سے وہ کچھ نہیں کرے گا ایک بار میرے سامنے آئے تو اسے بتاؤ گی ۔۔۔۔۔۔دیکھو کتنا خوبصورت باغ ہے یہاں کی ہر اچھی چیز پر

اس بگڑے بلوچ نے قبضہ کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔ آئے کبھی سامنے گن گن کے حساب لوں گی۔۔۔۔۔۔۔ باغ کی خوبصورتی میں کھوتے اپنے پیچھے کھڑے وجود کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا دیا تھا۔۔۔۔۔ چھٹانک بھر کی لڑکی کے منہ سے اپنے لیے ایسی باتیں سن کر صائم بلوچ کا ضبط جواب دیا تھا۔۔۔۔۔

ہاتھ میں تھامی بندو+ق سے ہوا میں فائر کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ جس سے ان دونوں کی دلخراش چیخ نکلی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اپنے سامنے صائم بلوچ کو دیکھتے رائیکہ خوف سے سفید پڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔ کاظمہ بھی پلٹی تھی اور اس کی گ+ن کا رخ اپنی طرف دیکھتے زمین بوس ہوئی تھی۔۔۔۔۔

صائم اور اشرف صدمے میں چور اس کے وجود کو دیکھ رہے تھے

جو ابھی تو اس سے گن گن کر حساب لینے کی باتیں کر رہی تھی اور

اب صرف اس کی گ*ن کا رخ اپنی طرف دیکھتے ہی ہوش و

خرد سے بیگانہ ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

سنو لڑکی یہی کہہ رہی تھی کیا کہ وہ سردار صائم بلوچ سے گن گن

کر حساب لے گئی۔۔۔۔۔۔ صائم نے رائیکہ کو دیکھتے یقین دہانی

چاہی تھی۔۔۔۔۔۔

جس پر رائیکہ نے خوف کے زیر اثر ہاں میں سر ہلاتے اس کی

تصدیق کی تھی۔۔۔۔۔۔۔

صائم نے ایک نظر اسے دیکھا تھا جس آدھا چہرا کالی چادر کے ہالے میں چھپا ہوا تھا اور ایک نظر رائیکہ کو دیکھا تھا جو اس کے خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔۔

پھر سخت آواز میں اپنے پیچھے کھڑے اشرف سے مخاطب ہوا تھا ۔۔۔۔۔جاؤ پانی لے کر آؤ۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے کہنے کی دیر تھی اشرف گدھے کی سینگ کی طرح وہاں سے غائب ہوا تھا اور دو منٹ بعد پھولتی سانسوں کے ساتھ بوتل اس کے ہاتھ میں تھمائی تھی۔۔۔۔۔۔

صائم نے بوتل لیتے رائیکہ کی طرف بڑھائی تھی۔۔۔۔۔۔اور سنجیدگی سے اس سے بولا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ لڑکی یہ پانی اس پر ڈالو اور اٹھاؤ اسے۔۔۔۔۔۔۔رائیکہ نے لرزتے ہاتھ سے اس سے بوتل لی تھی اور درازنوں بیٹھتے اس کے چہرے پر چھینٹے مارے تھے۔۔۔۔۔

جس سے کاظمہ کی پلکوں میں جنبشِ ہوئی تھی اس نے دھیرے سے اپنی آنکھیں کھولی تھی اور پھر سختی سے دوبارہ بند کی تھی

۔۔۔۔۔۔۔

لڑکی اگر دو منٹ میں تم نہ اٹھی نہ تو یہ گولی تم پر چل سکتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔کاظمہ فوراً سے پہلے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

کون ہو تم دونوں اور سردار صائم بلوچ کے باغ میں آنے کی جرت کیسے کی ۔۔۔۔۔۔۔۔صائم کا لہجہ پل میں سرد ہوا تھا اسے جانے کیوں کاظمہ کی آنکھوں میں اپنی لیے خوف دیکھتے مزہ آرہا تھا۔۔۔۔۔۔

یہ ۔۔آ۔آپ کا ب ۔۔ باغ نہ ۔۔ نہیں ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔کاظمہ نے اپنے لہجے کی لڑکھڑاٹ پر قابو پانے کی کوشش کی تھی پر بری طرح ناکام رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

اس کے جواب دینے پر تو صائم کا دماغ بری طرح گھوما تھا مضبوط

قدم اٹھاتے اس کے سر پر کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ جس کو دیکھتے

کاظمہ دو قدم بدک کر پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

اپنے پیر سے چپل نکالو۔۔۔۔۔۔۔ صائم کے کہنے پر کاظمہ نے نا

سمجھی سے اسے دیکھا تھا جب صائم غصے سے چلایا تھا

۔۔۔۔۔۔۔ میں نے کہا لڑکی چپل اتارو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کاظمہ نے

فٹ سے اتاری تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لڑکی تم چپ چاپ وہاں کھڑی ہو جاؤ اور ہلنے کی کوشش بھی مت

کرنا۔۔۔۔۔۔۔ اس کو زمین پر اشارہ کیا تھا جو دھوپ کی وجہ سے

تپ رہی تھی اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے وہ چپ چاپ کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔

لیکن زمین سورج کی روشنی کی وجہ سے تپ رہی تھی جس سے اس کے پیر بھی جل رہے تھے۔۔۔۔۔۔کاظمہ نے آنسوؤں بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا جو سکون سے کھڑا ہوتا اسے دیکھ رہا تھا اور ایک نظر رائیکہ کو جو خود رو رہی تھی۔۔۔۔۔

پ۔۔پلیز میر۔۔۔میرے۔۔۔پی۔۔۔پیر جل ر۔۔۔۔۔۔

خاموشی لڑکی آواز نہیں آنی چاہیے ورنہ ندی میں پھینک آ وگا ۔۔۔۔۔اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی صائم نے اسے چپ

کرادیا تھا۔۔۔۔۔۔۔کاظمہ نے بے بسی سے اسے تکا تھا پر اسے ذرا فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ تو تھا بے رحم اسے کہا کسی کے درد کی پروا تھی۔۔۔۔۔۔۔

سردار پلیز چھوڑ دے ہم کبھی نہیں آئے گے۔۔۔۔۔۔۔رائیکہ نے کاظمہ کی حالت دیکھتے کہا تھا جو دھوپ میں جل رہی تھی سفید رنگت سرخ ہو رہی تھی وہ پچھلے پندرہ منٹ سے اس کی سزا برداشت کر رہی تھی وہ تو دھوپ میں ایک منٹ کے لیے نہیں جاتی تھی کہاں وہ پندرہ منٹ سے اس تپتی دھوپ میں جل رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

رائیکہ کی بے بسی سے بھرپور آواز سن کر اس نے اسے گھورا تھا

پلیز سردار میں کبھی نہیں آو گی------ کاظمہ ہاتھ جوڑتے چیخی تھی------- صائم نے لب بھینچے اس کے جوڑے ہاتھوں کو دیکھا تھا پھر اس کو اشارہ کیا تھا------

کاظمہ پنجرے میں قید پنچھی کی طرح اپنی آزادی پر خوش ہوئی تھی----- پر ایک قدم بھی اس سے بڑھایا نہیں جا رہا تھا ------ چکراتے سر اور لرزتی ٹانگوں سے اپنی چپل پہنتے بامشکل رائیکہ کے سہارے چل پا رہی تھی-------

بیچاری کاظمہ بی بی ضرورت کیا تھی چھوٹی حویلی سے اس باغ میں آنے کی۔۔۔۔۔۔۔۔جمال نے اشرف کو آہستہ سے کہا تھا پر صائم کے تیز کانوں میں بھی اس کی آواز پہنچی تھی۔۔۔۔۔۔۔

وہ تو کاظمہ اور چھوٹی حویلی پر ہی اٹک گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔پھر سر جھٹک کر داخلی دروازے کی سمت مڑنے لگا۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★

سہ پہر کا وقت تھا جب یوسف بلوچ آج پورے دو ماہ بعد شہر سے آئے تھے حویلی قدم رکھتے ہی ان کا سامنا اسفند بلوچ سے ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔جس کو دیکھتے اپنے سامان وہاں صوفے پر رکھتے ان سے بغلگیر ہونے کے لیے آگے بڑھے تھے۔۔۔۔۔۔۔پر

اسفند بلوچ نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے انہیں باز رہنے کو کہا

یوسف بلوچ نے تعجب سے اسے دیکھا تھا کیونکہ یہ ان کی سترہ سال کی زندگی میں پہلی بار ہوا تھا--------

اسفند کیا آپ مجھ سے خفا ہے--------ان کے شانے پر ہاتھ رکھتے بہت محبت سے پوچھا تھا---------اسفند بلوچ نے ان کا ہاتھ بری طرح جھٹکا تھا-------لیکن یوسف بلوچ نے ان کی ناراضگی سمجھ کر نظرانداز کر دیا تھا-------

یوسف۔۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتے دلاور بلوچ کی آواز پر ان کی طرف متوجہ ہوتے فوراًان کے گلے لگے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔بچے آپ نے بتایا کیوں نہیں کہ آپ آج آنے والے ہے ہم خود آجاتے اپنے بیٹے کو لینے کے لیے ۔۔۔۔۔۔۔اس کی پیشانی جومتے پھر سے اپنے ساتھ لگاتے بولا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ملازم کے اطلاع دینے پر حویلی کے سب لوگ وہاں آگئے تھے ۔۔۔۔۔۔۔یوسف سب سے ملتا اپنے دادا کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے بھی اسے اپنے بازو کے حلقے میں لے لیا تھا جس کو دیکھتے اسفند بلوچ کے تن بدن میں آگ لگی تھی۔۔۔۔۔۔۔ان کی خاموشی سب ہی محسوس کر رہے تھے

کیونکہ یہ حویلی کے مکینوں کے لیے پہلی بار ہوا تھا کہ یوسف اور اسفند بلوچ ایسے دور دور رہے۔۔۔۔۔۔

پر کوئی یہ نہیں جانتا تھا کہ اب یہ وہ اسفند بلوچ نہیں رہے جو ہمیشہ یوسف بلوچ کے منتظر رہتے تھے اب تو وہ حسد کی آگ میں جل رہے تھے جو آگے چلتے بہت کچھ برباد کرنے والا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ایک نظر سب کے ہنستے چہروں کو دیکھتے خود اپنے کمرے میں بند چلے گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔اب کے یوسف بلوچ کو بھی کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★

کاظمہ رائیکہ کے سہارے بامشکل اپنے باغ میں داخل ہوئی تھی۔۔۔۔۔اس کی حالت غیر ہو رہی تھی جس کو دیکھتے رائیکہ نے اسے وہی قریب کرسی پر بیٹھا دیا تھا۔۔۔۔۔مندی مندی آنکھوں کو کھولتے کاظمہ نے رائیکہ کا چہرا دیکھا تھا جو آنسو سے تر تھا۔۔۔۔۔۔پھر ہلکی آواز میں بولی تھی اگر رائیکہ کا سارا دھیان اس کی طرف نہ ہوتا تو وہ سن بھی نہ

پاتی۔۔۔۔۔۔۔۔پ۔۔۔ا۔پا۔۔نی

اس کے کہنے پر اس نے ادھر ادھر دیکھا تھا پر پانی موجود نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔وہ تیزی سے آگے گئی تھی اس کا ارادہ گارڈ سے پانی منگوانے کا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن سامنے سے آتے احتشام بلوچ کو دیکھتے رائیکہ کے رونے میں روانی آئی تھی۔۔۔۔۔۔

احتشام جو کافی دیر حویلی میں کاظمہ اور رائیکہ کا انتظار کر رہا تھا لیکن جب وہ مقرر کردہ وقت پر نہیں پہنچی تو خود انہیں دیکھنے کے لیے آیا تھا۔۔۔۔۔ لیکن سامنے رائیکہ کو اکیلے اور روتا دیکھ اس کی جان لبوں کو آئی تھی۔۔۔۔۔ سرعت سے اس کے پاس پہنچ کر بے صبری سے بولا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رائیکہ کاظمہ کہاں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے روتے ہوئے ہی سامنے کی طرف اشارہ کیا تھا جس پر وہ تقریباً دوڑتا وہاں گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ پر سامنے کاظمہ کی حالت دیکھتے احتشام بلوچ ساکتے میں آگیا تھا دل جیسے کسی مٹھی میں دبوچ لیا ہو۔۔۔۔۔۔۔

وہ نازک سی گڑیا جس کے چادر کے ہالے میں چھپا آدھا چہرا نظر آرہا تھا ہونٹ کانپ رہے تھے،،،،بدن سارا پسینے سے شرابور ہو رہا تھا، سبز آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔۔اس کا حال دیکھتے رائیکہ کو تو مانو سانپ سونگھ گیا ہو اوہ بھاگتی ہوئی اس کے پاس پہنچی تھی۔۔۔۔۔۔۔کا۔۔۔کاظمہ میری جان اس کا گال تھپتھپا کر اسے ہوش میں لانا چاہ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کی آواز سن کر احتشام بھی ہوش میں آتے اس کے سر ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔اس کے چہرے سے چادر سرکائی تھی جس سے اس کا سارا چہرا واضح ہوا تھا۔۔۔۔پسینے سے بھیگا چہرا سرخ ہو رہا تھا

۔۔۔۔۔۔اسے ایک منٹ نہیں لگا تھا سمجھنے میں کہ یہ دھوپ میں کھڑی ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔

کاظمہ۔۔۔۔۔گڑیا آنکھوں کھولو اس کی بند ہوتی آنکھوں کو کھولنے کا کہا تھا۔۔۔۔۔۔لیکن کاظمہ ان دونوں کو دیکھتے اپنے ہوش کھو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اس نے تیز نگاہوں سے رائیکہ کو گھورا تھا جس نے چہرا جھکایا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔پھر کاظمہ کے بے ہوش وجود کو اٹھائے برق رفتاری سے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اس کے ساتھ ہمقدم ہونے کے لیے رائیکہ کو بھاگنا پڑھ رہا تھا پر وہ اس سے بے نیاز آگے جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اسے آرام سے گاڑی میں بٹھائے حویلی کا رخ کر گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★

اسلام علیکم احد کیسے ہیں آپ۔۔۔۔۔۔۔احد جو ابھی اپنی کلاس سے باہر آیا تھا روشنہ کے آنے پر اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔۔۔۔۔۔احد جواب دیتا فون میں مصروف ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

روشنہ کو برا لگا تھا لیکن پھر بھی اس نے ایک بار پھر اس سے سوال پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ ٹھیک ہے اب سر میں درد تو نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

ہمم۔۔۔۔۔۔

اس کے محبت سے کیے گئے سوال پر اس نے صرف ہمم پر اکتفا کیا تھا۔۔۔۔۔اب روشنہ کو رونا آیا تھا پل میں اس کی آنکھوں میں نمی گھلی تھی۔۔۔۔۔۔۔اپنی نم آنکھوں سے احد کو دیکھتی رہی لیکن احد نے ایک نظر بھی اسے نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

روشنہ کلاس میں چلو سر آگئے ہے۔۔۔۔۔۔۔فریال نے اسے دیکھے بنا کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ہم چلو۔۔۔۔۔۔۔۔اب احد بھی اس کی آواز میں نمی محسوس کرتے چونکا تھا اور فریال بھی۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا روشنہ اپنا فون رکھتے فوراً اس سے پوچھا تھا جو بنا ایک نظر اسے دیکھے چلی گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے پہلے ہی اسے منع کیا تھا کہ دور رہے تم سے پر نہیں اس کو اپنی عزت نفس مجروح کرانے میں مزہ آتا ہے ایک بات یاد رکھنا احد بلوچ اگر اسے کوئی بھی تکلیف ہوئی نہ تو میں تمہیں چھوڑو گی

نہیں۔۔۔۔۔۔۔ فریال غصے سے اسے بولتے گئی تھی۔۔۔۔۔۔

احد نے جب اپنے رویے پر غور کیا تو اسے روشنہ کے رونے کی سمجھ آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی پریشانی میں اسے اگنور کر گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ احد اپنی جگہ سے اٹھتے اس کی کلاس میں قدم رکھنے ہی والا تھا لیکن سامنے سے آتے سر کو دیکھتے ایک نظر روشنہ کو تکا تھا۔۔۔۔۔۔

جس نے نظریں پھیر لی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ احد کو بہت غصہ آیا تھا پر ضبط کرتے چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ویسے ہی اتنی پریشان تھا کچھ سخت کہتے روشنہ کو خود سے خفا نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★

شاہینہ بلوچ جو ملازمہ کو لان صاف کرنے کی ہدایت دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔احتشام بلوچ کی بانہوں میں کاظمہ کو اور روتی رائیکہ کو دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اس پہلے وہ اندر جاتا اس کے راستے میں حائل ہوتے سراپا سوال بنی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔کیا ہوا ہے اسے اور ایسے کیوں لے کر آرہے ہو اور یہ حویلی سے کب نکلی تھی۔۔۔۔۔۔۔ایک ہی سانس میں سارے سوال پوچھے تھے۔۔۔۔۔

یہ آپ کا سر درد نہیں ہے اور آپ کا میری بہن سے صرف اتنا تعلق ہے کہ جب بھی آپ کو اپنے اندر کی آگ بجھانی ہوتی ہے نہ تو آپ میری بہن کو باتیں سنا دیتی ہے اب یہ جیے یا مرے یہ آپ کے لیے اہم نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اٹھارہ سال سے آپ نے اسے صرف نفرت ہی دی ہے۔۔۔۔۔۔۔

وہ جو پہلے ہی اس کی حالت دیکھ کر غصے میں تھا ان کا جبھتا لہجہ محسوس کرتے دھاڑ کر بولا تھا۔۔۔۔۔۔۔اور اسے لیے سیدھا اس کے کمرے میں گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

شاہینہ بلوچ نے نم آنکھوں سے اس کو دیکھا تھا اب یہ آنسو احتشام بلوچ کے لہجے کی وجہ سے آئے تھے یا کاظمہ کی حالت دیکھتے وہ خود انجان تھی۔۔۔۔۔۔۔

اس کو بستر پر لیٹا یا تھا جب رائیکہ نے آگے آتے اس کے وجود پر کمفرٹر ڈالا تھا اور اس کے سر پر دوپٹہ سیٹ کیا تھا کیونکہ احتشام بلوچ ڈاکٹر کو فون کر چکا تھا۔۔۔۔وہ جانتی تھی کہ فیمیل ڈاکٹر ہی آئے گی پر احتشام بلوچ کی موجودگی کی وجہ سے دوپٹہ صحیح کیا تھا۔۔۔۔

احتشام بلوچ مسلسل دس منٹ سے چکر کاٹ رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کے جھنجوڑ کر پوچھ لے کے کیا ضرورت

تھی دھوپ میں کھڑے ہونے کی ساتھ ساتھ رائیکہ کو خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ جو پہلے ہی ڈری ہوئی تھی اس کی نظروں سے اس کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر کے کمرے میں آنے پر دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے جو کاظمہ کا معائنہ کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھیں مسٹر بلوچ انہوں نے کسی بات کا دباؤ ذہن پر ڈالا ہے جس کی وجہ سے یہ بے ہوش ہو گئی ہے اور انہیں بخار بھی ہے

۔۔۔۔۔۔یہ جو اس کے پیروں پر نشان ہے وہ احتشام بے چینی سے بولا تھا۔۔۔۔۔۔۔

جس پر اس کے پیر دیکھے تھے جہاں چھوٹے چھوٹے سرخ نشان تھے۔۔۔۔ان کے پیروں پر کچھ کاٹ گیا ہے اس کے ہی نشان ہے۔۔۔۔۔اور یہ بہت کمزور ہے ان کی غذا پر توجہ دی جائے۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں بولتی دوائی کی پرچی ہاتھ تھماتے چلی گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

تم دونوں کا آج سے باغ میں جانا بند۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احتشام غصے سے بولتا نکل گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔رائیکہ جو کب سے کھڑی تھی اس کے جاتے ہی کاظمہ کے پاس ٹک گئی تھی اور اپنے آنسو پونچھے

تھے۔۔۔۔۔۔ لیکن کاظمہ پے نظر پڑتے ہی وہ پھر سے بہہ نکلے تھے۔۔۔۔۔۔۔

کتنے بے رحم ہے آپ لوگ مجھے شرم آرہی ہے کہ میرا آپ لوگوں سے رشتہ ہے۔۔۔۔۔۔۔رائیکہ تصور میں صائم بلوچ کے دلکش چہرے کو دیکھتے نفرت آمیز لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔۔۔

پھر کچن میں جاتے ٹھنڈا پانی ایک باؤل میں ڈالتے کمرے میں آئی تھی اور اس کے سر پر پٹیاں رکھتے اس کو سکون پہنچانے کی کوشش کر رہی تھی ساتھ ساتھ آیات کا ورد کرتے اس پر پھونک رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★

صائم نے اشرف سے ساری معلومات لے لی تھی۔۔۔۔۔۔وہ خود نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے پر وہ کاظمہ اور جھوٹی حویلی میں الجھ کر رہ گیا تھا جس پر مجبور ہوتے اسے سب کچھ اشرف نے بتا دیا تھا۔۔۔۔۔

لیکن چین اسے ابھی بھی نہیں آرہا تھا۔۔۔۔۔۔کہ اگر کاظمہ کا تعلق جھوٹی حویلی سے تھا تو وہ اس کے باغ میں کیا کر رہی تھی اور جمال کے مطابق وہ روز آتی تھی تو کیا حویلی والوں نے منع نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔سوچ سوچ کر اسے اپنا سر دکھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔اسے شدید طلب ستائی تھی کافی کی اس لیے کچن کا رخ کیا تھا۔۔۔

لیکن راستے میں ذوہا کی سسکیوں کی آواز سنتا رو کا تھا ---------- کچن میں جانے کا ارادہ ترک کرتے اس کے کمرے میں آیا تھا----------

کیا ہوا ذوہا کیوں رو رہی ہو---------- اپنے لہجے میں ذرا سی نرمی لاتے بولا تھا---------- وہ جو رونے کا شغل فرما رہی تھی صائم کی سنجیدہ سی آواز سن کر اپنی آنسوؤں بھری نگاہوں سے اسے تکا تھا----------

اس کی نم آنکھیں کو دیکھتے صائم نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کر کھولی تھی چہرا اپر ہاتھ پھیرتے بیڈ پر اس کے پاس بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا ذوہا کیوں رو رہی ہو کسی نے کچھ کہا ہے۔۔۔۔۔۔اس کے نرمی سے پوچھنے پر ذوہا فورا اس کے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔۔۔۔صائم کافی دیر اس کے چپ ہونے کا انتظار کرتا رہا لیکن جب وہ چپ نہ ہوئی تو اس کا چہرا سامنے کرتے اس کے آنسو صاف کرتے سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔۔۔

ذوہا بنا روئے بتاؤ کیا بات ہے کیوں رو رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بھائی میں اس چوہدری کے بیٹے سے شادی نہیں کرو گی۔۔۔۔۔۔۔۔چہرا نیچے جھکائے نرمی سے بولی تھی جس کو صائم بلوچ نے کچھ دیر تکا تھا پھر کھڑے ہوتے اپنے ازلی سرد انداز میں کہا تھا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے اگر تمہاری مرضی شامل نہیں ہے تو یہ رشتہ نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔کہتے رکا نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔

ذوہا نے حیرت سے پیچھے دیکھا تھا جو اس کے کمرے سے نکلتے جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ جو سمجھ رہی تھی کہ کوئی اسے نہیں سمجھے گا اس کے ماننے پر یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر نم آنکھوں سے مسکرائی تھی اور اٹھ کر واشروم میں گئی تھی وضو کرنے باہر آتے نفل ادا کیے تھے۔۔۔۔۔دعا کا مرکز صرف احتشام بلوچ کی ذات تھی جو ذوہا اسفند بلوچ کی کل کائنات بن گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

میرے اللہ میں جانتی ہو کہ میں ایک نامحرم کو تجھ سے مانگ رہی ہو میں نہیں جانتی کہ یہ صحیح ہے یہ غلط بس مولا اتنا جانتی ہو کہ یہ خیال تو نے ہی میرے دل میں ڈالا ہے۔۔۔۔۔۔اے اللہ پاک تو نے جس کو میرے دل میں ڈالا ہے اگر وہ میرا نصیب نہیں ہے تو اسے میری تقدیر میں بھی ڈال دے۔۔۔۔۔۔۔مولا تو کاتب

تقدیر ہے اپنے حبیب کے صدقے سے میری دعائیں پر کن فرما دے مولا میری محبت مجھے عطا کر دے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہتے شدت سے مانگی گئی دعا اور کامل یقین کے ساتھ مانگی گئی دعائیں کبھی رد نہیں کی جاتی۔۔۔۔۔۔اللہ پاک سے مانگتے وقت کامل یقین کا ہونا ضروری ہے کیونکہ وہ رب بے نیاز دینے والا ہے دعا مانگتے وقت اگر دل میں ذرا سا بھی شبہ ہوتے ہے نہ کے یہ قبول نہیں ہو گی تو واقعی اس دعا میں تاخیر ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

اللہ پاک سے مانگتے وقت کامل یقین ہونا ضروری ہے اور اپنے رب سے مانگتے وقت ہماری دعا میں اتنا یقین ہونا چاہیے کہ وہ چیز

جس کے لیے ہم تڑپ رہے ہے وہ رب العالمین ہمیں اپنی رحمت کے صدقے سے بنا کسی اور کے آگے جانے سے پہلے ہی ہمیں اپنے در سے نواز دے۔۔۔۔اگر وہ نا دے تو شکوہ نہ کیا جائے کیونکہ جو ہم نہیں جانتے وہ ہمارا رب العزت جانتا ہے اور وہ ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والا رب کبھی بھی اپنے بندوں کو اس چیز سے نہیں نوازے گا جو اس کے لیے بہترین نہ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔

ذوہا نے دعا مانگتے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔۔۔جائے نماز تے کرتے وہ سونے کے لیے لیٹی تھی۔۔۔۔۔کل احتشام بلوچ کو جواب دینا تھا اور وہ اپنا جواب بھی جان گئی تھی اس لیے پر سکون ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

اب یہ سکون کتنے لوگوں کا سکون برباد کرنے والا تھا یہ تو وقت بتانے والا تھا۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★

اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑے ہوتے وہ گھونٹ گھونٹ بلیک کافی کو اپنے اندر اتار رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ذوہا کو روتا دیکھ اسے بہت غصہ آیا تھا اسفند بلوچ پہ اسے جتنا غصہ کل تک شہروز چوہدری پر آ رہا تھا۔۔۔۔ آج اتنی ہی حیرت ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

شہروز چوہدری نے اسے انکار کیا تھا کہ وہ ذوہا بلوچ سے شادی نہیں کرنا چاہتا اور واضح لفظوں میں اسے اپنے انکار کی وجہ بھی بتائی تھی کہ وہ کسی اور کو پسند کرتا آج سے نہیں بہت پہلے سے اس لیے وہ اسے ایک اچھی زندگی قطعی نہیں دے سکتا

اس کی باتیں سن کر صائم بلوچ اندر تک پر سکون ہو گیا تھا ------اب یہ رشتہ روکنے میں اسے کوئی مسئلہ نہیں ہونا تھا ------لیکن اسفند بلوچ کی بے جا ضد پر اب اسے غصہ آرہا تھا کہ وہ کیوں زبردستی کر رہے ہے------

ایک گھونٹ کافی کا پیتے خود سے تانے بانے جوڑ رہا تھا جب اچانک ہی آنکھوں کے سامنے کالی چادر میں چھپی نمکین پانی سے بھری سبز آنکھوں کا عکس لہرایا تھا۔۔۔۔

جس کو سوچتے صائم بلوچ نے استغفرُللہ کہا تھا۔۔۔۔۔مانو کوئی بری چیز دیکھ لی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔کافی ختم کرتے کپ سائیڈ پر رکھتے جیب سے سگار نکالا تھا اور قدم کمرے میں بڑھائے تھے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے کسی گہری سوچ میں محو ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

★★★★

یہ کیا بکواس کر آئے ہو شہروز تم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرے فیصلے کے خلاف جانے کی ۔۔۔۔۔۔ رحیم چوہدری غصے سے بولے تھے ۔۔۔۔۔۔۔

بابا میں نے کوئی غلط فیصلہ نہیں لیا میں آپ کی طرح خود غرض تو ہرگز نہیں ۔۔۔۔۔ دل میں کسی اور کو بساؤ اور گھر کسی اور کے سنگ بناؤ ۔۔۔۔۔۔۔ ارے مجھے تو اس اسفند بلوچ پر حیرت ہو رہی ہو جو زمین کے پیچھے اپنی بیٹی کی خوشیوں کو خاکستر کرنے پر تلا ہوا ہے ۔۔۔۔۔ لیکن آپ سن لے میں کبھی بھی آپ کی بات نہیں مانو گا ۔۔۔۔ شہروز چوہدری ان کے مقابل آتے درشتگی سے مستفسر ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

اس کو غصے میں دیکھتے رحیم چوہدری نے خود کو نارمل کیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔جب بولے تو انداز دوستانہ سا تھا۔۔۔۔

دیکھو بیٹا میں نہیں جانتا تھا کہ تم کسی اور کو پسند کرتے ہو اب جب

مجھے علم ہو گیا ہے کہ میرا بیٹا کسی کو پسند کرتا ہے تو میں اس کی

خواہش کا احترام کروگا۔۔۔۔۔۔لیکن۔

لیکن کیا۔۔۔۔۔وہ جوان کی باتیں تحمل سے سن رہا تھا ان کے

رکنے پر سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔۔۔

لیکن ابھی تم ذوہا سے شادی کر لو اور بھلے بعد میں تم اس لڑکی سے

بھی شاد۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ جو رخ موڑے اپنی بات کہہ رہے

تھے کچھ ٹوٹنے کی آواز پر اپنے الفاظ رکتے ایک جھٹکے سے پیچھے

موڑے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جہاں رکھی کانچ کی ٹیبل کو وہ توڑتے خونخوار نظروں سے انہیں گھور رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

بس ایک لفظ اور نہیں مجھے افسوس ہو رہا ہے آپ کی سوچ پر ۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ نے کیا مجھے اتنا پتھر دل سمجھ لیا ہے کہ میں ایک ساتھ دو زندگیوں کو برباد کر دوں تو ایسا ہر گز نہیں ہو گا ۔۔۔۔۔۔۔۔ میری زندگی میں بس ایک ہی لڑکی آئے گی اور وہی چوہدری خاندان کی بہو بنے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر میں نے چاہا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رحیم چوہدری پر اسرار سے لہجے میں بولے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جس کو سنتے شہروز چوہدری کی آنکھوں پل میں خو*ن اترا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر اسے کچھ بھی کیا نہ آپ نے تو یاد رکھیے گا آپ میرا وہ روپ دیکھے گے جس سے انجان ہے آپ۔۔۔۔۔۔۔۔اس کا سرد انداز دیکھتے ایک پل کے لیے تو رحیم چوہدری بھی گھبرائے تھے مگر اگلے لمحے خود کو نارمل کرتے سخت آواز میں کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا کرو گے تم اس کل کی آئی لڑکی کے لیے میرے خلاف جاؤ گے ابھی تم خود غرض کہہ رہے تھے نہ مجھے اب تم خود کیا بن رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔

اس کے معاملے میں شہروز چوہدری واقع ہی خود غرض ہے دوبارہ کہہ رہا ہوا سے ایک کھروچ بھی نہیں آنی چاہیے یاد

رکھنا۔۔۔۔۔۔بہت مشکل سے خود پر ضبط کیے بولا تھا پھر ایک سرد نظر ان پر ڈالتے کمرے سے گیا تھا۔۔۔۔۔

سائیں ثمینہ چوہدری نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے مخاطب کیا تھا۔۔۔۔۔۔ان کی آواز سنتے وہ چونکے تھے پر ان کا ہاتھ کندھے سے ہٹائے وہاں موجود ون سیٹر صوفے پر بیٹھے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ کیا کریں گے اب۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان کے نرمی سے پوچھنے پر رحیم چوہدری نے سامنے دیوار پر نظریں ٹکائے عجیب سے انداز میں کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جوان خو*ن ہے جوش مار رہا ہے بہت جلد اس لڑکی کا انتظام کرتا ہو خود ہی سیدھا ہو جائے

گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان کے لہجے پر ثمینہ چوہدری ٹھٹکی تھی پر کچھ کہہ نہیں سکتی تھی اس لیے اپنے لب باہم پیوست کرتے اٹھی تھی اور شہروز کے کمرے کا رخ کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن خالی کمرہ انہیں منہ چڑا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہی اس کے کمرے میں بیٹھتے اس کا انتظار کرنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔

★★★★★

صبح کا اجالا ہر سو پھیل چکا تھا،ایک نئے دن کا آغاز ایک نئی زندگی کا آغاز ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔چمکتے سورج کی کرنیں اج کتنے لوگوں کی زندگی چمکانے والی تھی اور کتنی پر سکون زندگیوں میں رات کی

تاریکی کی طرح سیاہی گھلنے والی تھی اس سے ہر کوئی انجان تھا

ذوہا شیشہ کے آگے کھڑے ہوتے خود کو مسلسل پچھلے پندرہ منٹ سے تکے جا رہی تھی آج وہ اپنا فیصلہ احتشام بلوچ کے گوش اتارنے والی تھی-------وہ مطمئن تھی پر جانے کیوں اسے ایسا لگ رہا تھا کہ کچھ غلط ہونے والا ہو پھر سر جھٹکتے کاجل اٹھاتے سنہری آنکھوں میں ایک لکیر کھینچی تھی جس سے وہ مزید دلکش لگ رہی تھی---

چادر اٹھاتے خود پر پھیلائی تھی اور اپنا بیگ پکڑے اپنے قدم ڈائینگ ایریا میں بڑھائے تھے جہاں آج پھر صائم بلوچ کے علاوہ

سب موجود تھے۔۔۔۔۔۔۔وہ بھی اپنی کرسی پر بیٹھ گئی تھی اور

بغور نصرت اور اسفند بلوچ چہرے دیکھے تھے جو کچھ زیادہ ہی

سنجیدہ تھے۔۔۔۔۔۔۔

دس منٹ کا طویل انتظار کراتے صائم بلوچ مسکراتے اندر آیا تھا

اور سلام کرتے اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور یہ

مسکراہٹ بھی اس وقت ہی اس کے چہرے کا احاطہ کرتی تھی

جب کوئی اس کا منتظر ہوتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اسفند بلوچ نے کھانے کے درمیان سنجیدگی سے ذوہا کو مخاطب کیا

تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ذوہا تم نے کیا سوچا مجھے جواب

چاہیے۔۔۔۔۔۔۔

ان کے سوال پر اس کے گلے میں نوالا پھسا تھا جس کو پانی پیتے نیچے اتارا تھا آنکھیں پل میں نم ہوئی تھی ایک بے بس نظر نصرت بلوچ کے چہرے پر ڈالتے صائم کو دیکھا تھا جو مزہ سے اپنے ناشتہ میں مگن تھا۔۔۔۔۔۔

پھر خود میں ہمت پیدا کرتے جواب دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بابا میں ۔۔یہ شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے انکار پر وہ غصے سے چلائے تھے جس پر ذوہا نصرت بلوچ کے ساتھ چپکی تھی۔۔۔۔۔۔۔وہ جو مزہ

سے ناشتہ کر رہا تھا ان کے چلانے پر ذوہا کے ڈرنے پر سختی سے اپنی مٹھی بند کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا وہ شادی نہیں کرنا چاہتی مطلب نہیں کرنا چاہتی اب کیوں کا جواب وہ کیا دے آپ کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور تم چادر لو سر پر اور چلو میں خود کالج چھوڑ دو گا تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔اسفند بلوچ کو جواب دیتے ذوہا کو کہا تھا جو جھٹ سے کھڑی ہوتی بھاگی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا وہ شہروز چوہدری خود شادی سے انکار کر چکا ہے اب زبردستی اس پر ذوہا کو مسلط نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔۔۔ان کو حیران

چھوڑتے نیپکین سے منہ صاف کرتا خود بھی اٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

یہ سب تمہاری ڈھیل کا نتیجہ ہے جو آج اس نے مجھے ایسے جواب دیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ان کے جاتے اسفند بلوچ نے نصرت بلوچ کو درشت لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

معذرت سائیں لیکن یہ میری نہیں صائم کی ڈھیل کا نتیجہ ہے۔۔۔۔میں تو شروع سے ہی آپ کے سامنے بے بس ہو۔۔۔۔۔۔پہلی بات قدرے نرمی سے بولی تھی جبکہ آخری دل میں ہی کہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اسفند بلوچ تیکھے چتونوں سے انہیں گھورتے خود بھی ایک جھٹکے سے کھڑے ہوئے تھے اور ملازم کو اشارہ کرتے اپنے کمرے کا رخ کیا تھا۔۔۔۔۔نصرت بلوچ بھی ملازمہ کے ساتھ برتن اٹھانے لگی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★

کھڑکی سے آتی سورج کی روشنی سیدھے اس کے چہرے پر پڑھ رہی تھی جس پر وہ ذرا سا کسمسائی تھی اور اپنا چہرا تکیہ میں چھپایا تھا۔۔۔۔۔۔لیکن چند منٹ بعد ہی جب حواس بیدار ہوئے تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھی تھی اور نظر ساتھ سوئی رائیکہ پر گئی تھی گھڑی کو دیکھا تھا جو صبح کے نو بجا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

وقت کا احساس ہوتے ہی اسے شاہینہ بلوچ کے رویئے کی پریشانی نے گھیر لیا تھا ہڑ بڑا کر جلدی سے اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن پاؤں زمین پر رکھتے ہی اس کی ہلکی سی چیخ برآمد ہوئی تھی جو سوتی ہوئی رائیکہ کو بھی جگا چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔

آہہہ اپنا پیر پکڑے وہ درد سے کراہی تھی۔۔۔۔۔۔اپنے پیر پر چھوٹے زخم دیکھتے اس کی شفاف سبز آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔۔۔۔۔ جس کو دیکھتے رائیکہ نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ کاظمہ یہ ٹھیک ہو جائے گا رو مت اور جلدی فریش ہو جاؤ ورنہ چاچی غصہ کریں گی۔۔۔۔

رائیکہ کے پیار سے کہنے پر اس نے اپنا رخ اس کی طرف کیا

تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔رائیکہ سردار نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا

میں تو بس باغ میں گئی تھی نہ پھر انہوں نے ایسی سزا کیوں دی پتا

ہے مجھے بہت درد ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔بچوں کی طرح معصوم

سے انداز میں بتایا تھا۔۔۔۔۔۔رائیکہ کو بے ساختہ اس پر پیار آیا

تھا۔۔۔۔۔۔

ہاں میری جان آپ گئی تو باغ میں ہی تھی لیکن آپ بنا اجازت گئی

تھی نہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاں تو میں پہلے بھی بہت بار گئی ہو اور

ویسے بھی وہ باغ ان کا نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔کاظمہ کی بات بیچ

سے کاٹتے وہ خفگی سے بولی تھی۔۔۔۔۔۔

جب کے اس کی آخری بات پر وہ حیران ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔تو
کس کا ہے وہ باغ اگر سردار صائم بلوچ کا نہیں ہے تو
۔۔۔۔۔۔رائیکہ نے آئی برو اچکا کر پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ باغ اللہ تعالٰی کا ہے وہ اس طرح سے قبضہ نہیں جما سکتے
۔۔۔۔۔۔۔کاظمہ نے جیسے اس کی عقل پر ماتم کیا
تھا۔۔۔۔۔۔۔اس کے فضول سی منطق پر رائیکہ کے لبوں پر
تبسم بکھرا تھا۔۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتی ملازم نے
انہیں شاہینہ بلوچ کا پیغام پہنچایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

جسے سنتے دونوں کے مسکراتے لب سکڑے
تھے۔۔۔۔۔۔۔کاظمہ کے چہرے کی ہوائیاں اڑی تھی جلدی

سے باتھروم میں بند ہوئی تھی رائیکہ بھی اس کے کمرے سے نکلتے اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیس منٹ بعد وہ دونوں شاہینہ بلوچ کے آگے کھڑی ان کے بولنے کے انتظار میں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ساری رات کون سے ہل چلاتی رہی رہو تم دونوں جو نو بجے تک بھی تمہاری آنکھ نہیں کھلی۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے کر ختگی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

سوری ماں دوبارہ ایسا نہیں ہوگا۔۔۔۔۔۔۔ کاظمہ نے ڈرتے ڈرتے ہلکی سی آواز میں کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جبکہ اس کو اتنا ڈرتے دیکھ ملازمہ نے ترس سے اس کا جھکا چہرا دیکھا تھا جو اپنی ماں سے سر اٹھا کر بھی بات نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔

ہنہہ ہمیشہ کے یہی ڈرامے ہے اور کالج کیوں نہیں جارہی ہو کیا مسئلہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی وہ کل سے جاؤ گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آج کیا ہوا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی بات کاٹتے بولا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی بس اس لیے۔۔۔۔۔۔۔۔ایک نظر ان کے چہرے کو دیکھ کر دوبارہ اپنا سر جھکا لیا تھا۔۔۔۔۔۔اس کے کہنے پر انہوں نے نخوت سے سر جھٹکا تھا اور ایک سخت گھوری سے رائیکہ کو نوازتے وہی تخت پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔۔۔۔۔۔احتشام بلوچ کی آواز پر شاہینہ بلوچ نے خوش دلی سے جواب دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔مضبوط قدم لیتے کاظمہ کے پاس آیا تھا اور اسے اپنے حصار میں لیتے اپنا رخ ناشتہ کی میز کی طرف کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔آج وہ شاہینہ بلوچ کے آگے نہیں جھکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ بات وہاں موجود سب لوگوں نے محسوس کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔شاہینہ بلوچ کو گہرا دکھ ہوا تھا اس کے نظر انداز کرنے پر اپنے آنسو اندر اتارتے ملازمہ کو ناشتہ لگانے کی ہدایت دی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★

روشنہ روشنہ فون اٹھائو۔۔۔۔۔۔۔۔وہ کل سے اسے فون کر رہا تھا پر وہ نہ تو اس کا فون اٹھا رہی تھی اور نہ ہی مسیج کا جواب دے

رہی تھی۔۔۔۔۔۔احد کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کو پاس جا کر حساب لے جو کل سے اسے نظر انداز کر رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔

اب رہ رہ کر خود پر غصہ آ رہا تھا کہ کیوں اسے نظر انداز کیا جب جانتا بھی تھا کہ اسے اپنا نظر انداز ہونا قطعی برداشت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔پریشانی سے چکر کاٹتا اس کو منانے کا طریقہ سوچ رہا تھا کہ اچانک ذہن میں جھماکہ سا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کل فئیر ول پارٹی تھی وہ اس میں اسے منانے اور پرپوز کرنا کا سوچتا سکون میں آگیا تھا۔۔۔۔۔

دوسری طرف روشنہ جو مسلسل اپنا بجتا فون دیکھتے شش و پنج میں مبتلا تھی کہ فون اٹھائے یا نہیں اچانک سے فون کے بند ہونے پر اسے پھر سے غصہ آیا تھا جو وہ فون پھینکتے نکال چکی تھی۔۔۔۔۔

او لڑکی کیا کر رہی ہو ابھی ٹوٹ جاتا تو۔۔۔۔۔۔۔ فریال جو ابھی شاور لے کر نکلی تھی اس کا فون کالین پر گرا دیکھتے بولی سے بولی تھی جس پر روشنہ نے خفگی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے تمہاری پھر سے اس بلوچ سے لڑائی ہو گئی اس کے پاس آتے فریال نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔۔ روشنہ نے نفی میں سر ہلاتے بھرائی ہوئی آواز میں اسے کہا تھا۔۔۔۔۔۔ احد

نے ابھی تک تو مجھے منایا ہی نہیں پھر سے لڑائی کیسے ہو گی۔۔۔۔۔۔۔

افف لڑکی حد کرتی ہو ویسے تم۔۔۔۔۔۔۔اس کے سر پر ہلکی سی چت مارتے بولی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

روشنہ ایک بات پوچھو پلیز برا مت ماننا۔۔۔۔۔۔۔۔فریال کے تمہید باندھنے پر اس کی پیشانی پر شکن ابھری تھی۔۔۔۔سر کے اشارے سے اسے بولنے کا اشارہ دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

روشنہ تمہاری ممانی اور کزن نے تم پر یقین کر کے تمہیں اس یونی میں بھیجا تھا مجھ سے زیادہ تم جانتی ہو کہ تمہارے خاندان میں

عورتوں کو زیادہ تعلیم دینے پر برا سمجھا جاتا ہے پر تمہاری ضد کو دیکھتے تمہاری ممانی نے تمہیں خود سے اتنی دور شہر بھیجا کہ تم اپنا خواب پورا کر سکو پر تم کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کی باتیں سنتی بے چین تو روشنہ بھی ہوئی تھی اپنی ممانی کا یقین ٹوٹنے کا خوف جاگا تھا۔۔۔۔۔۔ ضمیر نے ملامت کیا تھا ۔۔۔۔۔ لیکن خود کو دفع کرتے مضبوط انداز میں بولی تھی۔۔۔۔۔۔

فریال میں نے کچھ غلط نہیں کیا ہے میں اس یونی میں تین سال سے ہو احد بلوچ کے علاوہ تم نے مجھے کبھی کسی سے بات کرتے دیکھا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ انہوں نے مجھے ان سب چیزوں سے دور

رہنے کو کہا تھا اور میں رہی تھی ان تین سالوں میں کسی سے دوستی نہیں کی پھر تم کیوں مجھے ایسا کہہ رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے اپنے تیئں دلیل دی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

روشنہ تم محبت کر چکی ہو اور عشق کی راہوں کی مسافت پر ہو اس سب کے بعد بھی اور کچھ بچا ہے کیا کرنے کو ان کا یقین تو تم توڑ چکی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔فریال نے تلخی سے کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اس کی بات پر اس نے بے ساختہ نظریں چرائی تھی اور خاموشی سے اٹھتے اپنے بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔اس کو چپ دیکھتے فریال بھی کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔۔۔۔

جب کچھ دیر بعد روشنہ کی آواز گونجی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ فریال میں نے پسند کیا ہے اور لڑکی اپنی پسند کا ہمسفر چن سکتی ہے اس کی اجازت ہمارا اسلام ہمیں دیتے ہے۔۔۔۔۔۔۔

اس کی بات پر فریال کچھ نہیں بولی تھی وہ کچھ حد تک متفق تھی اس کی بات سے۔۔۔۔۔۔۔ اپنی جگہ پر آتے چپ چاپ سونے کے لیے لیٹ گئی تھی۔۔۔۔ جلد ہی وہ نیند کے مزے لوٹ رہی تھی پر روشنہ کی نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★

گڑیا اب کیسا محسوس کر رہی ہو آپ کہی درد تو نہیں ہے۔۔۔۔۔احتشام نے بہت محبت سے کاظمہ سے پوچھا تھا جس پر اس نے نفی سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمم اب جب آپ ٹھیک ہے تو آپ مجھے بتانا پسند کریں گی کہ آخر ایسی بھی کیا ضرورت پیش آئی تھی آپ کو دھوپ میں کھڑے ہونے کی۔۔۔۔۔۔۔۔ سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھا تھا البتہ لہجہ نرم ہی رکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اس کے سوال پر کاظمہ نے شرمندگی سے چہرا نیچے کر لیا تھا وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے جھوٹ تو ہرگز نہیں بول سکتی تھی اس لیے جواب نہ دینا ہی بہتر سمجھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے جواب نہ دینے

پر احتشام بلوچ نے بھی بات کو نہیں بڑھایا تھا گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتے ناشتہ کرنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کو کھاتے دیکھ وہ دونوں بھی اپنی پلیٹ پر جھک گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

آج آپ دونوں کے لیے ایک سرپرائز ہے ناشتے سے فارغ ہوتے اس نے سکون سے کہا تھا۔۔۔۔۔۔وہ دونوں فوراً اُس کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

☆☆☆☆☆

کیا سرپرائز ہے بھائی۔۔۔۔۔۔۔رائیکہ متجسس سی بولی تھی۔۔۔۔۔۔۔جی بھائی اب بتا بھی دیں نا۔۔۔۔۔۔۔کاظمہ بھی بے قراری سے بولی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ان کے بے صبرے پن کو دیکھتے اس نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ سرپرائیز بتائے تھوڑی جاتے ہیں آپ کو صبر سے کام لینا ہے کل شام تک آپ کا سرپرائز آپ کو مل جائے گا۔۔۔۔۔وہ جو اس سے کچھ اچھا سننے کی امید میں تھیں اس کے ادھوری بات چھوڑنے پر دل مسوس کر رہ گئیں۔۔۔

اچھا اب مجھے کام سے جانا ہے شام میں ملاقات ہوتی ہے ان کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ویسے رائیکہ کیا سرپرائز ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔۔کاظمہ نے رائیکہ سے پوچھا جس نے کندھے اچکا دیے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔کاظمہ

خود سے ہی سوچنے لگی تھی پر کوئی سرا ہاتھ نہ آنے پر رائیکہ کے ساتھ ہی کچن میں چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

★★★★★

ذوہا جو کب سے احتشام بلوچ کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔اس کو نہ آتے دیکھ مایوس ہو گئی تھی اور ایک طرح سے خوش بھی تھی کیونکہ صائم بلوچ نے اسے خود لینے آنا تھا اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ ان دونوں کا سامنا ہو۔۔۔۔۔

کالج کے بند ہونے کا ٹائم ہو گیا تھا پر صائم بلوچ اب تک نہیں آیا تھا وہ کتنی ہی بار باہر کھڑے گارڈ سے پوچھ چکی تھی پر ہر بار جواب ندر سارا کالج خالی ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ذوہا کو اب خوف آنے لگا تھا

اس نے شدت سے دعا کی تھی کہ احتشام بلوچ ہی آجائے۔۔۔۔۔

ابھی کچھ دیر ہی دیر گزری تھی کہ اسے پیغام ملا کہ اسے لینے آ گئے ہے ذوہا نے پوچھنے کی بھی زحمت نہ کی اور اپنا بیگ اٹھائے جلدی سے باہر گئی تھی پر سامنے احتشام بلوچ کو دیکھتے اسے خوشی اور دکھ دونوں ہوا تھا۔۔۔۔۔ سست روی سے چلتے اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

احتشام بلوچ نے غور سے اس کو دیکھا تھا پر بولا کچھ نہیں تھا۔۔۔۔ اس کو نہ بولتے دیکھ ذوہا نے نگاہ اوپر کی تھی۔۔۔۔ ذوہا کی آنکھوں میں نمی دیکھتے احتشام نے غصے سے

جبڑے بھینچے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔کیا وہ مغرور صائم بلوچ اپنی بہن کو بھی اتنا ہی انتظار کراتا ہے۔۔۔۔۔۔۔اس کے سوال میں چھپا طنز ذوہا کے دل پر لگا تھا۔۔۔۔۔

وہ جب اپنے باپ اور ماں کو انتظار کرا سکتا تھا تو ذوہا تو پھر اس کی بہن تھی۔۔۔۔۔جس کی بات اس سے نہ ہونے کے برابر ہی ہوتی تھی وہ تو صبح اس پر بات پر بھی بے یقین تھی کہ وہ اسے کالج چھوڑ کر آئے گا۔۔۔۔آج سے پہلے تو یہ نوازش کبھی نہیں کی تھی پھر آج ہی کیوں پوچھنا چاہتی تھی پر پوچھ نہیں پائی ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے بہن بھائی ہونے کے باوجود بھی اس سے بات کرتے ذوہا کتراتی تھی۔۔۔۔۔۔وجہ صائم کا لیا دیا انداز

تھا۔۔۔۔۔۔انجانے میں ہی صحیح پر احتشام کی بات پر ذوہا کا دل چاہا پھوٹ پھوٹ کر روئے۔۔۔۔۔۔۔۔

کہا کھو گئی پوچھا کچھ تم سے۔۔۔۔۔۔۔وہ جو اس کے جواب کے انتظار میں تھا اس کو سوچوں میں گم دیکھتے تیز آواز میں بولا تھا۔۔۔۔۔۔ذوہا نے ہوش میں آتے نہیں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

ہمہم احتشام نے ہنکار بھرا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔کیا سوچا پھر تم نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ذوہا نے ایک نظر اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔سامنے کھڑا دلکش

شخصیت کا مالک اس سے محبت کرتا تھا جو نہ صرف دیکھنے میں

خوبصورت تھا بلکہ اس کا کردار بھی اس سے دلکش

تھا۔۔۔۔اس کا اخلاق،اس کی نرم مزاجی دوسروں کی فکر کو اپنی

فکر سمجھنے والا شخص اس کا ہو سکتا تھا۔۔۔۔۔۔یہ احساس ہی اتنا

خوبصورت تھا ذوہا کو بے ساختہ خود پر رشک آیا تھا۔۔۔۔۔۔

جی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اگر آپ کی نظر میں یہ نکاح ہی

واحد طریقہ ہے جو میری محبت کا یقین دلا سکتا ہے تو مجھے آپ سے

نکاح کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے

چہرے پر نظریں جمائے اس نے ٹھہر ٹھہر کر کہا تھا۔۔۔۔۔۔

احتشام نے والہانہ نظروں سے اسے تکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر دلکشی سے مسکرایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے ہم دو دن بعد نکاح کریں گے۔۔۔۔۔۔ لہجہ مسکاتا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ ذوہا نے نظریں جھکائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی اٹھتی گرتی پلکوں کا رقص دیکھتے احتشام کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنی جیب سے موبائل نکالتے حویلی کے ڈرائیور کو فون کیا تھا۔۔۔۔۔ ٹھیک پانچ منٹ میں ذوہا اپنی حویلی کی طرف رخ کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

احتشام کی نظروں نے دور تک اس کی گاڑی کا پیچھا کیا تھا پھر سر جھٹکتے اپنی گاڑی میں بیٹھتے شہر کی طرف رخ کر گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★

صبح ذوہا کو کالج چھوڑتے صائم نے زمینوں کے حساب کتاب منشی سے لیے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔پھر ان کے ساتھ زمینوں پر گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔اس سب میں اس کے ذہن سے یہ بلکل نکل گیا تھا کہ اسے ذوہا کو لینے جانا ہے۔۔۔۔۔۔۔

وہاں سے فارغ ہوتے اپنے باغ میں آگیا تھا۔۔۔۔۔۔ صبح اسفند بلوچ سے ہوئی تکرار کے بعد اس نے کافی کوشش کی تھی کہ پتہ کر سکے کہ وہ اتنی زبردستی کیوں کر رہے اس شادی کے لیے پر

کوئی سراہاتھ نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔دن بھر کے کاموں نے اسے بہت تھکادیا تھا۔۔۔۔اور سکون اسے صرف اس باغ میں ہی ملتا تھا۔۔۔۔۔۔

کین کی کرسی پر بیٹھے اس کی نگاہیں سامنے ٹیبل پر پڑی بندو*ق پر تھی۔۔۔۔۔ غیر ارادی طور پر کل کی باتیں یاد کر رہا تھا----- -پھر کسی خیال کے تحت باغ کے اندر داخل ہوا تھااور چاروں طرف نظر دوڑائی تھی۔۔۔۔۔شام کی وقت سبز درختوں سے ٹکراتی ٹھنڈی ہوااسے کچھ سکون پہنچارہی تھی پر یہ سکون صرف ظاہری تھی۔۔۔۔۔۔آج یہاں آکر بھی اس کا دل پر سکون نہیں ہو پارہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ٹہلتے ٹہلتے وہ رکا تھا اس جگہ جہاں پر پکی زمین تھی۔۔۔۔۔۔ پھر کچھ سوچتے اس جگہ پر گیا تھا اور غور سے اس جگہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ پھر اپنے پیر سے چپل اتارتے خود نے بھی اس زمین پر پاؤں رکھے تھے اور اگلے ہی لمحے چپل پہنی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

شام کے وقت بھی وہ زمین اتنی تپ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ کل کا سوچتے ہی اس نے مٹھیاں کسی تھی شدت سے دانت پر دانت جمائے وہ زمین کو گھور رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ بار بار کاظمہ کا چہرا تصور میں آ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ وہ تو ایک لمحے نہیں پاؤں رکھ پایا تھا کاظمہ تو تپتی دھوپ میں پورے پندرہ منٹ کھڑی ہوئی

تھی۔۔۔۔۔۔چادر کے ہالے میں چھپا اس کا چہرا جس کی وہ بس سبز آنکھیں ہی دیکھ پایا تھا۔۔۔۔۔۔

اب اس کی تکلیف کو سوچتے صائم کو اپنی دی گئی سزا بری لگنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔وہ خود حیران تھا کہ وہ کیوں اس قدر اسے سوچ رہا ہے شاید گلٹ کی وجہ سے یا پھر اس کا تعلق بلوچ حویلی سے تھا۔۔۔۔۔۔لاتعداد سوچوں میں گھرے اچانک ہی اسے ذوہا کا خیال آیا تھا۔۔۔۔

★★★★★

ذوہا بچے کیا بات ہے جب سے کالج سے آئی ہو کمرے میں ہی بند ہو اور لائٹ کیوں بند کی ہوئی ہے۔۔۔۔۔نصرت بلوچ اس کے کمرے میں آتے متفکر سی گویا ہوئی تھی۔۔۔۔۔

کیا ہوا ذوہا کیوں رو رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی مدھم سسکیاں سنتے سرعت سے اس کے پاس پہنچتے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔۔۔۔۔

آپ میں سے کسی کو میری فکر ہے یا نہیں۔۔۔۔۔۔اگر آج صائم بھائی مجھے چھوڑ ہی آئے تھے تو اتنا تو یاد رکھنا تھا نہ کہ میں ہمیشہ وہاں نہیں رہو گی واپس بھی آنا ہے مجھے۔۔۔۔۔اول تو میں نے کہا نہیں تھا کہ یہ کرام نوازی کی جائے لیکن کر دی تھی تو پوری طرح کرتے۔۔۔۔۔۔

ذوہا یہ کس انداز میں بات کر رہی ہو آپ۔۔۔۔۔۔۔۔اس کا تیز لہجہ محسوس کرتے اس کو ڈپٹا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ماں میں کس انداز میں بات کر رہی ہو وہ آپ کو دیکھ رہا ہے اور جو پورے ڈیڑھ گھنٹہ دیر سے میں کالج سے واپس آئی ہو وہ آپ کو نظر ہی نہیں آیا ہو گا نہ کیونکہ اس گھر میں کسی بے کار شے کی مانند جو ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نصرت بلوچ اس کی باتیں سنتی سر جھکا گئی تھی۔۔۔۔۔۔وہ سچ ہی تو کہہ رہی تھی سارا دن اسفند بلوچ کی موجودگی کی وجہ سے وہ یہ بھی نہ دیکھ پائی تھی کہ ذوہا آئی ہے یا نہیں ابھی بھی اس کے نا کھانے کی خبر ملازمہ سے ملی تو وہ پوچھنے آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔پر

اس کی حالت اور لفظوں میں جھلکتی بے بسی محسوس کرتے ان کا دل کٹ کر رہ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

اسلام علیکم وہ جو گھٹنوں میں سر دیے رونے میں مصروف تھی اور نصرت بلوچ جو اس کو دیکھ رہی تھی صائم کی آواز سن کر دونوں سیدھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔ذوہا کو تو یہی فکر کھائے جا رہی تھی کہ اس کی گوہر افشانی سن ہی نہ لی ہو بہادر بنتے کہہ تو دیا تھا۔۔۔۔اب دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔۔۔۔۔۔

وعلیکم السلام دونوں نے بروقت جواب دیا تھا۔۔۔۔۔۔

کچھ کہہ رہی تھی آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دونوں بازو سینے پر لپیٹتے سنجیدگی سے استفسار کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ن۔۔نہیں بھائی سوکھے لبوں کو تر کرتے کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔جس پر صائم نے داد میں آئی بر واچکائی تھی۔۔۔۔۔پھر سر جھٹک کر نرمی سے کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ذوہا میں زمینوں کے کاموں میں مصروف ہو گیا تھا اس لیے لینے نہ آسکا۔۔۔۔۔اور تم سے کس نے کہا کہ تم بے کار شے ہو۔۔۔۔۔۔

کسی نے نہیں۔۔۔۔۔انگلیاں مڑوڑتے بتایا تھا۔۔۔۔۔۔

پھر خود سے اخذ کر لیا۔۔۔۔۔۔۔ایک اور سوال سختی سے پوچھا تھا جس پر اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

ذوہا بیٹی کو رحمت بنا کر بھیجا ہے اور جنت بن کر اسے واپس جانا ہوتا ہے۔۔۔۔ تم اس حویلی میں رحمت بن کر آئی ہو تو کیوں تمہیں ہم بے کار شے سمجھے گے۔۔۔۔۔میں نے اور احد نے ہمیشہ تمہیں محبت ہی دی ہے۔۔۔۔۔ چلو میری نہ صحیح پر احد کی تو تم لاڈلی ہو پھر ایسے کیسے سوچ سکتی ہو۔۔۔۔۔۔

میرے غصے کی وجہ سے تم مجھ سے ڈرتی ہو اور نہ میں نے کبھی اس ڈر کو ختم کرنے کی کوشش کی کیونکہ سردار صائم بلوچ کسی کے لیے بھی خود کو نہیں بدلے گا۔۔۔ تو اس کا ہرگز مطلب یہ

نہیں ہے کہ میں تم سے غافل ہو۔۔۔۔۔ایسا ہر گز نہیں ہے اور امید کرتا ہو کہ آئیندہ یہ فضول سوچ نہ پالو۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ صائم بلوچ ہر بار نرمی سے ڈیل نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔اپنے لفظوں سے اسے تنبیہ کرتے کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔۔۔

پھر پلٹتے واپس آیا تھا اور اس بار اس کا انداز سرد و سپاٹ تھا۔۔۔۔۔ذوہا واپس کس کے ساتھ آئی ہو میرا نہیں خیال کہ ماں نے حویلی سے کسی کو بھیجا ہو گا۔۔۔۔

اس کے سوال پر ذوہا کا رنگ اڑا تھا جو صائم کی زیرک نگاہوں سے چھپا نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

و۔۔وہ بھ۔۔بھا۔۔ئی۔۔۔۔۔۔۔ذوہا صحیح سے بتاؤ کھا نہیں جاؤ گا تمہیں جو اتنا اٹک رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔اس کے اٹک کر بتانے پر جھنجھلاتے بولا تھا۔۔۔۔

وہ بھائی میری جونئیر ہے کاظمہ۔۔۔آپ نہیں آئے تھے تو اس نے اپنے بھائی سے فون لے کر مجھے دیا تھا اور میں نے چاچا کا نمبر اپنی ڈائری میں لکھا ہوا تھا۔۔ان کے فون سے کال کرتے بلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ذوہا نے جلدی سے ایک ہی سانس میں بتایا تھا۔۔۔۔جہاں کاظمہ کے بھائی کے نام پر نصرت بلوچ کے ماتھے پر شکن ابھری تھی وہی کاظمہ کے نام پر صائم کے کان کھڑے ہوئے تھے لیکن

احتشام کا ذکر سنتے ہی غصے سے بولا تھا اگر تمہیں سارا دن بھی کالج

میں گزارنا پڑے نہ تو گزار

لینا لیکن کسی بھی اجنبی انسان سے مدد نہ مانگنا۔۔۔۔۔۔

انگلی اٹھاتے وارن کیا تھا اور لمبے لمبے ڈگ لیتے کمرے سے نکل

گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اس کے ساتھ نصرت بلوچ بھی چلی گئی تھی۔۔۔۔

ذوہا بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ دھڑکنیں اس حد تک تیز تھی کہ اس

کے کانوں میں گونج رہی تھی۔۔۔۔ پہلی بار صائم بلوچ سے

جھوٹ بولا تھا۔۔۔۔

اچانک کھڑے ہوتے اس کے لفظ سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔میں تمہارے وجود سے ہر گز غافل نہیں ہو۔۔۔۔صائم کے الفاظ بار بار کانوں میں گونج رہے تھے۔۔۔۔۔۔کیا انہیں احتشام سائیں کے بارے میں بھی پتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ سوال اسے بری طرح ستا رہا تھا۔۔۔۔۔۔اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کریں۔۔۔۔انہیں سوچوں میں گم تھی جب نصرت بیگم نے اسے پکارا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ذوہا بچے کھانا کھا لو۔۔۔۔۔۔ان کے کہنے پر وہ اپنی سوچوں سے باہر نکلی تھی اور جبراً مسکراتے ان کے ہاتھ سے کھانا کھانے لگی تھی۔۔۔۔۔۔

★★★

سب کو آرام کا کہتے یوسف بلوچ اسفند بلوچ کے کمرے میں داخل ہوئے تھے کمرے میں ملجگا سا اندھیرا تھا۔۔۔ لیکن کمرے کی فضا میں پھیلی سگریٹ کی سمیل نے انہیں حیران کیا تھا وہ ایک قدم بھی اپنی جگہ سے ہل نہیں پائے تھے۔۔۔۔۔۔

کیا آپ کے کمرے میں جگہ نہیں تھی کھڑے ہونے کی۔۔۔۔ اسفند بلوچ نے لائٹ جلاتے ان پر طنز کیا تھا اور ایک اور سگریٹ سلگائی تھی۔۔۔۔ یوسف بلوچ نے ان کے طنز کو یکسر نظر انداز کیا تھا اور سرعت سے ان کے پاس پہنچ کر ان کے ہاتھ سے سگریٹ چھنتے زمین پر پھینک کر اسے اپنے جوتے سے

مسلہ تھا۔۔۔۔۔۔۔یہ سب کچھ کیا ہے کیا یہی سب کچھ سیکھایا ہے ہمیں۔۔۔۔۔۔۔یوسف بلوچ کی آواز میں ابھی بھی واضح حیرانگی تھی۔۔۔۔۔۔

آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی میری چیز کو میری مرضی کے بغیر مجھ سے چھیننے کی آپ کو حق کس نے دیا ہے اور مجھے جو کچھ سیکھایا ہے وہ مجھے اچھے سے یاد ہے زیادہ میرے باپ بننے کی کوشش نہ کریں۔۔۔۔۔۔اسفند بلوچ اپنی جگہ سے اٹھتے غصے سے دھاڑے تھے۔۔۔۔ان کا بدلہ بدلہ انداز جس کو وہ ناراضگی سمجھ رہے تھے اب ان پر واضح ہوا تھا کہ یہ وہ اسفند بلوچ نہیں ہے جن کے ساتھ انہوں نے اٹھارہ سال گزارے تھے۔۔۔۔

یہ تو کوئی اور تھے جن کے لہجے میں یوسف بلوچ کے لیے نفرت اور انداز میں بغاوت بول رہی تھی۔۔۔۔ کتنی ہی دیر تک کچھ بول نہیں پائے تھے۔۔۔۔۔ جب کچھ دیر بعد ان کی ہلکی سی آواز گونجی تھی۔۔۔۔۔ آپ ایسے تو نہیں تھے۔۔۔۔۔۔

جیسے سن کر اسفند بلوچ کا ہلکا قہقہ گونجا تھا۔۔ میں واقع ہی ایسا نہیں تھا لیکن تم نے بنا دیا۔۔۔۔ آپ سے تم تک کا سفر کرتے انہوں نے ایک بار پھر انہیں حیران کیا تھا۔۔۔۔۔

اب جاؤ تا کہ میں سکون کا سانس لے سکو بے زاری سے بولتے بیڈ پر بیٹھے تھے اور پھر سے اپنے مشغلہ میں مصروف ہو گئے

تھے۔۔۔۔۔یوسف بلوچ نے افسوس سے انہیں دیکھا تھا پھر خود بھی چلے گئے تھے۔۔۔۔

☆☆☆☆☆

فراز تم ایک تھپڑ کو انا کا مسئلہ نہ بناؤ تم بہت غلط کر رہے ہو___عیشاء نے اسے سمجھنے کی کوشش کی تھی جو کسی شکاری کی طرح اپنی نظریں سارے ہال میں دوڑاتے اپنے شکار کا منتظر لگ رہا تھا____پلیز عیشاء مجھے تمہاری ہدایات کی ضرورت نہیں ہے بہتر ہے کہ اپنا لیکچر بند کر دو بہت اکڑ سے اس نے کہا تھا نہ کہ روشنہ بلوچ تمہیں اس یونی سے نکلوا سکتی ہے اور تھپڑ مارا تھا اب فراز آغا اسے بھی تھپڑ مارے گا لیکن اپنے سٹائل

میں____ مغرور انداز میں کہتے نظریں داخلی دروازے پر ٹکائی تھی --

فراز میں نے سنا ہے کہ احد آج روشنہ کو پرپوز کرنے والا ہے معاذ نے اس کے قریب آتے آگاہ کیا تھا جس پر وہ کمینگی سے مسکرایا تھا____ پھر تو اور مزہ آئے گا کیوں نہ اس کے رومیوں کو بھی اس پلان میں شامل کر لے کیا خیال ہے___ اس کے رائے مانگنے پر معاذ نے زور و شور سے اپنا سر ہلایا تھا____ لیکن وہ اگر آئی نہیں تو اپنا پلان خراب ہو جائے گا معاذ افسوس سے بولا تھا____ عیشاء نے تاسف سے ان دونوں کی طرف دیکھا تھا جو اس سے لاپرواہ ادھر ادھر دیکھ رہے تھے____ ایک بار تو اس کے دل میں آئی کہ وہ سب احد کو بتا دے جا کر لیکن ایسا کر نہیں

سکتی تھی اس ڈر سے کہی فراز اسے نہ چھوڑ دے ___ اپنی محبت کے آگے مجبور ہوتے وہ ایک لڑکی کی بے بسی کا تماشا دیکھنے والی تھی ---

ایسا ہونا تو نہیں چاہیے اسے ہر حال میں آنا ہی ہو گا اگر اس بار نہیں تو پھر کبھی بھی نہیں ___ ہاتھ آیا موقع جانے نہیں دوں گا ____ فراز اٹل لہجے میں بولا تھا ---- تبھی ان کی نظر اندر آتی ---روشنہ پر گئی تھی جو نروس سی اندر آ رہی تھی

فریال میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ نہیں جاتے ہیں لیکن تم نے میری ایک بھی نہیں سنی مجھے بلکل اچھا نہیں لگ رہا ہے یہاں آ کر ___ اس کا بازو پکڑتے روشنہ روہانسی آواز میں بولی تھی ___ اس

وقت وہ کہی سے بھی کانفیڈنٹ روشنہ نہیں لگ رہی تھی بلکہ وہ تو اس وقت وہ روشنہ بلوچ بنی ہوئی تھی جو آج سے تین سال پہلے یہاں آئی تھی ڈری سہمی سی۔۔۔

بس کر دو روشنہ یہ وہی سارے لوگ ہیں جو روز ہمیں یونی میں ملتے ہیں اور ویسے بھی اگر ابھی تمہیں احد دیکھ گیا نہ تو تمہیں اور کوئی نظر بھی نہیں آئے گا اس لیے اب خاموش ہو کر چلو___ فریال نے اس کی ایک ہی بات سے زچ ہوتے غصے سے بولی تھی۔۔۔

لیکن فریال_____روشنہ

اس سے پہلے وہ اپنی بات کہتی اپنے نام کی پکار پر پلٹی تھی اور احد بلوچ کو دیکھتے اس نے اپنا منہ پھیر لیا تھا اس کی ناراضگی سمجھ کر وہ کھل کر مسکرایا تھا___ جبکہ اس کو مسکراتا دیکھ روشنہ کا منہ کھل گیا تھا جسے فریال نے بند کرتے اسے گھورا تھا____ احد میں آپ سے ناراض ہو اور آپ کو ہنسی آ رہی ہے بلکہ آپ کو تو خوشی ہو رہی ہے کہ اچھا ہے جان چھوٹ گئی اس لیے تو ایسے مسکرا رہا ہے____ روشنہ کو واپس اپنی ٹون میں آتے دیکھ فریال نے وہاں سے جانا ہی مناسب سمجھا تھا ایک زبردست گھوری سے احد کو نوازتے ناک کی سیدھ میں چلی گئی تھی___ احد بس ضبط کر کے رہ گیا تھا جو آج بنا بات ہی اسے گھور کر گئی تھی---

روشنہ کیا تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے کیا____احد کے سوال پر روشنہ نے تعجب سے اسے دیکھا تھا___ایسا کیوں کہہ رہے ہے مجھے آپ پر خود سے زیادہ یقین ہے____روشنہ کے اعتماد سے کہنے پر احد مسکرایا تھا___اچھا آؤ کہی بیٹھتے ہیں ورنہ تھک جائیں گے احد کے کہنے پر روشنہ بھی اثبات میں سر ہلاتی اس کے ساتھ چلنے لگی تھی-----

ہمم تو پھر یہ بتاؤ اس دن کے علاوہ میں نے تمہیں کب نظر انداز کیا ہے آمنے سامنے لگی کرسیوں پر بیٹھتے کہا تو روشنہ نے ندامت سے چہرا جھکا لیا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا____روشنہ اوپر دیکھو میں نے تمہیں شرمندہ کرنے کے

لیے نہیں پوچھا تھا اس کے کہنے پر روشنہ نے چہرا اونچا کیا تھا____پھر اس دن بھی کیوں کیا تھا۔۔۔۔

اس کے شکوہ کرنے پر وہ نفی میں سر ہلا گیا تھا____روشنہ باباذوہا کی شادی زبردستی کسی سے کرنا چاہتے تھے وہ صائم بھائی کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی نہیں مان رہے تھے اور اس دن بھی میری ان سے بات ہوئی تھی تو میں ذوہا کو لے کر پریشان تھا اس لیے تمہیں نظر انداز کر دیا تھا____اس کی وضاحت پر روشنہ کو شرمندگی ہوئی تھی ساتھ خود پر بھی غصہ آیا تھا۔۔۔

اچھا چھوڑو آج ایک سرپرائز ہے تمہارے لیے____احد نے سادے سے انداز میں کہا تھا___کیسا سرپرائز روشنہ نے

مسکراتے ہوئے پوچھا تھا____بتادو گا تھوڑا سا انتظار کر واحد کے کہنے پر روشنہ نے ہاں میں سر ہلا یا تھا۔۔۔۔

فراز کیا کرنا ہے تم کیا فنکشن کے اختتام پر کچھ کرنا چاہ رہے ہو معاذ نے چڑتے پوچھا تھا____نہیں ابھی کرنا ہے لیکن کسی بھی طرح احد کو روشنہ کے پاس اٹھاؤ اور یہ جوس اسے پلاؤ فراز نے اپنی جیب سے ایک پیکٹ نکالا تھا اور اسے جوس میں ڈالا تھا____جبکہ اس کے پاس ڈرگز دیکھ کر معاذ اور عیشاء کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔۔۔۔

یہ_یہ تو____ہاں یہ ڈرگز ہے اور یہ جوس احد بلوچ پیئے گا ____فراز نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ گلاس معاذ کے ہاتھ

میں تھمایا تھا جس کو کچاچا تے معاذ نے لیا تھا___ تم یہ احد کو دو اور روشنہ کو یونی کی بیک سائیڈ پر لے کر آو عیشاء____ فراز کے کہنے پر عیشاء بے بسی کی مورت بنتی روشنہ کی ٹیبل کی طرف گئی تھی___ اس کو آتے دیکھ احد جوس کا بولتے اٹھا تھا____ روشنہ اپنے سامنے عیشاء کو دیکھتے خوش اسلوبی سے ملی تھی اور اس کا یہ انداز عیشاء کو بے چین کر رہا تھا اس کا دل چاہا کہ واپس پلٹ جائے پر فراز کی نظریں خود پر جمی دیکھ بولنا شروع ہوئی تھی۔۔۔۔۔

روشنہ تمہیں مس ناز یونی کی بیک سائیڈ پر بلا رہی ہے بنا روشنہ کی سنے وہاں سے آگے بڑھ گئی تھی___ روشنہ حیرانگی سے اس کی سپیڈ اور بات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی پر سر جھٹک کر اس کی بتائی ہوئی جگہ کی جانب چلی گئی____ اس کو جاتے دیکھ فراز کے

لبوں پر شیطانی مسکراہٹ آئی تھی جیب سے کلوروفارم لگا رومال نکالتے اس کے پیچھے گیا تھا۔۔۔

احد تمہیں روشنہ یونی کی بیک سائیڈ پر بلا رہی ہے____احد جو معاذ کے ساتھ کھڑا اس کا ہی دیا جوس پی رہا تھا عیشاء کے کہنے پر تعجب سے اسے تکا تھا پھر ایک ہی سانس میں سارا جوس پیتے آگے بڑھا تھا___یہ میرے سر میں کیوں درد ہو گیا اچانک سے اپنے چکراتے سر کو تھامتے وہاں آیا تھا جہاں روشنہ پریشان سی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

روشنہ کو اکیلے دیکھتے احد کو حیرت ہوئی تھی اس کے پیچھے کھڑے ہوتے بازو سے پکڑتے اپنے سامنے کیا تھا___روشنہ جو عیشاء کی

جھوٹ پر تپی ہوئی تھی اور واپس جانے کا سوچ رہی تھی کسی کے
بازو پکڑنے پر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی تھی پر
سامنے احد پر نظر پڑتے وہ ساکت ہوئی تھی ___ احد کے سر پر
ڈر گز کا نشہ چاہ رہا تھا بند ہوتی آنکھوں کو وہ بامشکل کھولے رائیکہ
کو دیکھ رہا تھا پھر اچانک ہی اس کا اسکارف گلے سے نکالا تھا ---

اس کی حرکت پر روشنہ ہوش میں آئی تھی اور اس کا فوکس اپنے
ہونٹوں پر دیکھتے جی جان سے لرزی تھی جبکہ اسکارف اپنے اوپر
سے ہٹتا دیکھ آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے مسلسل خود کو
چھوڑوانے کی کوشش کر رہی تھی ___ پھر اچانک اس کی
مزاحمت رکی تھی اور حواس کھوتی احد کی بانہوں میں جھول گئی
تھی ___ آخری چیز جو اس نے محسوس کی تھی وہ احد کا چہرا اپنے

چہرے کے قریب تر دیکھا تھا اور کسی نے ناک پر رومال رکھا تھا۔۔۔۔

★★★★

رائیکہ بھائی ابھی تک نہیں آئے ہیں چلو نہ ہم دونوں باغ میں چلتے ہیں کسی کو پتا نہیں چلے گا_____ رائیکہ جو اپنی ڈریسنگ ٹیبل ٹھیک کر رہی تھی اس کی بات سنتے گھور کر دیکھا تھا جس کو خاطر میں لائے بنا کاظمہ پھر شروع ہوئی تھی ----

رائیکہ چلو نہ پلیز میں بہت بور ہو رہی ہو اور آج ہم اس کھڑوس سردار کے باغ میں نہیں بلکہ اپنے میں جائے گے پلیز چل لو___ کاظمہ نے آنکھیں پٹپٹاتے منت بھرے انداز میں کہا تھا تو

رائیکہ کے ہونٹوں پر تبسم بکھرا تھا___پر جلدی ہی سنجیدہ ہو گئی تھی اگر کاظمہ دیکھ لیتی تو اسے لے کر ہی جاتی۔۔۔۔

رائیکہ آپو میں آپ سے بات کر رہی ہو خود سے نہیں___اس کے آپو کہنے پر رائیکہ نے نفی میں سر ہلایا تھا کاظمہ اسے آپو تبھی کہتی تھی جب وہ اس سے ناراض ہو جائے___کاظمہ بھائی نے منع کیا ہے اور آپ کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے اس لیے بہتر گھر میں ہی رہو اور ہاں سب سے اہم بات یہ جو آپ اپنی زبان کے جوہر دیکھاتی ہے نہ بہتر ہے کہ اس پر تھوڑا سا کنڑول کریں کیونکہ آپ کی گوہر افشانی کوئی سن لے تو آپ بے ہوش ہو جاتی ہے___رائیکہ کے طنز کو سمجھتے کاظمہ نے گھور کر اسے دیکھا تھا جو پھر سے اپنے کام میں لگ گئی تھی۔۔۔

پھر سر جھٹک کر کمرے میں سے نکلتے اپنے کمرے میں آئی تھی اور اپنے کالج بیگ دیکھتے ایسا منہ بنایا جیسے کڑوا بادام نگل لیا ہو____ کیا مصیبت ہے اب پھر سے کالج جانا پڑے گا نہیں کیا ضرورت تھی یہ تعلیم ایجاد کرنے کی پہلے کے لوگوں نے بھی تو بنا پڑھے زندگی گزاری ہے ہم بھی گزار لیتے پر نہیں____ خود سے بڑبڑاتے بیگ اٹھاتے اپنا سامان دیکھا تھا____ اس کے کمرے کے باہر سے گزرتی شاہینہ بلوچ کے لب مسکرائے تھے اس کی باتوں پر جہاں رائیکہ اور روشنہ پڑھائی کے لیے پاگل تھی تو وہی کاظمہ اسکول کے نام سے دور بھاگتی تھی۔۔۔۔

پھر اچانک ان کی مسکراہٹ سمٹی تھی آنکھوں کے سامنے اپنے شوہر اور بھائی کا چہرا گھوما تھا____ آنکھوں میں نمی چمکی تھی وہ فوراً وہاں سے گئی تھی____ کاظمہ نے حیرت سے ان کے تاثرات دیکھے تھے کیا ایسا کچھ تھا جو وہ نہیں جانتی تھی یہ سوال اس کے ذہن میں گردش کر رہا تھا پر ایسا کوئی نہیں تھا جو اس کے سوالات کے جواب دیتے اس لیے خاموشی سے اپنی کتاب میں جھک گئی تھی-----

★★★

فراز نے روشنہ کو بے ہوش کرتے احد کو بھی کیا تھا___ اور اپنی جیب سے کٹر نکالتے اس کے کپڑوں پر کٹ لگائے تھے اپنا کام ختم کرتے اس نے ایک نظر اسے دیکھا تھا اور پھر کھڑا ہوا تھا ڈیئر

روشنہ یہ پارٹی تم ہمیشہ یاد رکھو گی تمسخرانہ نظروں سے اس کو دیکھتے وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔۔

فریال جو ہر جگہ روشنہ کو ڈھونڈ چکی تھی اس کے نہ ملنے پر اب پریشان ہو گئی تھی نا جانے کیوں اس کا دل گھبرا رہا تھا چلتے چلتے فراز لوگوں کے پاس آئی

تھی ___ کیا ہوا تم پریشان لگ رہی ہو وہ جو واپس جا رہی تھی اس کے پوچھنے پر رکی تھی ___ فراز تم نے روشنہ یا احد میں سے کسی کو دیکھا ہے میں آدھے گھنٹے سے ڈھونڈ رہی ہو پتا نہیں کہاں چلے گئے۔۔۔۔

ہاں میں نے انہیں یونی کی بیک سائیڈ پر جاتے دیکھا تھا اس کے کہنے کی دیر تھی فریال تیزی سے چلتی وہاں آئی تھی پر سامنے کا منظر دیکھتے اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی___ خود کو سنبھالتے روشنہ کے پاس گئی تھی اور اس کا اسکارف زمین سے اٹھاتے اس پر پھیلایا تھا آج اسے احد سے نفرت کرنے کی ایک اور وجہ مل گئی تھی----

اپنے پرس سے پانی کی بوٹل نکالتے اس کے چہرے پر چھڑکا تھا جس پر روشنہ نے مندی مندی آنکھیں کھولی تھی پھر ذہن بیدار ہونے پر جھٹکے سے اٹھی تھی آس پاس نظر دوڑاتے احد سے ٹکرائی تھی پھر اپنے کپڑے دیکھے تھے جو آستینوں سے پھٹے ہوئے تھے اور بازو پر بھی کھروچ کے نشان تھے ایک لمحے میں

اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے تھے فریال کی طرف نم نظروں سے دیکھتے اس کی پانی کی بوتل چھینی تھی اور احد پر ڈالی تھی ٹھنڈا پانی ایک ساتھ گرنے سے احد ہڑ بڑا کر اٹھا تھا ----

روشنہ کو دیکھتے احد کی سانس سینے میں ہی اٹک گئی تھی وہ جو سوچ رہا تھا اس نے شدت سے دعا کی تھی کہ ایسا کچھ نہ ہو ____ روشنہ یہ کس نے کیا لبوں کو تر کرتے سوال کیا تھا اس کے سوال اس نے زخمی نگاہوں سے اسے دیکھا تھا _____ آپ نے کیا ہے یہ سب کچھ یہ تھا آپ کا سرپرائز مجھے برباد کرنا تھا آپ کا سرپرائز -----

روشنہ کی بات پر احد کو لگا ساتوں آسمان اس کے سر پر آ گرے ہو وہ ایسا کیسے کر سکتا تھا اپنے عشق کے ساتھ کیسے کر سکتا تھا ایسا

____ می_ میں نے نہ_ نہیں کیا روشنہ منت بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

تم نے نہیں کیا تو کس نے کیا فریال بھی غصے سے چلائی تھی__ احد نے ذہن پر زور دیا تو اسے کچھ بھی یاد نہیں آرہا تھا پر روشنہ کی حالت اسے یہی بتا رہی تھی__ اچانک اسے یاد آیا کہ اس جوس میں کچھ تھا__ روشنہ تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔۔۔

احد کے کہنے پر روشنہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور دبا دیا سا غرائی تھی میں نہیں آئی تھی احد بلوچ مجھے بلایا گیا تھا اور یہ کام آپ نے ہی کیا ہوگا۔۔۔۔روشنہ یونی کی بیک سائیڈ آئی ہی کیوں تھی

تمہیں نہیں آنا چاہیے تھا____ احد نے پھر اپنی بات دہرائی تھی۔۔۔۔ جس کا جواب روشنہ نے نہیں دیا تھا ---

د۔۔دیکھو روشنہ یہ تمہاری غلطی ہے تمہیں اس وقت یہاں نہیں آنا چاہیے تھا میں بہک گیا خدارا مجھے سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔۔۔۔ احد بلوچ بے بسی سے بولا تھا۔۔۔۔ جبکہ دل میں اس کے چھوڑنے کا خوف ہلکورے لے رہا تھا۔۔۔۔۔

آ۔۔آپ ن۔۔۔ے مجھے۔۔ بر۔۔ برباد کر دیا۔۔۔۔۔ آپ نے اپنی ہی محبت کو کسی کو منہ دکھانے لائق نہیں چھوڑا ب۔۔ بہت برے ہے آپ۔۔۔۔۔ ہذیانی کیفیت میں اپنے بال مٹھیوں میں

دبوچے وہ کہی سے بھی اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

ن۔۔ نہیں۔ ہو میں برا۔۔۔ میں ن۔ نکاح کرلوں گا۔۔۔۔ بکھرے لفظوں کے ساتھ بولا تھا۔۔۔۔

نکاح۔۔۔۔ زیر لب دہرایا تھا جس پر اس نے سرہاں میں ہلایا تھا۔۔۔۔ روشنہ قہقہ لگا کر ہنسی تھی جیسے اس کی بات کا مذاق اڑا رہی ہو۔۔۔۔ نکاح کیوں کریں گے آپ۔۔۔۔ رزدانہ انداز میں بولتی ایک دم چیخی تھی۔۔۔۔۔ نکاح کیوں کریں گے آپ آپ کو تو ہوس پوری کرنی تھی وہ کرلی اب میں کس کام کی

۔۔۔۔۔

نفرت کرتی ہو میں آپ سے۔۔۔۔آپ نے میری محبت، میرا یقین سب توڑ دیا۔۔۔آپ وہ احد بلوچ نہیں ہے۔۔۔ جس سے روشنہ بلوچ نے عشق کیا تھا۔۔۔۔آپ اور آپ کا عشق دونوں ہی بے رحم ہے۔۔۔

احد بلوچ سن سا اپنے سامنے بکھری لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔فریال حیرت اور دکھ سے اس کے بدلتے تاثرات دیکھ رہی تھی اس کے ایک دم اس طرح سے ریکٹ کرنے پر فریال کا دماغ تیزی سے چلا تھا شاید نہیں یقیناً وہ صدمے میں ہے اس لیے اپنے اوپر لی چادر کو اس پر اوڑھایا تھا اور اس کا ہاتھ تھامتے وہاں سے لے گئی تھی۔۔۔۔۔۔

احد اس کے جاتے گھٹنوں کے بل زمین پر گرا تھا ایک آنسو اس کی آنکھ سے ٹوٹ کر بے مول ہوا تھا ___ وہ اس سے نفرت کرنے لگی تھی یہ سوچ ہی اس کے لیے سوہان روح تھی۔۔۔۔۔

☆☆☆

اپارٹمنٹ میں پہنچتے روشنہ نے واشروم کی راہ لی تھی شاور کے نیچے کھڑے ہوتے اپنے ہاتھوں کو بری طرح رگڑ رہی تھی جس سے اس کے اپنے ناخن اس کے بازو پر زخم بنا رہا تھے۔۔۔۔ روشنہ یہ کیا کر رہی ہو تم پاگل تو نہیں ہو گئی اس کو بری طرح اپنے چہرا رگڑتے دیکھ فریال کی آنکھیں پھٹی تھی سرعت سے اس تک پہنچتے شاور بند کرتے اسے جھنجھوڑتے پوچھا تھا۔۔۔۔

می۔۔میں پاگل نہیں ناپاک ہو گئی ہو بہت بری ہو گئی میں کسی کو منہ دکھانے لائق نہیں رہی دیوار کے ساتھ لگتے نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔۔فریال جو پہلے ہی پریشان تھی اس کے بے ہوش ہونے پر بوکھلا گئی۔۔۔۔اس سے پہلے اسے ہوش میں لاتی باہر دروازے کی دستک سن کر ٹھٹکی تھی روشنہ کو ایسے ہی چھوڑتے دروازا کھولا تھا پر سامنے کھڑے احتشام بلوچ کو دیکھتے فریال سن ہو گئی تھی۔۔۔۔

جبکہ اس کو بھیگے کپڑوں میں دیکھتے احتشام نے اپنا رخ بدلہ تھا اس کے رخ بدلنے پر وہ بھی ہوش میں آئی تھی اور خود کو بھیگا دیکھ خفت سے چہرا سرخ ہوا تھا فوراً وہاں سے گئی تھی۔۔۔۔۔کسی کو نہ

محسوس کرتے وہ پلٹا تھا اور خود ہی اندر آتے سامنے پڑے کاؤچ پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔

روشنہ روشنہ آنکھیں کھولو پلیز زاس کے پاس بیٹھتے اسے ہوش دلانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اسے نہ آتے دیکھ اپنے فون سے ڈاکٹر کو کال ملائی تھی اسے جلدی آنے کا کہتی اپنے کپڑے لے کر ڈریسنگ روم میں گئی تھی۔۔۔۔۔

احتشام جو کب سے باہر بیٹھا تھا اب روشنہ کو نہ آتے دیکھ اسے کچھ گڑبڑ لگی تھی اس سے پہلے قدم اندر کی طرف بڑھاتا سامنے سے آتی لیڈی ڈاکٹر کو دیکھتے اس کے ماتھے پر شکن ابھری تھی

۔۔۔۔ماریہ آپ یہاں کیا کر رہی ہے کوئی بیمار ہے

کیا۔۔۔۔ماریہ روشنہ اور فریال کی دوست تھی جس سے احتشام کئی بار مل چکا تھا لیکن اسے اس وقت دیکھتے پریشان ہوا تھا۔۔۔

جی احتشام بھائی وہ فریال نے مجھے بلایا ہے اور کہا کہ جلدی آجاؤں ویسے کہاں ہے وہ۔۔۔۔اس کی بات کا جواب دیے بغیر لمبے لمبے ڈگ بھرتا سامنے کمرے میں آیا تھا جہاں فریال روشنہ کو اپنے سہارے بیڈ پر بیٹھا رہی تھی۔۔۔۔کیا ہوا اسے۔۔۔۔۔۔

اس کی کرخت آواز سنتے فریال کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا سختی سے آنکھیں میچے سیدھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔وہ وہ بھائی پتا نہیں شاید کمزوری سے بے ہوش ہوگئی انگلیاں مروڑتے بتایا

تھا۔۔۔احتشام کی نظر جب روشنہ کی آستینوں پر پڑی جو پھٹی ہوئی تھی اور بازو پر زخموں کو دیکھتے سانس سینے میں اٹکا تھا۔۔۔ جبکہ ماریہ بھی سب سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

★★★

شکستہ قدموں سے چلتا یونی سے باہر نکلا تھا۔۔۔آنسو ضبط کرنے کی کوشش میں آنکھوں کے کنارے سرخ ہو گئے تھے دل مسلسل نفی کر رہا تھا کہ جو ہوا وہ تم نے نہیں کیا پر دماغ ماننے سے انکاری تھی۔۔۔آنکھوں دیکھا کیسے غلط ہو سکتا ہے اور پھر میرے علاوہ وہاں موجود بھی تو کوئی نہیں تھا۔۔۔کیا اسے مجھ پر یقین نہیں ہے کہ یہ میں نے نہیں کیا جو ایک لمحے میں مجھ سے نفرت کرنے لگی تھی۔۔۔

لیکن اس کے ساتھ جو ہوا اس کے بعد وہ مجھ سے نفرت ہی کرے گی اگر یہ سب کچھ واقع ہی میں نے کیا ہے تو میں اس سے جلد از جلد نکاح کروا اپنا بنا لو اور اس کی نفرت کو محبت میں بدل دو گا۔۔۔ پر پہلے میں سزا لو نگا کسی کو بے ابرو کرنے کی جو سزا اسلام دیتا ہے میں وہ سہو گا۔۔۔۔ خود سے کہتے گاڑی کا رخ مسجد کی جانب کیا تھا دل تھا کہ پھٹنے کے قریب تھا پر اسے یقین تھا کہ روشنہ کے بعد وہ رب بھی اسے معاف کر دے گا۔۔۔۔

ظہر کی نماز ادا کرتے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے کب سے رو کے آنسو آنکھوں سے رواں ہوئے تھے جبکہ ہونٹوں پر قفل تھا۔۔۔ کیا بات ہے بچے کیوں رو رہے ہو۔۔۔۔ شفقت بھرا

لمس اپنے سر پر محسوس کرتے احد نے اپنا چہرا اونچا کیا تو خود کو تکتے بزرگ کو دیکھتے اس نے اپنی پلکیں چھپکائی تھی۔۔۔۔۔

اور کیا کرو میرے پاس رونے کے علاوہ بچا ہی کیا جس سے محبت کے دم بھرتا تھا اسے ہی بے آبرو کر دیا آپ جانتے ہے وہ اب مجھ سے نفرت کرتی ہے۔۔۔۔اس کی بھرائی ہوئی آواز سنتے وہ بزرگ وہی بیٹھ گئے تھے۔۔۔وہ روز اس مسجد میں نماز پڑھنے آتا تھا جس وجہ سے وہ بزرگ اسے جانتے تھے آج اسے روتا دیکھ وہ حیران ہوئے تھے۔۔۔۔

کیا بات ہے بیٹا شروع سے بتاؤ ہو سکتا ہے میں تمہاری کچھ مدد کر سکو۔۔۔۔ان کے نرمی سے پوچھنا پر احد نے انہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔اسلام میں زنا کی کیا سزا ہے۔۔۔۔۔

اس کے سوال پر وہ بزرگ حیرانگی سے اسے دیکھ رہے تھے جو جواب کا منتظر تھا۔۔۔۔

اسلام میں زنا کی سزا سو کوڑے اور ایک سال جلاوطن کرنے کے لیے کہا گیا ہے پر تم کیوں پوچھ رہے ہو۔۔۔۔۔

کیونکہ میں سزا کا مستحق ہو میں بھی اس گناہ میں شامل ہو چکا ہو۔۔۔

تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ تم نے زنا کیا ہے۔۔۔۔۔ان کے مسکرا کر پوچھنے پر احد زخمی سا مسکرایا تھا کیونکہ جو گناہ کرتا اللہ کے بعد اسے ہی علم ہوتا ہے۔۔۔۔۔مجھے بھی سو کوڑے لگائے جائے اس کے سنجیدگی سے کہنے پر وہ پھر مسکرائے تھے۔۔۔۔۔

اگر تم برا نہ مانو تو کیا میں تم سے ایک بات کہو۔۔۔۔ان کے پوچھنے پر احد نے بلا تاخیر اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔ تمہیں اتنا یقین کیسے ہیں کہ تم نے زنا کیا ہے۔۔۔۔

ان کے سوال پر احد ٹھٹکا تھا۔۔۔ پھر گہرا سانس خارج کرتے ان کو بتانا شروع ہوا تھا۔۔۔۔۔اس کی ساری تفصیل سنتے وہ

تھوڑے پریشان ہوئے تھے۔۔۔اب آپ بتائے کہ مجھے سو کوڑے کون مارے گا۔۔۔۔

★★★

تمہارے بیٹے نے صائم کو کہا ہے کہ وہ کسی اور کو پسند کرتا ہے اور ذوہا سے شادی نہیں کر سکتا کیا یہ درست ہے۔۔۔اسفند بلوچ اس وقت چوہدری کے ساتھ ڈیرے پر موجود تھے۔۔۔

ہاں کہا تو کچھ ایسا ہی مجھے بھی ہے پر تم فکر مت کرو میں اس لڑکی کا جلد ہی کچھ انتظام کرواتا ہوا اپنے آدمی کام پر لگائے ہوئے ہیں جیسے ہی کچھ پتا چلتا ہے اس کا کام ختم کر دے گے۔۔۔۔رحیم
چوہدری پریشانی سے گویا ہوئے تھے اگر ذوہا کی شادی شہروز سے نہ ہوتی تو ان کا بنا بنایا گیم برباد ہو جاتا۔۔۔

اگر اتنی جلدی کام نہ ختم کرنا پہلے ہمیں دکھانا کہ کون ہے وہ لڑکی جو شہروز چوہدری کے دل کو بھا گئی ہے سگریٹ کا گہرا کش لیتے خباثت سے کہا تھا جس پر رحیم چوہدری کا قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

ہاہاہاہا اسفند بلوچ آج بھی تمہارے سارے شوق ویسے ہی ہے کہی سے نہیں لگتا کہ تم یوسف بلوچ کے تایا زاد ہو۔۔۔

اس کا نام لے کر میرا موڈ نہ برباد کرو خود تو مرا ساتھ ساتھ دو لوگوں کو لیے اور مر گیا۔۔۔ سردار بننے چلا تھا بیچارہ میٹھی نیند سو گیا۔۔۔۔۔ اسفند بلوچ نے نخوت سے کہتے سر جھٹکا تھا۔۔۔۔

ہمم ویسے اب تو اس کا بیٹا بھی اس کے جیسا ہی نکلا ویسے تمہاری بیٹی کا پتہ چلا۔۔۔۔۔ رحیم چوہدری کے پوچھنے پر اسفند بلوچ کے چہرے پر سایہ سا گزرا تھا۔۔۔ نہیں پتا نہیں کہا گئی اور میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ اسے ڈھونڈنے میں برباد کرو۔۔۔۔ اسفند بلوچ کہتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے جس کو دیکھتے رحیم چوہدری بھی اٹھے تھے۔۔۔۔۔۔

شہروز چوہدری کا دماغ درست کرو ورنہ میں اپنا طریقہ اپناؤ گا۔۔۔۔

ہمم ٹھیک ہے جلد ہی مثبت جواب دو گا۔۔۔۔ رحیم چوہدری سے بغلگیر ہوتے ڈیرے سے نکل گئے تھے۔۔۔۔۔

پیچھے رحیم چوہدری اپنا سر تھام کر رہ گئے تھے کوئی طریقہ نہیں تھا ان کے پاس شہروز کو راضی کرنے کا۔۔۔۔

★★★

آپ دونوں پلیز باہر جاؤ میں جیک اپ کر لو روشنہ کا ماریہ نے جلدی سے کہا تھا جس پر وہ دونوں باہر چلے گئے تھے۔۔۔۔ فریال شدت سے دعا کر رہی تھی کہ وہ اس کے ریپ والی بات احتشام کے سامنے نا کہہ دے اگر اسے پتہ چل گیا تو جانے احتشام کیا کرے گا انہیں سوچوں میں گم تھی جب ماریہ باہر آئی تھی۔۔۔

وہ ٹھیک ہے بس کسی صدمے کے زیر اثر بے ہوش ہو گئی ہے اور اس کے بازو پر کسی نو کیلی چیز کو مارا ہے جس سے نشان پڑ گئے یہ

دوائی میں نے لکھ دی ہے تم اسے کھلا دینا اور یہ ٹیوب لگا دینا۔۔۔۔ماریہ کی بات سنتے احتشام کو سکون ملا تھا جبکہ فریال تو انہیں لفظوں پر اٹک گئی تھی کہ وہ ٹھیک ہے مطلب اس کا ریپ نہیں ہوا احد بلوچ اتنا نہیں گرا لیکن اس کا یہ حال کیا کس نے۔۔۔۔یہ سوال اسے بری طرح کھٹک رہا تھا جب احتشام کی آواز پر ہوش میں آئی تھی۔۔۔۔۔

فریال بیچ میں آدھے گھنٹے بعد آو گا روشنہ کو بتا دینا اور اس کا سامان بھی تیار رکھے۔۔۔۔۔اس کے کہنے پر فریال نے ہاں میں سر ہلایا تھا اس کے جاتے کچن کا رخ کیا تھا جلدی جلدی ہاتھ چلاتے سوپ بنانے لگی تھی۔۔۔۔ذہن میں بس ایک ہی سوال

تھا کہ روشنہ کی حالت کا زمہ دار کون ہے کسی کو کیا فائدہ حاصل ہو گا۔۔۔۔

تھوڑی دیر میں کمرے میں داخل ہوئی تو روشنہ ویسے ہی لیٹی تھی۔۔۔۔روشنہ اٹھو یار احتشام بھائی آنے والے ہے چلو جلدی اٹھو اس کا گال تھپتھپا کر کہا تھا۔۔۔۔۔۔
روشنہ نے مندی مندی آنکھیں کھولی تھی۔۔۔۔

یار جلدی اٹھو بھائی آنے والے ہے اس کو چھت کو گھورتے دیکھ کہا تھا۔۔۔۔۔بھائی کے نام پر روشنہ جھٹکے سے اٹھی تھی اس کے تو ذہن سے نکل گیا تھا کہ آج احتشام اسے لینے آنے والا ہے ۔۔۔۔۔فریال احد نے

روشنہ اس نے کچھ کیا اور پلیز تم ابھی جلدی سے یہ سوپ پیو اور کپڑے چینج کرو باقی باتیں میں بعد بتاؤ گی اس کے ہاتھ میں سوپ کا باؤل تھماتے کمفرٹر لپیٹا تھا۔۔۔۔اس کی بات پر روشنہ کی آنکھیں چمکی تھی پل اگلے ہی لمحے ان کی چمک ماند پڑی تھی دماغ ماننے سے انکاری تھا اس کی آنکھوں میں وہ منظر گھوما تھا جب وہ اس کے چہرے پر جھکا تھا۔۔۔۔۔

خدا کا واسطہ یار جلدی تیار ہو جاؤ ورنہ احتشام بھائی سے تمہاری خیر نہیں ہے اور رات ہو جائے گی تمہیں گاؤں پہنچتے ہوئے اس لیے جلدی کرو۔۔۔۔۔۔احتشام کتنی دیر کا کہہ کر گئے

ہے۔۔۔۔۔۔آدھے گھنٹے کافریال مصروف سی بولی تھی۔۔۔۔۔

روشنہ نے جلدی سے سوپ پیناشروع کیا تھااور دو چمچ لیتی باؤل ٹیبل پر رکھتے الماری سے اپنا سوٹ لیتے واشروم میں بند ہوئی تھی۔۔۔۔۔

بیس منٹ میں روشنہ بلکل تیار ہوتی احتشام کاانتظار کر رہی تھی۔۔۔۔فریال اس کی پھرتی دیکھ دنگ رہ گئی تھی۔۔۔

اوکے اللہ حافظ اپنا بہت ساراخیال رکھنا روشنہ نے فریال سے ملتے اسے ہدایت دی تھی۔۔۔۔۔۔تم بھی اپناخیال رکھنا لیکن پلیز احد کو غلط مت سمجھنافریال کی بات پر روشنہ کے مسکراتے

لب سکڑے تھے سپاٹ تاثرات چہرے پر سجائے باہر آگئی تھی۔۔۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔۔دھیمی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے کہا تھا۔۔۔۔

وعلیکم کو اسلام اب کیسا محسوس کر رہی ہو۔۔۔۔۔احتشام نے گاڑی سٹارٹ کرتے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

بہتر ہو۔۔۔۔کیا ممانی کاظمہ اور رائیکہ جانتی ہیں کہ میں آج حویلی آرہی تھی۔۔۔۔۔

اس کی بات پر احتشام دلکشی سے مسکرایا تھا نہیں میں نے انہیں کہا تھا کہ سرپرائز ہے۔۔۔۔اس کی بات پر وہ فقط مسکرادی تھی۔۔۔۔

★★★

رات کے وقت وہ دونوں حویلی میں داخل ہوئے تھے۔۔۔سامنے کے منظر کو دیکھتے ایک خوبصورت مسکراہٹ نے دونوں کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔۔۔جہاں کاظمہ منہ پھولا کر بیٹھی رائیکہ سے کچھ سمجھ رہی تھی۔۔۔۔

ہم تو آج بھی میری گڑیا کا پڑھائی کا دل نہیں ہے۔۔۔۔روشنہ کی مسکراتی آواز سن کر ان دونوں نے جھٹکے سے اپنے جھکے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

آپو دونوں ایک ساتھ چلاتے اس کے گلے سے لگی تھی۔۔۔۔۔

آپو کیسی ہے آپ ہم نے آپ کو بہت مس کیا۔۔۔۔۔کاظمہ نے الگ ہوتے بتایا تھا۔۔۔۔۔بھائی کیا یہی آپ کا سرپرائز تھا۔۔۔۔ رائیکہ کے پوچھنے پر احتشام نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

بھائی بہت اچھا سرپرائز ہے آپ کا۔۔۔۔کاظمہ اس کے گلے لگتے لاڈ سے بولی تھی۔۔۔۔۔ان کی سرپرائز والی بات سن کر روشنہ کو احد کی باتیں یاد آئی تھی پھر اپنے ساتھ ہوئے سلوک یاد کرتے پل میں اس کی آنکھوں میں نمی تیری تھی۔۔۔۔۔

جس کو سامنے سے آتی شاہینہ بلوچ دیکھتے تڑپ اٹھی تھی۔۔۔۔روشنہ میری جان کیا ہوا کیوں رو رہی ہو اپنے سینے سے لگاتے اس کی پیٹ سہلائی تھی۔۔۔۔شاہینہ بلوچ کا سہارا ملتے روشنہ کے رونے میں شدت آگئی تھی جس کو دیکھتے وہ سب پریشان ہوئے تھے۔۔۔۔۔

ممانی میں نے آپ کو بہت یاد کیا۔۔۔۔ان سے الگ ہوتے نم آواز میں بولی تھی جس پر انہوں نے سکون کا سانس لیا ورنہ کتنے خدشات ان کے ذہن میں پل گئے تھے۔۔۔۔

اس میں رونے والی کیا بات تھی روشنہ میری جان نکال دی بچے

آپ نے رائیکہ پانی لے کر آؤ۔۔۔۔۔اسے پھر سے اپنے ساتھ

لگاتے پیار سے ڈپٹتے رائیکہ کو مخاطب کیا تھا۔۔۔۔

ان کی روشنہ بلوچ کے لیے اتنی محبت دیکھتے کاظمہ کے دل میں

ٹیس اٹھی تھی سبز آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔۔۔۔

احتشام بلوچ جس کا سارا دھیان کاظمہ پر تھا اس کے چہرے پر درد

کے تاثرات دیکھتے اپنے ساتھ لگا گیا تھا۔۔۔۔

★★★

کھانے سے فارغ ہوتے روشنہ رائیکہ اور کاظمہ کے ہمراہ ان کے

کمرے میں بیٹھی اب ان کے سوالات کے جواب دے رہی

تھی۔۔۔روشنہ آپو اب تو آپکا خواب پورا ہو گیا آپ نے گریجویشن کرلی ہے اب دوبارہ تو شہر نہیں جائے گی نہ رائیکہ نے اشتیاق سے پوچھا تھا۔۔۔نہیں اب میں وہاں کیا کرنے جاؤ گی اب تو میں یہی رہو گی آپ کے ساتھ ہمیشہ کے لیے۔۔۔روشنہ نے مسکرا کر جواب دیا تھا شہر کے نام پر حلق میں آنسو کا گولا اٹکا تھا۔۔۔

آپو آپ ٹھیک ہے نہ اس کی آنکھوں اور آواز میں نمی محسوس کرتے وہ دونوں فکر مند ہوئی تھی۔۔۔

ہمم میں ٹھیک ہو تم پریشان نہ ہو۔۔۔۔

اچھا آپو آپ آرام کر لے تھک گئی ہو گی سفر سے آئی ہے

۔۔۔رائیکہ نے نرمی سے کہا تھا۔۔۔

رائیکہ آپ کہا جا رہی ہے۔۔۔اس کو کمرے سے جاتے دیکھ

کاظمہ نے فوراً کہا تھا۔۔۔آج آپ آپو کے ساتھ سو جائے نہ

میں تو روز ہی ہوتی ہو آپ کے ساتھ۔۔۔اس کے گال پر ہاتھ

رکھتے پیار سے بولی تھی جس پر کاظمہ منہ بسورے راضی ہو گئی

تھی۔۔۔۔۔

دیکھیں آپو میرے کمرے میں سونے کے کچھ رولز ہیں جن کو

آپ کو ماننا پڑے گا۔۔۔رائیکہ کے جاتے کاظمہ نے روشنہ کو

گھورتے کہا تھا۔۔۔۔اس کی بات پر روشنہ نے ناسمجھی سے

اسے دیکھا تھا کیسے رولز۔۔۔۔

نمبر ایک میری جگہ یہ ہے کیونکہ مجھے بائیں جانب ہی نیند آتی ہے
اس لیے آپ کو دائیں جانب آنا ہو گا۔۔۔۔

نمبر دو میرے کمرے کی لائٹ بند نہیں ہوتی کیونکہ مجھے
اندھیرے میں ڈر لگتا ہے اس لیے آپ کو بھی روشنی میں سونا
ہو گا۔۔۔۔

نمبر تین اگر سوتے ہوئے آپ میری جگہ پر آگئی تو میں آپ کو
اسی وقت اٹھا دو گی آپ جانتی ہے نہ کہ میری نیند کتنی جلدی
کھل جاتی ہے اس لیے احتیاط سے سونا ہو گا۔۔۔۔

نمبر چار سونے سے پہلے پانی کا جگ بھر کر آپ کو کمرے میں لانا
ہو گا اور صبح اٹھ کر بیڈ شیٹ اور کمفرٹر کو لپیٹ کر باہر جانا

ہو گا۔۔۔۔اگر آپ یہ رولز فالو کریں گی تو میرے کمرے میں سو سکتی ہے۔۔۔۔کاظمہ نے آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت سے اپنے فضول رولز بتائے تھے۔۔۔۔

روشنہ تو اسے دیکھ کر رہ گئی تھی جو اپنے ڈر کی وجہ سے کسی کے ساتھ سوتی تھی اور بھرم ایسے دیکھا رہی تھی جیسے اکیلے سو سکتی ہے۔۔۔۔

دیکھو کاظمہ میں اپنے کمرے میں سونے جا رہی ہو کیونکہ میں نے نہیں مان سکتی تمہارے یہ بے تکے رولز اس لیے تم اکیلے ہی سو جاؤ۔۔۔روشنہ مصنوعی سختی سے کہتے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

اس کو پیروں میں چپل پہنتے دیکھ کاظمہ ہڑبڑا کر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔تو ٹھیک ہے نہ روشنہ آپو آپ ان میں سے کسی بھی رولز کو نہ مانے آپ ایسے ہی سو جائے میں تو مذاق کر رہی تھی۔۔۔۔کاظمہ منت بھرے انداز میں بولی تو روشنہ کا قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔۔۔۔

جس کو سنتے کاظمہ صدمے سے اسے دیکھ رہی تھی مطلب وہ اسے ستانے کے لیے ایسا کر رہی تھی۔۔۔۔غصے سے پیر پٹختی اپنی جگہ پر لیٹ گئی تھی۔۔۔۔۔روشنہ بھی اس کے غصے سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتے اس کی منتخب کردہ جگہ پر لیٹ گئی تھی۔۔۔

ابھی تھوڑی دیر گزری تھی جب روشنہ کی آواز کاظمہ کو سنائی دی تھی۔۔۔۔۔کاظمہ آپ جاگ رہی ہے۔۔۔۔۔۔

جی آپو۔۔۔۔۔

ایک بات بتائیں۔۔۔۔۔اس کے پوچھنے پر کاظمہ نے اپنا رخ اس کی طرف کیا تھا۔جی پوچھے۔۔۔۔۔

انسان سے اگر گناہ ہو جائے اور وہ اللہ سے معافی مانگے کیا وہ اسے معاف کر دے گا۔۔۔۔۔۔

اس کے سوال پر کاظمہ نے اچھنبے سے اسے تکا تھا۔۔۔۔۔ بلکل آپو یہ کیا پوچھنا والی بات ہے وہ رب معاف کر دے گا۔۔۔۔۔۔

تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو روشنہ کے سوال پر کاظمہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔ کیونکہ آپوا گر ہم اللہ پر بھی کامل یقین نہیں کریں گے تو کس پر کریں گے کاظمہ مسکرا کر بولی تھی۔۔۔۔

اچھا اگر آپ کے ساتھ کوئی غلط کرے آپ کا بھروسہ توڑ دے تو کیا کرنا چاہیے روشنہ نے پھر سوال کیا تھا شاید وہ اپنے اندر پلتے درد کو کم کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔۔

اگر تو آپ کو پورا یقین ہے کہ اس غلطی کے بعد آپ کا رشتہ پہلے جیسا نہیں ہو سکتا تو آپ کو کنارہ کر لینا چاہیے سمجھوتہ نہیں لیکن اگر آپ کے پاس اتنا ظرف ہے کہ آپ اس کی غلطی کو معاف کر

کے دوسرا موقع دے گے تو یہ بہت اچھی بات ہے۔۔۔۔اس وقت وہ روشنہ کو کہی سے لا بالی سی کاظمہ نہیں لگ رہی تھی بلکہ اس کے سامنے تو کوئی سمجھ دار لڑکی بیٹھی تھی جو اپنے لفظوں سے اسے لاجواب کر رہی تھی۔۔۔۔

لیکن وہ ہمارا بھروسہ یقین توڑ چکا ہو اور ہم اسے معاف کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔۔روشنہ کے سوال پر کاظمہ مسکرائی تھی آپو ہم دن میں کتنی مرتبہ اپنے اللہ کے احکام کی نافرمانی کرتے ہیں لیکن جب اس کے سامنے بیٹھ کر آنسو کا ایک قطرہ بھی بہاتے ہے تو وہ کریم رب فوراً راضی ہو جاتا ہے تو پھر انسان کیوں اتنا مغرور بنتا ہے کسی کی غلطی کو معاف نہیں کرتا اور اپنے بڑے سے بڑے گناہوں کی معافی کی امید اللہ سے رکھتا ہے۔۔۔۔جب وہ دو

جہانوں کا بادشاہ معاف کر رہا ہے تو پھر انسان جو ہے ہی خطا کا پتلا وہ معاف کیوں نہیں کر سکتا۔۔۔۔کاظمہ کی اتنی بڑی وضاحت پر روشنہ کی کیفیت عجیب ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

ہمم اچھا ایک اور بات بتاؤ ایک لڑکا لڑکی کے ساتھ غلط کر چکا ہو جو اس سے محبت کرتی ہو اور وہ لڑکا اپنی غلطی تسلیم کرنے کے بعد اسے نکاح کی پیشکش کرے تو اسے کیا کرنا چاہیے روشنہ نے جھنجھلا کر پوچھا تھا جس پر کاظمہ ٹھٹکی تھی۔۔۔۔کیا مطلب آپو کس کے ساتھ غلط ہوئے ہے۔۔۔۔

وہ۔۔وہ میری یونی میں ہوا ہے۔۔۔۔اس کے مشکوک انداز کو دیکھتے روشنہ نے سچ بتایا تھا پر اپنے نام نہیں بتائے تھے۔۔۔۔اوو کاظمہ نے افسوس کا اظہار کیا تھا۔۔۔۔

سب سے پہلی بات آپو ہمارا اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ لڑکا اور لڑکی میں دوستی ہو اور دوسری بات اگر کوئی لڑکا کسی لڑکی کے ساتھ برا کرتا ہے تو اس میں سارا قصور صرف لڑکے کا نہیں ہے اس سے زیادہ اس لڑکی کا ہے جس نے اس کی دوستی کو قبول کیا۔۔۔اگر وہ اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے اور وہ سخت لہجے اور لفظوں سے اسے منا کرتی تو کس کی ہمت ہوتی اس کے ساتھ غلط کرے۔۔۔۔۔۔

لیکن ہمارا اسلام ہمیں اپنے لیے ہمفسر چننے کی اجازت دیتا ہے

اس کی بات کاٹتے روشنہ بے صبری سے بولی تھی۔۔۔۔جی

بلکل دیتا ہے اگر کوئی آپ کو پسند ہے تو اس کو نکاح کا پیغام

پہنچائے جیسے حضرت خدیجہ نے کیا تھا ہم لڑکیوں نے یہی سے یہ

سیکھا ہے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند کر کے حضرت خدیجہ

نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تھا یہاں سے اسلام نے عورت کو

اجازت دی ہے کہ وہ اپنے لیے ہمفسر چن سکتی ہے۔۔۔۔

لیکن ہم لوگ کیا کرتے ہیں لڑکوں سے دوستی کر لے جس کو نام

دیتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کو سمجھ رہے ہے اس کو آپ سمجھنا

کہتے ہیں۔۔۔۔یہ تو سراسر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ

وسلم کی نافرمانی ہے اس کی نافرمانی کر کے آپ کیسے امید کر سکتے

ہیں وہ لڑکا آپ کے ساتھ اچھا کرے گا۔۔۔۔۔ جس چیز سے اللہ نے منع کردیا وہ ہمارے لیے صحیح کیسے ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔

تم نے کہا کہ نکاح کا پیغام بھیجا جائے لیکن اگر آپ کو یقین ہو کہ آپ کے گھر والے نہیں مانے گے پھر کیا کریں۔۔۔ تو اس شخص کو چھوڑ دو اللہ سے مانگو اگر اس سے مانگنے کے بعد بھی نہیں ملتا تو اسے بھول جاؤ کیونکہ جس سے اللہ نے تمہیں نوازا ہے وہ بہترین ہے۔۔۔۔۔۔

نہ کہ اپنے چند دن یا سالوں کی محبت کے پیچھے گھر سے بھاگنے جیسا اقدام اٹھا کر اپنے والدین کا دیا گیا مان بھروسہ اور ان کی سالوں سے بنائی گئی عزت اور وقار کو روند جاؤ اس کی اجازت ہمارے

اسلام میں کہی نہیں ہے۔۔۔۔۔روشنہ کاظمہ کی باتوں سے ایک بار پھر لاجواب ہوئی تھی اس کا کہا حرف حرف سچا تھا۔۔۔۔

سب سے پہلے غلطی تو اس نے کی تھی اپنی ممانی کا یقین اور احتشام بلوچ کا مان توڑ کر پھر سب بڑی غلطی اس نے جب کی تھی جب احد نے اظہار محبت کیا تھا اور بدلے میں روشنہ نے اسے وہی لوٹایا تھا۔۔۔اب سارا قصور احد کا کیسے ہوا۔۔۔۔

کیا ہوا آپو اس کو سوچوں میں محو دیکھتے کاظمہ نے اس کا کندھا ہلایا تھا۔۔۔۔

آ۔۔آہاں کچھ نہیں اب تم سو جاؤ بہت رات ہو گئی ہے روشنہ نے پیار سے کہا تھا۔۔۔۔کاظمہ سر ہلاتے لیٹ گئی تھی پر آج بھی روشنہ کی نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔۔

تکیہ پر لیٹتے ہی کب کے روکے آنسو بالوں میں جذب ہو رہے تھے دل تھا کہ احد کو مجرم ماننے سے انکاری تھی جبکہ دماغ وہ تو حقیقت پر یقین کر رہا تھا اس سب میں کاظمہ کی باتیں اس کے ضمیر پر کاری ضرب لگا رہی تھی۔۔۔آج تو کسی کو پتا نہیں ہے لیکن اگر کل کسی کو پتا چلا تو اس سے آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔مجھے گھن آ رہی ہے اپنے وجود سے کبھی معاف نہیں کرو گی احد۔۔۔۔۔

منہ پر کشن رکھتے سسکیوں کو روکنے کی ناکام کوشش کی تھی۔۔۔۔۔

★★★

کیا بکواس ہے یہ میں تمہیں پیسے کس چیز کے دیتا ہو تم سے اب تک ان دو لڑکیوں کو نہیں مارا جارہا۔۔ شرا*ب کا گلاس زمین پر پھینکتے وہ غصے سے چلائے تھے جس کو دیکھتے سامنے کھڑے تین لوگوں کی جان نکلی تھی۔۔۔

س۔۔ سردار وہ۔۔ وہ لڑکی بہت کم باہر نکلتی ہے اور دوسری کو ہم مار دیتے لیکن اچانک پتا نہیں وہ کہا غائب ہو گئی تھی وہاں سے ورنہ ایک تو مر ہی جاتی۔۔۔۔ سامنے کھڑے نعمان نے ڈرتے بتایا تھا۔۔۔۔

میں ایک عرصے سے یہ سن رہا ہو کہ وہ مر جاتی لیکن یہ مسئلہ ہو گیا تھا اب کوئی آ گیا تھا میری ایک بات کان کھول کر سن لو نعمان اگر وہ اس بار نہ مر*ی نہ تو میں تمہیں عبرتناک مو*ت دو نگا اس کا گریبان پکڑ تے اس کے منہ پر چلائے تھے جس پر اس نے خوف کے زیر اثر ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔

جھٹکے سے اس کا گریبان چھوڑتے اپنی سابقہ جگہ پر بیٹھ گئے تھے اور ان تینوں کو جانے کا اشارہ کیا تھا جس پر وہ تینوں اپنی جان بخشی پر وہاں سے بھاگ گئے تھے۔۔۔ حرام مشروب گلاس میں ڈالتے خود کے حلق میں اتارا تھا۔۔۔۔

★★★

اب بھی آپ کو لگتا ہے کہ میں سزا کا حقدار نہیں ہو۔۔۔احد نے نم آنکھوں سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

نہیں بیٹا میرا دل نہیں مانتا کہ تمہیں زنا کی سزا دی جائے کہی کچھ غلط ہے تم اپنے حواس میں نہیں تھے اور جبکہ تم کہہ رہے ہو کہ تم نے آج سے پہلے کوئی ایسی چیز بھی نہیں لی جس سے نشہ چڑ جائے تو کیا تمہیں نہیں لگتا کہ یہ سب کچھ سوچ سمجھ کر ہوا ہے۔۔۔وہ بزرگ کچھ سوچتے ہوئے بولے تھے جس پر احد بھی کچھ متفق ہوا تھا۔۔۔

تو آپ کے خیال سے میں نے کچھ نہیں کیا احد نے خوشی سے دمکتے چہرے سے پوچھا تھا دل پر سے جیسے بوجھ ہٹا تھا۔۔

ہاں بیٹا مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے باقی خدا بہتر جانے کیونکہ تمہاری باتیں سننے کے بعد اتنا تو مجھے سمجھ آ ہی گیا ہے کہ یہ سب کچھ کسی نے جان بوجھ کر کیا ہے پہلے اس بچی کو وہاں بھیجا پھر تمہیں بھی جانے کو کہا یہ سب تم نہیں کر سکتے تھے اور بیٹا تم خود سوچو تمہارے سکول میں تو اور بھی لڑکیاں ہو گی نہ تو تم اسی کے پاس ہی کیوں گئے۔۔۔۔۔

احد کے لبوں پر سارے وقت میں پہلی دفع مسکراہٹ آئی تھی ان کے سکول والی بات پر ان کا کہا ایک ایک لفظ صحیح تھا احد روشنہ کی حالت دیکھتے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی کھو چکا تھا اور پھر اس

کے الفاظ احد کو اپنا آپ ہی مجرم لگنے لگا تھا لیکن اب سامنے بیٹھے بزرگ کی باتیں سن کر کچھ مطمئن ہوا تھا۔۔۔۔

لیکن اگر یہ سب کچھ درست ہوا تو احد نے دل میں پلتا خدشہ بیان کیا تھا۔۔۔۔

تو بیٹا تم سزا جانتے ہی ہو اتنا کہتے وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے احد بھی اپنے رب کا شکر ادا کرتا باہر کی جانب بڑھا تھا پر اس کے ذہن میں مسلسل ایک ہی سوال گردش کر رہا تھا کہ اس کے روشنہ کے ساتھ ایسا کون کر سکتا ہے۔۔۔۔ معاذ سوچتے سوچتے ذہن میں جھماکا سا ہوا تھا جوس کا گلاس معاذ نے ہاتھ میں دیا تھا۔۔۔۔

لیکن اپنی سوچ کی نفی کر دی تھی اس نے ویٹر سے لے کر دیا تھا وہ کیسے کر سکتا ہے اور میری کونسا اس سے کوئی دشمنی ہے۔۔۔۔ مسلسل سوچوں میں گھرے وہ گاڑی کے پاس آیا تھا گاڑی کی چابی نکالتے ہاتھ میں کچھ ڈبی محسوس ہوئی تھی جس کو نکالتے افسوس سے دیکھا تھا وہ رنگ تھی جو آج احد اسے پہنانے والا تھا لیکن شاید قسمت کو اور کچھ منظور تھا۔۔۔۔

گاڑی کا رخ اپارٹمنٹ کی جانب کیا تھا لیکن پھر سوچتے گاڑی گاؤں کے راستے پر ڈال تھی جانے کیوں آج اسے شہر کی ہوا بھی اچھی نہیں لگ رہی تھی۔۔۔ دل و دماغ میں بس ایک ہی سوال تھا کہ کیا وہ اس کی حقیقت جاننے کے بعد اس پر یقین کرے گی پہلے والی روشنہ بن پائے گی۔۔۔۔۔

ہاں میں گاؤں پہنچ کر اس سے بات کر کے اسے راضی کر لوگا اگر اس کی نظر میں مجرم ہو تو سزا بھی لے لوگا پر خود سے دستبر دار نہیں ہونے دوگا۔۔۔خود سے عہد کیا تھا جبکہ دور کھڑی قسمت اس کے عہد پر پھیکا سا مسکرائی تھی۔۔۔

★★★

صبح کی روشنی چاروں طرف پھیل چکی تھی ہر کوئی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو رہا تھا ایک نئی امید کے ساتھ ایسے میں چھوٹی حویلی میں حویلی کاظمہ احتشام کے دروازے کے باہر کھڑی اس کو آوازیں دے رہی تھی آج اسے کالج جانا تھا جس پر وہ دل سے تو نہیں پر شاہینہ بلوچ کے ڈر سے راضی ہو گئی تھی وہ اسے پہلے ہی دیر ہو چکی تھی اور اب احتشام کو اور دیر کروا رہا تھا اب کے کاظمہ زور سے چیخی تھی۔۔۔۔

بھائی بھائی اگر آپ اب بھی باہر نہ آئے نہ تو میں کالج نہیں جاؤ گی ماں کو آپ ہی سنبھالنا پھر کاظمہ نے دھمکی دی تھی اس کی تیز آواز سن کر رائیکہ اور روشنہ دونوں ہی اپنے کمرے سے باہر آگئی تھی پر احتشام کے کان میں اس کی آواز نہیں پہنچ پائی تھی شاید۔۔۔۔

چھوٹی بی بی سردار تو کب سے آپ کا گاڑی میں انتظار کر رہے ہے کمرے میں تو کوئی نہیں ہے کاظمہ جو رونے کی تیاری میں تھی ملازمہ کی بات سن کر ایک زبردست گھوری سے دروازے کو دیکھتے باہر گئی تھی۔۔۔۔اس کی سپیڈ دیکھتے وہ تینوں مسکرا کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

بھائی یہ غلط بات ہے آپ کی پھولی سانسوں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتے شکوہ کیا تھا جس پر احتشام مسکرایا تھا۔۔۔ تو گڑیا آپ کو کتنی مرتبہ کہا ہے کہ اگر میں دروازا نہیں کھول رہا تو آپ دیکھ لیا کرو کہ میں موجود ہو یہ نہیں اب یہ تو ساری آپ کی غلطی ہوئی نہ۔۔۔۔۔

جی نہیں بھائی یہ آپ کی غلطی ہے جب آپ کو پتا تھا کہ میں آپ کے کمرے میں جب تک نہیں آتی جب تک آپ مجھے نہ لے آئے پھر بھی آپ نے مجھے اتنی دیر کرا دی کاظمہ خفگی سے بولی تھی جس پر اس نے نفی میں سر ہلایا تھا کاظمہ اور اپنی غلطی مان لے یہ تو ناممکنات میں سے تھا۔۔۔

چلو اب اترو کالج کے گیٹ کے سامنے گاڑی روکتے احتشام نے اسے کہا تھا۔۔۔کاظمہ نے رونی صورت بنائے کالج کا گیٹ دیکھا تھا بھائی اگر میں کل سے چلی جاؤ تو گالوں کو پھولا کر پوچھا تھا ۔۔۔۔نہیں آپ ابھی جائے اس کے گال کو کھینچتے پیار سے کہا تھا جس پر کاظمہ اسے سمائل پاس کرتی گاڑی سے نکل گئ تھی ۔۔۔احتشام نے اس کی مسکراہٹ دل میں اترتے اسے یونہی مسکرانے کی دعا دی تھی۔۔۔۔اور گاڑی موڑ لی تھی۔۔۔

★★★

ذوہا تمہیں میم اپنے آفس میں بلا رہی ہے ایک لڑکی اسے پیغام دیتے گئی تھی۔۔۔

ذوہا جو کنٹین میں بیٹھی کاظمہ سے اس کے نا آنے کی وجوہات پوچھ رہی تھی اپنے نام کی پکار پر حیرت سے پلٹی تھی۔۔۔۔

آپ کو کیوں بلا رہے ہے آپو کاظمہ نے پریشانی سے پوچھا تھا۔۔۔۔پتا نہیں یہ تو جا کر ہی پتا چلا گا ایسا کرو آپ کلاس میں جاؤ میں پھر آتی ہو آپ کے پاس۔۔۔اس کے کہنے پر کاظمہ نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا اور کلاس کی طرف چلی گئ۔۔۔

میم مے آئی۔۔۔باقی کے الفاظ منہ میں رہ گئے جب نظر شان سے بیٹھے احتشام پر پڑھی جو ٹانگ پر ٹانگ جمائے شان سے صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔

آجاؤ ذوہا پرنسپل کی اجازت ملنے پر وہ اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

جی آپ۔۔آپ نے بلایا خود پر احتشام کی نظریں محسوس کرتے وہ پزل ہورہی تھی دل الگ ہی لے پر دھڑک رہا تھا اس کے دیے دو دن آج پورے ہو گئے تھے اسے اچھے سے یاد تھا لیکن وہ اس طرح اس کے کالج میں آئے گا یہ وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔۔۔۔اور اگر وہ اپنے مقصد کے لیے آیا تھا تو کیا اس کا نکاح کالج میں ہو گا ذوہا نے حیرانگی سے سوچھا تھا۔۔۔

جی ذوہا احتشام صاحب کو آپ سے کچھ بات کرنی ہے پرنسپل نرمی سے کہتی باہر چلی گئی تھی۔۔۔۔ذوہا تو حیرت میں غوطہ زن ہو گئی تھی ان کے اس انداز پر۔۔۔

اسلام علیکم احتشام کی گھمبیر آواز ذوہا کو ہوش میں لائی

تھی۔۔۔۔۔

و۔۔ علیکم اسلام کی۔کیسے ہے آپ ذوہا نے نظریں جھکائے پوچھا

تھا۔۔۔۔۔

اپنی خیریت میں آپ کو نکاح کے بعد تفصیل سے بیان کروگا

کیونکہ ابھی میرے پاس ایسا حق نہیں ہے۔۔۔اس کے جملے میں

چھپی معنی خیزی محسوس کرتے ذوہا جی جان سے کانپی

تھی۔۔۔۔احتشام نے فون نکالتے کسی فون کیا تھا اس کو ہدایت

دیتے ایک شاپر اس کی طرف بڑھایا تھا۔۔۔۔

ذوہا اور تو میں کچھ کر نہیں سکتا لیکن اس میں ایک دوپٹہ ہے اور یہ دوپٹہ تمہارے ولیمہ کے ڈریس کا ابھی تم اسے سر پر لے لو باقی کام میری حویلی میں آنے کے بعد ہونگے۔۔۔۔۔وہ بیگ اس کی طرف بڑھایا تھا جس کو کانپتے ہاتھوں سے ذوہا نے تھاما تھا۔۔۔۔

وائٹ کلر کا وہ دوپٹہ جس پر گولڈن نفیس سا کام ہوا تھا ذوہا کو پسند آیا تھا۔۔۔۔دوپٹہ سر پر پھیلائے احتشام کی چھوڑی ہوئی جگہ پر بیٹھ گئی تھی جب کچھ لوگ اندر آئے تھے۔۔۔مولوی صاحب کے ساتھ موجود گواہوں میں ایک ایسا شخص بھی تھا جس کو ذوہا کے اس فیصلے سے دکھ اور خوشی دونوں ہوئی تھی۔۔۔۔

دکھ مان ٹوٹنے کا تھا تو خوشی اس کی محبت ملنے کی تھی۔۔۔۔

ذوہابلوچ ولد اسفند بلوچ آپ کا نکاح احتشام بلوچ ولد یوسف بلوچ سے ایک کروڑ سکہ رائج الوقت تے پایا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔۔۔۔

مولوی صاحب کے لفظوں پر دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی آنکھوں میں بے ساختہ آنسو ائے تھے۔۔۔اتنا بڑا قدم اٹھارہی تھی خوش تھی اپنے فیصلے سے نکاح کے بعد وہ اس کے نام سے پہچانی جائے گی۔۔۔لیکن دکھ تھا کہ کوئی اس کے ساتھ اس کا اپنا نہیں تھا جو اسے حوصلا دیتا اپنی دعاؤں سے نوازتا یہ سب سوچتے آنکھوں میں رو کے آنسو گالوں پر گرے تھے۔۔۔

★★★

روشنہ آپو آپ کا فون کب سے بج رہا ہے روشنہ جو کمرے میں اپنے کپڑے رکھ رہی تھی رائیکہ کے بتانے پر بے زاری اس کے ہاتھ سے فون لیا تھا سکرین پر فریال کا نمبر بلنک کر رہا تھا جس کو دیکھتے اس نے کال بیک کرے تھی۔۔۔

اسلام علیکم کیسی ہو۔۔۔۔

وعلیکم السلام روشنہ یہ کیا طریقہ ہے ابھی گئے تمہیں چوبیس گھنٹے بھی نہیں ہوئے اور مجھے بھول بھی گئی ایک فون کر کے اپنی خیریت بتا دو تم ایک ہی دن میں مجھے بھول کتنے افسوس کی بات ہے۔۔۔اس کی آواز سنتے ہی فریال کے شکوے شروع ہوئے تھے جس کو مسکراتے روشنہ نے سنا تھا۔۔۔

ہو گیا تمہارا کیا اب میں بولو یہ ابھی کچھ باقی ہے روشنہ نے اس کے ایک ہی سانس میں بولنے پر چوٹ کی تھی۔۔۔

ہاں تو تمہارا قصور ہے خیر تم بولو فریال نے گویا احسان کیا تھا۔۔۔

بہت شکریہ۔۔۔ ہم شام تک پہنچے تھے پھر کھانے میں لگے باتوں کا سلسلہ ہوا اس سب میں اپنا فون چارج پر لگانا بھول گئی تھی صبح اٹھتے ہی اسے چارج کیا ہے ابھی میں تمہیں کال کرنے کا سوچ رہی تھی پر تمہاری آگئی۔۔۔

روشنہ نے اسے ساری بات بتائی تھی جس پر فریال نے ہنکار بھرا تھا۔۔۔

اچھا سنو میں نے بہت ضروری بات بتانے کے لیے فون کیا ہے
فریال نے تمہید باندھی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا فریال تم ٹھیک ہو نہ روشنہ فوراً متفکر ہوئی تھی۔۔۔
ہاں میں ٹھیک ہو وہ دراصل بات یہ ہے کہ جو کچھ اس دن ہوا اس میں احد کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔۔
پلیز فریال مجھے اس بارے میں کوئی نہیں کرنی روشنہ نے غصے سے کہا تھا۔۔۔۔

لیکن روشنہ تمہارا جاننا ضروری ہے احد نے کچھ نہیں کیا پلیزز سمجھنے کی کوشش کرو فریال جلدی سے بولی تھی۔۔۔۔

کل تک تو وہ تمہیں برا لگتا تھا اب جب میں اس دور جا رہی ہو تو تمہیں اس سے ہمدردی ہو رہی ہے روشنہ نے طنزیہ کہا تھا

روشنہ تمہارا ساتھ کچھ نہیں ہوا تم کیوں نہیں سمجھ رہی میرے احد کے ساتھ لاکھ اختلاف صحیح لیکن میں اس پر بھی یقین نہیں کر پائی تھی کہ وہ تمہارے ساتھ ایسا کرے گا اب کے فریال نے بھی غصے میں کہا تھا---

یہ ضرور تم احد کے کہنے پر کر رہی ہو میں نے خود دیکھا تھا اسے اور مزید مجھے کوئی بات نہیں کرنی میں اسے کبھی معاف نہیں کروگی نفرت ہو گئی ہے مجھے اس سے بتا دینا دباد باسا چیختے فون بند کر گئی

تھی۔۔۔۔ کئی آنسو چہرا بھگو گئے تھے جنہیں بے دردی سے صاف کیا تھا۔۔۔۔

فون رکھنے والی تھی جب میسج ٹون بجی تھی۔۔۔۔۔

روشنہ یہ تھی تمہاری محبت بس اتنا یقین تھا اس پر جس نے آج تک کبھی تمہیں ہاتھ نہیں لگایا تھا وہ اس حد تک کیسے چلا جائے گا اتنی جلدی بد گمان ہو گئی آنکھوں دیکھا بھی کبھی کبھی سچ ثابت نہیں ہوتا تمہارے ساتھ کچھ غلط نہیں ہوا تم ویسی ہو جیسی تھی وہ سب کسی نے جان بوجھ کر کیا ہے احد کا کوئی قصور نہیں ہے

۔۔۔۔۔

میسج پڑھ کر روشنہ بے چین ہو گئی تھی دماغ ماننے سے انکاری تھا جب کے دل تو خوشی سے جھوم اٹھا تھا پر دل کی بری طرح نفی کرتے روشنہ دماغ کی سن رہی تھی ایک بار پھر احد بلا وجہ ہی قصور وار نظر آرہا تھا اس کی ساری اچھائیوں سے نظریں چراتی آدھے ادھورے سچ پر یقین کر رہی تھی۔۔۔

کوئی کیوں میرے ساتھ ایسا کرے گا یہ سب احد نے کیا ہے اس نے فریال کو کہا ہو گا کہ وہ ایسا کہے میں نے خود دیکھا تھا اس کو خود پر جھکتے ہوئے موبائل کو دیکھتے خود سے بڑبڑایا تھا۔۔۔

★★★

ذوہا بلوچ ولد اسفند بلوچ آپ کا نکاح احتشام بلوچ ولد یوسف بلوچ سے ایک کروڑ سکہ رائج الوقت تے پایا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے مولوی صاحب نے پھر اپنے جملے دہرائے تھے۔۔۔

ج۔۔جی ق۔ قبول ہے ذوہا نے ہوش میں آتے رضامندی تھی۔۔۔ نکاح نامہ پر دستخط کرتے اس کے ہاتھ کانپنے تھے نگاہوں کے سامنے سب کے چہرے گھومے تھے۔۔۔ وہ ایک بیٹی تھی کتنا مان تھا سب کو اس پر کتنی خوبصورتی سے صائم نے اسے کہا تھا کہ وہ رحمت ہے خود کو بے کار شے نہ سمجھے احد کی تو وہ لاڈلی تھی اس کی ہر بات ماننا تو جیسے فرض تھا احد پر نصرت بلوچ جنہوں نے ہمیشہ خود سے بڑھ کر اس کا خیال رکھا اس کے

بھائیوں نے کبھی کسی چیز کی کمی تو نہ ہونے دی تھی پھر کیونکر اس نے یہ اقدام اٹھایا۔۔۔۔

کیوں اپنے بھائیوں کے مان کو توڑ دیا اپنی محبت کے لیے احتشام بلوچ کے لیے جو تین سال سے اس کے دل و دماغ میں بسا تھا اپنی ہر نماز میں اس کا ساتھ مانگا تھا دعاؤں کا مرکز صرف احتشام بلوچ رہا تھا اللہ نے نواز دیا لیکن کیا اللہ نے یہ کہا تھا کہ غلط طریقے سے حاصل کرنا کیوں اپنی چاہت کے بارے میں ایک بار بھی گھر میں کسی کو نہیں بتایا کیا پتہ مان جاتے کوشش تو کرتی پر نہیں اسے کھونے کے ڈر سے فوراً راضی ہو گئی۔۔۔۔

اگر اپنے ماں بابا کو مناتی تو آج ان کی دعاؤں کے ساتھ میرا نکاح ہوتا ایک دنیا دیکھتی مجھے احتشام بلوچ کا ہوتے ہوئے پر کیوں میں نے اتنی جلد بازی دکھادی کیا اب دوبارہ بابا مجھے کبھی حویلی میں قدم رکھنے دے گے وہ تو مجھے پہلے ہی ناپسند کرتے تھے اب اس عمل کے بعد کیا وہ نفرت کرنے لگے۔۔۔۔ صائم بھائی احد بھائی کیا کبھی مجھ پر یقین کر پائے گے احد بھائی پہلے کی طرح لاڈ اٹھائے گے۔۔۔۔ یہ سب سوچتے ذوہا کے رونے میں اور شدت آئی تھی سسکیوں کا گلا گھونٹنے کے لیے لب آپس میں سختی سے پیوست کیے تھے۔۔۔۔

جو باتیں اسے پہلے سوچنی چاہیے تھی وہ اب سوچ رہی تھی اس کے اس اقدام سے کتنے لوگوں کی زندگی برباد ہو گی اس سے ابھی ذوہا ناواقف تھی۔۔۔

نکاح کے ہوتے سب باہر چلے گئے تھے اب کمرے میں ذوہا احتشام کے علاوہ احد بھی موجود تھا۔۔۔ وہ اول روز سے جانتا تھا کہ ذوہا احتشام سے محبت کرتی ہے اور یہ بات بھی احتشام نے ہی اسے بتائی تھی دونوں حویلیوں کے لوگوں میں اگرچہ بات چیت نہ تھی لیکن احتشام اور احد تو بچپن سے ہی ساتھ تھے اور اس بات کی خبر کسی کو نہ تھی۔۔۔

پہلے پہل جب احتشام نے ذوہا کی پسند کے بارے میں بتایا تو احد ششدر رہ گیا تھا کہ یہ اس کی بہن کی بات ہو رہی ہے تین سال پہلے کالج سے آتے وقت ذوہا نے احتشام کو دیکھا تھا جو کالج کے باہر کھڑا ہوتا اس کا انتظار کر رہا تھا یہ پہلی دفع تھا جب ذوہا کسی مرد

کو دیکھتے مسمرائیز ہوئی تھی ورنہ احد اور صائم سے زیادہ تو

خوبصورت مرد اسے کوئی لگا نہ تھا یا شاید غور نہیں کیا تھا۔۔۔۔

غیر ارادہ طور پر ذوہا روز ہی احتشام کا انتظار کرنے لگی تھی اس کی

یہ مشکل بھی حل ہو گئی تھی کہ وہ کالج کاظمہ کے لیے آتا تھا ہر بار

اس کو دیکھتے ذوہا مبہوت رہ جاتی ہے کوئی کشش تھی اس میں جو

اسے اپنی طرف کھینچتی تھی ایک مہینہ تک اسے دیکھتی رہی تھی

جس دن نہ دیکھتی سارا دن پریشان رہتی تھی۔۔۔۔

احتشام اس کی پسندیدگی اس کی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا پر اسے

کچھ کہہ نہیں رہا تھا تقریباً تین مہینے بعد ذوہا نے اس سے اپنی محبت

کا اظہار کیا تھا اور جس انداز میں ذوہا نے کیا تھا احتشام انکار نہ کرسکا

۔۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ ذوہا اسفند بلوچ کی بیٹی ہے اسے وہی روکنا چاہتا تھا پر اس کی آنکھوں میں محبت جلتے دیپ بجھانے کے حق میں نہ تھا اس لیے راضی ہوا تھا پر وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ چھوٹی سی لڑکی اس سے عشق کر بیٹھی ہے اس کی دلچسپی کو دیکھتے احتشام بھی اس کے بارے میں سوچنے لگا تھا جب محبت قبول کی تھی تو نبھانا بھی تھا اور ذوہا میں ایک اچھے ہمسفر کی ساری ہی خوبیاں موجود تھیں تو وہ کیوں منع کرتا۔۔۔۔

اس کی پسندیدگی احد کو بتائی تھی جس پر اس نے صرف اتنا کہا تھا کہ وہ اپنی بہن کا انتظار کرے گا وہ کب اسے اپنی پسند کے بارے میں بتائے گی۔۔۔۔ تین سال گزر گئے تھے لیکن ذوہا نے اپنا

قفل نہیں توڑا تھا وہ بارہا مذاق میں بھی اس سے پوچھ چکا تھا پر ہر بار ہی وہ ٹال مٹول کر دیتی تھی آج اس کو اکیلے نکاح جیسے اقدام اٹھا کر دیکھتے اسے بہت دکھ ہوا تھا پر اس کی محبت کے آگے چپ ہو گیا تھا۔۔۔۔وہ جانتا تھا کہ اس کا کوئی ساتھ نہیں دے گا تو پھر وہ ہی اس کا ساتھ دے دیتا۔۔۔۔

نکاح کے درمیان سے اب تک وہ دونوں اس کی غائب دماغی محسوس کر گئے تھے۔۔۔۔

ذوہا۔۔۔۔اپنے قریب احد کی آواز سن کر ذوہا نے جھٹکے سے سر اٹھایا تھا چہرے سے دوپٹہ ہٹاتے اپنے سامنے کھڑے احد کو دیکھا جس کی آنکھوں میں مان ٹوٹنے کا درد واضح تھا۔۔۔جس کو دیکھتے ذوہا پھر سے رونا شروع ہوئی تھی۔۔۔۔اس کی رونے کے

باعث سرخ آنکھوں کو دیکھتے احتشام نظریں چراتا باہر نکل گیا تھا تاکہ وہ دونوں آرام سے بات کر سکے۔۔۔۔

ذوہار وتو نہیں گھٹنوں کے بل بیٹھتے اس کے ٹھنڈے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔۔۔۔

بھ۔۔بھا۔ئی م۔میں۔ب۔ہت۔بہت بری ب۔ہن ہو اس کے شانے پر سر ٹکائے سسک اٹھی تھی۔۔۔۔احد نے لب بھینچے اس کو رونے دیا تھا تاکہ وہ اپنا اندر کا غبار نکال لے۔۔۔۔

ذوہا یہ جب تم ایک دفع رونا شروع ہو جاؤ تو چپ کیوں نہیں ہوتی اس کو مسلسل روتا دیکھ احد نے اس کا سر اپنے شانے ہٹاتے سختی سے پوچھا تھا۔۔۔۔

ذوہا نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا مطلب اتنے بڑے اقدام کے بعد بھی وہ اس سے نفرت نہیں کر رہا اس سے پہلے کی طرح پیش آرہا ہے۔۔۔۔

ذوہا مجھے بس دکھ ہوا ہے کہ تم نے مجھ پر یقین نہیں کیا ایک بار بتا کر تو دیکھتی تمہارا بھائی خود سب کو راضی کر لیتا پر خیر تمہیں یقین نہیں تھا کوئی بات نہیں میری دعا ہے کہ تم ہمیشہ خوش رہو احد نے نم آنکھوں سے اسے کہا تھا جو روتے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔

بھائی بابا۔۔۔ذوہا تم آج سے اس حویلی میں نہیں آپاؤ گی یہ جانتی ہو تم تمہارے اس قدم کی خبر کچھ دیر میں ہی صائم بھائی تک پہنچ

جائے گی پھر جو ہو گا تم بھی اچھے سے جانتی ہو۔۔۔۔۔اور ویسے بھی تم احتشام کی ملکیت ہو گئی ہو اور وہ اپنی چیزوں کو اپنے پاس رکھنے کا عادی ہے تم تو پھر اس کی بیوی ہو۔۔۔۔۔احد شفقت سے اس کے سر پر بوسہ دیتے باہر نکل گیا تھا۔۔۔

ذوہا بے بسی کی مورت بنتی بیٹھی رہ گئی تھی آج ہی وہ اسے اپنے ساتھ لے جائے گا یہ سوچ ہی رہی تھی جب احتشام اندر داخل ہوا تھا جس کو دیکھتے ذوہا جلدی سے بولی تھی۔۔۔۔سائیں کیا آپ آج ہی مجھے اپنے ساتھ لے جائے گے ابھی احد بھائی کہہ کر گئے اس کے سامنے کھڑی ہوتے پوچھا تھا۔۔۔۔

ہاں بلکل کیونکہ میں تمہیں اپنے قریب دیکھنا چاہتا ہو اب جب تم میرے نکاح میں ہو تو میرے ساتھ ہی رہو گی اس کے سرخ چہرے کو دیکھتے دلکشی سے کہا تھا۔۔۔

لی۔۔ لیکن یہ غلط ہے ماں کا دل ٹوٹ جائے گا پلیز ایسا نہ کریں۔۔۔۔ذوہا نے بےبسی سے کہا تھا۔۔

تیری آنکھوں کی سہولت میسر ہو جسکو،

وہ بھلا چاند، ستاروں کو کہا دیکھے گا،

روبرو عشق ہو،اور عشق بھی تیرے جیسا،

پھر کوئی دل کے خسارے کو کہا دیکھے گا،

اس کی آنکھوں کو دیکھتے گھمبیرتا سے شعر پڑھتے اس کی آنکھوں کو اپنے لبوں سے چھوا تھا۔۔۔۔وہ جو اس کے شعر پڑھنے میں ہی کھو گئی تھی اس کا لمس محسوس کرتے اس کے کرتا کا کالر مٹھیوں میں دبوچ گئی۔۔۔۔

احتشام نے پیچھے ہوتے اپنی ذرا سی قربت پر اس کے چہرے پر پھیلتی سرخی کو دل میں قید کیا تھا۔۔۔۔

اچھا ابھی آپ کلاس لے آئے پھر آپ ایک گھنٹے بعد اس کالج سے ذوہا احتشام بلوچ بن کر نکلے گی اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا کہا تھا ۔۔۔۔اس کے لمس پر ذوہا کو اپنے اندر سکون اترتا محسوس ہوا تھا ۔۔۔احتشام تو چلا گیا تھا پر ذوہا کتنی ہی دیر اس جگہ پر کھڑی رہتی اس کے لمس کو محسوس کرتی رہی تھی پھر جلدی سے ہوش میں

آتے وہ دوپٹہ سر سے اتارتے وہاں پڑے بیگ میں ڈالا تھا اور آفس سے نکلتے اپنی کلاس میں آگئی تھی۔۔۔۔

اس کو حیرت اس بات پر تھی کہ میم آفس میں کیوں نہیں آئی تھی۔۔۔ کلاس میں داخل ہوتے اسے ایک اور جھٹکا لگا تھا کلاس شروع ہو چکی تھی سامنے کھڑی اساتذہ نے اس سے کچھ نہیں پوچھا تھا اجازت ملنے پر اجازت دے دی تھی تو وہ سر جھٹک کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

اس کے وقت جتنا سکون وہ محسوس کر رہی تھی شاید ہی پہلے کبھی رہ پائی ہو لیکن اسے نہیں پتا تھا کہ یہ سکون عارضی سکون ہے۔۔۔۔۔

★★★

صائم باغ کی طرف جا رہا تھا پر اپنی جیپ کو بیچ راستے میں ہی روک دیا تھا نجانے کیوں لیکن اس کا اب وہاں جانے کو دل ہی نہیں کرتا تھا ہر وقت تصور میں بس نمکین پانی سے بھری دو سبز آنکھوں ہی رہتی تھی جس کو ہر وقت سوچتے اب صائم کو خود پر غصہ آنے لگا تھا کہ وہ کیوں اسقدر اس لڑکی کو سوچ رہا ہے کہ کہی جانے کا دل ہی نہیں کرتا۔۔۔

کاش میں اسے وہ سزا نہ دیتا تو شاید وہ میرے حواسوں پر نہ ہر لمحہ چھائی رہتی۔۔۔ موبائل اٹھاتے سکرول کرنا شروع کیا تھا جب نظر ایک غزل پر رک سی گئی تھی۔۔۔

کیسا اِحساس ہے، حیرانی بہت ہوتی ہے
دُکھ نہیں ہوتا، پشیمانی بہت ہوتی ہے

اَکثر اَوقات میں خالی ہی پڑا رہتا ہُوں
بعض اَوقات فَراوانی بہت ہوتی ہے

میں اَبھی دیکھ کے آیا ہوں، ہرے جنگل کو
سبز پیڑوں میں بھی ویرانی بہت ہوتی ہے

اُن دِنوں میں نظر انداز ہُوا ہوتا ہُوں
جن دِنوں میری نِگہبانی بہت ہوتی ہے

فاصلہ رکھیئے مُناسب سا خِرد مندی سے
عقل آجائے تو نادانی بہت ہوتی ہے

دِل ترستا ہے جسِے مِلنے کو مقصودِ وفا
مل بھی جائے تو پریشانی بہت ہوتی ہے

صائم ابھی پڑھ ہی رہا تھا جب اشرف کا نمبر سکرین پر جگمگایا تھا جس کو دیکھتے اس کی پیشانی پر بل پڑے تھے دانت پیستے فون اٹھاتے کان سے لگایا تھا۔۔۔

بولو اشرف کیا ہوا ہے اس کی سرد آواز سن کر اشرف کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی تھی جو خبر وہ اسے دینے والا تھا اس کے بعد اس کی مو*ت یقینی تھی۔۔۔

سر دار وہ احتشام بلوچ اور چھوٹی بی بی کا نکاح ہو گیا ہے ان کے کالج
میں ہی ہوا ہے اشرف نے ایک سانس میں بتایا تھا۔۔۔۔

صائم ایک پل کے لیے ساکن ہوا تھا لیکن اگلے پل میں آنکھوں
میں خو*ن اترا تھا شدت سے مٹھیاں بھینچی تھی کہ بازو کی نیلی
رگیں واضح ہونے لگی تھی۔۔۔
کہاہو تم فون پر ہی دھاڑا تھا۔۔۔۔۔

س۔۔ سردار ح۔۔ حویلی اشرف نے اٹکتے بتایا تھا۔۔۔۔اس کا
جواب سنتے ہی موبائل ڈیش بورڈ پر پھنکتے تیزی سے جیپ
ریورس کرتے حویلی کے راستے میں ڈالی تھی بیس منٹ کا فاصلہ

پانچ منٹ میں تے کرتے حویلی کے سامنے جیپ روکتے ایک جھٹکے سے اترا تھا۔۔۔۔

★★★

آپو آپ کہاں چلی گئی تھی چھٹی ہوتے کاظمہ نے ذوہا سے پوچھا تھا جس کے چہرے پر پریشانی واضح نظر آرہی تھی۔۔۔۔۔

کاظمہ بی بی آپ کو سردار لینے آئے ہے اس سے پہلے ذوہا کوئی جواب دیتی گارڈ نے اسے اطلاع دی تھی۔۔۔۔

ٹھیک ہے آپو کل بتایئے گا ابھی بھائی آگئے ہے اس کو کہتی چلی گئی تھی۔۔۔ذوہا یہ سوچ رہی تھی کہ احتشام اسے کیوں نہیں لے کر جارہا۔۔۔۔

اسلام علیکم بھائی کاظمہ کے سلام کرنے پر اس نے مسکرا کر جواب دیا تھا۔۔۔۔کاظمہ بھی چپ چاپ بیٹھ گئی تھی۔۔۔

احتشام نے ایک نظر اسے دیکھا تھا جو آنکھیں مونڈے سر سیٹ کی پست پر ٹکائے بیٹھی تھی پتا نہیں کیوں اس کا دل گھبرا رہا تھا جیسے کچھ برا ہونے والا ہے۔۔۔۔

گاہ بگا نظر اس پر ڈال رہا تھا بے چینی تھی کہ انگ انگ میں سرائیت کر گئی تھی۔۔۔۔۔

خود پر نظروں کا حصار محسوس کرتے کاظمہ نے آنکھیں کھولی تھی کیا ہوا بھائی آپ پریشان لگ رہے ہے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے متفکر ہو کر پوچھا تھا۔۔۔۔

گاڑی حویلی کے سامنے روکتے احتشام بس کاظمہ کو دیکھے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

بھائی آپ تو ایسے دیکھ رہے جیسے پھر کبھی نہیں دیکھ پائے گا یہ میں زیادہ اچھی لگ رہی ہو۔۔۔۔۔ پہلی بات حیرانگی سے بولتے آخری مسکراتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔۔

اللہ نہ کرے گڑیا میں کیوں آپ کو آخری بار دیکھو گا احتشام نے تڑپ کر کہا تھا۔۔۔۔۔ اچھا آپ اندر جائے میں ابھی آتا ہو اس کے پیشانی پر شفقت سے بوسہ دیتے اسے اندر جانے کو کہا تھا جس پر کاظمہ سر ہلاتے اتر گئی تھی۔۔۔۔۔ احتشام کی نظروں نے دور

تک اس کا پیچھا کیا تھا پر گاڑی دوبارہ کالج کے راستے پر ڈالی تھی۔۔۔۔۔

★★★

کیا خبر دی تھی تم نے مجھے اشرف اس کے سامنے کھڑے شدت سے دھاڑا تھا کہ اشرف اپنی جگہ سے اچھل کر پیچھے ہوا تھا آواز حلق سے نکلنے سے انکاری تھی۔۔۔۔

سردار رحم اس کے پیروں میں گرتا صرف دو لفظ کہے تھے جبکہ اچھے سے جانتا تھا کہ سردار صائم بلوچ غلطی کی سزا دیتا ہے معافی نہیں وہ ذرا رحم نہیں کرے گا پر اپنے تیئں ایک کوشش کی تھی۔۔۔۔۔

لیکن صائم نے ایک زبردست ٹھوکر اس کے پیٹ مارتے ساتھ کھڑے گارڈ سے گن چھینی تھی جس کو دیکھتے وہاں سب کی آنکھیں پھٹی تھی۔۔۔۔

تمہیں اس حویلی کی عورتوں کی حفاظت کے لیے رکھا تھا پر تم اپنا فرض نہیں نبھا پائے اور صائم بلوچ نے رحم کرنا سکیھا ہی نہیں ہے۔۔۔۔ کہتے ٹھاہ کی آواز وہاں گونجی تھی دل کے مقام پر گولی مار*تے گن زمین پر پھینک کر جس رفتار سے آیا تھا اسی سے واپس چلا گیا۔۔۔۔۔

رش ڈرائیونگ کرتے گاؤں کی کچی اور پکی سڑکوں پر جیپ دوڑائی تھی بڑی حویلی اور چھوٹی حویلی کے درمیان ایک گھنٹے کا

فاصلہ تھا جس کو پچیس منٹ میں تے کرتے صائم آندھی طوفان بنا جیپ سے اترا تھا۔۔۔

احتشام بلوچ تم نے میری بہن کو استعمال کرتے میرے غضب کو دعوت دی ہے اب صائم بلوچ جو کرے گا اس زمہ دار تم خود ہو گے دانت پر دانت جمائے دل میں بولا تھا۔۔۔۔

آنکھوں میں آگ سی تپش لیے صائم بلوچ حویلی میں داخل ہوا تھا۔۔۔ ملازم اسے اس قدر غصے میں دیکھتے ہی باہر نکل گئے تھے۔۔۔۔۔

کاظمہ جو کالج سے آئی تھی صائم بلوچ کو اپنے گھر میں دیکھتے شاکڈ ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔پر اس کو دیکھتے ہی صائم بلوچ جارحانہ انداز میں اس کی طرف بڑھتے اسے بازو وکھینچتے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔۔۔۔۔غصے کی زیادتی سے اس کی سانسیں پھولی ہوئی تھی۔۔۔۔ جس سے کاظمہ کی آدھی جان ہوا ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔کیوں۔۔۔۔

چپ اگر ایک لفظ بھی زبان سے نکلا تو کاٹ کر پھینک دو گا ۔۔۔۔۔اس کا جبڑا دبوچتے تیز آواز میں دھاڑا تھا۔۔۔۔۔۔جو کچھ تمہارے بھائی نے کیا ہے اس کی سزا تمہیں ملے گی بہت شوق سے تمہارے گھر والوں نے تمہارا نام کاظمہ رکھا ہے اب برداشت کرو گی تم۔۔۔۔۔۔

کیونکہ سردار صائم بلوچ اپنی ہر تکلیف کا حساب تم سے لے گا۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے نفرت سے بولے گئے جملے اور اپنی گردن پر اس کی سخت گرفت میں کاظمہ مچل رہی تھی پر وہ اپنا سارا غصہ اس پر نکلتے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا تھا جس پر وہ اس کی جیپ سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔۔۔۔

حقارت بھری نظروں سے اس کے وجود کو دیکھتے جیپ میں دھکا دیتے بٹھایا تھا۔۔۔۔۔۔پھر اپنی جگہ بیٹھتے زن سے جیپ آگے بڑھائی تھی۔۔۔۔۔

رائیکہ خوف سے سب دیکھ رہی تھی پر ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکال پائی۔۔۔۔۔

اس افراتفری میں کاظمہ کا بیگ وہی زمین پر گر گیا تھا۔۔۔ ہوش میں آتے جلدی سے اس کا بیگ اٹھا کر اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔۔۔

آپو۔۔۔۔ چاچا۔۔۔۔۔ آپو کاظمہ صا۔ ئم لے گیا۔۔۔۔۔ اس کے چلانے پر وہ دونوں جو تخت پر بیٹھی باتیں کر رہی تھی اس کے بے ربط جملے سنتے پریشان ہوئی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا رائیکہ اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتے روشنہ نے پریشانی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

آ۔۔پوک۔ا۔ کاظمہ کیا ہوا اسے اس کی بات کاٹ کر بے صبری سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

آپو صائم بلوچ اسے لے گیا رائیکہ نے روانی سے بتاتے رونا شروع کر دیا تھا جبکہ روشنہ اور شاہینہ بلوچ کچھ بول بھی نہ سکی ۔۔۔۔۔

لیکن پیچھے کھڑے دو لوگوں کی حالت ان سے ابتر ہوئی تھی احتشام کے دل تو گویا کسی نے مٹھی میں دبوچ لیا ہو اس کی بہن کو اس کی حویلی میں سے اکر لے گئے اور وہ کچھ نہ کر سکا۔۔۔

ذوہا کا تو سانس ہی سینے میں اٹک گیا تھا اس کی وجہ سے صائم کاظمہ کو لے گیا تھا وہ جو کچھ جانتی بھی نہ تھی اس کے بھائی کے ظلم کا نشانہ بنے گی۔۔۔۔

★★★

جیپ برق رفتاری سے دوڑ رہی تھی جبکہ کاظمہ کی تو جان ہی نکل رہی تھی تیز رفتار سے زیادہ اسے صائم بلوچ سے خوف آرہا تھا جو اسے بنا کسی وجہ کے اس گھر سے لے آیا تھا۔۔۔اس کے نفرت سے کہے جملے اب تک کانوں میں گونج رہے تھے اس کے بھائی نے ایسا کیا کیا تھا جس کی سزا اسے مل رہی تھی۔۔۔۔آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔۔۔۔

جب گاڑی حویلی کے سامنے روکی تو کاظمہ نے خود میں بولنے کی ہمت مجتمع کی تھی۔۔۔۔

پ۔ پلیز مجھے۔۔ چھوڑ۔۔ دے۔۔ میں۔۔ تو آپ کے باغ میں بھی نہیں۔۔ گئی دوبارہ رونے کے درمیان اٹک اٹک کر کہا تھا۔۔۔

وہ جو جیپ سے اتر رہا تھا اس کی بات سن کر روکا تھا غصے سے اس کی طرف رخ کیا تھا۔۔۔۔

تمہاری اتنی اوقات نہیں ہے کہ تم صائم کے باغ میں آؤ جیپ سے اترتے اس کی طرف آکر ایک جھٹکے سے اسے باہر نکالا تھا۔۔۔

گھسیٹتے ہوئے اسے لیے اندر داخل ہوا تھا ملازم آنکھیں پھاڑے صائم کو ایک لڑکی کے ساتھ دیکھ رہے تھے۔۔۔ نصرت بلوچ جو ذوہا کا انتظار کر رہی تھی سامنے سے آتے صائم کو دیکھتے کھڑی ہوئی تھی جس نے کاظمہ کو لاتے بیچوں بیچ پھیکا تھا۔۔۔

آہہہ

اس کے دھکا دینے پر وہ جو گھٹنوں کے بل زمین پر گری تھی---- اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ بر آمد ہوئی تھی۔۔۔۔

نصرت بلوچ اسے جھکتے اٹھاتی لیکن اس سے پہلے ہی صائم کی آواز نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا۔۔۔

ہر گز نہیں ماں اسے ہاتھ بھی نہ لگانا یہ آج سے اس گھر میں رہے گی صائم بلوچ کی بیوی بن کر۔۔۔۔۔

صائم کے الفاظ بجلی بن کر کاظمہ پر گرے تھے اس نے تڑپ کر اسے دیکھا تھا جو اسے ہی غصے سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

صائم یہ کیا کہہ رہے ہو آپ اور یہ کون سا طریقہ ہے اگر آپ کو اس سے شادی کرنی ہے تو عزت سے اسے گھر سے بیاہ کر لاؤ نصرت بلوچ نے سمجھانا چاہا تھا۔۔۔۔

یہ جس کے لیے آپ کے اندر ہمدردی جاگ رہی ہے ناماں اس کے بھائی کے کارنامہ سن کر یہ ہمدرد انسان کہی دور سس جائے گا تمسخراڑاتے لہجہ میں گویا ہوا تھا۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔۔ مصرت بلوچ نے تعجب سے اسے دیکھ کر پوچھا تھا۔۔۔۔

مطلب یہ کہ اس کا بھائی آپ کی بیٹی اور میری بہن سے نکاح کر چکا ہے آپ نے آج آخری بار ذوہا کو دیکھا تھا آج کے بعد ذوہا کا اس گھر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔ صائم نے جیسے دھماکہ کیا تھا ان پر وہ لڑکھڑاتی صوفے پر جیسے ڈھے سی گئی تھی۔۔۔ اور صائم کے کہنے کے مطابق واقع ہی ان کی ممانۃ نے ان کے اندر کی انسانیت کو سلا دیا تھا۔۔۔۔

چٹاخ

سرعت سے اس تک پہنچ کر اس کے نازک سے گال پر تھپڑ دے مارا تھا وہ جو پہلے ہی قسمت کی ستم ظریفی پر سسک رہی تھی لگنے والے تھپڑ سے حواس جھنجھنا اٹھے تھے۔۔۔۔

صائم جو نصرت بلوچ کے تاثرات دیکھ رہا تھا ان کے تھپڑ مارنے پر بامشکل اپنے اشتعال کو دباتے گویا ہوا تھا۔۔۔
ماں آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی کہ آپ اس پر ہاتھ اٹھائے اسے بازو سے کھڑا کرتے اپنے پیچھے کھڑا کرتے غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔۔

تو آپ نے کس حق سے اس کا ہاتھ پکڑا ہے آپ کون ہوتے ہو اس کے نصرت بلوچ بھی غصے سے چیخی تھی صائم نے پہلی بار ان کا یہ روپ دیکھا تھا لیکن ان کی بات سو فیصد درست تھی۔۔۔۔ شمس تقریباً چلاتے اسے پکارا تھا جو بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوا تھا نکاح خواں اور گواہوں کا انتظام کرو اس کے کہنے پر نصرت بلوچ نے آنکھیں میں حیرت سموئے اسے دیکھا تھا جو کاظمہ کے آگے سے ہٹ کر صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

احد جو ابھی اندر آیا تھا سامنے کا منظر اور صائم کے الفاظ سن کر سکتے میں چلا گیا تھا۔۔۔اس کو یقین نہیں آرہا تھا کہ ایسا کچھ ہوگا وہ سوچ رہا تھا کہ صائم اور اسفند بلوچ احتشام کو قبول نہیں کرے گے لیکن یہ سب ہوگا اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔۔۔۔احتشام

اور ذوہا تو پر سکون ہو گئے تھے کہ انہیں ایک دوسرے کا ساتھ مل گیا لیکن اس سب میں کاظمہ کا کیا قصور ہے۔۔۔۔۔

انہیں سوچوں میں گم تھا جب شمس پانچ منٹ میں سب کے حاضر ہو گیا تھا۔۔۔۔احد جلدی سے صائم سے مخاطب ہوا تھا

۔۔۔۔۔بھائی یہ آپ کیا کر رہے ہے یہ غلط ہے وہ ابھی اٹھارہ کی بھی نہیں ہوئی ہے اور آپ سے کتنی چھوٹی ہے وہ آپ یہ نکاح کیسے کر سکتے ہے۔۔۔۔

احد کی بات پر صائم نے ناگواریت سے اسے تکا تھا۔۔۔اور مولوی اشارے سے ہی نکاح شروع کرنے کو کہا تھا۔۔۔۔

ن۔۔ نہیں میں یہ نکاح نہیں کروگی مجھے میرے گھر جانا ہے پلیز جانے دے کاظمہ نے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔اس کی بات ان سنی کرتے یونہی بیٹھا رہا تھا۔۔۔

کاظمہ بلوچ ولد یوسف بلوچ آپ کا نکاح صائم بلوچ ولد اسفند بلوچ سے تے پایا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔۔۔۔

نہیں میں نہیں کروگی مجھے میرے بھائی کے پاس جانا ہے مجھے جانے دے۔۔۔۔ شدت سے روتے احد کی بھی آنکھیں نم کر گئی تھی بے بسی ہی بے بسی تھی اگر احتشام کو پتا ہوتا اس کا نکاح کا فیصلہ اس قدر غلط ثابت ہوگا تو وہ وہی اپنے قدم روک لیتا پر اب کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا۔۔۔۔۔

کاظمہ اگراب کی بار تم نے قبول ہے کہ علاوہ کچھ کہا تو قسم سے
میں تمہیں ابھی ہی مار دو گا۔۔۔۔اس کے سر پر اپنی گن تانتے
ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا تھا۔۔۔
ن۔نہیں میں ہر گزیہ نکاح نہیں کرو گی آپ میرے ساتھ
زبردستی نہیں کر سکتے مجھے گھر جانا ہے میرے ہوش میں آتے
کاظمہ نے چلاتے کہا تھا۔۔۔

کاظمہ اگراب تمہاری زبان سے قبول ہے کہ علاوہ کچھ اور نکلا تو
مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا اس کی ہٹ دھرمی کو دیکھتے صائم سرد
انداز میں گویا ہوا تھا۔۔۔

میں نہیں کروگی آپ چاہے کچھ بھی کرلے اس کے ضدی انداز میں کہنے پر مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہے مت کرو نکاح ایسے ہی رہو گی تم اس حویلی میں ماں اسے میرے کمرے میں چھوڑ آئے۔۔۔۔

صائم کی بات پر کاظمہ سن ہو گئی تھی اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ کیا یہ سچ میں اس نے سنا ہے۔۔۔ لیکن سامنے کھڑے شخص سے کوئی امید نہیں تھی بغیر نکاح کے رہنے سے بہتر ہے نکاح کرلے آنسو پیتی اثبات میں سر ہلاتے گویا جیسے رضامندی ظاہر کی تھی۔۔۔

اس کو ضد سے چھوڑتے دیکھ صائم نے جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا تھا جو زمین کو گھور رہی تھی۔۔۔ پھر وہ کاظمہ یوسف سے کاظمہ صائم بلوچ بن گئی تھی۔۔۔

صائم نے بھی سپاٹ انداز میں ایک بار میں ہی قبول ہے کہہ دیا تھا۔۔۔۔اس کا نکاح کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا پر نجانے کیونکر یہ قدم اٹھالیا تھا۔۔۔۔ نصرت بلوچ تو سن ہوتے دماغ کے ساتھ یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی ان کی بیٹی کا ہر رشتہ اس حویلی سے ختم ہو گیا تھا سامنے بیٹھی لڑکی کے بھائی کی وجہ سے اور ان کے بیٹے نے اس کی بہن کو ہی اس حویلی کی بہو بنا دیا تھا۔۔۔

انہیں بے تحاشہ نفرت محسوس ہوئی تھی کاظمہ سے اور کاظمہ کو پہلی بار کسی سے نفرت ہوئی تھی اور وہ تھی ذوہا بلوچ جس نے اس کی زندگی برباد کردی تھی۔۔۔

ہرگز نہیں میں اسے اپنی بہو قطعی نہیں مانو گی اس کے بھائی کی وجہ سے میری بیٹی مجھ سے دور ہو گئی ہے اور تم اسے اپنی بیوی بنا چکے ہو تم ابھی اور اسی وقت اسے آزاد کرو نصرت بلوچ قہر آلود نظروں سے کاظمہ کو دیکھتے گویا ہوئی تھی جواب تک رونے کا شغل فرما رہی تھی۔۔۔

اسے میرے کمرے میں چھوڑ کر آؤ صائم نے جیسے ان کی بات ہی نہیں سنی تھی۔۔۔۔دور کھڑی ملازمہ کو مخاطب کرتے اسے حکم

صادر کیا تھا جس کی تکمیل کرتی وہ فوراً کاظمہ کو اٹھائے اس کے کمرے کی طرف لے گئی تھی کاظمہ کسی بے جان گڑیا کی طرح اس کے ساتھ کھنچتی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ آج کاظمہ کو اپنے نام سے بھی بے تحاشہ نفرت ہوئی تھی۔۔۔۔

صائم شاہانہ انداز میں ٹانگ پر ٹانگ جمائے ایک بازو صوفے پر پھیلائے نصرت بیگم اور احد کے چہرے کو دیکھ رہا تھا بے زاری اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی۔۔۔اس سے نکاح کر کے نا جانے کیوں دل میں کمینی سی خوشی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ البتہ چہرے کے تاثرات سپاٹ تھے کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ اس کے اندر کیا چل رہا ہے۔۔۔۔

ان کے چہرے سے نگاہیں ہٹائے داخلی دروازے پر جمائی تھی جہاں سے ٹھیک دو منٹ بعد اسفند بلوچ تن فن کرتے غصے سے اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔۔

صائم یہ کیا حرکت انجام دی ہے تم نے اور دیکھ لیا اپنی ڈھیل کا نتیجہ کر دیا نہ تمہاری بہن نے ہمارا منہ کالا اور تم نے اپنا غصہ اشرف پر نکالا ہے جس پر نکالنا چاہیے تھا اس کی بہن کو اپنی زندگی میں شامل کر چکے ہو یہ تربیت کی تھی تم نے تمہاری بیٹی کی اسفند بلوچ غصے سے آگ بگولہ ہوتے کرخت آواز میں بولے تھے۔۔۔۔ان کی آخری بات پر نصرت بیگم نے شرمندگی سے چہرہ جھکا لیا تھا۔۔۔۔

آپ کی بیٹی نے جو کیا ہے اس کی سزا اسے ضرور ملے گی رہی بات میرے نکاح کرنے کی جب ہمارے پاس ہماری بہن نہیں تو احتشام بلوچ کی بہن کو کیسے اس کے پاس چھوڑ دیتا اس لیے اپنے بھائی کی غلطی کا ازالہ اب یہ لڑکی کرے گی۔۔۔۔۔اور صائم بلوچ کو آپ کی یا کسی اور کی اجازت کی ضرورت قطعی نہیں ہے آخری لفظوں پر اسفند اور نصرت بلوچ کے چہروں پر ایک جتاتی نظر ڈال کر خود بھی اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔۔۔۔

پیچھے اسفند بلوچ اس کی ہٹ دھرمی پر کلس کر رہ گئے تھے۔۔۔

کمرے کا دروازہ کھلتے اندر داخل ہوا تو نظر سیدھا اس سے ٹکرائی تھی جو زمین پر بیٹھے ہنوز رونے میں مصروف تھی۔۔۔صائم کو

اس کے اتنا رونے سے اب کوفت ہوئی تھی قدم اٹھاتا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے فرصت سے اسے دیکھنے لگا تھا جو کالج کے وائٹ ڈریس میں ملبوس تھی جس پر کہی کہی گرد لگ چکی تھی دوپٹہ سر سے پھیسلتے شانوں پر آگیا تھا اور جو چادر اس نے لے رکھی تھی وہ شاید حویلی میں ہی گر گئی تھی۔۔۔۔

یکدم ہی صائم نے مٹھیاں کسی تھی مطلب وہ اسے بنا چادر کے جیپ میں لے کر آیا تھا چاہے اس کا نکاح کا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن پھر بھی وہ کسی کی عزت تھی نہ جانے کتنے لوگوں کی نظر اس پر پڑی ہو گی یہ سوچتے ہی اسے اپنا آپ انگاروں پر لوٹتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتے کاظمہ نے سر اٹھا کر اپنے سامنے خود کو نہارتے صائم کو دیکھا تو آنکھیں میں نفرت امڈ آئی تھی دوبارہ گھٹنوں میں سر دیتے اپنی بے قدری پر رو دی تھی۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں خود کے لیے نفرت دیکھتے صائم کا تو دماغ ہی گھوم گیا تھا۔۔۔اس نے دوسری باران آنکھوں کو دیکھا تھا پہلی بار بھی وہ نم تھی اور آج دوسری بار بھی ان میں نمکین پانی جما تھا اور اس میں کوئی شک نہیں تھا اس کی آنکھیں رونے کے بعد بھی بے تحاشہ حسین لگتی ہے۔۔۔۔لمبے لمبے ڈگ لیتے اس کے سر پر کھڑا ہوا تھا۔۔۔

لڑکی رونا بند کرو کوئی مر نہیں گیا جو تمہارے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے۔۔۔۔صائم کی آواز اپنے قریب سن کر کاظمہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا جو اسے ہی سخت چتونوں سے گھور رہا تھا۔۔۔۔

آپ کو کس نے کہا کہ کوئی مرا نہیں ہے آپ نے مار ہی تو دیا آپ کے سامنے بس ایک زندہ لا*ش بیٹھی ہے ورنہ زندگی جینے والی کاظمہ آپ سے نکاح کرتے ہی م*ر چکی ہے۔۔۔۔کاظمہ نے کھڑے ہوتے غصے سے کہا تھا جس کا اثر صائم پر تو کم از کم نہیں ہوا تھا۔۔۔۔

اچھا تم اپنے مر* نے کا ماتم بعد میں منانا ابھی یہ اپنا لباس تبدیل کرو مجھے گندگی سے سخت نفرت ہے اس کے کپڑوں پر لگی گرد کی طرف اشارہ کرتا ناگواری سے بولا تھا۔۔۔

اس کی بات پر کاظمہ ہونق بنی اس کا چہرا تکنے لگی تھی اس کی شکل دیکھ کر کہی سے نہیں لگ رہا تھا کہ وہ ابھی رونے کا شغل فرما رہی تھی۔۔۔

صائم بلوچ آپ مجھے بتا کر نہیں لائے تھے میرے گھر سے بلکہ زبردستی لے کر آئے تھے تو میں اپنے ساتھ اپنے کپڑے نہیں لے کر آئی جو آپ مجھے تبدیل کرنے کا مشورہ دے رہے ہے

۔۔۔۔کاظمہ نے تڑخ کر جواب دیا تھا۔۔۔

اس کے انداز پر صائم کا دل چاہا داد دو لگائے سامنے کھڑی لڑکی کو جو

اسے جواب دے رہی تھی پر اپنا اشتعال دبائے پر اسرار سی

مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے کاظمہ کو دیکھا تھا جو نہ سمجھی سے اس

کی مسکراہٹ دیکھ رہی تھی۔جب وہ دو قدم پیچھے ہوتا ملازمہ کو

پکار گیا تھا۔۔۔کاظمہ کی حیرت کی انتہا نہیں رہی تھی جب وہ

منٹ سے پہلے ہی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔۔۔

جی سردار ہاتھ باندھ کر نگاہ نیچے جھکائے مؤدب انداز میں گویا

ہوئی تھی۔۔۔۔

اس حویلی میں تمہاری بیٹی بھی رہتی ہے نہ جاؤ اس کے کپڑے لا

کر اس لڑکی کو دو۔۔۔۔صائم کی بات پر اس نے ایک جھٹکے سے

اپنا سر اٹھایا تھا۔۔۔جبکہ کاظمہ کا چہرا سرخ ہوا تھا اس کے ہتک

آمیز رویے پر شکوہ کن نگاہوں سے اسے دیکھا تھا جو تمسخر اڑاتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

تم ابھی تک یہی کھڑی ہو سنا نہیں کیا کہا ہے میں نے صائم نے اسے وہی کھڑے دیکھ سرد انداز میں بولا تو ملازمہ وہاں سے فوراً گئی تھی۔۔۔۔

صائم مسکراتا کاظمہ کی طرف پلٹا تھا۔۔۔۔اب مجھے امید ہے کہ تم اچھے سے اپنی حیثیت اس حویلی میں سمجھ گئی ہو گی یہ اوقات ہے تمہاری اس حویلی میں اور اب تو تمہیں اور وجہ مل گئی ہو گی آنسو بہانے کی تو جی بھر کر رونا میں منع نہیں کرو گا اس کے

چہرے پر آتی لٹ کو انگلی پر لپیٹتے زہر میں ڈوبے نشتر چلائے تھے۔۔۔۔

میں بلکل برا نہیں مانو گی کیونکہ آپ کی حویلی میں عورت کو کیسی عزت دی جاتی میں باہر نظارہ دیکھ آئی ہو آپ میرے ساتھ جیسا سلوک کریں گے میرے سامنے یہ واضح ہو جائے گا کہ آپ کے گھر میں بیوی کی یہ عزت ہے کہ اسے ملازمہ کی اترن پہنائی جائے لیکن میری ایک بات یاد رکھیں میرا بھائی آپ کی بہن کو کوئی دکھ نہیں پہنچائے گا اسے عزت دلوائے گا یہ میرا وعدہ ہے۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں دیکھتے کاظمہ اعتماد سے بولی تھی صائم نے ٹھٹک کر اسے دیکھا تھا جو لبے خوف نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی جس کو دیکھتے اس نے داد میں آئی بروا چکائی تھی۔۔۔

تمہارا بھائی میری بہن سے زبردستی نکاح کر کے گیا ہے اسے عزت دلوانا اس کا حق ہے اس کی بات پر کاظمہ بے ساختہ قہقہ لگا گئی تھی۔۔۔۔

ہاہاہا سچ میں صائم اتنا مان ہے آپ کو اپنی بہن پر مجھے افسوس ہے کیونکہ جب مان ٹوٹتا ہے نہ تو اس کی کرچیاں اندر تک پیوست ہو جاتی ہے جب آپ حقیقت سے روشناس ہو گے نہ تو آپ کو بہت افسوس ہو گا اپنے رویہ پر لیکن اس وقت میں آپ کے پاس

نہیں ہو گی آپ کو معاف کرنے کے لیے کاظمہ سختی سے بولی تھی
۔۔۔اس کے جانے کی بات پر صائم کو اپنا دل رکتا ہوا محسوس
ہوا تھا۔۔۔۔

اس سے پہلے صائم کوئی جواب دیتے ملازمہ کی آواز پر اسے اندر
آنے کی اجازت دی تھی جو تین چار لان کے سادے سے
جوڑے ہاتھ میں لیے کھڑی تھی اس کو رکھنا کا اشارہ کیا تھا جس پر
وہ رکھتی واپس پلٹ گئی تھی۔۔۔

ایک بات یاد رکھو تم اس حویلی سے کبھی نہیں نکل سکتی صائم بلوچ
اپنی دسترس میں آئی چیزوں سے کبھی دستبردار نہیں ہوتا تو یہ

بات تو تم اپنے چھوٹے سے ذہن سے نکال دو کہ یہاں سے کہی جا سکتی ہو اس نے اسی کے انداز میں اعتماد سے کہا تھا۔۔۔۔

نہیں صائم بلوچ دیکھنا ایک وقت ایسا آئے گا کہ آپ خود مجھے اس حویلی سے باہر نکالے گے میری بات لکھ لے آپ کو جب مجھ سے محبت بلکہ نہیں جب آپ کو کاظمہ صائم بلوچ سے عشق ہو گا نہ تو وہ آپ کی پہنچ سے بہت دور ہو گی۔۔۔۔

لڑکی اتنی بڑی بڑی باتیں نہ کرو نہ تمہاری نازک جان کے لیے بعد میں مشکل ہو جائے صائم اس سے دور ہو تا دوبارہ بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔اس کی بات کے جواب میں کاظمہ کچھ نہیں بولی تھی چپ چاپ ملازمہ کے رکھے گئے کپڑے اٹھائے انہیں

دیکھنے لگی تھی جو کہی سے بھی پہنے ہوئے نہیں لگ رہے تھے ان میں سے ایک لیمن کلر کا سوٹ لیتے صائم کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔۔کیونکہ واشروم اسے تو کہی نظر نہیں آیا تھا جو وہ خود سے چلی جاتی۔۔۔۔۔

اس کے سوال کو بھانپ کر صائم نے سامنے اشارہ کیا تھا گویا واشروم کا پتا دیا ہو۔۔۔اس کی نظروں کے تعقب میں کاظمہ نے بھی دیکھا تھا لیکن اسے وہاں ڈریسنگ روم کے علاوہ کچھ نظر آیا تھا ۔۔۔۔صائم جھنجھلا کر اٹھا تھا اور گلاس ڈور کو دھکیلا تھا جو شیشے کا گمان دے رہا تھا۔۔۔۔کاظمہ کچھ جھجھکتے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔۔

لیکن اندر کا نظارہ دیکھتے اس کی انکھوں میں ستائش ابھری تھی اسے وہ واشروم تو کہی سے نہ لگا تھا۔۔۔ماربل کا فرش جو شیشے کی طرح چمک رہا تھا، باتھ ٹاب کے ٹھیک اوپر ایک قیمتی فانوس لٹک رہا تھا جو آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا، جبکہ واش بیسن کے اوپر بھی ایک فانوس لٹک رہا تھا ایک طرف ایک ریک پر ضروریات کی چیزیں نفاست رکھی ہوئی تھی وہ صائم کی چوائس کو داد دیے بنا نہیں رہ سکی تھی۔۔۔

صائم جو دونوں بازو سینے پر لپیٹے اسے ہی دیکھ رہا تھا اس کی محویت نوٹ کرتے اسے ٹوک گیا۔۔۔لڑکی باتھروم کو بعد میں ناپ لینا پہلے وہ کام کرو جس کام کے لیے آئی ہو اس کو بولتے پلٹا تھا۔۔۔

کاظمہ نے خجل ہوتی اپنی آنکھیں سختی سے بند کرتے کھولی تھی لیکن پھر سے اس کے لڑکی کہنے پر وہ زچ ہو چکی تھی اس لیے دو بدو جواب دیا تھا۔۔۔۔جی ٹھیک ہے لڑکے۔۔۔۔۔وہ جو پلٹ کر جا رہا تھا اس کے طرزِ مخاطب پر اپنی حیرت کو چھپائے پلٹا تھا۔۔۔۔

لڑکی تم نے سردار صائم بلوچ کو کیا کہا ہے اس نے سرد انداز میں پوچھا تھا۔۔۔۔میں نے سردار صائم بلوچ کو لڑکا کہا ہے کاظمہ اپنی مسکراہٹ روکتی اسے بری طرح تپا گئی تھی۔۔۔۔۔تم مجھے لڑکا کیوں کہہ رہی ہو صائم نے غصے سے پوچھا تھا۔۔۔

کیونکہ آپ مجھے لڑکی کہہ رہے ہے جو مجھے بلکل اچھا نہیں لگ رہا میرے گھر والوں نے میرا ایک عدد نام بھی رکھا ہے اور وہ ہے کاظمہ یوسف بلوچ اب اگر آپ مجھے میرے نام سے نہیں بلائے گے تو میں بھی آپ جو لڑکا ہی کہو گی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی دروازے کی طرف آئی تھی کیونکہ وہ اپنی باتوں سے صائم کا غصہ بڑھا چکی تھی اس سے پہلے وہ دروازہ بند کرتی صائم اس کا ارادہ بھانپتے اپنا پیر بیچ میں رکھ گیا تھا۔۔۔۔

اندر داخل ہوتے اسے ایک جھٹکے سے دیوار کے ساتھ پن کیا تھا جس پر اس کی کمر ایک درد کی لہر اٹھی تھی اس کے بال سختی سے مٹھی میں جکڑتے سرد انداز میں اس کے منہ پر غرایا تھا۔۔۔۔۔۔

میں اتنی دیر سے تمہارے ساتھ نرمی سے پیش آرہا تھا لیکن تم قابل ہی نہیں ہو نرمی کے اپنی اوقات میں رہو لڑکی مجھ سے بات کرنے سے پہلے لوگ دس بار سوچتے ہیں تو بہتر ہے کہ تم بھی سوچ کر بولو ورنہ اگلی بار تمہارے منہ سے کچھ نکلا نہ تو تمہاری زبان کچھ بولنے کے قابل نہیں رہے گی اس کے بالوں کو چھوڑتے اس کا چہرا دبوچا تھا کاظمہ کو اپنا جبڑا ٹوٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا تکلیف سے آنکھیں نم ہو گئی تھی پر وہ رونا نہیں چاہتی تھی کم از کم سامنے کھڑے شخص کے سامنے تو اب وہ آنسو نہیں بہانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

ایک جھٹکے سے اسے چھوڑتے نکل گیا تھا۔۔۔کب کے رو کے آنسو گالوں پر لڑھک گئے تھے جن کو بے دردی سے صاف کیا تھا۔۔۔

★★★

روشنہ نے ہوش میں آتے احتشام کے ساتھ کھڑی لڑکی کو دیکھا تھا اسے ایک لمحہ لگا تھا اسے پہچاننے میں کہ یہ احد بلوچ کی بہن ہے اسے احد کی باتیں یاد آئی تھی جب وہ اس سے کہہ رہا تھا کہ وہ ذوہا کی وجہ سے پریشان ہے تو کیا یہ وجہ تھی کہ ذوہا احتشام کو پسند کرتی تھی لیکن یہ اس وقت یہاں کیا کر رہی تھی۔۔۔احتشام بھائی یہ یہاں کیا کر رہی ہے۔۔۔

اس کی آواز پر احتشام سمیت سب ہوش میں آئے تھے ذوہا نے خود پر لی ہوئی چادر کا کونہ سختی سے ہاتھ میں دبوچا تھا وہ جانتی تھی یہ لوگ اسے پسند نہیں کرتے اس لیے خود کو تیار رکھا تھا ہر قسم کے جملوں کے لیے۔۔۔۔۔احتشام نے ایک نظر سب کے چہرے کو دیکھا تھا جن پر ناسمجھی کے تاثرات تھے پھر گہرا سانس لیتے خود کو پر سکون کیا تھا ورنہ دل توڑ نے کا کر رہا تھا۔۔

یہ ذوہا احتشام بلوچ ہے میں نے نکاح کیا ہے ان سے یہ بیوی ہے میری احتشام کی بات کسی بم کی طرح ان کے سروں پر گری تھی۔۔۔۔شاہینہ بلوچ تخت پر ڈھے گئی تھی جبکہ رائیکہ نے کرب سے آنکھیں بند کی تھی ایک تلخ مسکراہٹ نے ہونٹوں پہ

بسیرا کیا تھا۔۔۔روشنہ تو مفلوج ہوتے دماغ کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

بھ۔۔بھائی یہ آپ نے اچھا نہیں کیا آپ جانتے بھی ہے کہ ان کے بابا نے کتنا کچھ چھینا ہے ہم لوگوں سے اس کے باوجود بھی آپ ان کی بیٹی سے نکاح کر گئے روشنہ نے روتے ہوا کہا تھا۔۔۔جبکہ وہ یہ بھول گئی تھی کہ وہ بھی اسی اسفند بلوچ کے بیٹے سے محبت کرتی ہے۔۔۔۔

بھائی مجھے ہماری کاظمہ لا کر دے لے کر اسے اس جہنم سے رائیکہ نے چلاتے ہوا کہا تھا۔۔

اور اگر کاظمہ کو تمہاری بیوی کی وجہ سے کوئی بھی تکلیف ہوئی نہ احتشام میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی شاہینہ بلوچ تخت پر بیٹھے ہوئے ہی گویا ہوئی تھی لیکن ان کے لہجے میں درد میں محسوس کرتا احتشام تڑپ اٹھا تھا وہ فوراً وبیشتر کاظمہ کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن پہلے ذوہا کو بھی اس کا حق کا دلانا تھا۔۔۔

ماں رائیکہ روشنہ اگر آپ لوگوں کے دل میں میرے لیے ذرا سی بھی عزت ہے نہ تو آپ ذوہا کو قبول کر لے کیونکہ ذوہا کے بغیر احتشام بلوچ کا بھی کوئی وجود نہیں ہے اس کا ہاتھ تھامے بولا تھا۔۔۔

آپ کی عزت بہت ہے احتشام بھائی تبھی آرام سے کھڑے ہیں

ورنہ جس جارحانہ انداز میں صائم بلوچ کو کاظمہ کو لے کر گیا ہے

نہ میرا دل چاہ رہا ہے کہ اس کی بہن کے ساتھ بھی وہی سلوک

کرو لیکن آپ کے لیے میں چپ کھڑی ہو اور میں آپ کی بیوی

سے دور ہی رہو گی تاکہ میرے لفظوں سے اسے کوئی تکلیف نہ ہو

بس آپ کاظمہ کو اس جہنم سے نکال کر لے آئے۔۔۔۔۔رائیکہ

کہتے ساتھ ہی وہاں سے چلی گئی تھی اس کے ساتھ وہ دونوں بھی

اٹھ گئیں تھیں۔۔۔

سب کے جانے کے بعد احتشام ذوہا کی طرف متوجہ ہوا تھا ذوہا تم

پریشان نہ ہو سب کاظمہ کی وجہ سے پریشان ہے ورنہ یہ سب دل

کے برے نہیں ہے اس کے آنسوؤں کو صاف کرتے پیار سے سمجھایا تھا جس پر اس نے سر ہلا دیا تھا۔۔۔۔

تم اوپر جاؤ سامنے والا کمرہ میرا ہے تمہاری ضرورت کی چیزیں الماری میں موجود ہے ریلکس رہو کسی بھی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہو گی کچھ چاہیے ہو تم ملازمہ سے کہہ دینا اس کا گال تھپتھپا کر اسے ہدایت دیتے باہر چلا گیا تھا۔۔۔۔

ذوہا نے نم آنکھوں سے اس کی پشت کو دیکھا تھا اسے یقین تھا کہ ایسا سلوک کاظمہ کے ساتھ نہیں کیا گیا ہو گا۔۔۔۔

★★★

کاظمہ شاور لے کر باہر آئی تھی کمرے میں صائم کو نہ پا کر اس نے سکون کا سانس لیا تھا اس نے ایک نظر گھڑی میں ٹائم دیکھا تھا جو

تین کا ہندسہ پار کر رہی تھی اچانک ہی اسے خیال آیا تھا کہ وہ نماز
ادا بھی نہیں کر پائی تھی اس نے کمرے میں نگاہ دوڑائی پر اسے
جائے نماز کہی نظر نہیں آئی تھی اس کی الماری کو کھولتے وہ پھر
سے اپنی تزلیل نہیں کرا سکتی تھی اس لیے کمرے سے نکل
گئی۔۔۔۔

سیڑھیاں اترتے نیچے آئی تو نظر اس شخص پر پڑی جس کو وہ اب
تک نہ جانے کتنی دفع پکار چکی تھی آنکھوں کی ویرانی پل میں
غائب ہوئی تھی احتشام تو اپنے سامنے کاظمہ کو دیکھ کر ہی خوش
ہوا تھا لیکن اس کے چہرے پر نظر آتے انگلیوں کے نشانات سے
اس کی نظر کلائی پر پڑی تھی تو اس کے اپنے لہو شرارے پھوٹتے
محسوس ہوئے تھے۔۔۔۔

صائم بلوچ تمہاری اتنی ہمت کے میری بہن کو تکلیف پہنچاؤ اس سے پہلے کہ وہ صائم کی طرف لپکتا احد اسے راستہ میں روک چکا تھا جو بپھرا شیر بنا خود کو مسلسل چھوڑوانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔ لیکن احد جانتا تھا کہ نقصان احتشام کے بعد کاظمہ کا ہے اس لیے اسے کوئی غلطی نہیں کرنے دینا چاہتا تھا جو کاظمہ کے لیے مزید پریشانی کا باعث بنے۔۔۔۔

بھائی اس پہلے کاظمہ احتشام تک پہنچ پاتی صائم اس کا ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لے گیا تھا جس کو چھوڑوانے کی کوشش میں کتنی ہی دفع اس کے ہاتھ کی پشت پر اپنے ناخن مار گئی تھی لیکن وہ

بنا تکلیف کا احساس کرے احتشام کو گھور رہا تھا جس کی نظر اس کے ہاتھ میں موجود کاظمہ کے ہاتھ پر تھی۔۔۔۔

صائم ہاتھ چھوڑو اس کا احتشام ایک جھٹکے سے احد سے الگ ہوتا درشتگی سے بولا تھا۔۔۔۔اس کی بات پر صائم کاظمہ کو جھٹکا دیتے کمر سے پکڑا اپنے ساتھ لگا گیا تھا لو چھوڑ دیا ہاتھ اب سالے صاحب کی بات ٹال بھی تو نہیں سکتے نہ دل چلاتے انداز میں بولا تھا۔۔۔۔اس کی اس قدر بابے کی کے مظاہرے پر کاظمہ کا چہرہ خون جھلکانے لگا تھا۔۔۔۔

جبکہ وہاں موجود سب لوگوں نے اپنا چہرہ پھیر لیا تھا لیکن صائم کو رتی برابر فرق نہیں پڑا تھا اپنی اس حرکت البتہ کاظمہ خود کو اس

کے حصار سے نکلنے کی کوشش میں تھی جس کو محسوس کرتے اس

نے اپنی گرفت سخت کی تھی اس کی انگلیاں کاظمہ کو اپنی کمر میں

دھنستی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اپنی بے بسی پر آنکھیں پھر نم

ہوئی تھی جس کو دیکھتے صائم پر سکون انداز میں مسکرایا تھا

صائم میری بہن کو چھوڑو میں نے زبردستی نہیں کی ہے ذوہا کے

ساتھ وہ اپنی مرضی سے میرے نکاح میں آئی ہے اور جب کے تم

میری بہن کے ساتھ زبردستی کر رہے ہو۔۔۔

صائم کو کاظمہ کو نہ چھوڑتے دیکھ اتنا اندازہ تو احتشام ہو ہی گیا تھا

کہ اس مغرور ، انا پرست انسان میں شرم نام کوئی چیز موجود نہیں

ہے اگر وہ سارا دن بھی یہاں کھڑا رہتا نہ تب بھی وہ اسے ایسے لیے ہی کھڑا رہتا۔۔۔۔

ویسے تمہیں تمہاری بہن کے کپڑے پسند آئے ہے یہ ہماری ملازمہ کی بیٹی کے ہے پیارے ہے نہ اس کی بات کو نظر انداز کر کے اپنی کہی تھی۔۔۔۔۔۔ جبکہ اس کی کہی بات پر احتشام کے دل میں ٹیس اٹھی تھی مطلب اتنا ہتک آمیز سلوک کر چکا ہے وہ اس کے ساتھ ملازمہ کے کپڑے اسے دیے ہے۔۔۔۔۔
اسفند اور نصرت بلوچ کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ آئی تھی صائم کی بات سے یہ ہے بھی اسی کے قابل نصرت بلوچ نے نخوت سے کہا تھا۔۔۔۔۔

ویسے سالے صاحب پرسوں نہ میں سوچ رہا ہو کہ ہمارا ولیمہ رکھ دیا جائے تاکہ دنیا کو بھی تو پتا چلے نہ کہ صائم بلوچ شادی کر چکا ہے اور اس روز ایک نئی پہچان ملے گی تمہاری پیاری بہن کو اور میری پیاری سی ہنی کو کاظمہ کو خود سے الگ کرتے سب کے سروں پر دھماکہ کیا تھا۔۔۔۔

اور احتشام بلوچ اگر دو منٹ میں تم یہاں سے دفع نہ ہوئے نہ تو تمہاری بہن کو ایسی جگہ پہچاؤ گا کہ اس کی شکل دیکھنے کو بھی ترس جاؤ گے انگشت شہادت اٹھاتے سرد انداز میں بولا تھا۔۔۔۔ جس پر مجبور ہوتے ایک درد بھری نظر کاظمہ کے چہرے پر ڈال کر شکستہ قدموں سے نکل گیا تھا۔۔۔۔

بوا اس کو گھر کے کام سکھائے آج سے بلکہ ابھی سے گھر کے سارے کام یہ لڑکی کرے گی اور اس کو بھی سرونٹ کوارٹر میں ہی جگہ دے تاکہ اپنی اوقات نہ بھول سکے احتشام نے جاتے ہوئے صائم کے یہ جملے سنے تو اس کو اپنے قدموں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے ذوہا اسفند بلوچ سے محبت کرنا احتشام کے لیے گناہ بن گیا تھا آج اس کی وجہ سے اس کی بے قصور بہن کو ظلم برداشت کرنے پڑے گے اس کا تو کوئی قصور نہ تھا پھر یا اللہ سے ہی کیوں احتشام گاڑی میں بیٹھتا اللہ کو پکار گیا تھا کیونکہ جو حال اس کا تھا وہ اس کے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔۔۔

بوا نے نم آنکھوں سے اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا تھا جو اپنے بھائی کی غلطی کی سزا بھگت رہی تھی انہوں نے بے ساختہ دعا دی تھی کہ اس کی پریشانیاں ختم ہو جائے جو کب قبول ہونی تھی وہ تو بس اللہ ہی جانتا تھا۔۔۔۔

لڑکی تمہیں سمجھ آیا میں نے کیا کہا کاظمہ کو دیکھتے پوچھا تھا جس پر اس نے کچھ نہیں کہا تھا کہنے کو بچا ہی کیا تھا بچپن سے اب تک اتنا سب کچھ برداشت کیا تھا ابھی اور بھی کرنا باقی تھا کیا اس نے خود سے ہی کہا تھا اس کی بڑبڑاہٹ کوئی نہیں سن پایا تھا پر اس کی آنکھوں گرتے آنسو اس کی تکلیف کا پتا دے رہے تھے۔۔۔۔

کاظمہ کو جب اپنے حلق میں کچھ نمکین سا محسوس ہوا تو اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ کیا تھا انگلی پر نمی محسوس ہوئی تو وہ چونکی تھی کہ وہ رو رہی ہے اور اسے پتا بھی نہیں۔۔۔۔

جاؤ اپنے وہ چار سوٹ اٹھاؤ اور سرونٹ کوارٹر میں شفٹ ہو جاؤ صائم نے سن کھڑی کاظمہ کو کہا تھا ویسے تمہیں برا تو نہیں لگ رہا نہ اچانک ہی اس کی کلائی پکڑتے متفکر ہوا تھا۔۔۔۔

نمک کو ہاتھ میں لے کر، ستمگر سوچتے کیا ہو
۔ہزار زخم ہیں دل پر جہاں چاہو چھڑک ڈالو

اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کراتے وہ وہاں چلی گئی تھی جہاں سے ابھی بوا گزری تھی اس کے اگنور کرنے پر اسے غصہ تو بہت آیا لیکن پھر سر جھٹک کر باہر نکل گیا تھا۔۔۔۔۔

★★★

بچے تم نے کبھی کھانا بنایا ہے بوا نے نرمی سے پوچھا تھا انہیں یہ چھوٹی سی لڑکی بہت پسند آئی تھی لیکن صائم کا رویہ بلکل اچھا نہ لگا تھا لیکن وہ کیا کر سکتی تھی ایک ملازمہ کی حیثیت کیا ہے جو وہ ان سرداروں کو کچھ سیکھائے یا سمجھائے۔۔۔۔۔

ن۔نہیں کاظمہ نے نم آواز میں کہا تھا وہ تو پانی کا گلاس بھی خود سے نہیں پیتی تھی کہاں وہ اتنی بڑی حویلی میں کام کرے گی ایک پل کو دل میں آیا کہ صائم کو کہہ دے کہ وہ نہیں کر سکتی یہ سب کچھ لیکن نہیں اس کی آزمائش تھی وہ چنی گئی تھی وہ کیوں اپنے

اللہ کے علاوہ کسی اور آگے رحم کے لیے ہاتھ پھیلائے وہ بھی ایک بے حس شخص کے سامنے یہ تو کاظمہ کو قطعی منظور نہیں تھا۔۔۔۔

بوا ایک بات کہو کاظمہ نے اجازت مانگی تھی جس پر وہ کچھ حیران ہوئی تھی کہ مالک بھی ملازمین سے کہا کچھ کہنے کی اجازت لیتے ہیں۔۔۔۔ لیکن ابھی وہ اس بات سے ناواقف تھی کہ سامنے کھڑی لڑکی سب سے مختلف ہے بچپن سے اپنی ہی ماں کی بے رخی برداشت کرتے ہوئے بھی اس نے کسی سے شکوہ نہیں کیا تھا ہاں لیکن اپنے درد اپنے اللہ کو ضرور سنائے تھے۔۔۔۔ کیونکہ اسے یقین تھا جس کے غم زیادہ ہوتے ہیں ان کے لیے رب کی

محبت بھی زیادہ ہوتی ہے اور اللہ انہیں بڑے انعامات سے نوازتا ہے۔۔۔۔۔

جی کہیے بیٹا بوا نے پیار سے اجازت دی تھی۔۔۔۔۔۔۔ جس پر کاظمہ فوراً بولی تھی آپ مجھے جائے نماز دے دے میری نماز قضا ہو جائے گی۔۔۔۔۔ بوا نے اچھنبے سے اسے دیکھا تھا کیا یہ لڑکی صائم بلوچ کے لائق تھی بے ساختہ سوچا تھا پھر سر جھٹک کر اسے لیے کچن سے باہر آئی تھی اور سرونٹ کوارٹر کی طرف بڑھ گئی تھی وہاں پہنچ کر اسے سامنے ٹیبل کی سمت اشارہ کیا تو کاظمہ تقریباً دوڑتی جائے نماز کی طرف گئی تھی بوا کے رخ بتانے پر وہ بوا کی ہی رکھی چادر اوڑھ کر نماز ادا کرنے لگی تھی۔۔۔

بوا اور نصرت بلوچ کو جھٹکا لگا تھا اس کی حرکت پر وہ ملازمہ کی چادر اوڑھ گئی تھی یہ بہت تعجب کی بات تھی ان کے لیے لیکن بوا کی آنکھیں نم ہوئی تھی تکبر سے پاک اپنے اللہ کی دیوانی لگی تھی یہ لڑکی جو امیری غریبی میں فرق محسوس نہیں کرتی تھی خود کو اعلیٰ ان کی ذات کو کمتر نہیں سمجھ رہی تھی۔۔۔

اسلام تو انصاف سیکھاتا ہے چھوٹا طبقہ ہو یا بڑا طبقہ ان کے ساتھ انصاف کرو یہ نہیں کہا کہ غریب کے لیے سزا ہے اور امیر کے لیے معافی انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا تھا۔۔۔"خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی

چوری کرتی تو ان کے ہاتھ بھی کاٹ دیے جاتے" تو ہماری کیا اوقات ہے ان کے سامنے۔۔۔۔

اسلام بھائی چارہ سیکھاتا ہے۔۔۔۔ ہر مسلمان آپس میں بھائی ہے۔۔۔۔ تو پھر ہم نے کہا سے سیکھ لیا یہ سب کچھ سٹیٹس دیکھ کر دوستی کرنا اپنے سے نیچے طبقہ کی غربت کا مذاق بنانا ان میں اور خود میں فرق محسوس کرنا ان کو بنانے والا آپ کو بنانے والا ایک ہی رب ہے تو کیوں ان میں فرق محسوس کرنا کیا یہ سیکھاتا ہے اسلام ہمارا دین تو اتنا پیارا ہے کہ وہ تو غیر مسلم سے بھی محبت کی تلقین کرتا ہے اور ہم اپنے ہی مسلمان بھائیوں میں فرق محسوس کرتے ہیں۔۔۔۔

بو اپلٹی تو نظر نصرت بلوچ کے کنگ چہرے پر پڑی تھی وہ تلخ سا مسکراتی ان کے برابر سے گزر گئی تھی۔۔۔۔

نصرت بلوچ نے ایک نظر کاظمہ کو دیکھا تھا جو پوری دلجمعی سے نماز پڑھ رہی تھی پھر پلٹ گئی تھی۔۔۔۔اس کو مارا گیا تھپڑ اب تکلیف دے رہا تھا۔۔۔۔

وہ تو زوہا سے بھی چھوٹی تھی سب سے الگ تھی وہ اس خاندان میں اپنی آنکھوں سے اپنے اخلاق سے وہ اسے تکلیف پہنچا گئی تھی معصوم سی گڑیا کو احتشام نے اگر نکاح کیا تھا تو اس میں کاظمہ کا تو قصور نہیں تھا تو کیونکر وہ اس پر ہاتھ اٹھا گئی تھی۔۔۔۔کاظمہ یوسف بلوچ تو محبت کی حقدار ہے وہ کیسے نفرتیں برداشت کرے

گی۔۔۔۔آج تک شاہینہ بلوچ بھی اس سے اپنا رویہ نہیں ٹھیک کر پائی وہ تو بچپن سے ماں کے پیار کو ترس رہی ہے۔۔۔۔

سب جانتے ہوئے بھی اس کو تکلیف دے گئی تھی۔۔۔۔غصہ انسان کی عقل کو کھا جاتا ہے جیسے نصرت بلوچ کے ساتھ ہوا تھا اپنی بیٹی کی محبت میں وہ ایک بے قصور لڑکی پر ہاتھ اٹھا گئی تھی۔۔۔۔اب جب تھوڑا غصہ کم ہوا تو وہ اپنے کیے پر پشیمان ہو رہی تھی اس سے معافی مانگنے کا بھی ارادہ کر چکی تھی اور صائم کو سمجھانے کا بھی۔۔۔۔

★★★

دن سے رات ہو گئی تھی لیکن احتشام ابھی تک حویلی نہیں آیا تھا ذوہا اور شاہینہ بلوچ بار ہا ملازم سے پوچھ چکی تھی لیکن ہر بار ہی

انہیں مایوسی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔۔۔۔روشنہ نے شاہینہ بلوچ کے کہنے پر احتشام کو کئی فون کیے تھے لیکن ہر بار ہی جواب ندارد۔۔۔۔جہاں سب کو احتشام کی فکر ہو رہی تھی وہی رائیکہ کو بس کاظمہ کی فکر ستائے جا رہی تھی۔۔۔۔اس کے بغیر ایک دن نہیں گزر رہا تھا وہ آگے کیسے گزارے گی۔۔۔۔

وہ جانتی تھی وہاں موجود لوگوں میں رحم نہیں ہے اور جو شخص اسے لے کر گیا ہے اسے آدھا گاؤں تو بے رحم سردار کہتا ہے وہ کیا رحم کرے گا اس پر۔۔۔وہ جانتی تھی وہ کبھی کسی سے نہیں کہے گی کہ وہ کس قدر تکلیف میں ہے بس اپنے رب کے آگے روتے خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرے گی وہ جانتی تھی وہ کتنی ہی بار ذوہا اور صائم سے نفرت کر چکی ہو گی لیکن کچھ دیر بعد معاف کر

دے گی وہ حساس تھی زیادہ رو لیتی تو ساری رات آنکھیں اور سر میں درد رہتا تھا۔۔۔۔۔ بچپن گزارا تھا اس کے ساتھ یا یہ کہنے ٹھیک ہو گا کہ پالا ہی کاظمہ کو رائیکہ نے تھا۔۔۔۔۔۔

وہ تین سال کی تھی جب یوسف بلوچ اسے اس حویلی میں لائے تھے اور کاظمہ صرف تین دن کی تھی۔۔۔۔رائیکہ کو بے تحاشہ پسند آئی تھی وہ سبز آنکھوں والی گڑیا جس کو اس نے یوسف بلوچ سے مانگ لیا تھا اور انہوں نے مسکراتے واقع اسے دے دیا تھا ۔۔۔۔آج اس کی تکلیف کو محسوس کر کے دل خو*ن کے آنسو رو رہا تھا۔۔۔۔۔

شاہینہ بلوچ اور روشنہ اس کا درد سمجھ سکتے تھے لیکن اسے تسلی دینے کے لیے الفاظ نہیں تھے۔۔۔۔

ذوہا سے انہوں نے کوئی بات نہیں کی تھی کیونکہ وہ احتشام بلوچ کے لیے خاص تھی اس حویلی کی بہو تھی وہ کیسے اسے کچھ کہہ سکتے تھے لیکن اسے معاف بھی نہیں کر سکتے تھے تب تو بلکل نہیں جب ایک وجود اس کی وجہ سے تکلیف برداشت کر رہا ہو۔۔۔۔

★★★

احتشام اپنا فون بند کرتے ڈیرے پر بیٹھا تھا دل درد سے پھٹ رہا تھا۔۔۔۔ گاؤں کا سردار تھا لیکن اپنی بہن کے لیے کچھ نہیں کر سکتا بے بسی ہی بے بسی تھی۔۔۔ وہ جانتا تھا سب اس کا حویلی میں انتظار کر رہے ہیں لیکن وہ نہیں جانا چاہتا تھا۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ صائم کا غصہ ذوہا پر نکال دے جو اپنا سب کچھ اس کی محبت میں چھوڑ آئی ہے تو وہ کیسے اس کو کچھ کہہ سکتا تھا ۔۔۔اس لیے یہاں ڈیرے پر بیٹھا تھا آنکھیں ضبط سے سرخ ہو رہی تھی وہ رونا چاہتا تھا پر رو نہیں رہا تھا۔۔آج اس کو بھی سہارا کی ضرورت تھی لیکن اس کے پاس کوئی نہیں تھا۔۔

اے میرے پروردگار "مجھے تنہا نہ چھوڑ تو سب سے بہترین وارث ہے "(سورۃ الانبیاء:89)
اسے واقع ہی اللہ کے سہارے کی ضرورت تھی کیونکہ اس کے پاس اور کوئی نہ تھا جس کے پاس جا کر وہ اپنا غم ہلکا کر لیتا۔۔۔۔

وہ ابھی انہیں سوچوں میں تھا جب ملازم نے اسے شہروز چوہدری کے آنے کا پیغام دیا جس پر وہ فوراً سیدھا ہوا تھا بالوں میں ہاتھ پھیرتے انہیں ٹھیک کیا تھا جب شہروز اندر آتے اس سے بغلگیر ہوا تھا۔۔۔۔۔

تم ٹھیک ہو نہ اس کے بکھرے حلیے کو دیکھتے فکر مندی سے استفسار کیا تھا جس پر اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

کیا ہوا اس کے ساتھ بیٹھتے وہ ابھی بھی پریشان تھا دل نا جانے کیوں اتنی شدت سے دھڑک رہا تھا جیسے کچھ غلط ہونے والا ہو پیشانی نم ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

کاظمہ کو صائم اپنے نکاح میں لے چکا ہے احتشام نے تھکے ہوئے انداز میں بتایا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ سامنے بیٹھے وجود کی ذات تو

زلزلوں کی زد میں آگئی تھی دل کی دھڑکنیں مدھم پڑتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔اچانک ہی فضا میں آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی تو اپنے کرتے اوپری بٹن کھول گیا تھا۔۔۔۔

مطلب وہ کسی اور کی ہو گئ تھی اس نے دیر کر دی تھی وہ کسی اور کے نکاح میں آچکی تھی۔۔۔۔تو شہروز چوہدری کو محبت میں ہجر سے نوازا گیا تھا اس کی یکطرفہ محبت کی منزل جدائی لکھی گئی تھی۔۔۔۔اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی وہ دل ودماغ میں بسی تھی لیکن وہ اس کی نہ تھی دماغ سائیں سائیں کرنے لگا تھا آنکھیں نم ہوئی تھی جن کو ضبط سے بند کرتے کھولا تھا۔۔۔۔

احتشام کی نظر اس پر پڑی تو اسے حیرت ہوئی تھی اس کی نم آنکھیں دیکھ کر شہروز تم ٹھیک ہو نہ احتشام نے گلاس میں پانی ڈالتے اسے دیا تھا جو ایک ہی سانس میں سارا پی گیا تھا۔۔۔۔

ہاں وہ بس گرمی لگ رہی تھی اس نے بودا سا بہانہ گڑا تھا ۔۔۔۔اس کو کیسے بتاتا کہ اس کا کتنا قیمتی نقصان ہو گیا ہے اس کو کیسے کہہ سکتا تھا کہ تمہاری بہن کے لیے رو رہا ہوا سے لا دو نہیں وہ نہیں کہہ سکتا تھا۔۔۔اس کی عزت پر سوالیہ نشان کیسے بننے دے سکتا تھا وہ۔۔۔۔ محبت میں تو محبوب کی عزت پہلے ہوتی ہے تو وہ کیسے اسے رسوا کر سکتا تھا۔۔۔۔

کچھ دیر اس سے بات کر کے وہ اٹھ گیا تھا۔۔۔اس کا ضبط جواب دے رہا تھا یہ سوچ ہی جان لیوا تھی کہ اسے ایک بے قدرے شخص کی جھولی میں ڈال دیا گیا ہے۔۔۔۔وہ رونا چاہتا تھا لیکن احتشام کے سامنے نہیں۔۔۔اسے تکلیف ہو رہی تھی وہ تکلیف آنسوؤں کی صورت میں کم کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔لڑکھڑاتے قدموں سے اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا اور گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔۔۔

لیکن راستہ دھندلا سا دیکھ رہا تھا نمکین پانی آنکھوں سے بہہ رہا تھا بس اتنا ہی ضبط تھا اس کا جو ٹوٹ گیا تھا۔۔۔۔اپنے قیمتی نقصان پر وہ دھاڑے مار کر رونا چاہتا تھا چار سال پہلے اسے دیکھا تھا اس کے بعد سے وہ سانسوں میں شامل ہو گئی تھی۔۔۔۔

چار سال پہلے۔۔۔۔۔۔

شہروز چوہدری احتشام کے بے حد اصرار پر کاظمہ اور رائیکہ کو شہر لے کر جا رہا تھا۔۔۔۔وہ خود کسی کام سے دوسرے گاؤں گیا ہوا تھا اس لیے اسے بھروسہ مند شہروز ہی لگا تھا اس لیے اسے راضی کیا تھا کہ وہ کاظمہ اور رائیکہ کو شاپنگ کرا لائے جس پر وہ اس کی کافی منتوں کے بعد مان ہی گیا تھا۔۔۔۔

شہروز، احتشام اور احد تینوں نے ایک ہی گاؤں کے سکول سے تعلیم حاصل کی تھی جس وجہ سے تینوں میں کافی دوستی تھی ۔۔۔۔احتشام اور احد تو کزن تھے اس لیے انہیں کسی کی ضرورت

نہ تھی لیکن پھر شہروز کو دیکھ کر انہوں نے اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بھڑایا تھا جس کو کچھ وقت بعد شہروز نے تھام لیا تھا۔۔۔اس کا کہنا تھا کہ دوستی دیکھ کر کرنی چاہیے کہ ان کی صحبت آپ پر بہت اثر ڈالتی ہے اس لیے شہروز نے چھان بین کے ساتھ ان کی دوستی کی آفر کو قبول کیا تھا۔۔۔۔

اب شہروز پچھلے آدھے گھنٹے سے حویلی کے دروازے پر ان دونوں کا انتظار کر رہا تھا جو آنے کا نام نہیں لی رہی تھی اس سے پہلے وہ احتشام کو فون ملاتا اسے سامنے وہ دونوں آتی دیکھائی دی تھی۔۔۔ شہروز سکون کا سانس لیتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

جب وہ دونوں آکر بھی پیسنجر سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔ شہروز جو گاڑی چلانے لگا تھا ان دونوں کو ہی پیچھے بیٹھا دیکھ کر کلس گیا ۔۔۔ آپ میں سے ایک آگے آئو میں شوفر نہیں تم دونوں کا سخت آواز میں بولا تھا۔۔۔ جس پر ان دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔ آپ نہ جلدی ہمیں مال میں پہنچا دے بھائی نے آپ کو مال کا ایڈریس تو دے دیا تھا نہ کاظمہ نے اپنی ہی کہی تھی۔۔۔ رائیکہ نے بامشکل اپنی مسکراہٹ کا گلا گھونٹا تھا

۔۔۔۔۔۔

جی میڈم اور کوئی حکم اس خادم کے لیے شہروز نے دانت پیسے طنز کیا تھا جو کاظمہ کے سر پر سے گزارا تھا۔۔۔۔ اس لیے سکون سے اپنی اگلی بات سے اسے تپایا تھا۔۔۔۔ جی پہلے ہم مال پہنچ

جائے پھر جو ہم شاپنگ کرے گے نہ وہ بیگ آپ پکڑ لینا

۔۔۔۔اس کی بات شہروز دل میں احتشام کو گالیوں سے نوازتا

گاڑی سٹارٹ کر گیا تھا۔۔۔۔۔

دو گھنٹے بعد جب وہ مال میں داخل ہوئے تو کاظمہ اور رائیکہ اشتیاق سے ہر چیز دیکھ رہی اور شہروز بیچارہ ان کے پیچھے گارڈ کی طرح ان کے ساتھ چل رہا تھا۔۔۔ پھر کچھ دیر میں انہوں نے واقع اس کے دونوں ہاتھ شاپنگ بیگ سے بھر دیے تھے جس پر وہ صبر کے گھونٹ پی کر پکڑ چکا تھا۔۔۔۔

ڈیڑھ گھنٹہ شاپنگ میں لگاتے وہ باہر نکلے تھے جب کاظمہ اچانک ہی چیخی تھی جس پر وہ دونوں پریشان ہوئے تھے۔۔۔ کیا ہوا آپ ٹھیک ہو۔۔۔۔۔۔

نہیں میں اپنی فیورٹ چاکلیٹ لیناہی بھول گئی کاظمہ نے رونی صورت اسے بتایا تھا۔۔۔ جبکہ شہروز اس وقت کو کوس رہا تھا جب وہ ان کے ساتھ آنے کے لیے راضی ہوا تھا۔۔۔۔

چلو اندر اور لو اپنی چاکلیٹ شہروز چیختے ہوئے بولا تو کاظمہ اچھل کر پیچھے ہوئی تھی آنکھوں میں فوراً نمی تیری تھی۔۔۔ شہروز جو رائیکہ کو بٹھائے اور سارا سامان گاڑی میں رکھ کر پلٹا تھا اس کو روتے دیکھ پھر غصہ عود آیا تھا۔۔۔ کیا مسئلہ ہے اب کیوں کھڑی ہو چلو اندر پہلے ہی میرا اتنا ٹائم برباد کر دیا کہہ کر آگے بڑھا تو کاظمہ بھی اس کے پیچھے گئی تھی۔۔۔۔

شاپ میں پہنچ کر مطلوبہ چاکلیٹ لیتے باہر نکلے تو کاظمہ کی لی گئی چادر پھر سے ڈھلکی تھی پہلے بھی نا جانے کتنی بار رائیکہ ٹھیک کر چکی تھی۔۔۔۔ شہروز کی غیر ارادی طور پر نظر اوپر اٹھی تو دوبارہ پلٹنا بھول گئی تھی۔۔۔۔ وہ راستہ میں ہی چاکلیٹ کا ڈبہ کھولتے کھانا شروع ہو گئی تھی جس انداز میں وہ کھا رہی تھی ہونٹوں اور منہ پر بھی لگا چکی تھی۔۔۔۔۔ شہروز نے اب اسے دیکھا تھا وہ پندرہ سال کی تو کہی سے نہیں لگ رہی تھی چہرے پر چھائی معصومیت اسے الگ ہی بنا رہی تھی۔۔۔۔

یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا وہ جو اپنی دھن میں آ رہی تھی سیدھا اس کے شادہ سینے سے ٹکرائی تھی چاکلیٹ چھوٹ کر ہاتھ سے گری تھی----جبکہ چہرے پر لگی ہوئی اس کے کریم کرتے پر بھی لگ

گئی تھی۔۔۔۔ہائے اللہ میرا سر پتھر بھی اتنی زور سے نہیں لگتا اب ہسپتال جانا پڑے گا پٹی کروانی پڑے گی گندی گندی دوائی کھانی پڑھی گی کاظمہ پیچھے ہوتے اپنے سر پر یاتھ رکھتے دہائیاں دے رہی تھی۔۔۔۔۔

جس کو سنتے شہروز فلک شگاف قہقہ گونجا تھا۔۔۔۔
آپ کیوں ہنس رہے انکل۔۔۔۔۔اس کا کہنا تھا اور شہروز کی ہنسی کو بریک لگا تھا جب کے خود کے لیے انکل سن کر اسے خشمگیں نگاہوں سے گھورا تھا جو زمین سے اپنی چاکلیٹ کا باکس اٹھا رہی تھی۔۔۔۔ شہروز نے ایک نظر اس کے پیچھے زمین پر پڑی چادر کو دیکھا تھا پھر سخت آواز میں اس سے بولا تھا۔۔۔۔

جب سنبھالا نہیں جاتا تو لے کر کیوں آئی تھی۔۔۔۔ کاظمہ نے اس کی نظروں نے تعقب میں دیکھا تو جلدی سے چاکلیٹ کھا کر جواب دیا تھا۔۔۔۔ کیا کروانکل مجھ سے اتنا بڑا تھان پہنا نہیں جاتا کاظمہ نے آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت سے کہا تھا۔۔۔۔ اس کی چہرے پر چھائی معصومیت اور پاکیزگی شہروز چوہدری کا دل دھڑکا گئی تھی۔۔۔ بامشکل اس کے دلکش چہرے سے نظریں چرائے اس کی چادر اٹھا کر اس پر پھیلائی تھی جس پر وہ مسکرائی تھی۔۔۔

اور یہاں سے شروعات ہوئی تھی شہروز چوہدری کی یکطرفہ محبت کی جس کی منزل آج جدائی ملی تھی۔۔۔ سب سوچتے متواتر آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔۔۔

فکر یہ تھی کہ شبِ ہجر کٹے گی کیسے

لُطف یہ ہے کہ ہمیں یاد نہ آیا کوئی

کیا لگے آنکھ کہ پھر دل میں سمایا کوئی

رات بھر اس شہر میں پھرتا ہے سایہ کوئی

شوق یہ تھا کہ محبت میں جلیں گے چُپ چاپ۔

رنج یہ ہے کہ تماشا نہ دکھایا کوئی

★★★

رات گئے صائم حویلی میں داخل ہوا تھا۔۔۔حویلی میں ملجگا سا اندھیرا تھا۔۔۔وہ سر جھٹک کر کمرے میں چلا گیا دروازہ کھولتے نظر سیدھا بیڈ پر اس کے دوپٹہ سے ٹکرائی جو اس کی نفیس

طبیعت پر گراں گزرا تھا۔۔۔اس کا دوپٹہ اٹھائے تن فن کرتے کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔۔۔۔

کاظمہ جو سارا دن بوا کے ساتھ کچن میں رہتے ان کا دماغ کھا گئی تھی یہ اور بات تھی (کہ پلے اس کے کچھ نہیں پڑا تھا)۔۔۔۔اب دیے گئے کمرے میں چکر کاٹتے اپنی ٹانگیں شل چکی تھی۔۔۔۔دن میں بوا کے دس بار کہنے پر بھی اس نے کھانا نہیں کھایا تھا لیکن اب بھوک برداشت سے باہر ہو گئی تھی ایک نظر مزے سے سوتی بوا پر ڈال کر باہر گئی تھی۔۔۔۔

آہ کاش رائیکہ یہ بگڑا کھڑوس بلوچ اگر بتا کر لے آتا تو میں آپ کو بھی ساتھ لے آتی کم از کم میری بھوک کا تو احساس کرتی آپ

یہاں تو کسی کو پرواہ ہی نہیں ہے خود سے بڑا بڑتی سامنے سے آتے صائم کے سینے سے ٹکرائی تھی اس سے پہلے گرتی صائم اسے کمر سے تھامتے خود کے قریب کرچکا تھا۔۔۔۔اس کو دیکھا تھا جو گرنے کے ڈر سے سختی سے اپنی آنکھیں بند کیے کھڑی تھی۔۔۔۔

پھر خود کو محفوظ پا کر دھیرے سے آنکھیں کھولی تھی تو سیدھا اس کی آنکھوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔کاظمہ منہ بسورے اس کے حصار سے نکلنے کے جتن کرنے لگی تھی۔۔۔۔

کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ کیوں وائبریٹ ہوتی رہتی ہو اس کی مزاحمت سے تنگ آتے لطیف سا طنز کیا تھا۔۔۔

چھوڑے مجھے آپ کے ساتھ کیا مسئلہ ہے کیوں بار بار پکڑ کر کھڑے ہو جاتے ہے اس کے حصار میں کھڑے ہوتے روہانسی آواز میں بولی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا میں نے کہا تھا کہ مجھ سے ٹکراتی پھر وا گر نہ پکڑ تا نہ تو زمین کو سلامی دے رہی ہوتی صائم اس کو جتاتے بولا تھا۔۔۔۔

ویسے یہ آدھی رات ہو چڑیلوں کی طرح کیوں گھوم پھر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔اس کی بات کاظمہ اپنی مزاحمت ترک کرتی سیدھی کھڑی ہوئی تھی آپ نے مجھے چڑیل سے مشابہت دی ہے صدمے سے چور آواز میں بولی تھی۔۔۔۔

ہاں تو کوئی شک ہے کیا مونسٹر نہیں مونسٹرنی جیسی آنکھیں ہے آپ بندہ چڑیل نہ کہے تو کیا کہے صائم نے مزے سے بولا تھا۔۔۔۔ جبکہ کاظمہ تو اپنے لیے ایسے لقب سنتی ہی غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔۔۔۔

اگر میں چڑیل اور مونسٹرنی ہو تو آپ کیا ہے کھڑوس بگڑا بلوچ بلبتوڑی نہ ہو تو کاظمہ بھی غصے سے نتھنے پھلا کر بولی تھی۔۔۔

ہاہاہاہا اچانک ہی صائم کا قہقہہ گونجا تھا سامنے کھڑی لڑکی کو غصہ بھی نہیں کرنا آتا تھا اس بات کا صائم کو اندازہ ہو گیا تھا۔۔۔۔ میں نے کوئی لطیفہ نہیں سنایا جو آپ ایسے جنوں کی طرح ہنس رہے ہے۔۔۔۔۔ اس کے ہاتھ پر ناخن گاڑتی دانت پیس کر بولی تھی۔۔۔۔۔

ہنی تمہیں میل اور فی میل کا بھی نہیں پتا بلبتوڑی عورت کا نام تھا صائم نے اس کی تصیح کی تھی اس وقت وہ کہی سے وہ صائم بلوچ نہ لگا تھا کاظمہ کو جو اس نے صبح دیکھا تھا بلکہ ابھی تو کوئی سوئیٹ سا انسان اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔

اووا چھا کوئی بات نہیں آپ کھڑوس بگڑے بلوچ کے ساتھ زکوٹا جن بھی ہے کاظمہ کہتے کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔۔۔۔

!!!اُس کو ہنستے ہوئے دیکھا تو معلوم ہُوا

!!!پھول کھلنے کی بھی آواز ہُوا کرتی ہے

صائم کو خود کو ٹکٹکی باندھے دیکھ کر کاظمہ کو اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تھا اس کی گرفت میں نرمی محسوس کر کے اس سے الگ ہوئی تھی وہ جو اس کی ہنسی میں کھویا تھا اس کے دور ہونا پر گہرا سانس خارج کر گیا۔۔۔۔اس سے پہلے کاظمہ وہاں سے بھاگتی ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے لیے گھر کے اندر داخل ہوا تھا ۔۔۔اس کو کمرے کے سامنے دیکھ کر کاظمہ کو صبح کی گئی اپنی تزلیل یاد آئی تو آنکھیں بھیگ گئی تھی۔۔۔۔

صائم اسے اندر لے کر آیا تھا جو مسلسل اپنا ہاتھ آزاد کرانے کی کوشش میں تھی۔۔۔۔

جاؤ میرے کپڑے نکالو اب سے میری ہر ضرورت کا خیال تم نے ہی رکھنا کپڑے نکالو پھر کھانا لے کر آؤ اور صبح کے لیے میرے کپڑے بھی استری کرو جب تک میں شاور لے لو۔۔۔۔اور ایک اور بات وہ جاتے ہوا پلٹا تھا مجھے باتیں دوہرانے کی عادت نہیں ہے اگر ایک دفع میں مان لو گی تو یہ تمہارے لیے اچھا ہے ورنہ سزا تمہیں بھی ملے گی اب جاؤ۔۔۔اس کا گال تھپتھپا کر کہتا وہ چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

جبکہ کاظمہ کو اپنا دماغ بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا آنسو پیتے کچن کی طرف گئی تھی۔۔۔۔فریج سے کھانا نکال کر پین میں ڈالا تھا ویسے تو پیچھے مائیکروویو بھی موجود تھا لیکن کاظمہ چلانا نہیں جانتی تھی۔۔۔۔۔

پین میں سالن ڈالتے چولہا جلانے کی کوشش کی تھی جس میں ناکام ہی ہوئی تھی اب اپنی بے بسی پر رونا آرہا تھا کاش رائیکہ کی بات مان کر سیکھ لیتی تو یہ سب نہ ہوتا۔۔۔۔۔

صائم شاور لیتے کچن میں ہی آگیا تھا دروازے پر کھڑے ہوتے فرصت سے اسے دیکھ رہا تھا جس جو چولہا جلانا نہیں آرہا تھا۔۔۔ صائم نے آگے بڑھ کر اسے چولہا جلا کر دیا تو کاظمہ شرمندہ ہوگئی تھی۔۔۔۔جب تک یہ گرم ہورہا ہے تم روٹی کے لیے آٹا گوندھ لو صائم کہہ کر کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

لیکن کاظمہ پر سکتا طاری ہو گیا تھا جیسے جنگ پر جانے کو کہہ دیا ہو

م۔۔مجھے

یہ تو بلکل نہ کہنا کہ تمہیں بلکل نہیں آتا صائم اس کی بات کاٹ کر سنجیدگی سے بولا تھا آنکھوں میں سرد مہری چھا گئی تھی وہ پل میں وہی صائم بلوچ بن گیا تھا جو صبح کاظمہ کو یہاں لے کر آیا تھا

۔۔۔۔۔کاظمہ کو اس سے اب خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔۔

★★★

احد جو گہری نیند سو رہا تھا گھنٹی کی آواز پر منہ کے زاویے بگاڑ کر فون اٹھا گیا تھا۔۔۔جب دوسری طرف سے سسکی کی آواز سنی تو احد کے حواس لمحے میں بیدار ہوئے

تھے۔۔۔۔۔روشنہ۔۔کیاہواکیوں رورہی ہواحد کی آواز کانپ رہی تھی کہی ذوہااس نے اپنے دماغ کی نفی کی تھی۔۔۔۔

ا۔احد آ۔۔آپ ک۔۔کاظ۔مہ سے۔۔بات کرادے پلیزز روشنہ رونے کے درمیان اٹک اٹک کر بولی تھی۔۔۔۔۔

روشنہ تم پلیز رومت میں صبح تمہاری بات کرادوگا احد کو سمجھ نہیں آرہاتھا کہ وہ کیا کرے وہ جانتا تھا کہ صائم کبھی بھی اجازت نہیں دے لیکن روشنہ کو وہ صاف منع بھی تو نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

روشنہ شاید اس کے لہجے کی ہچکچاہٹ محسوس کر گئی تھی اس لیے بنا کچھ کہے فون بند کر گئی تھی۔۔۔۔احد نے افسوس سے فون کی سکرین کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

★★★

کتنی پھوہڑ لڑکی سے شادی کرلی میں نے جس کو کچھ بنانے بھی نہیں آتا صائم آہ بھر کر رہ گیا تھا۔۔۔تو ٹھیک ہے نہ آپ دوسری شادی کر لے کسی اچھی سی لڑکی سے جس کو سارا کام کرنا آتا ہو پھر وہ آپ کا سارا کام کر دیا کرے گی آپ مجھے میرے گھر چھوڑ آئے کاظمہ نے پرجوش ہو کر اس کو مشورہ دیا تھا۔۔۔۔ جس پر صائم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔۔۔

مطلب وہ اپنے چند گھنٹوں کے نکاح کو بھولے اسے دوسری شادی کے مشورے دے رہی تھی۔۔۔۔لڑکی اپنی زبان کم چلاؤ

اور ہاتھ زیادہ مجھے بھوک لگ رہی ہے جلدی سے روٹی بناؤ صائم وہاں پڑھی فروٹ باسکٹ سے سیب اٹھا کر کھاتا اس کو بولا تھا

۔۔۔۔۔۔

اس کو دوبارہ اسی بات پر آتے دیکھ کاظمہ مٹھیاں بھینچ گئی تھی۔۔۔۔ مطلب وہ اسے دوسری شادی کے مشورے دے رہی تھی اور اسے اپنے پیٹ کی فکر ستائے جا رہی ہے۔۔۔۔

ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گی ایسی لڑکی جو اپنے شوہر کو خوشی خوشی دوسری شادی کی رضامندی دے رہی پر نہیں یہاں کاظمہ کی قدر کس کو ہے کاظمہ خود سے بڑ بڑا کر ادھر ادھر آٹا ڈھونڈنے لگی تھی۔۔۔۔ لیکن اس کی گوہر افشانی صائم کے تیز کان سن چکے تھے اس لیے اسے تپانے کے لیے مزے سے بولا تھا۔۔۔۔

مجھے فلحال تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں ہے جس دن دوسری شادی کرنی ہوئی تو بنا اجازت کے کر لوگا اور پریشان نہ ہونا تمہیں بھی بلاؤ گا۔۔۔۔

جی اور میں اس دن کا شدت سے انتظار کروگی کاظمہ جبراً مسکرا کر بولی تھی۔۔۔۔ٹول گھسیٹ کر آٹے والی کبرڈ کے پاس رکھا لیکن اس پر چڑھ کر بھی کاظمہ کا ہاتھ اونچائی تک نہیں پہنچا تھا۔۔۔۔ صائم جو آج قسمت سے کچن میں آگیا تھا آٹا اتنا اوپر رکھا دیکھ کر اس کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔۔۔۔یہ آٹا ہے یا کوئی قیمتی چیز جو اتنی اونچائی پر چھپا کر رکھی ہوئی ہو۔۔۔۔

اس کی بات پر کاظمہ عجیب نظروں سے صائم کو دیکھنے لگی تھی مطلب وہ اس سے پوچھ رہا تھا جیسے برسوں سے وہی تو اس کچن کو سنبھالتی آرہی تھی۔۔۔۔مجھے کیا پتہ یہ تو آپ نے گھر والوں سے پوچھنا نہ کاظمہ نے جیسے اس کی عقل پر ماتم کیا تھا۔۔۔صائم اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور اس کو وہ آٹے کا باکس دے رہا تھا لیکن پھر وہی شیلف پر رکھ دیا تھا۔۔۔

کاظمہ نے باکس لینے کے لیے آگے کیے ہوا تھا۔۔۔جس کو دیکھتے صائم نے پھر اس پر طنز کیا تھا۔۔۔ہاتھ تو تم نے ایسے پھیلا یا تھا جیسے اس ڈبے کو اٹھا سکتی ہو جتنا تمہارا خود کا وزن ہے نا اس سے زیادہ تو آٹے کا ہو گا۔۔۔

کاظمہ نیچے اترتے باؤل میں آٹا ڈالنے لگی تھی۔۔۔وہ بہت احتیاط سے آٹا نکال رہی تھی لیکن پھر بھی اپنے کپڑوں سمیت شیلف پر بھی گر چکی تھی۔۔۔۔۔۔

اگر احتیاط کے بعد یہ حال ہے بنا احتیاط کے نکالتی تو پتا نہیں کیا کرتی صائم سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔پھر سر جھٹک کر اپنا فون استعمال کرنے لگا تھا۔۔۔۔

باؤل کو شیلف پر رکھتے پانی کا جگ اٹھاتے اس میں پانی ڈالا تھا جس سے آٹا پانی میں تیرنے لگا تھا۔۔۔اوبوا نے تو نمک بھی ڈالا تھا یاد آنے پر ادھر ادھر دیکھ کر سامنے بڑے ڈبے کو اٹھایا تھا جو اصل میں چینی کا تھا ویسے تو اس پر لکھا ہوا تھا لیکن کاظمہ نے پڑھنے کی زحمت نہ کی تھی۔۔۔۔ایک ڈھکن بھر کر اس میں چینی (جو

کاظمہ کی نظر میں نمک تھا) ڈال کر پھر سے پانی ڈالا تھا۔۔۔ پھر اس میں ہاتھ ڈال کر اسے گھوندنا شروع کیا تھا۔۔۔۔

ایییی میرے ہاتھ کاظمہ کی آواز پر صائم نے چونک کر اپنا سر اٹھایا تھا۔۔۔ پھر اس کے ہاتھوں کو دیکھتے اپنے جگہ سے اٹھا تھا اور ایک نظر باؤل کو دیکھا تھا جو سیلاب کا منظر پیش کر رہا تھا پھر کاظمہ جو اپنے گوندے آٹے کو فخریہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ کیا کیا ہے بے وقوف لڑکی میں نے آٹا گوندھنے کو کہا تھا اس میں تیرنے کو نہیں صائم بے مشکل اپنا غصہ دبائے چبا چبا کر بولا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا صحیح نہیں بنا کیا بوا نے بھی تو ایسے ہی بنایا تھا کاظمہ کو اس کے غصے کی سمجھ نہ آئی تو نروٹھے پن سے بولی تھی۔۔۔۔

نہیں بہت اچھا بنا اس پر تو تمہیں انعام ملنا چاہیے صائم نے طنزیہ لہجے میں کہا تھا جو اس کے سر پر سے گزرا تھا۔۔۔۔ سچی مجھے انعام ملے گا تو انعام میری پسند کا دینا مجھے نہ رائیکہ آپو کے پاس چھوڑ آئے سچی بہت بھوک لگ رہی ہے کاظمہ معصوم شکل بنا کر بولی تھی۔۔۔

وااااٹ تم نے کھانا نہیں کھایا صائم غصے سے چلایا تھا جس پر اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔ تو اتنی دیر سے کہہ نہیں سکتی تھی ضروری اپنا پوہڑپنا دیکھانا تھا صائم کے اس ہاتھ دھلواتے ہوئے

اسے ڈپٹ رہا تھا۔۔۔ جبکہ وہ اسے ایسے دیکھ رہی جیسے کوئی خلائی مخلوق زمین پر اتر آئی ہو۔۔۔۔۔

اس کو کرسی پر بٹھاتے سالن کی طرف متوجہ ہوا تھا جو جل چکا تھا صائم ایک تاسف بھری نظر اس پر ڈال کر فریج سے بریانی نکالتے اسے گرم کرنے لگا۔۔۔ کاظمہ داد دیتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

چکن بریانی اور پانی کا جگ اس کے سامنے رکھتے اسے کھانے کا اشارہ کیا تھا جس پر وہ چپ چاپ کھانا شروع ہو گئی تھی۔۔۔ صائم جو اس امید میں تھا کہ وہ اسے پوچھ ہی لے گی اس کو نہ پوچھتے دیکھ خود ہی کھانے لگا تھا۔۔۔

تین چمچ لیتے کاظمہ پلیٹ کھسکا کر اٹھ گئی تھی۔۔۔اس کی خوراک کا اندازہ صائم کو اس کی صحت سے ہو گیا تھا اس لیے ست جھٹک کر اپنا کھانا کھانے لگا تھا۔۔۔کاظمہ بھی کندھے اچکا کر باہر نکل گئی ہے۔۔۔۔صائم کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھے کیا۔۔۔

★★★

احتشام بلوچ فجر کی آذان پر حویلی میں داخل ہوا تھا ہر طرف اندھیرا دیکھتے ایک نظر اپنے کمرے کے بند دروازے پر ڈالی تھی اس کا بلکل دل نہ تھا وہاں جانے کا لیکن پھر کسی خیال کے تحت چلا گیا تھا۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے اندھیرے نے اس کا استقبال کیا تھا مطلب وہ سو گئی تھی۔۔۔احتشام نے سکون کا سانس لیا تھا۔۔۔خاموشی سے چلتے ڈریسنگ روم میں گیا تھا اور چینج کرتے باہر آیا تو ذوہا کو اپنا منتظر پایا تھا۔۔۔۔

سائیں آپ کہاں تھے آپ ٹھیک تو ہے نا ذوہا نے نم آنکھوں سے پوچھا تھا جس پر احتشام نے صرف سر ہلا دیا تھا۔۔۔

میں کیسے شکایت کروں اپنی زندگی سے،

تو ہی بتا اے دل تو نے اسے چاہا کیوں تھا،

اح۔۔احتشام سائیں آپ ناراض ہے مجھ سے میری وجہ سے کاظمہ کو تکلیف ہوئی اس کے پیچھے کھڑے ہوتے سر جھکا کر پوچھا تھا۔۔۔

نہیں ذوہا ایسی کوئی بات نہیں بس میں تھوڑا پریشان تھا اس لیے حویلی نہیں آیا تھا میں نہیں چاہتا تھا کہ میں غصے میں تمہیں کچھ کہہ دو جس کی تکلیف ہم دونوں کو برداشت کرنی پڑی اس لیے خود کو تھوڑا وقت دے رہا تھا اور کوئی بات نہیں فضول سوچے نہ پالو احتشام نے پلٹتے نرمی سے کہا تھا۔۔۔

اچھا یہ بتاؤ ماں اور باقی سب نے تو تمہیں کچھ نہیں کہا نہ اس کو اپنے حصار میں لیے بیڈ کی طرف بڑھتے پوچھا تھا۔۔۔۔

نہیں کیسی نے بھی مجھ سے بات تو دور کی بات ہے میری طرف دیکھا بھی نہیں ہے ذوہا کے بتانے پر احتشام نے پر سوچ نظروں سے اس کے چہرے کو دیکھا تھا جہاں درد صاف دیکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔

ذوہا پریشان مت ہو میں خود سب سے بات کروگا صبح وہ نارمل ہو جائے گے رائیکہ کا تو کچھ کہہ نہیں سکتا لیکن میرا وعدہ ہے روشنہ اور ماں تم سے بات کر لے گی احتشام نے اس کے ماتھے پر لب رکھتے اس کو کہا تھا۔۔۔

اس کے لمس پر ذوہا کی ساری پریشانی دور ہو گئی تھی لیکن رائیکہ کے لیے اسے عجیب لگا تھا کہ وہ کیوں اس سے اس طرح رویہ اختیار کر رہی ہے اور وہ شاہینہ بلوچ کو چاچی کیوں کہتی ہے کیا

رشتہ ہے رائیکہ اس حویلی سے ذوہا احتشام اسے پوچھنا چاہتی تھی
۔۔۔۔
لیکن اس کو آنکھیں موندے دیکھ کر چپ ہو گئی تھی۔۔۔
احتشام نے کچھ دیر بعد اپنے پہلو میں سوئی ذوہا پر ایک نظر ڈالی تھی
پھر نرمی سے اپنا ہاتھ اس کے سر کے نیچے سے نکالتے اس کا سر
تکیہ پر رکھ کر بالکنی میں آگیا تھا۔۔۔

سگریٹ سلگا کر ہونٹوں میں دبائی تھی وہ کوئی چین سموکر نہ تھا
لیکن کبھی کبھی سخت پریشانی میں سگریٹ نوشی کرنے لگتا
تھا۔۔۔۔

اچانک نظر لان میں ٹہلتی شاہینہ بلوچ پر پڑی تو اس کو حیرت ہوئی تھی کہ وہ ابھی تک کیوں جاگ رہی ہے۔۔۔ سگریٹ جوتے سے مسل کر کمرے سے باہر گیا تھا۔۔۔

ماں شاہینہ بلوچ جو کھوئی کھوئی سی پھولوں کو دیکھ رہی تھی احتشام کی آواز سن کر چونکتے پلٹتی تھی۔۔۔

احتشام تم کاظمہ کو نہیں لے کر اس کو دیکھتے بے قراری سی پوچھا تھا۔۔۔۔

ماں آپ کو کیوں اتنی فکر ہو رہی ہے آپ کون سا اس سے محبت کرتی ہے تلخ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے ان پر طنز کیا تھا۔۔۔۔

احتشام میں اس نفرت نہیں کرتی بس اسے خود سے دور رکھتی تھی لیکن وہ میری آنکھوں کے سامنے تو ہوتی تھی نہ لیکن اب تو وہ میرے سامنے موجود نہیں ہے خدارا اسے لے آؤ شاہینہ بلوچ نے تڑپ کر کہا تھا۔۔۔ جبکہ احتشام اپنے سامنے کھڑی اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا وہ تو بچپن سے یہی دیکھتا آیا تھا ہمیشہ انہوں نے اسے بے رخی ہی برتی ہے تو آج اتنی محبت کیوں وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔

ماں وہ صائم کے نکاح میں آگئی ہے صائم بلوچ نے نکاح کیا ہے اس سے۔۔۔احتشام کی بات پر انہیں لگا کسی نے پگلا سیسہ انڈیل دیا ہو ان کے کانوں میں وہ خالی نظروں سے اس کے وجہیہ چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

کاظمہ کا نکاح وہ بھی صائم سے ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا احتشام تمہاری وجہ سے میری بچی کس جہنم میں پھس گئی ہے میں کبھی معاف نہیں کروگی تمہیں۔۔۔شاہینہ بلوچ غصے سے چلائی تھی بامشکل انہوں نے خود کو اس پر ہاتھ اٹھانے سے روکا تھا۔۔۔

ماں وہ کاظمہ کو اتنی تکلیف نہیں پہنچائے گا میں بہت جلد لے آؤ گا اسے۔۔۔۔

تم لے آؤ گے نہیں احتشام تم نے ذوہا اسفند بلوچ سے محبت کر کے بہت غلط کیا ہے جس شخص کو تم کہہ رہے ہو نہ کے وہ تکلیف نہیں پہنچائے گا تم ابھی اسکے ماضی سے ناواقف ہو۔۔۔

بے حس انسان ہے وہ بہت دعا کرنا کاظمہ کو اس سے محبت کرنے سے پہلے مو*ت آجائے شاہینہ بلوچ کرب سے بول کر اندر چلی گئی تھی۔۔۔

احتشام کا دل تو گویا کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو کیا تھا صائم کا مزہ کیا کچھ ایسا بھی ہے جس سے میں بھی واقف نہیں ہو۔۔۔ کیا کاظمہ محفوظ نہیں ہے۔۔۔ احتشام نے پریشانی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا مطلب ایک اور وجہ مل گئی تھی اسے متفکر ہونے کے لیے۔۔۔۔

★★★

صبح کاظمہ کی آنکھ بوا کے جگانے سے کھولی تھی۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی وہ بہت مشکل سے سوئی تھی یہ اس کا گھر تو تھا

نہ جو شکوہ کر لیتی اس لیے خاموشی اٹھتے اپنے کپڑے لے کر شاور لینے گئی تھی۔۔۔۔

بیس منٹ بعد باہر آتے ہلکا سا کنگا بالوں مار کر میسی جوڑے میں لپیٹ کر باہر چلی گئی تھی۔۔۔۔ ساری حویلی میں ناشتہ کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی لیکن ناجانے کیوں اس کا دل گھبرا رہا تھا جیسے کچھ غلط ہونے والا ہو لیکن پھر سر جھٹک کر کچن میں آ گئی تھی۔۔۔۔ وہاں موجود ملازمہ اسے دیکھ کر مسکرائی تو وہ بھی مسکرا دی تھی۔۔۔۔

پھر بوا کو دیکھنے لگی تھی جو مہارت سے پراٹھے توا پر ڈال کر انڈا پھینٹ رہی تھی جبکہ کچن میں رکھی کھانے کی میز بھی دیگر لوازمات سے سجی ہوئی تھی۔۔۔۔

کاظمہ بیٹا آپ یہ انڈا پین پر سے اتار لو بوا نے اس کی سوچوں میں خلل ڈالا تو وہ سر جھٹک کر انڈے کو دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ پین کے پاس سے پلیٹ اٹھاتی اس کی کلائی گرم توے سے ٹکرائی تھی جس پر ایک دلخراش چیخ کاظمہ کے گلے سے نکلی تھی۔۔۔۔

آہہ بوا حواس باختہ ہوتے اس کی کلائی دیکھ رہی تھی جو کافی جھلس گئی تھی۔۔۔۔تکلیف کے مارے کاظمہ کے آنسو نہیں رک رہے تھے۔۔۔۔۔

کا۔۔کاظمہ بیٹا بوا نے اس کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی تھی جس پر وہ بدک کر پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔۔

ن۔ نہیں۔۔در۔دہو۔۔رہاہے کاظمہ روتے ہوئے نفی میں سر ہلا کر بولی تھی۔۔۔۔

چھوٹی بی بی آپ کو چھوٹے سردار بلا رہے ہے ملازمہ نے جلدی سے اس کو صائم کا پیغام پہنچایا تو وہ اپنی آنسو صاف کرتی اس کے کمرے کی طرف گئی تھی۔۔۔۔

تمہیں کیا کہا تھا میں نے کہ میرے کپڑے استری کروا دینا کہاں ہے اس کا وہی ہاتھ دبوچے غصے سے پھنکارا تھا۔۔۔۔

کاظمہ کا بولنا محال ہو گیا تھا اس کے ےق ذہن سے ہی نکال گیا تھا کہ رات اس نے کیا کہا تھا۔۔۔۔

م۔۔میرا۔۔ہاتھ بکواس بند کرو کہا تھا نہ کہ اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہو اس کے باوجود تم نے میری بات نہیں مانی صائم مزید اس کا ہاتھ دبوچ کر کرخت آواز میں بولا تھا۔۔۔۔

پلی۔۔پلیز میرا ہاتھ چھوڑ دے۔۔۔۔کاظمہ کو ہاتھ ہاتھ گردان کرتے دیکھ صائم کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا ایک جھٹکے سے ایک چھوڑا تھا جس پر وہ اپنا توازن برقرار نہیں رکھ پائی تھی اور جھٹکے سے زمین پر گری تھی۔۔۔۔

صائم پیچھے ٹیبل پر پڑا گلدان اٹھا کر زمین پر پھینکا تھا۔۔۔کانچ ٹوٹنے کے ساتھ کاظمہ کی بھی چیخ نکلی تھی۔۔۔۔سہمی نظروں صائم کی پشت کو دیکھ کر وہاں سے بھاگنا چاہ رہی تھی لیکن پاؤں کھڑے ہونے کی بھی اجازت نہیں دے رہے تھے۔۔۔۔

دروازہ کھولتے ایک پچیس سالا لڑکی اندر آئی تھی کاظمہ کو صائم کے کمرے میں دیکھ کر اسے حیرت ہوئی تھی۔۔۔کاظمہ نے ایک نظر اس لڑکی کی ڈریسنگ پر ڈال کر دوبارہ نظر جھکالی تھی۔۔۔۔یہ بھی پہننے کی کیا ضرورت تھی کاظمہ سوچ کر رہ گئی تھی۔۔۔۔بلیک جینز جو گھٹنوں سے پھٹی ہوئی تھی،اس پر ریڈ چھوٹا سا ٹاپ پہن رکھا تھا جو مشکل سے اس کی تھائیز تک آرہا تھا۔۔۔

یہ لڑکی کون ہے۔۔۔۔صائم اس کی آواز سن کر ایک جھٹکے سے پلٹا تھا۔۔۔چہرے کے تاثرات پتھریلے ہو گئے تھے ہونٹوں کو باہم پیوست کیے خود کو کچھ بولنے سے روکا تھا۔۔۔جب وہ

لڑکی آگے بڑھ کر اس کی گردن میں اپنے دونوں بازو ڈال گئی تھی۔۔۔۔۔

کیا ہوا مجھے بھی نہیں بتاؤ گے کہ یہ کون ہے۔۔۔۔اس کے پوچھنے پر صائم نے ایک نظر کاظمہ کو دیکھا تھا جو مسلسل روتے ہوئے اپنے ہاتھ پر پھونک مار رہی تھی۔۔۔۔اس کی جلد اتری دیکھ صائم کو بے چینی ہوئی تھی سرعت سے نظروں کا زاویہ بدل کر ایک جھٹکے سے اس لڑکی سے الگ ہوا تھا۔۔۔۔

تم جاؤ یہاں سے اور دس منٹ میں مجھے اپنا یہ سوٹ استری چاہیے صائم بیڈ پر سے اپنا کاٹن کا سوٹ اس مے ہاتھ میں تھما کر بولا تھا ۔۔۔۔کاظمہ لب بھینچے تھام کر اس کے کمرے سے نکل گئی

تھی۔۔۔۔صائم بھی اس کے پیچھے کمرے سے نکلا تھا اور اسفند بلوچ کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔

کیوں بلایا ہے آپ نے اسے یہاں صائم اسفند بلوچ کے مقابل آتے درشتگی سے مستفسر ہوا تھا۔۔۔۔۔

تاکہ تمہیں یاد رہے کہ تم کسی سے محبت نہیں کر سکتے صائم بلوچ تمہارے دل میں اس لڑکی کے لیے جو جذبات پل رہے ہیں نہ بہتر انہیں سلا دو ورنہ تمہارے لیے تکلیف کا باعث ہی بنے گے جس روز اسے تمہاری حقیقت معلوم ہوئی نہ وہ اسی روز چھوڑ جائے گی تمہیں۔۔۔۔تم اپنی ضد میں ایک لڑکی کو بھی توڑ دو یہ تم جانتے ہو اس لیے جس راستہ پر چل رہے ہو نہ بہتر واپس آجاؤ

اسفند بلوچ سخت لہجے میں بول کر اس کے برابر سے گزر کر چلے گئے تھے۔۔۔۔۔

صائم اپنے لب بھیج گیا تھا اسے غصے آرہا تھا اس کے یہاں آنے پر اور اسفند بلوچ بھی اسے وہ بات یاد دلا کر گئے ہے جو وہ کبھی بھولا بھی نہیں۔۔۔۔۔

کیا پوچھتے ہو مجھ سے درد کہاں ہوتا ہے،
ایک جگہ ہو تو بتاؤں کے یہاں ہوتا ہے،

کاظمہ سوٹ لے کر بوا کے پاس آئی تھی بوا نے اس کو استری لگا کر دی تو وہ آنسو پیتے استری دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔اس کی قسمت یہ

سب لکھا تھا اس کو آج پتا چلا اور نا جانے کیا کچھ دیکھنا باقی تھا۔۔۔۔

قمیض پر استری رکھتے کاظمہ قمیض جلا چکی تھی اسے کہاں آتا تھا یہ سب کرنا صائم بھی اسے بغیر کچھ سیکھنے کا موقع دیے بنا ہی ہر کام کروا رہا تھا۔۔۔

لاؤ دو کپڑے مجھے صائم نے پیچھے سے آتے سختی سے کہا تو کاظمہ نے ایک نظر قمیض کو دیکھا تھا پھر اٹھا کر پلٹی تھی وہ جانتی تھی اب سزا ملے گی لیکن اس کا بلکل دل نہ تھا کچھ سیکھنے کا اس کا دل گھبرا رہا تھا وہ جانا چاہتی تھی یہاں سے لیکن جا نہیں سکتی تھی۔۔۔

تم نے جلادی اپنی طرح فالتو سمجھ رکھا ہے کیا جلی ہوئی قمیض دیکھ کر صائم غصے سے چیخا تھا۔۔۔ پھر اس کا ہاتھ تھامے کھینچتا ہوئے اسے لے کر حویلی کی بیک سائیڈ پر آیا تھا جبکہ اس کو یہاں لاتے دیکھ کاظمہ خوف سے کانپ رہی تھی۔۔۔ سٹور روم کا دروازہ کھول کر اسے اندر دھکیلا تھا اور دروازے بند کرتے وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔۔

جبکہ اتنا اندھیرا دیکھ کر کاظمہ کو اپنی جان نکلتی کوئی محسوس ہو رہی تھی جلدی جلدی سے کھڑے ہوتے دروازا بجانا شروع کیا تھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا جو اس کی پکار سنتا گھٹنوں میں سر دیے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی اس کے علاوہ وہ معصوم جان کر بھی کیا سکتی تھی۔۔۔۔

آئی ہیٹ یو صائم بلوچ آئی ہیٹ یو کاظمہ پوری قوت سے چیخی تھی۔۔۔ لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ تھوڑی دیر بعد معاف بھی کر دے گی اسے کہاں آتا تھا نفرت کرنا بھی کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی۔۔۔۔

ہم تو آداب محبت کے پابند ہیں جناب،
ہم کو آتا نہیں انسان سے نفرت کرنا،

★★★

رائیکہ بے چینی سے حویلی کے لان میں چکر کاٹ رہی تھی اس کا دل گھبرا رہا تھا وہ کاظمہ کے پاس جانا چاہتی تھی لیکن کوئی راستہ نہیں تھا۔۔۔اس لیے چپ چاپ دروازا کھول کر بڑی حویلی کے لیے نکل گئی تھی۔۔۔

تھوڑی دیر چل کر اس کو ایسا لگا جیسے کوئی پیچھے آ رہا ہو لیکن پھر اپنا وہم سمجھ کر تیز تیز چلنے لگی تھی وہ جلد از جلد کاظمہ تک پہنچنا چاہتی تھی لیکن وہ کتنی بڑی غلطی کر چکی تھی حویلی سے نکل کر اس بات کا اندازہ نہیں تھا۔۔۔۔

اس سے پہلے آگے جاتی جب راستہ دو آدمیوں نے روکا تھا رائیکہ خوف سے ان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ہٹ۔۔ وہٹو میرے راستے سے رائیکہ نے اپنا لہجہ مضبوط بنا کر بولا تھا۔۔۔۔ جب نعمان نامی آگے آیا تھا۔۔۔

تمہیں چھوڑنے کے لیے نہیں تمہارا راستہ روکا بلکہ تمہارا کام ختم کرنے کے لیے روکا ہے نعمان نے کہتے گولی چلائی تھی جو اس کے پیٹ میں لگی تھی۔۔۔۔رائیکہ درد سے کراہتے زمین پر گری تھی آخری بار بھی اس کی زبان پر کاظمہ کا ہی نام تھا۔۔۔۔

سر آپ کا کام ہو گیا وہ لڑکی م*ر چکی ہے۔۔۔۔۔ نعمان نے فون کرتے کسی کو اطلاع دی تھی پھر مثبت جواب ملنے پر اپنے ساتھیوں کو لیے وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔۔

★★★

احتشام ملازم کے اطلاع دینے پر رائیکہ کے پیچھے ہی آیا تھا۔۔۔ لیکن آدھے راستے پر اس نے کسی کا وجود دیکھا تو وہ گاڑی روکتے باہر نکل آیا تھا لیکن زمین پر پڑے وجود پر نظر پڑتے ہی احتشام بلوچ کی ذات دھماکے کی زد میں آگئی تھی۔۔۔۔ جو رائیکہ

ابھی کچھ دیر پہلے صحیح سلامت حویلی سے نکلی تھی اب زمین پر موجود تھی۔۔۔احتشام جلدی سے بیٹھا تھا لرزتے ہاتھ سے اس کی نبض چیک کی تو وہ بہت دھیمی چل رہی تھی۔۔۔۔وہ ہوش میں آتے اس کے بے ہوش وجود کو بانہوں میں اٹھائے گاڑی کی طرف گیا تھا۔۔۔۔

جلدی سے اسے گاڑی کی سیٹ پر بیٹھا کر سیٹ بیلٹ لگائی تھی وہ گاڑی برق رفتاری سے گاڑی دوڑائی تھی۔۔۔لیکن خو*ن مسلسل بہہ رہا تھا جس کو دیکھتے اس کو پریشانی ہو رہی تھی۔۔۔ایک سائیڈ پر گاڑی روک کر اس کا پہنا دوپٹہ اتارا اور اس کی چادر کو سر پر اوڑھایا تھا پھر لرزتے ہاتھوں سے اس کے پیٹ کے گرد سے وہ دوپٹہ گزار کر کس کے گرہ لگائی تھی۔۔۔اس

دوران احتشام کے ہاتھ پر خو*ن لگ گئی تھی لیکن اسے فکر کہاں تھی۔۔۔۔

فکر تھی تو بس ساتھ بیٹھی لڑکی کی جس کو بہن کہاں ہی نہیں مانا بھی ہے بچپن سے اس نے محرومیاں ہی تو دیکھی تھی اب اس کو اس حال میں دیکھ کر اس کا خود کا دل بھی کٹ رہا تھا۔۔۔ ہسپتال کے سامنے گاڑی روک کر اسے لیتے اندر کی طرف گیا تھا۔۔۔۔چونکہ شہر جانے میں کافی وقت لگ جاتا اس لیے گاؤں کے ہسپتال میں ہی لے آیا تھا۔۔۔۔

احتشام بلوچ کو دیکھ کر ڈاکٹر فوراً الرٹ ہوئے تھے۔۔۔رائیکہ کے بے ہوش وجود کو سٹریچر پر ڈال کر وہ ایک طرف ہو گیا تھا

۔۔۔۔ڈاکٹر اسے حوصلا دیتا اندر کی طرف چلے گئے تھے

۔۔۔۔احتشام وہی دیوار سے ٹیک لگائے اس کی سلامتی کی دعا کرنے لگا تھا۔۔۔۔

ایک گھنٹہ پھر دو گھنٹے بھی گزر گئے تھے لیکن ڈاکٹر باہر نہیں آرہے تھے جو نرسسز باہر آرہی تھی وہ کچھ بتا نہیں رہی تھی ۔۔۔۔آہہ رائیکہ تم حویلی سے نکلی ہی کیوں تھی کیا ضرورت پیش آئی تھی تمہیں جس نے بھی تمہارا یہ حال کیا ہے نہ احتشام بلوچ اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔۔۔۔انہیں سوچوں میں گم تھا جب ڈاکٹر دروازے کھول کر باہر آئے تھے۔۔۔۔

اپنی سوچوں سے نکل کر احتشام تیزی سے ان کی طرف بڑھا تھا ۔۔۔ڈاکٹر کیسی ہے وہ اس کے لہجے میں بے بسی کے ساتھ بے قراری بھی واضح محسوس کی جا سکتی تھی ۔۔۔

دیکھیں مسٹر بلوچ ہم آپ کو کوئی چھوٹی امید نہیں دلائے گے آپ کی پیشنٹ کا خو*ن بہت بہہ گیا ہے جس کی وجہ سے ان کی حالت کافی نازک ہے ان کے لیے اگلے چوبیس گھنٹے بہت اہم ہے اور وہ رکے تھے ۔۔۔

کیا اور کچھ بھی ہے احتشام لب کاٹتے بولا تھا جس پر انہوں نے اثبات میں سر ہلایا تھا ۔۔۔

جی ان کے پیٹ میں گولی ہے جس کی وجہ سے وہ اب مشکل سے ہی کنسیو کر سکے گی۔۔۔۔ڈاکٹر کی بات پر احتشام لڑکھڑا کر پیچھے ہوئے تھا ایک آنسو ٹوٹ کر پھسلا تھا جس کو وہ بے دردی سے صاف کر گیا تھا۔۔۔۔ مطلب ابھی اور آزمائش باقی تھی۔۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ان لوگوں کو کہی سے اپنے سامنے لے آئے جو انہوں نے ایک معصوم کو جیتے جی مار دیا ہے۔۔۔۔

میں یہ بات رائیکہ کو کبھی نہیں بتاؤ گا بلکہ کسی کو نہیں بتاؤ گا انہیں غلط فہمی بھی ہو سکتی ہے ویسے بھی دینے والی ذات تو اللہ کی ہے نہ وہ ضرور اسے نوازے گا۔۔۔احتشام ضبط سے نکھیں بند کرتے

دل میں بولا تھا اس کے ایک غلط قدم کی وجہ سے اس کی دونوں بہنیں آج تکلیف سے گزر رہی تھی۔۔۔

وہ جو کہتا تھا کہ کبھی انہیں کوئی تکلیف نہیں ہونے دے گا آج خود ہی ان کی تکلیف کا باعث بنا تھا وہ ایک اچھا بھائی نہیں ثابت ہو سکا وہ اپنی ہی بہنوں کی حفاظت نہیں کر سکا۔۔۔ مردہ قدموں سے رائیکہ کے روم میں داخل ہوا تھا۔۔۔اس کا گلابی چہرا زرد پڑ چکا تھا مشینوں میں جکڑی رائیکہ کو دیکھتے احتشام مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔۔۔۔۔

میرا وعدہ ہے رائیکہ تمہارے ہوش میں آتے ہی میں ان لوگوں کو سزا دوگا جنہوں نے تمہیں اس حالت تک پہنچانا ہے۔۔۔اس

کے چہرے کو دیکھتے خود سے عہد کیا تھا پھر آگے بڑھتے ایک عقیدت بھرا لمس اس کی پیشانی پر چھوڑتا کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔

★★★

ذوہا کی صبح آنکھ کھلی تو احتشام کہی نہیں تھا۔۔۔اس کو کمرے میں نہ دیکھ کر ذوہا کا موڈ بری طرح آف ہو چکا تھا آج اکیلے سب کا سامنا کرنے سے وہ کترا رہی تھی۔۔۔دو دن ہو گئے تھے اسے یہاں آئے ہوئے ان دو دونوں میں کوئی اس کی طرف دیکھنا گوارا نہیں کر رہا تھا۔۔۔

احتشام نے رات کو کہا تھا کہ وہ سب سے بات کرے گا لیکن وہ تو یہاں تھا ہی نہیں آج پھر اکیلے سب کا سامنا کرنا تھا۔۔۔ذوہا

بے دلی سے اٹھ کر الماری تک اس میں سے ہلکا گلابی رنگ کا جوڑا لیا تھا جس پر ہلکا سا موتیوں سے گلے پر کام ہوا تھا وہ لیتے واشروم میں بند ہوئی تھی۔۔۔۔

روشنہ جو ابھی اپنے کمرے سے باہر آئی تھی باہر تخت پر اکیلی بیٹھی شاہینہ بلوچ کو حیرت سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

ممانی رائیکہ کہاں ہے میں نے اسے صبح نماز کے بعد سے نہیں دیکھا آپ پلیز اسے کچھ کھلا دے وہ میری بات نہیں مان رہی روشنہ ان کے ساتھ بیٹھ کر فکر مندی سے بولی تھی۔۔۔۔ جس پر انہوں نے اپنی تسبیح سائیڈ پر رکھتے اچھنبے سے اسے تکا تھا۔۔۔۔۔

کیا مطلب روشنہ رائیکہ اپنے کمرے میں ہو گی میں نے خود بھی اسے صبح سے نہیں دیکھا تھا شاہینہ بلوچ ماتھے پر بل ڈالے گویا ہوئی تھی۔۔۔۔

نہیں ممانی وہ کمرے میں نہیں ہے میں دیکھ کر آرہی ہو روشنہ نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے انہیں بتایا تھا۔۔۔۔

جب ان جی نظر نیچے آتی ذوہا پر گئی تھی گلابی سوٹ میں ملبوس گھبرائی گھبرائی سی وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی ہر آزئش سے پاک چہرالیا وہ انگلیاں مڑوڑتے ان کے سامنے آکر روکی تھی۔۔۔۔

ذوہا آپ نے رائیکہ کو دیکھا ہے روشنہ پہلی دفع اس سے کلام ہوئی تھی۔۔۔ جس پر اس نے نفی میں سر ہلا یا تھا۔۔۔

پھر کہاں گئی شاہینہ بلوچ پریشانی سے بولتے باہر کی طرف گئی تھی
ان کے پیچھے روشنہ بھی گئی تھی۔۔۔ذوہا بھی معاملے کو سمجھنے
کی غرض سے ان کے پیچھے گئی تھی۔۔۔
راشد تم نے رائیکہ بی بی کو دیکھا ہے شاہینہ بلوچ نے سختی سے
پوچھا تھا۔۔۔۔
جی بی بی جی وہ صبح باہر گئی تھی ابھی تک نہیں آئی ہے اور ان کے
پیچھے احتشام سردار بھی گئے ہے ملازم نے مؤدب انداز میں بولا
تھا۔۔۔

کیا مطلب باہر گئی ہے اور تم نے جانے کیسے دیا مجھے بتایا کیوں
نہیں شاہینہ بلوچ کرختگی ہے بولی تو ذوہا نے ڈر کر روشنہ کا ہاتھ

تھاما تھا جس پر روشنہ نے اسے آنکھوں سے ہی پر سکون ہونے کو کہا۔۔۔۔

بی بی جی وہ آرہا تھا پھر سامنے سے احتشام سردار کو دیکھ کر میں نے انہیں ہی اطلاع دے دی تھی انہوں نے ہی آپ کو بتانے سے منع کیا تھا ملازم نے ڈرتے ڈرتے اپنی صفائی دی تھی۔۔۔

اس سے پہلے وہ ملازم کو کچھ بولتی احتشام کی گاڑی کی آواز سن کر اس کی جانب دیکھنے لگی۔۔۔اس کے گاڑی سے نکلنے پر ان تینوں کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئی تھی۔۔۔اس کے آسمان رنگ کے کرتے پر خو*ن کو دیکھتے ذوہا کی تو آنکھوں سے آنسو ہی جاری ہوگئے تھے۔۔۔۔

احت۔۔احتشام یہ شاہینہ بلوچ کانپتی آواز میں اس سے بولی تھی۔۔۔احتشام نے ایک نظر سب کو دیکھ کر اندر چلنے کا اشارہ کیا تو وہ اس کے ساتھ ساتھ اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔احتشام گرنے سے انداز میں صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔۔اس کے ساتھ رائیکہ کو نہ دیکھتے ان کے دل میں خدشات ابھرے تھے جس کی نفی کرتی اس نے احتشام سے پوچھا تھا۔۔۔۔بھائی رائیکہ کہاں ہے۔۔۔۔۔

روشنہ کے پوچھنے پر احتشام نے کرب سے آنکھیں بند کر کے کھولی تھی۔۔۔۔۔پھر خود میں ہمت مجتمع کر کے ان کو بتانا کیا تھا۔۔۔

رائیکہ ہسپتال میں ہے گولی لگی ہے اسے ڈاکٹر نے کہا ہے کہ چوبیس گھنٹے بہت اہم ہے ہم سب دعا کرے۔۔۔۔احتشام کی خبر نے جیسے ان کے پیروں سے زمین کھینچ لی ہو حیرت سے کنگ چہرے کے ساتھ اس کو دیکھ رہی تھی جیسے ان کے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہو اور وہ ابھی اپنی تصیح کرے گا۔۔۔۔

اس کو نہ بولتے دیکھ وہ اس کو حقیقت سمجھ چکے تھے کاظمہ کے بعد رائیکہ اور کتنا کچھ دیکھنا باقی رہ گیا ہے روشنہ ہلکے سے بولی تھی ۔۔۔اس کی بہن اس کی دوست آج زندگی اور مو*ت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔۔۔

یہ صائم بلوچ نے کیا ہے نہ اسے ہی ہماری کوئی خوشی راس نہیں آرہی وہ اپنی بہن کا بدلہ ہماری معصوم بچیوں سے کیسے لے سکتا ہے وہ تو واقف بھی نہیں تھی پھر کیوں وہ ان کی زندگی کا دشمن بن بیٹھا ہے شاہینہ بلوچ ہزیانی انداز میں چیخی تھی۔۔۔۔

احتشام نے سرخ آنکھوں سے ان کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔ماں ایسا نہیں ہے اس نے نہیں کیا ہے یہ سب کچھ احتشام نے جیسے ادنیٰ سی کوشش کی تھی کہ وہ صائم کو اس کا قصوروار نہ سمجھے۔۔۔۔۔

نہیں سائیں یہ انہوں نے ہی کیا ہو گا یہ سب کچھ میری وجہ سے ہو رہا ہے آپ آپ مجھے طلاق دے

ذوہا۔۔۔۔احتشام اپنی جگہ سے اٹھتے غصے سے دھاڑا تھا کہ کہی لمحے اس کی آواز وہاں گونجتی رہی تھی۔۔۔۔بغیر کچھ کہے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔۔۔۔۔ذوہا نے نم آنکھوں سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

★★★

کاظمہ کو اس جگہ بند ہوئے تین گھنٹے ہو گئے تھے لیکن کوئی یہاں نہیں آیا تھا۔۔۔ایک تو یہ جگہ حویلی کے پیچھے ہونے کی وجہ سے کم ہی استعمال میں آتی تھی اور اگر کسی کو پتا بھی ہوتا تو بھی کوئی صائم کے خلاف جا کر اس کو باہر نہیں نکالتا۔۔۔کاظمہ تو روتے روتے کب کی بے ہوش ہو گئی تھی سارا بدن اس بند جگہ میں پسینے سے شرابور ہو گیا تھا۔۔۔لیکن یہاں فکر کس کو تھی اس کا ستمگر تو اس کو سزا دے کر حویلی سے ہی نکل گیا تھا۔۔۔

اور حویلی والوں کے لیے کاظمہ اتنی اہم نہ تھی جو وہ اس کی فکر میں ہلکان ہوتے اس کی مدد کرتے۔۔۔ یہاں کے مالکوں کی طرح ملازمین بھی بے حس ہی تھے۔۔۔۔۔ انسان تو بہت تھے اس حویلی میں لیکن انسانیت کسی ایک میں بھی نہیں تھے۔۔۔۔

چن چن کر دے رہے یہ درد ہوں دنیا والے،
گن گن کے جیسے لی ہو خوشی ہر کسی سے ہم نے،

نصرت بلوچ جو ملازمہ کو کھانے کی ہدایت دے رہی تھی سامنے سے آتی لڑکی کو دیکھ کر ان کی تیوری چڑ گئی تھی۔۔۔۔ ایک

ناگوار نظر اس پر ڈال کر ملازمہ کو دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔۔لیکن کاظمہ انہیں کہی نظر نہیں آئی تھی۔۔۔۔

شازیہ (بوا) آپ نے کاظمہ کو دیکھا ہے۔۔۔۔۔۔ان کے پوچھنے پر انہوں نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جی بی بی وہ چھوٹے سردار نے انہیں بلایا تھا۔۔۔۔ان کے بتانے پر وہ پرسکون ہوتی باقی کام دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔

لیکن اس لڑکی کو تو صائم نے ڈریس پریس کرنے کے لیے دیا تھا تین گھنٹے پہلے اور وہ خود حویلی سے باہر ہے عمارہ نے اپنے فون سے نظر ہٹا کر ان کو بتایا تو ان کو پریشانی نے آن گھیرا تھا۔۔۔۔۔

کہاں گئی وہ کہی صائم نے پھر سے تو کچھ غلط نہیں کر دیا اس بچی کے ساتھ نصرت بلوچ متفکر ہو کر بولتی باہر گئی تھی۔۔۔۔

ویسے اس لڑکی کا نام کیا ہے عمارہ نے بوا سے پوچھا تو بوا نے روکھے سے لہجے میں جواب دیا تھا۔۔۔کاظمہ نام ہے اور اپنے کام میں جت گئی تھی۔۔۔

کاظمہ ہمم انٹرسٹنگ نیم عمارہ بول کر اپنے موبائل میں مصروف ہو گئی تھی۔۔۔

★★★

صائم ڈیرے پر بیٹھا نا جانے کتنی سگریٹ پھونک چکا تھا لیکن اس کے دل پر سکون نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ صبح صبح اس لڑکی کو اپنے سامنے دیکھ کر صائم کو غصہ آگیا تھا جو سارا کاظمہ کی معصوم جان پر نکلا تھا۔۔۔ تین گھنٹے میں کتنی ہی بار اس کے دل نے اس

کے پاس جانے کو کہا تھا لیکن اپنے دل کو سختی سے ڈپٹ کر وہ وہی بیٹھا تھا۔۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس سے محبت کرنے لگے یا صائم خود اس میں دلچسپی لے اگر آٹھ سال پہلے وہ سب نہ ہوا ہوتا تو صائم کاظمہ کو ذرا سی بھی تکلیف نہ ہونے دیتا لیکن وہ کالی رات اس سے سب کچھ چھین کر لے گئی تھی۔۔۔اس کے اندر کے انسان کو مار کر وہ اسے وحشی بنا گئی تھی کہ ہر کوئی اس سے بات کرنے سے پہلے دس بار سوچتا تھا۔۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ کاظمہ اس کی حقیقت جان کر اس سے نفرت کرنے لگ جائے یا پھر صائم اس سے محبت کر کے اس کی زندگی خطرہ میں ڈال دے۔۔۔۔

اس لیے اسے زخم دیتے خود سے نفرت کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔۔اب اسے افسوس ہو رہا تھا کہ وہ کاش جذبات کی رو میں بہک کر اس سے نکاح نہ کرتا تو وہ اتنی تکلیف سے نہ گزارتی لیکن اب پچھتانے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔۔۔۔۔

اپنی آنکھوں کے سمندر میں اُتر جانے دے
تیرا مُجرِم ہُوں مجھے ڈُوب کے مر جانے دے

اے نئے دوست میں سمجھوں گا تُجھے بھی اپنا
پہلے ماضی کا کوئی زخم تو بھر جانے دے

زخم کتنے تِری چاہت سے ملے ہیں مُجھ کو

سوچتا ہُوں کہ کہوں تُجھ سے مگر جانے دے

آگ دُنیا کی لگائی ہُوئی بُجھ جائے گی
کوئی آنسو مِرے دامن پہ بِکھر جانے دے

ساتھ چلنا ہے تو پھِر چھوڑ دے ساری دُنیا
چل نہ پائے تو مجھے لوٹ کے گھر جانے دے

زِندگی میں نے اُسے کیسے پِرویا تھا نہ سوچ
ہار ٹوٹا ہے تو موتی بھی بِکھر جانے دے

اِن اندھیروں سے ہی سُورج کبھی نکلے گا نظیرؔ

رات کے سائے ذرا اور نکھر جانے دے۔۔۔!

صائم دل کی مسلسل ایک ہی ضد سے تنگ آ کر اٹھا تھا اور اپنا سامان لیتے اپنی جیپ میں بیٹھا تھا۔۔۔۔رش ڈرائیونگ کرتے وہ حویلی میں داخل ہوا تو اپنے کمرے میں جانے کے بجائے کچن میں چلا گیا وہ ایک نظر اسے دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔لیکن کچن میں اس کے علاوہ اب کو دیکھ کر وہ ماتھے پر بل سجائے کوارٹر کی طرف گیا تھا۔۔۔۔

ملازم حیرانگی سے اسے دیکھ رہے تھے جو کواٹر کی طرف جا رہا تھا لیکن وہ ان سے بے نیاز ہوا کے کمرے کے سامنے آ کر رکا ۔۔۔ناب گھما کر کمرہ کھولا تو اندھیرے نے اس کا استقبال کیا

ہاتھ بھڑا کر سوئچ بورڈ ٹٹولے لائٹ جلائی تھی۔۔۔ لیکن اب اس کو کمرے میں نہ دیکھتے غصہ آیا تھا۔۔۔۔۔

اچانک ہی بجلی کی تیزی سے اس کے دماغ میں صبح کا واقع گزار تو صائم کو اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا مطلب وہ صبح سے سٹور روم میں بند ہے۔۔۔ صائم لمبے لمبے ڈگ بھرتا حویلی کی بیک سائیڈ آیا تو دروازے کو بند دیکھ کر صائم نے پوری قوت سے اپنا ہاتھ دیوار پر مارا تھا۔۔۔۔

جلدی سے دروازا کھولا تو آگے کا منظر دیکھ کر صائم کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گے۔۔۔۔ زمین پر کاظمہ بے ہوش پڑی تھی چہرے پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان موجود تھے۔۔۔ بال

گردن اور چہرے پر چپکے پڑے تھے۔۔۔۔۔ صائم نے آگے بڑھ کر اس کو بانہوں میں اٹھائے اپنے کمرے کی طرف گیا تھا۔۔۔۔ احد جو نصرت بلوچ سے کاظمہ کے نا ملنے کی بات سن رہا تھا۔۔۔۔

اس کو صائم کی بانہوں میں آتے دیکھ کر خلدی سے ڈاکٹر کو فون ملا گیا۔۔۔۔

صائم نے لاکر اسے بیڈ پر لیٹاتے اس پر کمفرٹر ڈالا تھا۔۔۔ پھر اس کے سرہانے بیٹھ کر اس کا گال تھپتھپا کر ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا۔۔۔۔

احد اور نصرت بلوچ پریشانی سے صائم کے چہرے کو دیکھ رہے تھے جس کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ بیس منٹ بعد ڈاکٹر اندر آیا تو صائم نے اسے وہی روک دیا۔۔۔۔

روک جاؤ احد تم نے فیمیل ڈاکٹر کو کیوں نہیں بلایا صائم کے چلانے پر احد کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔۔۔وہ سوری بھائی جلدی جلدی میں ذہن سے نکل گیا تھا۔۔۔۔

سنو اسے ہاتھ بھی مت لگانا جو کرنا ہے دور اے کرنا اور اپنی آنکھوں کو نیچے رکھو۔۔۔۔ صائم کے سرد انداز میں کہنے ہر ڈاکٹر نے بے بسی سے احد کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔

جب وہ نہ اسے دیکھے گا اور نہ ہاتھ پکڑے گا تو وہ چیک کیسے کرے گا ڈاکٹر بے چارہ سوچ کر رہ گیا کہہ تو سکتا نہیں تھا۔۔۔

صائم کاظمہ کو دیکھنے دو اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہ دیکھے گے نہیں تو دوا کیسے دے گے۔۔۔۔ نصرت بلوچ نے نرمی سے کہا تھا۔۔۔۔

صائم ایک سخت گھوری سے ڈاکٹر کو نواز کر سائیڈ پر ہوا تھا۔۔۔۔۔

دیکھے یہ بہت کمزور ہے ڈر اور بی پی لو ہونے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی ہے ان کا خیال رکھے۔۔۔ ڈاکٹر کے کہنے پر صائم نے اثبات میں سر ہلا کر اسے باہر جانے کو کہا تھا جس پر وہ زبردستی مسکراتا باہر نکل گیا تھا احد بھی ساتھ گیا تھا۔۔۔۔

ماں مجھے گرم پانی اور ٹاول لا کر دے صائم کی عجیب بات پر وہ چپ چاپ چلی گئی تھی۔۔۔۔ پانچ منٹ بعد اس کی منگوائی چیزیں اس کو دے کر وہی کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔ کہ آخر وہ کرنے کیا والا ہے۔۔۔۔

صائم نے پانی میں ٹاول کو بھگو کر اس پر پھونک مار کر کاظمہ کے ہاتھ پر رکھا تھا اور اس جگہ کو صاف کرنے لگا تھا جہاں سے ابھی ڈاکٹر نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔۔ نصرت بلوچ آنکھیں پھاڑے اپنے بیٹے کی حرکتیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ پھر سے اس کو وہی عمل کرتے دیکھ اپنی مسکراہٹ دباتے باہر نکل گئی تھی۔۔۔۔

پیچھے صائم اس کے ہاتھ کور گر گڑ کر لال کر چکا تھا۔۔۔۔۔ لیکن شاید اسے ابھی بھی سکون نہیں مل رہا تھا۔۔۔۔۔ اس لیے باؤل سائیڈ پر رکھتے خود بھی اسی کے ساتھ دراز ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ گہری نظروں سے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے اسے خود میں بھینچ گیا تھا۔۔۔۔۔

★★★

پیچ کلر کی میکسی جس پر وائٹ ڈائمنڈ کا کام کیا گیا تھا ساتھ پیچ ہی دوپٹہ سر پر ٹکائے جس کے باڈر پر بھی میکسی جیسا وائٹ ڈائمنڈ کا کام تھا، ہلکا میک اپ کیے، بالوں کو سٹائلش جوڑے میں باندھا ہوا تھا جس سے کچھ لٹے نکلتے اس کے چہرے پر بوسہ دے رہی تھی ،نازک سی گردن میں گلوبند پہنے، ہاتھوں میں ڈائمنڈ کے باریک

سے کنگنے پہنے وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

صائم کی نظر اس پر پڑی تو پلٹنے سے انکاری ہو گئی تھی۔۔۔۔ایک نظر اس کے مسکراتے ہوئے چہرے پر ڈال کر صائم نے خود کو بولنے کے لیے تیار کیا تھا۔۔۔۔۔

کاظمہ بلوچ میں صائم بلوچ اپنے پورے ہوش و حواس میں تمہیں طلاق دیتا ہو۔۔۔۔۔

میں نے پوچھا میرا اجرم بتا جو بھی ہو،
حکم آیا سزا کہ کاٹ خطا جو بھی ہو،

★★★

کاظمہ بلوچ میں صائم بلوچ اپنے پورے ہوش و حواس میں تمہیں طلاق دیتا ہو۔۔۔۔۔

صائم ایک جھٹکے سے اٹھا تھا سارا وجود پسینے سے شرابور ہو گیا تھا دل کی دھڑکنیں اس حد تک تیز تھی کہ وہ کانوں میں گونج رہی تھی۔۔۔۔ صائم نے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھا کر ایک ہی سانس میں سارا پی لیا تھا۔۔۔۔اس نے ایک نظر ساتھ ہوئی کاظمہ کو دیکھا اس کے چہرے پر ہاتھ لے جاتے اس کی بند آنکھوں کو چھوا تھا گویا اسے یقین نہ ہو کہ یہ کاظمہ ہی ہے۔۔۔۔۔

اس کے ہر نقش کو اپنے انگلی کے پور سے محسوس کرتے وہ کھویا کھویا سا تھا جیسے ابھی بھی خواب کے زیر اثر ہو۔۔۔۔اپنے چہرے

پر نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے کاظمہ نے آنکھیں وا کی تو سیدھے اس کی کائی سی کالی آنکھوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔ جن سے وحشت ٹپک رہی تھی۔۔۔۔ کاظمہ کو اس سے خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔

وہ ڈرتے پیچھے ہو رہی تھی جب صائم ہوش میں آتے اس کے ہاتھ کو تھام کر اسے اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔۔۔۔ کاظمہ سمجھ نہیں پائی تھی کہ ایک لمحے میں اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ چپ چاپ اس کے سینے سے لگی اس کی دھڑکنوں کو سن رہی تھی۔۔۔۔۔ پھر جب اس کا صبح کا سلوک یاد آیا تو وہ اس کے حصار میں کسمسانے لگی تھی۔۔۔۔

صائم بھی اس کی طبیعت کو دیکھتے اسے الگ کر گیا تھا۔۔۔ لیکن ہاتھ ابھی بھی مضبوطی سے تھام رکھا تھا کہ وہ چھوڑ جائے گی اسے۔۔۔۔ کاظمہ پریشانی سے اس کے بدلہ بدلہ انداز دیکھ رہی تھی اس کو سمجھ نہیں آرہی تھی کیا ہے یہ شخص پل میں تولہ پل میں ماشہ کاظمہ اسے سمجھنے میں بری طرح ناکام ہو رہی تھی۔۔۔۔

صائم اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھامے پہلا استحاق بھرا لمس اس کی پیشانی پر ثبت کر گیا تھا۔۔۔اس کے پہلے لمس پر کاظمہ کی حالت غیر ہو گئی تھی۔۔۔۔بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں دبوچے وہ گھیرے گھیرے سانس لے رہی تھی۔۔۔ جبکہ صائم

جان نثار نظروں سے اس کے لال ہوتے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

کیا اس سے محبت ہو گئی ہے دماغ کے سوال پر صائم پریشان ہوا تھا۔۔۔ہاں مجھے محبت ہو گئی ہے دل نے جیسے ہار مانی تھی۔۔۔۔۔اقرار کر دو دماغ نے مشورہ دیا تھا۔۔۔۔ نہیں دل نے نفی کی تھی۔۔۔۔۔کیوں دماغ سوال کیا تھا۔۔۔۔

کسی کمزور لمحے میں

اگر میں کہہ پڑوں تم کو

مجھے تم سے محبت ہے

تو ہنس کر ٹال دینا بات میری اور بتانا کہ

محبت جن سے ہوتی ہے

انہیں آگاہ نہیں کرتے

کہ آگاہی محبت میں گویا موت ہوتی ہے

محبت نام ہے خاموش جذبے کا

سسکنے کا

تڑپنے کا

سلگنے کا

اگر بتلاؤ گے محبوب کو چاہت کے بارے میں

وہ تم سے دور جائے گا

وہ تم کو چھوڑ جائے گا

وہ تم کو خاص سے یکدم ہی بلکل عام کردے گا

وہ تم کو عشق کے بازار میں بے دام کردے گا

سوائے ہمدم

لگاؤ دل کو تم سو بار لیکن دھیان یہ رکھنا

تمہارے دل میں جو ٹھہرے

اسے یہ مت بتانا وہ تمہارے دل کا باسی ہے

اسے یہ مت بتانا کہ بغیر اسکے اداسی ہے

اسے بلکل نہ جتلانا کہ تم کو اسکی چاہت ہے

....اسے بلکل نہ بتلانا تمہیں اس سے محبت ہے

کاظمہ نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تو صائم ہوش میں آیا تھا ---- آج نا جانے کیوں وہ ہر لمحہ میں کھو رہا تھا ----- ہنی رو کیوں رہی ہو اس کے گال صاف کرتے نرمی سے پوچھا تھا ---

رائیکہ آپو کے پاس جانا ہے کاظمہ اس کو نرم دیکھ کر فوراً بولی تھی۔۔۔۔ کیوں جانا ہے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سوال کیا تھا۔۔۔۔

یاد آرہی ہے وہ ٹھیک نہیں ہے کاظمہ دھیرے سے منمنائی تھی۔۔۔۔

تمہیں کیسے پتا کہ وہ ٹھیک نہیں ہے صائم نے اس کی ٹھوڑی کی نیچے انگلی رکھتے اس کا چہرا اونچا کیا تو کاظمہ نے ایک نظر اس کو دیکھ کر دوبارہ پلکوں کی جھالر گرادی تھی۔۔۔۔ صائم تو فدا ہی ہو گیا تھا اس کی اس ادا پر فرط جذبات میں آتے اس کی آنکھوں پر لب رکھ گیا تھا۔۔۔۔

کاظمہ کانپ کر رہ گئی تھی اس کی جرت پر۔۔۔۔۔۔ تم اتنا وائبریٹ کیوں ہوتی ہو تھوڑا سا ہاتھ لگاؤ فوراً وائبریشن سٹارٹ ہو جاتی ہے۔۔۔۔ صائم نے پیچھے ہوتے طنز کیا تو وہ جی بھر کر شرمندہ ہوئی۔۔۔۔۔

بتاؤ صائم نے سختی سے پوچھا تو کاظمہ نے حلق تر کرتے ایک ہی سانس میں جواب دیا۔۔۔۔۔۔

میں خود نہیں ہوتی یہ خودی ہی ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ اس کے معصوم سے جواب پر صائم کو ٹوٹ کر اس پر پیار آیا تھا۔۔۔۔

کیا وہ لائق تھا اس لڑکی کے جو اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی اس سے نفرت نہیں کر رہی تھی اس کو جھٹک نہیں رہی تھی۔۔۔۔ ہاں لیکن اب اس کی سبز جھیل سی گہری آنکھیں جن میں وہ اپنا عکس

دیکھنا چاہتا تھا وہ اس سے خوف کھا رہی تھی۔۔۔۔ جس کو دیکھتے اس کی پتھر دل میں تھوڑی سی تکلیف ہوئی تھی۔۔۔۔اسے کے لیے تو دھڑ کا تھا یہ دل تو تکلیف کیونکر نہ ہوتی۔۔۔۔

ص۔۔صائم کاظمہ نے اپنا کپکپاتا ہاتھ اس کے ہاتھ کی پشت پر رکھا تو اس کا نرم لمس اپنے ہاتھ پر محسوس کر کے وہ اپنی سوچوں کو جھٹک کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔۔۔۔ تم مجھے سائیں کیوں نہیں کہتی جیسے باقی شادی شدہ عورتیں کہتی ہے اپنے شوہروں کو صائم کے دل نے خوائش کی تو وہ اپنی فرمائش زبان کے ذریعے اس تک پہنچا گیا۔۔۔۔

کاظمہ آنکھیں پھاڑے اس کی فرمائش سن رہی تھی پھر گال پھلا کر خفگی سے بولی تھی۔۔۔۔پہلے سائیں کہنے والی حرکتیں کرے پھر صائم کے ساتھ سائیں بھی کہہ دوگی۔۔۔۔

اس کی بات پر اس کے عنابی لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا جو وہ کاظمہ کی نظر میں آنے سے پہلے ہی چھپا گیا تھا۔۔۔۔کیا تھی یہ چھوٹی سی لڑکی پل میں شیرنی بن جاتی تو کبھی سہمی ہرنی صائم بلوچ سمجھ نہیں پارہا تھا اپنی چھوٹی سی بیوی کو۔۔۔

صائم جھٹکے سے اسے بیڈ پر گرائے اس کے اوپر سایہ فگن ہوا تو کاظمہ اپنی آنکھیں سختی سے میچ گئی تھی۔۔۔۔

آنکھیں کھولو حکم صادر کیا تھا۔۔۔۔۔ میں نے کہا آنکھیں کھولو

لڑکی صائم کے دبا دیا چیخنے پر وہ اپنی آنکھیں کھول گئی

تھی۔۔۔۔۔مجھے اپنی بات دہرانے کی عادت نہیں ہے اسے

سمجھ لو صائم نے اس کی شہ رگ کو انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے

سرگوشی نما آواز میں کہا تو وہ ڈر کر اثبات میں سر ہلا گئی۔۔۔۔

تو کیا کہہ رہی تھی تم کے میں سائیں والی حرکتیں کرو تو تب تم مجھے

سائیں کہو گی تو پھر کیا خیال ہے ہنی کر لو سائیں کہلوانے والی

حرکتیں صائم نے معنی خیزی سے بوجھل نگاہوں سے اسے تکتے

کہا تو اس کی بات کاظمہ کے سر گزری تھی۔۔۔۔۔

لیکن اسے یہ سب کچھ بلکہ اچھا نہیں لگ رہا تھا اوپر سے ہاتھ میں

جلن کا احساس محسوس کر کے کاظمہ نے اس کے سینے پر اپنے

کاتھ رکھتے اسے پیچھے ہٹا کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔صائم خود ہی پیچھے ہو گیا تھا ورنہ اس کی چھوٹی سی بیگم کی معصوم جان کہاں اسے انچ بھی ہلا سکتی تھی۔۔۔۔

وہ خاموشی سے اس کی کاروائی دیکھ رہا تھا۔۔۔کاظمہ اپنا دوپٹہ سر پر ٹکائے چپل پیروں میں پہن کر دروازے کی جانب جا رہی تھی جب صائم سرد انداز میں بولا تھا۔۔۔کہاں جا رہی ہو

وہی جو میری حثیت اور اوقات کے مطابق جگہ ہے کاظمہ نے بنا پلٹے طنزیہ انداز میں کہا تھا آج اس نے پہلی دفع کسی سے ایسے بات کی تھی وہ بھی اپنے شوہر سے دروازا کھول کر چلی گئ

تھی۔۔۔۔ صائم غصے سے درواز ا کو گھور رہا تھا جیسے اس نے اسے بیجھا ہو لیکن پھر سر جھٹک کر فریش ہو نے چلا گیا۔۔۔۔۔

★★★

احتشام بھائی ابھی کہا ہے کیا آپ نے کہ آپ کو ہے بھی اندازہ آپ اپنی کرتی کیا تو آزادی دیتے دے کر آ میں غصے وہ اگر سے روشنہ نے بلوچ احتشام ذوہا کرے کر سمجھ سوچ استعمال کا زبان ذوہا کو بازو پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا تھا اور اس کی نم آنکھوں کو دیکھتے چبا چبا کر ایک ایک لفظ ادا کیا تھا۔۔۔۔

میں یہ سب کی بہتری کے لیے ہی کر رہی ہو میری وجہ سے پہلے کاظمہ اور اب رائیکہ تکلیف سے گزر رہی ہے میں ایسا نہیں چاہتی تھی روشنہ آپو میں نے احتشام سائیں محبت نہیں عشق کیا ہے میں

نے وہ الفاظ کس طرح کہے تھے یہ تو یا میں جانتی ہو یا میرا خدا ذوہا نے روہانسی آواز میں کہا تو روشنہ اور نصرت بلوچ کو اس پر ترس آیا تھا۔۔۔۔۔

محبت سے دستبردار ہونا کتنا مشکل ہے یہ تو روشنہ بھی جانتی تھی ۔۔۔دل ودماغ میں بسے اس شخص سے بے اعتنائی برتنا کہاں آسان ہوتا تھا۔۔۔جہاں زبان اس سے باتیں کرتے اور کان اسے سن کر نہیں تھکتے تھے اچانک اسے چھوڑ دینا کس تکلیف سے دوچار کرتا ہے یہ روشنہ بلوچ جانتی تھی۔۔۔۔لیکن سامنے بیٹھی لڑکی تو عشق کے راستے پر گامزن تھی۔۔۔۔۔۔۔

کتنا مشکل ہو گا اس کے لیے وہ سب لیکن وہ تکلیف کا مداوا کرنے کے چکر میں محبوب کو تکلیف ہی دے گئی تھی۔۔۔۔۔۔ذوہا

آزادی کا مطالبہ مطلب ایک نئی جنگ شروع کرنے کے مترادف ہے اس سے سب کچھ پہلے جیسے نہیں ہو گا بلکہ سب کچھ بگڑ جائے گا اور ویسے بھی بلوچ خاندان میں آج تک کسی کو طلاق نہیں دی گئی ہے کیونکہ یہ اللہ کا سب سے ناپسندیدہ عمل ہے۔۔۔۔۔۔۔

میری دونوں بچیوں کی آزمائش کا وقت ہے کیونکہ وہ رب کریم ان سے بہت محبت کرتا ہے اور جو کچھ بھی ہوا ہے اس میں اسی کی کوئی مصلحت ہو گی جس کو ہم نادان لوگ نہیں سمجھ سکتے تم کاظمہ اور رائیکہ کو چھوڑ کر اپنے شوہر پر دھیان دو اب جب شادی

کر ہی لی ہے تو اسے نبھانے کی بھی کوشش کرو شاہینہ بلوچ
سنجیدگی سے بول کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی
تھی۔۔۔۔۔۔

اتنا یقین ہے نہ آپ سب کو اللہ پر ذوہا نے اشتیاق سے بولا
تھا۔۔۔۔۔۔ہاں کیونکہ اس کی ہی ذات ہے جس پر کامل یقین
رکھنے سے آپ کا یقین کبھی ٹوٹے گا نہیں لیکن اگر آپ ٹوٹے
ہوئے بھی ہونگے نہ تو اس پر یقین رکھتے واپس جوڑ بھی جائینگے
کیونکہ ٹوٹے ہوئے دلوں کا حال اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا وہ
ہر حال میں اپنے بندے کا ساتھ دیتا ہے۔۔۔۔۔۔ تمہیں پتا ہے
جو لوگ جتنے مکمل نظر آتے ہے نہ وہ اتنے ہی انتظار میں ہوتے
ہیں اللہ کی رحمت کے اس کے معجزوں کے۔۔۔۔۔

ہر کسی کے پاس سب کچھ نہیں ہوتا جو لوگ جتنے مکمل نظر آتے ہیں وہ اتنے ہی منتظر ہوتے ہیں معجزوں کے لیکن پتہ ہے وہ مکمل اور مطمئن نظر کیوں آتے ہیں، کیونکہ انہوں نے اللہ سے اپنے تعلق چٹانوں کی طرح مضبوط رکھے ہوتے ہیں انہیں یقین ہوتا ہے وہ دعاؤں میں رونے والے ہوتے ہیں لوگ کیا کہتے ہیں کیا سمجھتے اس سے انہیں فرق نہیں پڑتا وہ بس اللہ کی راضی میں راضی رہتے ہیں وہ بس اس پر یقین کر کے سب کچھ اس پر چھوڑ دیتے ہیں اور وہ کامیاب ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

ہماری آزمائش کا وقت ہے کاظمہ اور رائیکہ کی آزمائش ہے اور اللہ اپنے چنے ہوئے بندوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے وہ دیکھتا ہے

کہ اس کے بندے صبر کرے گے یا شکوہ وہ ہر لمحہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔۔۔ان کو سنبھالنے کے لیے ان کو مضبوط بنانے کے لیے ہماری پریشانی میں بھی ہماری لیے مصلحت پوشیدہ ہے جس کو ہم نہیں سمجھ سکتے ہیں۔۔۔۔حالات کا مقابلہ کرنے کے بجائے اس سے جان چھڑانا یہ مسئلہ کا حل نہیں ہوتا۔۔۔۔۔

تمھیں یقین ہے کہ اگر بھائی تمھیں طلاق دے دیں گے تو ساری پریشانی ٹھیک ہو جائے گی سب کچھ نارمل ہو جائے گا ایسا نہیں ہے ذوہا ساری چیزوں ٹھیک نہیں بلکہ بگڑ جائے گی تم تنہا ہو جاؤ گی کہاں جاؤ گی تم یہاں سے کیا بڑی حویلی کے لوگ تمھیں قبول کرے گے نہیں ہر گز نہیں اسلئے آئندہ ایسی باتیں منہ سے نہ نکالنا ہمیں نہیں پتا کب انسان غصے میں آکر یہ گناہ مرتب کر دے

اس لیے اپنے لفظوں کا چناؤ ٹھیک کرنا اور ابھی جا کر تم بھائی کو مناؤ جو تمہارے لیے بہت مشکل ہونے والا ہے کیونکہ تم اپنے لفظوں سے بہت گہری تکلیف پہنچا چکی ہو۔۔۔۔

روشنہ کے نرمی سے سمجھانے پر ذوہا نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا ۔۔۔۔وہ کھو گئی تھی اس کے لفظوں میں اتنی خوبصورتی سے اس نے لفظوں کا چناؤ کیا تھا کہ وہ حیران تھی اسے بھی یقین تھا اللہ پر جبھی تو وہ آج اس حویلی میں احتشام بلوچ کی بیوی کی حیثیت سے ہے لیکن ان کے جتنا یقین تو نہ تھا جو ہر تکلیف کو آزمائش کا نام دے کر اس پر صبر کر رہے ہیں۔۔۔۔وہ خوش قسمت سمجھ رہی تھی خود کو اس حویلی کی بہو بن کر جہاں اس سے برا سلوک نہیں کیا۔۔۔۔۔

گھر سے بھاگی لڑکی کا طعنہ نہیں دیا اور کون دے سکتا تھا جب اس کا محافظ خود اسے تحفظ دلا رہا تھا اسے عزت دلا رہا تھا اگرچہ وہ اس سے محبت کرتا ہے تو محبت کے لفظوں کو نبھا رہا تھا۔۔۔۔

"محبت کے "م" کا مطلب ہے "محرم

"محبت کے "ح" کا مطلب ہے "حلال

"محبت کے "ب" کا مطلب ہے "برکت

"محبت کے "ت" کا مطلب ہے "تحفظ

جب انسان اپنے محرم رشتے سے محبت کرتا ہے تو وہ محبت اس کے لیے حلال ہوتی ہے اس رشتے میں برکت اور تحفظ ہوتا ہے یہ

مطلب ہوتا ہے محبت کا۔۔۔لوگ کہتے ہیں کہ محبت میں سب کچھ جائز ہے لیکن محبت میں صرف "پاکیزگی" جائز ہے جو اس جذبے کو خوبصورت بناتی ہے۔۔۔اس لیے تو نکاح کے دو بول میں اتنی طاقت رکھی گئی ہے کہ نا چاہتے ہوئے بھی ایک شخص کا دل دوسری جانب راغب ہو جاتا ہے کیونکہ وہ رشتہ حلال ہے اور اس میں رکھی گئی محبت میں پاکیزگی ہے۔۔۔۔

لیکن ذوہا نے ایسی محبت نہ کی تھی اس نے تو نکاح سے پہلے احتشام سے محبت کی تھی اسے اپنی دعاؤں میں مانگا تھا ہاں لیکن اس نے صبر سے کام نہیں لیا تھا۔۔۔اس کی محبت غلط نہیں تھی اس کا طریقہ غلط تھا اس نے شریعت کے مطابق اپنا ہمسفر تو خود پسند کرا تھا اور اس کے نکاح کے پیغام پر نکاح بھی کرا تھا۔۔۔لیکن اس

سب میں بہت سے لوگوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا

ہے-----

یہ سب سوچتے ذوہا نے اپنے کمرے کی طرف گئی تھی---ناب

پر ہاتھ رکھتے اسے گھمانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ لاک تھا ذوہا

کی آنکھوں میں فوراً نمی تیری تھی مطلب وہ اس سے سخت خفا

ہے-----

★★★

احد نے کل رات سے اب تک بہت بار روشنہ کا نمبر لگانی کی

کوشش کی تھی لیکن ہر بار ہی اسے وہ اس کا فون کاٹ دیتی تھی

اس نے تھک ہار کر فریال کو فون ملایا تھا جو تیسری گھنٹی پر اٹھا لیا گیا

تھا-----

اسلام علیکم فریال میں احد بات کر رہا ہو کیسی ہو تم۔۔۔اس کے تھکے ہوئے انداز پر پوچھنے پر فریال کے دکھ ہوا تھا مطلب وہ اب تک اس سے بدگمان تھی اس دن روشنہ کو حقیقت بتانے کے بعد بھی فریال نے اسے بہت فون کیے تھے کہ وہ اپنا دل صاف کر لے احد کی جانب سے اس سے بدگمان نہ ہو پر روشنہ نے تو ٹھان لی تھی کہ بغیر غلطی کے بھی اسے سزا دے گی۔۔۔۔اگر اسے زیادہ مجبور کیا تو وہ اس کا نمبر بلاک کر دے گی اس لیے تھک ہار فریال نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔

کہاں کھو گئی احد نے جب کافی دیر اس کا کوئی جواب نہ سنا تو جھنجھلا کر بولا تھا۔۔۔۔۔۔

کہی نہیں احد میں ٹھیک ہو اور تم ٹھیک نہیں ہو گے میں ہمیشہ تمہیں برا سمجھتی تھی کیونکہ میں تم دونوں کی دوستی کے خلاف تھی بلکہ مجھے لڑکے لڑکی کی دوستی ہی نہیں پسند اسلئے تمہیں سناتی رہتی تھی خیر تم اتنا برے نہیں ہو اور اس دن کے لیے معذرت میں نے زیادہ ہی کہہ دیا تھا۔۔۔۔فریال ندامت سے بولی تھی۔۔۔۔

کوئی بات نہیں تم اپنی جگہ صحیح ہو لیکن ہر کوئی تمہاری طرح نہیں ہے بس اپنی دوست کو منا دو اسے کہو ایک بار بات تو سن لے میری۔۔۔۔احد التجائی گویا ہوا تھا۔۔۔

احد تم پریشان نہ ہو حقیقت میں تو تم نے کچھ کیا ہی نہیں بلکہ کچھ ہوا ہی نہیں وہ سب کچھ روشنہ کی حالت بنائی گئی تھی اس کے ساتھ کچھ نہیں ہوا وہ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔فریال نے اس کی پریشانی کم کرنے کے لیے اسے سچ بتایا تو احد اپنی جگہ سے جھٹکے سے اٹھا تھا۔۔۔۔

مطلب وہ ٹھیک کہہ رہے تھے اس نے زنا نہیں کیا تھا وہ بے قصور تھا۔۔۔احد نے تشکر بھری نظروں سے آسمان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔۔کیا روشنہ جانتی ہے احد نے بے چینی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں وہ تم سے پہلے کا جانتی ہے لیکن وہ یہ بات ماننے کو تیار ہی نہیں ہے وہ ابھی بھی تمہیں قصوروار سمجھتی ہے۔۔۔۔فریال نے پریشانی سے کہا تو احد کو دکھ ہوا تھا مطلب وہ غلطی پر نہ ہو کر بھی اسے سزا دے رہی ہے۔۔۔۔

الوداعی کلمات کہہ کر احد نے کال کٹ کر دی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

روشنہ کی حرکت نے اسے بہت مایوس کیا تھا اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ وہ اس پر یقین نہیں کر رہی۔۔۔ہارے ہوئے انسان کی طرح صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔۔

★★★

ذوہا اپنی آنکھیں صاف کر کے روشنہ کے پاس گئی تھی اور اس سے ماسٹر کی لے کر آتی کمرے کھول کر اندر داخل ہوئی۔۔۔احتشام کمرے میں موجود نہیں تھا واشروم سے پانی

گرنے کی آواز آرہی تھی تو وہ سمجھ کر وہی بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔اس نے آج پہلی دفع اسے اتنے غصے میں دیکھا تھا۔۔۔۔

ذہن میں مسلسل اس کو منانے کے طریقہ سوچ رہی تھی لیکن کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے ہتھیلیاں پسینے سے غرق آلود ہو رہی تھی۔۔۔۔ مسلسل پلکوں کو جھپکائے وہ خود کو رونے سے باز رکھ رہی تھی۔۔۔۔بیس منٹ گزر گئے تھے لیکن احتشام باہر نہیں آیا تھا اب ذوہا کو فکر لاحق ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم لے کر واشروم کے دروازے کے پاس رکی تھی۔۔۔۔احتشام سائیں آپ ٹھیک ہے نہ اس نے کپکپاتی

آواز میں پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔احتشام جو اس کا مطالبہ سن کر جب سے اب تک شاور کے نیچے کھڑے ہوتے خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا اس کی آواز سن کر سختی سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔۔۔

اس نے بہت مشکل سے خود کو اس پر ہاتھ اٹھانے سے روکا تھا ورنہ دل تو کر رہا تھا کہ اس کا حشر بگاڑ دے جو الٹے سیدھے مشورہ دے کر اس کی پریشانی میں اضافہ ہی کر رہی تھی۔۔۔۔

آدھے گھنٹے سے شاور کے نیچے کھڑے ہو کر بھی اس کو سکون نہیں مل رہا تھا۔۔۔۔ ٹھنڈا پانی سے بھی اس کے جلتے دل کو قرار نہیں مل رہا تھا۔۔۔۔ ضبط سے آنکھوں کے کنارے سرخ

ہو گئے تھے۔۔۔۔اس کی بیوی بجائے اس کی تکلیف کم کرنے کے اس کو سہارا دینے کے اس سے طلاق کا مطالبہ کر رہی تھی ۔۔۔اگر غصہ میں کر دیتا وہ ایسا تو یہ سوچ ہی سوہان روح تھی۔۔۔۔۔

احتشام سائیں کیا آپ ٹھیک ہے ذوہا نے نم آواز میں پوچھا تھا۔۔۔۔احتشام شاور بند کرتے باہر آیا تو وہ جو بلکل دروازے سے چپک کر کھڑی تھی سیدھا اس کے کشادہ سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔

ذرا سا پیچھے ہوتے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ اس کو شرٹ لیس دیکھ کر فوراً و بیشتر اپنا رخ موڑ گئی تھی۔۔۔۔۔

کچھ کہنا تھا تمہیں اس کا ہاتھ دبوچ کر احتشام اس کا رخ اپنی جانب کرتے غصے سے بولا تھا۔۔۔۔ذوہا کی تو زبان ہی تالوں ہی تالوں سے چپک گئی تھی آنکھیں سختی سے میچے وہ مجسمہ بنی کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔

ذوہا احتشام بلوچ کچھ کہنا ہے آپ نے اس کے کمر سے ہاتھ گزراتے اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔

ج۔جی پہ۔۔پہلے۔۔شرٹ پہن لے اپنی بے لگام ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتی اٹک اٹک کر بولی تھی۔۔۔۔۔۔

کیا میں نے کہا تھا کہ میرے پیچھے آؤ پھر مجھے باہر بلاؤ پھر تم مجھے شرٹ سے بے نیاز دیکھ کر کہو گی کہ شرٹ پہن لے پھر میں آپ سے بات کرو گی توذوہا بلوچ یہ بتائے گی کہ آپ کو ایسا کیوں لگا کہ اس حرکت کے بعد احتشام بلوچ آپ کی بات مان لے گا۔۔۔۔اس کی گردن میں چہرا چھپائے چبا چبا کر بولا تھا۔۔۔۔۔۔

اس کی گرم سانسیں اس کی گردن جھلس رہی تھی جواب دینا تو دور کی بات زبان سے ایک لفظ نہیں کہہ پا رہی تھی۔۔۔۔اس کی حد درجہ قربت پر اس کی جان نکل رہی تھی اگر احتشام نے اسے تھام نہ رکھا ہوتا تو اب تک زمین بوس ہو چکی ہوتی۔۔۔

جواب دو ذوہا احتشام بلوچ اس کے پیٹ پر دباؤ بڑھاتے کہا تو ذوہا کی بامشکل آواز نکلی تھی۔۔۔۔۔

س۔۔ سوری سائیں میں آپ کو تکلیف نہیں دینا چاہتی تھی ۔۔۔۔۔ لیکن دے دی تم جانتی ہوا گر تم ساری زندگی بھی مجھ سے اس بات کی معافی مانگتی رہو گی نہ جب بھی میں تمہیں معاف نہیں کرو گا شدت بھرا لمس اس کی گردن پر چھوڑتے وہ ڈریسنگ روم میں بند ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ذوہا نے آنسو سے جھلملاتی آنکھوں سے ڈریسنگ روم کے بند دروازے کو دیکھا تھا وہ اس سے سخت خفا تھا کہ معافی دینے کو بھی تیار نہ تھا۔۔۔۔۔۔

کپڑے چینج کرتے وہ ذوہا کو اگنور کرے اپنا بال بناتا اپنا فون اور والٹ لے کر کمرے سے نکل گیا۔۔۔

اس کے جاتے ہی ذوہا پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔اسے کہاں برداشت ہو رہا تھا اس کا اگنور کرنا وہ تو شروع سے ہی اسے نرمی سے پیش آیا تھا اب اسے بھی اپنے لفظوں کی سنگینی کا احساس ہو رہا تھا لیکن سوائے پچھتانے کے اور کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

احتشام سیڑھیاں اترتے نیچے آ رہا تھا جب اس کا فون بجا تھا ہسپتال سے کال دیکھ کر اس نے بلاتاخیر کیے اٹھائی تھی۔۔۔۔اسلام علیکم مسٹر بلوچ آپ کی پیشنٹ کو ہوش آ گیا ہے لیکن وہ مسلسل

کسی کاظمہ کو بلا رہی ہے آپ انہیں لے کر آیئے گا۔۔۔۔ڈاکٹر کی پہلی خبر پر جہاں وہ خوش ہوا تھا وہی دوسری اس کی پریشانی کا سبب بنی وہ کہاں سے لاتا کاظمہ کو۔۔۔۔

پاکٹ میں فون ڈال کر وہ پورچ میں داخل ہوا گاڑی میں بیٹھتے ایک لمحے کے لیے رکا تھا اپنے کمرے کی کھڑکی پر نظر ڈالی تو وہی سے اسے نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی احتشام سر جھٹک کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔۔

ذوہا اس کی گاڑی کے جاتے ہی دیوار کے ساتھ لگتے نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔۔۔وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کی قسمت میں

ایسادن بھی آئے گا اس کی ناراضگی سے جا*ن جارہی تھی اس کی لیکن پرواہ کسی تھی۔۔۔۔

★★★

احتشام ہسپتال میں داخل ہوتے رائیکہ کی روم کی جانب گیا لیکن سامنے کا منظر دیکھ کر اسے غصے آیا تھا۔۔۔۔اس کے سر پر پہنچ کر وہ غصے سے بولا کہاں سے لاتی ہو تم دونوں اتنے آنسو جو کبھی تھمنے کا نام نہیں لیتے کیا کوئی پانی کی ٹینکی فٹ کر رکھی ہے ان آنکھوں میں۔۔۔۔۔

اس کے غصے سے چلانے پر رائیکہ نے اور تیزی سے رونا شروع کیا تو احتشام گھبراتے اسے پکار گیا۔۔۔۔۔ کیا ہو گیا کیوں رو رہی ہو ابھی تو میں نے کچھ کہا بھی نہیں ہے۔۔۔۔

اور کس طرح کہے گے بنا مریض سے اس کا حال پوچھے اس پر غصہ کرنے لگے ہے رائیکہ نے روتے روتے کہا تو احتشام نے خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

رائیکہ حویلی سے باہر کیوں نکلی تھی کیا وجہ جان سکتا ہو دونوں ہاتھ سینے پر باندھے سرد انداز میں استفسار کیا تو رائیکہ اپنا رونا بھول کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

میں کاظمہ سے ملنے جارہی تھی رائیکہ سر نیچے جھکائے نقاہت زدہ آواز میں بولی تھی۔۔۔۔ تو مل لی تم کاظمہ سے رائیکہ تمہاری عقل کہاں تھی جو اکیلے اس سے ملنے چل دی اگر تمہیں کچھ ہو جاتے تو اور کیا تم کبھی بڑی حویلی جا پاتی نہیں رائیکہ تم واپس

آجاتی تو کیوں تم حویلی سے نکلی اس کی اتنی غیر متوقع بات پر تو احتشام کا دماغ ہی گھوم گیا ذوہا کا سارا غصہ رائیکہ پر نکالتے وہ اسے حقیقت بتا رہا تھا۔۔۔۔

س۔۔ سوری بھائی رائیکہ نے ندامت سے کہا جس پر احتشام نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔ اتنی بڑی بڑی غلطیاں کر کے تم لوگ ایک سوری کہہ کر ہر جرم سے آزاد ہو جایا کرو احتشام نے جبڑے بھنچے اس پر طنز کیا تو وہ سر جھکا گئی۔۔۔۔

بھائی پلیز اب یہاں سے چلے نہ مجھے بلکل اچھا نہیں لگ رہا یہاں رہنا۔۔۔۔ احتشام جو کچھ کہنا چاہ رہا تھا رائیکہ اس کو کہنے کا موقع

دیے بغیر جلدی سے بولی تھی اب مزید وہ اس کی ڈانٹ سننے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔۔

ہمم میں بات کر کے آتا ہو ڈاکٹر سے احتشام نرمی سے بولا تو رائیکہ نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

وہ شخص مجھے کیوں مرنا چاہتا تھا یہ انسان زندہ ہے اگر اگر یہ زندہ ہے تو پھر وہ بھی زندہ ہو گی۔۔۔۔رائیکہ چھت کے پنکھے کو گھورتی پر سوچ انداز میں بولی تھی اس کے چہرے پر ایک آلوہی چمک آئی تھی جیسے کوئی خزانہ مل گیا ہو۔۔۔۔

احتشام کمرے میں آیا تو اس کو خود سے باتیں کرتے دیکھ تعجب سے اسے دیکھنے لگا لیکن بولا کچھ نہیں تھا۔۔۔۔رائیکہ ایک دن

اور صبر کرو کل تم ڈسچارج ہو جاؤ گی۔۔۔اس کی آواز پر رائیکہ نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔۔

لیکن بھائی میں اکیلی کیا کرو گی یہاں نہیں مجھے گھر جانا ہے مجھے نہیں رہنا یہاں پر رائیکہ منہ بسورے خفگی سے بولی تو احتشام نے گہرا سانس خارج کیا تھا۔۔۔ پیپر تو پہلے ہی بنوالایا تھا وہ جانتا تھا یہ کبھی نہیں رہے گی اور کچھ اس کی حفاظت کے لیے بھی وہ اسے یہاں چھوڑنا نہیں چاہتا تھا جو ایک بار حملہ کر چکے ہیں وہ دوبارہ بھی کر سکتے تھے۔۔۔۔

بس اسی سوچ کے ساتھ وہ اسے یہاں چھوڑنے کے حق میں نہ تھا۔۔۔ ٹھیک ہے رائیکہ ہم تھوڑی دیر تک چل رہے ہے جب

تک تم اپنی ڈریسنگ کروالو۔۔۔۔۔احتشام نرس کو اشارہ کر کے باہر نکل گیا تھا لیکن رائیکہ اپنی ہی سوچوں میں محو تھی۔۔۔۔

★★★

نعمان آج تم نے مجھے بہت بڑی خوشی کی خبر دی ہے دوسرا کانٹا بھی میری زندگی سے نکل گیا بس اب اس ایک لڑکی کو بھی ختم کر دو تاکہ کوئی ہمارے خلاف نہ جا سکے ٹانگ پر ٹانگ جمائے لاپرواہ انداز میں بولے تھے۔۔۔

لیکن سردار وہ لڑکی تو باہر ہی نہیں نکلتی ہے ہم کیسے اسے ختم کرے گے اور وہ لڑکی شاید مجھے پہچان گئی تھی اس کی آنکھوں میں شناسائی کی رمق دیکھی تھی مجھے ایک پل کے لیے تو میں بھی حیران ہوا تھا کہ یہ اکیلی کیسے جا رہی آج لیکن پھر میں نے اپنے کام

پر دھیان دیا اور اس کو پر سکون نیند سلا دیا ویسے سردار ہو کافی خوبصورت گئی تھی ایک موقع تو ملنا چاہیے تھا مجھے آخر اتنے سالوں سے آپ کے ساتھ ہو۔۔۔۔ پہلی بات پریشانی سے بول کر آخری بات خباثت سے کی تو ان کا دلکش قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔۔۔۔

ہاہاہا نعمان ساری باتوں کو پشت پر ڈالوں اور میری خوشی دگنی کرنے کا انتظام کرو اور ہاں اس سے موقع نہیں ملا تو کیا ہوا دوسری تو ہے نہ اس سے فایدہ اٹھا لینا۔۔۔۔۔

جی سردار بہت شکریہ کمینگی سے مسکراتے وہ اپنے آدمی کو اشارہ کرتے لڑکی کو لانے کا حکم دیتا چلا گیا تھا پیچھے وہ حیوان بنا اس کمسن لڑکی پر حیوانیات دیکھا گیا۔۔۔۔

★★★

آج پھر ایک لڑکی اس پوش علاقے سے اٹھائی گئی ہے۔۔۔ماں باپ کا کہنے ہے کہ وہ کالج کے بعد سے گھر نہیں آئی تھی ہم ہر جگہ پتا کر چکے ہے لیکن ہماری بیٹی کہی نہیں ہے۔۔۔رمیز اضطرابی کیفیت میں گویا ہوا تھا۔۔۔۔

ڈیول کوڑے پر سے لڑکی کی لا*ش ملی ہے۔۔۔۔زیاد*تی کا نشانہ بنانے کے بعد اسے مار دیا گیا ہے یہ تصویر ہے اس کی علی نے

تصویر ڈیول کے سامنے کی تھی جس کو رمیز نے چھینی تھی۔۔۔۔

ڈیول یہی تصویر ہے ان کی بیٹی کی رمیز نے اپنی جیب سے تصویر نکال کر تصدیق کی تو ڈیول کی آنکھوں میں خو*ن اترا تھا۔۔۔۔

پتا کرو کس نے اٹھایا تھا اس لڑکی کو ڈیول کے ٹھنڈی ٹھار لہجے پر ان دونوں نے اپنے حلق تر کیے تھے۔۔۔۔
وہ ڈیول روپ میں آچکا تھا مطلب وہ شخص مو*ت کو بھی ترسے گا۔۔۔۔

★★★

رکو تم صائم کے کمرے میں سے کیوں آرہی ہو تمہارا کیا تعلق ہے اس کے ساتھ میں نے تمہیں دوسری دفع دیکھا ہے اس کے کمرے میں اب جب تک مجھے جواب نہیں دو گی یہاں سے نہیں جاسکتی سمجھی تم لیٹل گرل عمارہ کاظمہ کا راستہ روکتے پھاڑ کھانے والی انداز میں بولی۔۔۔

کاظمہ تو حیران پریشان سی اپنی سامنے کھڑی اس بلا کو دیکھ رہی تھی جس کو وہ جانتی تک نہ تھی اور سوال جواب اس سے ایسے کر رہی تھی جیسے بچپن ساتھ گزارا ہو۔۔۔کاظمہ بغیر اس کو جواب دیے آگے بڑھ رہی تھی جب وہ اس کا کاتھ کہنی سے پکڑتے روک چکی تھی۔۔۔

صائم جو کمرے سے باہر آتے کچن کی طرف جا رہا تھا عمارہ اور کاظمہ کو دیکھ کر وہی رو کے ان کی باتیں سننے لگا تھا اس کا ارادہ وہاں سے جانے کا تھا لیکن کاظمہ کا ہاتھ پکڑتے دیکھ غصے سے اس کی طرف بڑھا اور ایک جھٹکے سے اس کی گرفت سے اس کا ہاتھ نکالا تھا۔۔۔۔

تمہاری ہمت کیسی ہوئی اس کو ہاتھ لگانی کی اس کے بازو کو مسلتے وہ عمارہ کو دیکھتے سرد آواز میں غرایا تو عمارہ کے ساتھ ساتھ کاظمہ بھی ڈری تھی لیکن وہ اپنے ڈر بھولے ہونقوں کی طرح صائم کو دیکھ رہی تھی جو اس کی جلد اتارنے کی کوشش میں لگ رہا تھا۔۔۔ جبکہ اس کی اتنی شدت پسندی دیکھ کر عمارہ کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔۔۔۔

چھ۔۔ چھوڑے میرا ہاتھ درد ہو رہا ہے اس کو نہ چھوڑتے دیکھ آخر کاظمہ نم آواز میں بولی جس کو سن کر بھی ان سنی کرتے صائم اپنے کام میں ہی لگا رہا۔۔۔۔ لیکن اس کی سرخ جلد دیکھتے نرمی سے اس کا ہاتھ چھوڑا تھا اور جارحانہ انداز میں عمارہ کی طرف بڑھ کر اس سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔۔

آج کے بعد تم نے اس کو ہاتھ لگانا تو دور کی بات اس سے بات کرنے کی بھی کوشش کی نہ تو تمہارا انجام اچھا نہیں ہو گا انگشت شہادت اٹھاتے ایک ایک لفظ پر زور دیتے کہا تو عمارہ ہاں میں سر ہلاتے وہاں سے گئی تھی۔۔۔

احد جو اپنے کمرے میں جارہا تھا کاظمہ کو اس کے ہاتھ پر پھونک مارتے دیکھ اس کے پاس آیا تھا۔۔۔ کیا ہوا گڑیا آپ کے ہاتھ کو یہ اتنا لال کیوں ہورہا ہے اور یہ کلائی پر کیا ہوا آپ کی ایک نظر دونوں ہاتھوں پر ڈالتے احد متفکر انداز میں گویا ہوا تو صائم نے خونخوار نظروں سے اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔

یہ۔۔یہ ج۔ جل گیا کاظمہ ہلکی سی آواز میں منمنائی احد کا اگر سارا دھیان اس کی طرف نہ ہوتا تو وہ سن بھی نہ پاتا۔۔۔۔۔۔اور یہ کیوں سرخ ہورہا ہے احد نے دوسرے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا تو کاظمہ نے صائم کو دیکھا تھا جو اسے ہی نہارنے میں مصروف تھا۔۔۔۔اب وہ اسے کیا بتاتی کہ آپ کے بھائی کو اس لڑکی کا

ہاتھ لگانا پسند نہیں آیا اس لیے اس کا لمس مٹانے کے لیے میرا ہاتھ ہی سرخ کر دیا۔۔۔۔

کیا ہوا کاظمہ اس کو سوچوں میں گھرا دیکھ احد نے نرمی سے کہا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔۔۔

اچھا رو کو میں برنال لے کر آتا ہوا احد پیار سے بولتے وہاں گیا تھا۔۔۔۔۔۔

اگر اس نے تمہیں ہاتھ بھی لگایا نہ تو اس کے حال کی ذمہ دار تم ہو گی ہنی احد کے جاتے ہی صائم نے سرد و سپاٹ انداز میں کاظمہ سے کہا۔۔۔۔ کاظمہ نے گھور کر اس سر پھرے شخص کو دیکھا

تھا جس کا مسئلہ پتا نہیں کیا تھا خود زخم دے کر کسی کو مرہم بھی نہیں لگانے دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔

زخم میری وجہ سے آیا ہے تو مرہم بھی میں خود لگاؤ گا صائم بول کر کچن میں چلا گیا تھا۔۔۔۔ کاظمہ سکون کا سانس لیتی کوارٹر کی طرف بڑھ گئی تھی اس کو اس وقت کسی بھی مرہم کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔۔ وہ اکیلی رہنا چاہتی تھی رائیکہ سے ملنا چاہتی تھی لیکن یہاں اس کی بات مان کون رہا تھا۔۔۔۔۔

آہہہ اس لڑکی کا کیا تعلق ہے صائم کے ساتھ کیوں وہ اس کے لیے اس قدر پوسیسو ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ عمارہ نے کمرے میں

آتے گلدن اٹھا کر سامنے لگی دیوار پر مارا تو اس کی آواز کے ساتھ کمرے میں کانچ ٹوٹنے کی بھی آواز میں گونجی۔۔۔۔۔

نہیں صائم بلوچ اتنی آسانی سے تو نہیں اس لڑکی کو تمہاری زندگی سے نکال کر رہو گی میرے سالوں کی محنت یہ لڑکی برباد نہیں کر سکتی تم صرف عمارہ حیات کے ہی رہو گے اس کے لیے مجھے جس حد تک جانا پڑا میں جاؤ گی کانچ کے ٹوٹے ٹکروں کو دیکھتے جنونی انداز میں کہا تھا۔۔۔۔۔

★★★

کاظمہ بچے آپ کہاں تھی آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نہ کاظمہ جو ابھی کمرے میں آئی تھی بوا نے اس کو دیکھ کر پوچھا تو وہ گرنے سے انداز میں بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔۔۔

میں ٹھیک ہو آپ پریشان نہ ہو نرمی سے بولتی آنکھیں موند گئی۔۔۔۔ارے بیٹا آپ ابھی تک اس پر کچھ لگایا بھی نہیں ایسے تو یہ نشان چھوڑ جائے گا بوا اس کی کلائی دیکھ کر فکر مندی سے گویا ہوئی تو کاظمہ کے روکے آنسو گالوں پر لڑھک گئے اسے شدت سے رائیکہ کی یاد آرہی تھی جو اس کی ذرا سی تکلیف پر بھی ساری رات نہیں سوتی تھی آج وہ اتنی تکلیف میں ہے لیکن اس کے لیے متفکر ہونے والی اس پر غصہ کرنے والی کہی بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔

کاظمہ کیا ہوا بیٹا کیوں رو رہی ہو آپ۔۔۔۔۔ نصرت بلوچ جو کب سے کاظمہ سے بات کرنا چاہ رہی تھی اب اس سے بات

کرنے کے لیے آئی تھی لیکن اس کو روتے دیکھ بہت محبت سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔ان کی آواز پر کاظمہ آنکھیں کھولتی سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

کچھ نہیں دو لفظی جواب دیتے نظریں ہاتھوں پر جمائی تھی۔۔۔۔۔

کاظمہ میں اپنے رویہ کے لیے معذرت خواہ ہو وہ بس اپنی بیٹی کی محبت میں تم پر ہاتھ اٹھالیا تھا مجھے معاف کر دو۔۔۔۔۔ نصرت بلوچ کے نادم سے لہجے پر کاظمہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

آنٹی آپ کو معافی مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ فطری عمل تھا ظاہر سی بات ہے کوئی بھی ماں اپنی اولاد کو قصوروار تھوڑی سمجھتی ہے کاظمہ نے سرسری سا کہا تھا لیکن نصرت بلوچ کو لگا آخری بات اس نے طنزیہ کہی ہے جبکہ ایسا نہ تھا۔۔۔۔۔

بہت شکریہ بچے لیکن ذوہا واقع ایسا نہیں کر سکتی نصرت بلوچ نے ذوہا کے دفاع میں کہا تو کاظمہ مسکرادی ہو سکتا ہے کہ ذوہا آپو نے ایسا نہ کیا ہو لیکن میں یہ یقین سے کہہ سکتی ہو کہ میرے بھائی زبردستی ہر گز نہیں کر سکتے کاظمہ نے پر یقین انداز میں کہا تو نصرت بلوچ نے فقط سر ہلا دیا۔۔۔۔

اچھا آپ یہاں نہیں رہے گی حویلی میں چل کر رہے اگر صائم آپ کو اپنے کمرے میں نہیں رکھنا چاہتا تو آپ دوسرے کمرے میں رہ لے لیکن یہاں ہرگز نہیں نصرت بلوچ نے سختی کہا

جی ٹھیک ہے کاظمہ نے نرمی سے جواب دیتے ایک نظر گھڑی کو دیکھا تھا عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا اسے ویسے بھی یہ گلٹ کھائے جا رہا تھا کہ اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی اب اگر عصر بھی چھوٹ جاتی تو یقیناً وہ اپنے اللہ کو ناراض کر دیتی۔۔۔۔۔

نصرت بلوچ بھی شاید سمجھ گئی تھی کہ یہ نماز پڑھنا چاہ رہی ہے لیکن ایک سوال تھا جو ان کو کھٹک رہا تھا۔۔۔۔ کاظمہ بیٹا آپ کیسے کر لیتی ہو نماز کی پابندی نصرت بلوچ کے سوال حیرت زدہ

سا نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔ پھر مسکراتے نرمی سے بولی تھی۔۔۔۔۔۔

مجھے یقین ہے کوئی بھی مجھے روزانہ پانچ مرتبہ ہر قسم کی حالت میں ملنا پسند نہیں کرے گا۔۔۔۔ خوشی میں، غم میں، کمزوری میں، طاقت میں، اور ٹوٹے ہوئے حال میں سوائے اللہ پاک کے جو مجھے ہر حال میں اپنے در پہ بلاتا ہے مجھے سنتا ہے، مجھے سنبھالتا ہے مجھے توفیق دیتا ہے کہ میں اس سے باتیں کر سکو تو پھر کیسے نہ جاؤ میں اللہ کے بلاوے پر کاظمہ کی اتنی خوبصورت وضاحت پر نصرت بلوچ کے ساتھ بوا بھی مسکرا دی تھی۔۔۔

★★★

احد اپنے کمرے میں بے چینی سے چکر کاٹ رہا تھا وہ سب سے امید کر سکتا تھا لیکن روشنہ سے نہیں۔۔۔ تین سال میں اس نے پہلے کبھی اسے ہاتھ لگایا تھا یا اس سے اخلاقیات سے گری کوئی بات کی ہو۔۔۔۔ اس نے تو کبھی اسے نظر بھر کر بھی نہیں دیکھا تھا کیونکہ اس کے پاس حق نہیں تھا وہ اسے اپنی دسترس میں لے کر اسے دیکھنا چاہتا تھا لیکن اس کے بعد بھی روشنہ نے ایک پل میں اس کے یقین کو توڑ دیا۔۔۔

ایک لمحے میں اس سے نفرت کرنے لگی کیا وہ بس اتنا ہی یقین رکھتی تھی اس پر۔۔۔۔ کیا آنکھوں دیکھا جھوٹ نہیں ہو سکتا تھا جب اس کے ساتھ کچھ ہوا ہی نہیں تو کیوں نہیں سمجھ رہی کہ میں غلط نہیں ہو۔۔۔ احد مسلسل چکر کاٹتے پریشانی سے سوچ

رہا تھا نہ تو وہ اس کا فون اٹھا رہی تھی اور نہ ہی اس کے کسی میسج کا جواب دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔

اس کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے کیسے اس سے رابطہ کرے حویلی جا نہیں سکتا تھا احتشام سے وہ بول نہیں سکتا ذوہا اس کے پاس فون نہیں تھا جو وہ اس کی بات کرا دیتی۔۔۔۔۔ہاں لیکن احتشام ذوہا سے تو بات کرا سکتے ہے نا بجلی کی تیزی سے اس کے ذہن میں خیال آیا تو اس نے احتشام کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔۔

جو دوسری گھنٹی پر اٹھا لیا گیا تھا۔۔۔۔۔۔احتشام مجھے ذوہا سے بات کرنی ہے احد بنا تمہید باندھنے بولا تو احتشام نے گھور کر فون کو دیکھا تھا۔۔۔۔

میں حویلی پہنچ کر کرا دیتا ہوا احتشام روکھے سے انداز میں بولا تو احد کو اپنی جلد بازی کا اندازہ ہوا۔۔۔۔۔۔۔

سوری یار کیسے ہو تم اور حویلی میں سب کیسے ہیں احد نے مصلحتاً کہاں تھا اسے پتا تھا اب یہ محبوبہ کی طرح اس سے روٹھ جائے گا کہ خود غرض بنتے سیدھا اپنی بہن کے بارے میں پوچھا تھا۔۔۔۔

کوئی جواب نہ آنے پر احد نے فون کان سے ہٹا کر دیکھا تو کال کٹ چکی تھی جس پر وہ آئی برواچکا گیا۔۔۔۔سب کو منانا احد بلوچ کی قسمت لکھا ہے پہلے ہی بہن نہیں مان رہی اب بھائی بھی ناراض ہو گیا خود سے بڑبڑاتا بیڈ پر لیٹتے آنکھیں موند گیا۔۔۔۔

★★★

پورچ میں گاڑی روکی تو رائیکہ جلد بازی میں اترنے لگی تھی جس کو دیکھتے احتشام اسے ٹوک گیا۔۔۔آہستہ اترو ابھی زخم ٹھیک نہیں ہوا روشنہ آرہی ہے اور ہاں پلیز اب پھر سے رونا شروع نہ ہو جانا احتشام نے یاد اتے اس کے رونے پر طنز کیا تو رائیکہ نے گھور کر اسے دیکھا جس پر احتشام نے داد میں اچکائی تھی۔۔۔۔

رائیکہ آپ ٹھیک تو ہے نہ زیادہ تو نہیں لگی نہ آپ کو روشنہ اسے باہر نکلنے میں مدد دیتی پریشانی سے بولی تو رائیکہ اس کی فکر پر مسکرائی تھی لیکن اس کی سوجی آنکھوں کو دیکھ کر پریشان ہوئی تھی۔۔۔میں ٹھیک ہو روشنہ آپو لیکن آپ کی آنکھیں کیوں

سوچ رہی ہے آپ روئی ہے کیا اس کے ساتھ قدم قدم چلتی متفکر ہوئی تو روشنہ پھیکا سا مسکرائی تھی۔۔۔۔

تم اندر چلو ممانی پریشان ہو رہی تھی تمہارے لیے اس کا دھیان خود پر سے ہٹاتے شاہینہ بلوچ کی طرف دلایا تو رائیکہ ہلکے سے سرگوشی میں بولی تھی۔۔۔۔۔ہاں ڈانٹنا بھی تو ہے نہ رائیکہ آپ حویلی سے کیوں نکلی تھی آپ کیوں نہیں سمجھتی ان کی نقل اتارتے کہا تو روشنہ کے ساتھ پیچھے آتا احتشام بھی مسکرا دیا۔۔۔۔۔۔

ماں کو بتانا پڑے گا کہ رائیکہ بہت اچھی کاپی کرتی ہے آپ کی آواز اس کے سر پر چت رسید کرتے مصنوعی سختی سے بولا تو رائیکہ نے گڑ بڑا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

بھائی میں مذاق کر رہی تھی پلیز سوری رائیکہ مسکین صورت بناتے بولی تو احتشام نے نفی میں سر ہلایا تھا گویا بتانے سے منع کر رہا ہو لیکن اسے کاظمہ کی یاد شدت سے آئی تھی جو رائیکہ کی شکایات کرنے کے بہانے ڈھونڈتی رہتی تھی۔۔۔۔

اسلام علیکم چاچی ماں رائیکہ نے ان کو دیکھتے سلام کیا تو آج ان کو پہلے والی رائیکہ نظر آئی تھی وہ جب جب کاظمہ پر غصہ کرتی تھی

رائیکہ انہیں ماں کہنا چھوڑ دیتی تھی جوان کو شدت سے محسوس ہوتا تھا لیکن کبھی ظاہر نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔۔

وعلیکم السلام بیٹا اب کیسی طبیعت ہے آپ کی اس کو اپنے ساتھ لگاتے پیار سے پوچھا تو رائیکہ نے نم آنکھوں سے مسکرا کر جواب دیا تھا۔۔۔۔۔۔

میں ٹھیک ہو اب جب گھر آ گئی ہو تو اور جلدی ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔۔۔اس کی بات پر شاہینہ بلوچ اس کا ماتھا چومتی اپنے ساتھ لگا گئی تھی اور اسے لیے اس کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔

احتشام بھی سب کو دیکھتے اپنے کمرے کی طرف گیا تھا ۔۔۔۔کمرے میں داخل ہوتے نظر اس سے ٹکرائی تھی جواب تک دیوار کے ساتھ لگی رونے میں مصروف تھی ۔۔۔۔کہاں سے لاتی ہے یہ لڑکیاں اتنے آنسو جو تھمتے ہی نہیں لیکن وہ اس کے آنسوؤں دیکھ کر کمزور نہیں پڑھنا چاہتا تھا اسے احساس دلانا چاہتا تھا کہ وہ کتنی بڑی غلطی کر چکی ہے اس لیے اس کے نم چہرے سے نگاہیں ہٹائے احد کا نمبر ڈائل کر کے اس کے سامنے فون کیا تھا۔۔۔۔

یہ لو اپنے بھائی سے بات کر لو احتشام نے سرد لہجے میں کہا تو ذوہا نے نم آنکھوں سے اس کو دیکھا تھا جو اس کی طرف بھی نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔آنسو پیتے فون اس کے ہاتھ سے موبائل لیا

تھا۔۔۔۔احتشام سرسری سی نظر اس پر ڈال کر کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔

اسلام علیکم بھائی کیسے ہے آپ ذوہا نے اپنے آنسو پر بندھ باندھے کہا تو احد اس کے لہجے میں نمی محسوس کر کے چونکا تھا۔۔۔۔ذوہا کیا احتشام تم سے بدلہ لے رہا ہے کاظمہ کے ساتھ جو کچھ بھی ہو اس کا رویہ تم سے چینج ہو گیا۔۔۔۔احد پریشانی سے گویا ہوا تو ذوہا نے اپنے لب کاٹے۔۔۔۔۔

نہیں بھائی ایسی بات نہیں ہے وہ میری غلطی کی وجہ سے خفا ہے ذوہا نے سچ بتایا تو احد نے گھور کر فون کو دیکھا تم کیا چیز ہو ذوہا پہلے اکیلے اتنا بڑا قدم اٹھالیا اور دو دن میں تم نے اسے ناراض بھی کر

دیا ویسے تمہارا ابھی کوئی قصور نہیں ہے تمہارا مجازی خدا بات بات پر روٹھ جاتے ہے احد نے شرارت سے کہا تھا۔۔۔۔

بھائی آپ ایسا کیسے کہہ سکتے ہے ذوہا کے غصے سے چلانے پر احد محظوظ ہوا تھا۔۔۔۔اچھا اچھا نہیں کہہ رہا کچھ تمہارے عشق سائیں کو احد نے شوخ کے لہجے میں کہا تو ذوہا چھینپ گئ تھی دل دھک اٹھے تھے۔۔۔۔

★★★

★★★

ذوہا تم سچ کہہ رہی ہو نہ اس کا رویہ تمہارے ساتھ واقع ہی اچھا ہے وہ تم سے بدلہ تو نہیں لے رہا نہ اچانک احد کی سنجیدہ آواز

گونجی توزوہا نے گھور کر فون کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔بھائی یہ میرا اور میرے شوہر کا معاملہ ہے ہم دونوں کے بیچ اگر سب کچھ ٹھیک نہیں بھی چل رہا نہ تو ہم خود اسے ٹھیک کر لے آپ پریشان نہ ہو۔۔۔

ہمم ٹھیک ہے نہ بتاؤ اور سب کا رویہ تمہارے ساتھ ٹھیک ہے نہ احد نے پھر سے متفکر انداز میں پوچھا تو زوہا نے آنکھیں گھمائی تھی۔۔۔۔۔جی بھائی سب ٹھیک ہے اب آپ بتائے کہ آپ نے آج مجھے کیسے یاد کر لیا مجھے یہاں آئے دو دن ہو گئے ہیں آپ نے جب تو فون نہیں کیا اب کرنے کی وجہ جان سکتی ہو زوہا نے مشکوک انداز میں پوچھا تو احد دلکشی سے مسکرایا تھا۔۔۔۔

آہاں اس لیے تو تم مجھے پسند ہو میری ہر بات بنے کہے ہی سمجھ جاتی ہو بہن ہو تو تمہارے جیسی احد کی اتنی تعریفیں کرنے پر ذوہا کو معاملہ کی نزاکت کا اندازہ ہو رہا تھا یقیناً اس کا بھائی ایسا کام کہنے والا تھا کہ اس نے صدمے سے بے ہوش ہو جانا تھا لیکن اپنی سوچوں کی نفی کرتے احد سے گویا ہوئی جی بھائی کہے کیا کر سکتی ہے آپ کی بہن آپ کے لیے۔۔۔۔۔۔

ذوہا تم میری بات روشنہ سے کروادو احد نے منت بھرے انداز میں کہا تو ذوہا ایک جھٹکے سے بیڈ سے اٹھی تھی۔۔۔ کیا۔۔ کیا مطلب ہے بھائی روشنہ آپو سے آپ کو کیا بات کرنی ہے اور آپ کیسے جانتے ہے انہیں وہ تو کبھی حویلی بھی نہیں آئی ہے ذوہا نے ہلکی آواز میں پوچھا تھا کہی کوئی سن ہی نہ لے۔۔۔۔۔

تم وہ سب چھوڑو بس کیسے بھی کر کے میری بات کرواروشنہ سے اور رہی بات اس کو کہی دیکھنے کی تو وہ میری یونی سے پڑھ کر آئی ہے اس لیے اپنے دماغ پر زور مت ڈالو یہ فون لے کر روشنہ کے پاس پہنچو اس سے پہلے تمہارا اسڑیل سائیں آجائے۔۔۔۔

بھائی میں نہیں جارہی آپ کیوں میری جان کے دشمن بن رہے ہے اگر سائیں کو پتا چلا تو وہ ناراض ہو جائے گے سوری بھائی میں یہ کام نہیں کر سکتی ذوہا نے سہولت سے انکار کیا تھا۔۔۔

پلیز ذوہا گڑیا میری عزت کا سوال ہے وہ بہت غلط سمجھ رہی ہے مجھے میرا فون وہ اٹھا نہیں رہی ہے اب بس یہ ایک ہی راستہ ہے تم

اپنے بھائی پر لگا الزام ہٹانے میں اس کا ساتھ نہیں دو گی احد نے ایمو شنل بلیک میل کیا تو ذوہا سوچ میں پڑ گئی۔۔۔۔۔

جی ٹھیک ہے بھائی لیکن اگر احتشام سائیں ذوہا نے پریشانی کی وجہ بتائی تو احد نے نفی میں سر ہلا یا تھا۔۔۔۔۔

تم بیوی ہو اس کی تمہیں ابھی تک اس کی عادتوں کا نہیں پتا چلا وہ اس وقت جیم میں ہو گا اور ڈیڑھ گھنٹہ تک وہی رہے گا، اس کے بعد وہ شاور لے گا اور پھر وہ گھوڑ سواری کے لیے جائے گا پھر رات میں آٹھ بجے حویلی میں داخل ہو گا۔۔۔۔۔

اس لیے اب جاؤ وقت ضائع نہیں کرو احد نے اس کی مصروفیات بتائی تو ذوہا نے داد میں آئی بروا چکائی تھی اسے تو اس کے بارے میں کچھ پتا بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔

ذوہا سر جھٹک کر کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔۔۔۔روشنہ کے کمرے کے سامنے رکتے دروازے کھٹکھٹائے اندر آنے کی اجازت مانگی تھی لیکن کوئی جواب نہ آنے پر خود سے اندر داخل ہوئی تو کھڑکی کے پاس کھڑی روشنہ کسی گہری سوچ میں گم دیکھائی دی۔۔۔۔۔۔قریب جانے پر اس کے آنسو سے تر چہرہ دیکھ کر ذوہا کو افسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔

روشنہ آپو اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے اسے پکارا تو روشنہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی بے دردی سے اپنے آنسو صاف کرتی اس کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔وہ آپ کے لیے

فون ہے ذوہا نے فون اس کے سامنے کیا تو روشنہ نے اچھنبے سے فون کو تکا تھا۔۔۔۔

یہ تو احتشام بھائی کا فون ہے آپ مجھے کیوں دے رہی ہے۔۔۔۔۔ فون سائیں کا ہے لیکن کال آپ کے لیے آئی ہے اس پر ذوہا اس کے ہاتھ میں فون دیتی باہر نکل گئی تھی۔۔۔۔ روشنہ نے سکرین پر نام دیکھا تھا جہاں سائیکو پرسن لکھا ہوا تھا روشنہ کنفیوز ہوتی موبائل کان سے لگا گئی۔۔۔۔ اسلام علیکم روشنہ نے سلام کیا تو احد نے سکون سے اپنی آنکھیں موندی تھی۔۔۔۔

وعلیکم السلام احد کی گھمبیر آواز فون سے ابھری تو روشنہ نے لب دبائے اپنی سسکی کا گلہ گھونٹا تھا۔۔۔۔

روشنہ خبردار جو تم نے ایک بھی آنسو بہایا تو مر نہیں گیا میں ۔۔۔۔اللہ نا کرے احد کیسی باتیں کر رہے ہے آپ روشنہ نے اس کی بات کاٹتے تیزی سے کہا تو احد کے چہرے پر چمک آئی تھی جبکہ روشنہ اپنی جلد بازی کا احساس کرتے شرمندہ ہو گئی تھی۔۔۔۔

ہمم مطلب پوری طرح نفرت نہیں کری احد نے اس کو چھیڑنے کی غرض سے سوال کیا تو روشنہ نے غصے سے جواب دیا تھا۔۔۔۔آپ نے جس کام کے لیے فون کیا ہے وہ بتائے ۔۔۔۔۔اس کے انداز پر احد کی ساری خوشی زائل ہوئی تھی

مسکراہٹ کی جگہ چہرے پر سختی در آئی تھی روشنہ بلوچ مجھ سے محبت کرتی ہو سرد انداز میں سوال دغا تھا۔۔۔۔

نہیں روشنہ نے روہانسی آواز میں کہا تو احد نے اس کے جواب پر مٹھیاں کسی تھی۔۔۔۔ مجھ پر یقین ہے میری محبت پر یقین ہے ایک اور سوال لہجہ اجنبیت سے بھرپور تھا روشنہ کے رونے میں روانی آئی تھی
۔۔۔۔
نہ۔۔ نہیں روشنہ کے پھر سے نفی کرنے پر احد کی آنکھیں سرخ ہوگئی تھی
۔۔۔

تو پھر ٹھیک ہے روشنہ بلوچ احد بلوچ آج کے بعد تمہارے راستے میں کبھی نہیں آئے گا آج سے ابھی سے میں احد بلوچ بھول چکا

ہے تمہیں لیکن جس روز تمہیں حقیقت کا پتا چلے گا نہ تو احد بلوچ بھی تم سے منہ موڑ لے گا احد کے بے حد غصے میں کہے لفظوں پر روشنہ ساکت رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

موبائل ہاتھ سے چھوٹ کر قالین پر گرا تھا گھٹنوں کے بل زمین پر گرتے ہچکیوں میں رو دی تھی۔۔۔ذوہا جو باہر ہی کھڑی تھی اس کے رونے کی آواز سن کر فوراً اندر آئی تھی۔۔۔روشنہ آپو کیا ہوا ذوہا اس کے سامنے بیٹھتی پریشانی سے گویا ہوئی تو روشنہ نے گھٹنوں سے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔

ا۔۔اح۔۔احد کہ۔۔ کہہ رہے کہ وہ مجھے بھول چکے ہے اپنی بات پوری کرتی شدت سے رو دی تھی تو ذوہا کی بھی آنکھیں نم

ہوئی تھی اس کی تکلیف کو دیکھتے ذوہا کو احد کی فکر ہوئی تھی۔۔۔۔۔

خود پہ بیتی ہے تو روتے ہو سسکتے ہو،،
وہ جو ہم نے کیا تھا وہ عشق نہیں تھا،،

★★★

چھوڑو چھوڑو مجھے کون ہو تم اور کیوں لے کر آئے ہو رمیز اور احد اسے گھسیٹتے ہوئے اندر لائے تھے جو مسلسل خود کو چھوڑوانے کے لیے کوشش کر رہا تھا۔۔۔اس کو وہاں پڑی الیکٹرک چیئر پر بٹھاتے خود پیچھے جا کر کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔۔

کون ہو تم جانتے نہیں ہو میرے سردار کو نعمان نے چلاتے ان کو ڈرانے کی کوشش کی تو رمیز اور علی ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے تھے۔۔۔۔اور تم بھی نہیں جانتے ہو ہمارے باس کو خیر جلد ہی ملو گے رمیز کے کہنے پر نعمان نے اپنی نظریں ڈارک روم میں دوڑائی تھی لیکن نم اندھیرے میں وہ کچھ بھی نہ دیکھ پایا تھا۔۔۔۔علی نے الیکٹرک چیئر کا بٹن دبایا تو نعمان کی دلخراش چیخ سارے کمرے میں گونجی تھی وہ دونوں کو مسکراتے اس کی چیخ سن رہے تھے۔۔۔۔

جب بھاری بوٹوں کی چاپ محسوس ہوئی تو علی اور رمیز سامنے سے ہٹتے پیچھے کھڑے ہوئے تھے ڈیول کرسی پر بیٹھے اس کی چیخ سنتا سکون سے آنکھیں موند گیا تھا۔۔۔۔پانچ منٹ بعد ڈیول

نے الیکٹرک چئیر کا بٹن بند کرتے اسے دیکھا تھا جو کرسی پر بیٹھا درد سے کراہ رہا تھا۔۔۔۔۔

ک۔۔ کون ہ۔ ہو۔۔ تم جانتے نہیں ہو مجھے وہ کراہتا خود کو رسیوں سے چھوڑوانے کی سعی کرتے کہنے لگا۔۔۔

جان پہچان کرانے کا کچھ زیادہ ہی شوق ہے تمہیں۔۔۔۔اپنے پیچھے سرد بھاری آواز سن کر ہی نعمان پر لرزا طاری ہو گیا تھا آنکھیں پھاڑے ارد گرد دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

کیسے ڈھونڈ رہو ہو پھر سے اس کی سرد آواز سن کر نعمان کی آواز ہی کہی گم ہو گئی تھی وہ بولنا چاہتا تھا چلانا چاہتا تھا لیکن اس کی سرد

آواز سن کر ہی اس زبان تالو سے چپک گئی تھی۔۔۔۔پیشانی پر ننھی ننھی بوندیں چمکی تھی ہزاروں آندیشوں نے اسے آن گھیرا تھا۔۔۔۔

کک۔۔۔۔۔۔کون۔۔ہو۔۔تم

اپنی لرزتی آواز میں اس سے سوال کرنے لگا تو ڈیول کی آنکھوں میں خو*ن اترا تھا اس کے بالوں کو بے دردی سے پیچھے کی جانب کھینچتے اس کی گردن پر بلیڈ مارنا شروع کیا تو نعمان کی دل دہلا دینے والی چیخ ڈارک روم میں گونجی تھی۔۔۔۔اس کے چلانے سے تنگ آتے ڈیول اس کے کان کے قریب جھکتے سرد آواز میں

سر گوشی کرتا اس کو چھوڑتے کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔۔۔۔

تم کیا بچوں کی طرح چیخ رہے ہو مجھے بلکل مزہ نہیں آرہا ابھی سے بے کار میں اپنے گلے کو زہمت دے رہے ہو ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں ڈیول افسوس سے بولا تھا۔۔۔۔

رمیز لائٹ جلاؤ اب اسے جان پہچان بھی تو کرانی ہے نہ ڈیول نے سرد وسپاٹ انداز میں وہی کمرے میں موجود رمیز سے کہا تو ایک لمحے میں سارا کمرہ روشنی میں نہا گیا۔۔۔۔

کک۔۔ کیوں۔۔ کر۔۔ ر۔۔ رہے ہو

نعمان اپنی آدھ کھلی آنکھوں سے سامنے بیٹھے نقاب پوش کو دیکھتے گویا ہوا چہرے پر واضح اس کا خوف دیکھا جا سکتا تھا۔۔۔۔

معصوم بچیوں کو اغوا کرتے انہیں اپنی درندگی کا نشانہ بنانے کے بعد قت*ل کر کے پھینک دیتے ہو تمہارے جیسے حیوانوں کی وجہ سے کتنے خاندانوں کے سر جھک جاتے ہیں کتنی ہی لڑکیاں اپنی عزت چھن جانے کے بعد حرام مو*ت کو گلے لگا لیتی ہے اس کے بعد بھی تم کہہ رہے ہو کہ کیوں کر رہا ہو جنونی انداز میں بولتے اپنے سامنے رکھے اوزاروں میں سے ایک خنجر اٹھاتے اس کے سامنے رکا تھا اور بغیر اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کی آنکھ میں مارا تھا جس پر نعمان کی دلخراش چیخ گونجی تھی سکون سے

آنکھیں موندے ڈیول نے دوسری آنکھ میں بھی مارا تھا۔۔۔۔۔

تکلیف کے مارے نعمان کا سارا وجود کانپ گیا تھا۔۔۔اسکی آنکھوں سے خو*ن بہہ نکلا تھا اس کو درد کانپتے اور کراہتے دیکھ ڈیول کے اندر تک سکون اترا تھا۔۔۔اب اسکے ہونٹوں پر گہرے گہرے کٹ لگائے تو اس کے گلے نے بھی جواب دے دیا تھا۔۔۔ چیخ چیخ کر اس کا گلا بھی اب مزید چیخنے سے انکاری تھا لیکن وہ چیخ رہا تھا،،،تڑپ رہا تھا،،،کانپ رہا تھا اور ڈیول اس کو اس طرح دیکھ طمانیت بھری نگاہوں سے اپنے خنجر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اپنے خو*ن سے رنگے خنجر کو سائیڈ پر رکھتے الیکٹرک چیئر کا بٹن دبا گیا تھا کہ نعمان کا وجود جھٹکے پر جھٹکا کھا رہا تھا۔۔۔۔

ڈیول پر شوق نظروں سے اپنے سامنے دھاڑے مارتا نعمان کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔اس کے انگ انگ میں سکون کی لہر دوڑ گئی تھی کئی معصوم بچیوں کی چیخوں اور اذیت کا حساب لے لیا تھا وہ پر سکون ہو گیا تھا آج ایک اور درندے سے اس کے کیا کا حساب لیا تھا۔۔۔۔

نعمان کی جان لبوں پر آگئی تھی اس وقت کو خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا ان معصوم بچیوں کی چیخے ان کی فریادیں کانوں میں گونج رہی تھی۔۔۔اس کی اکھڑتی سانسوں کو دیکھتے ڈیول

نے الیکٹرک چیئر کا بٹن بند کیا اور چاقو اٹھاتے اس کی طرف بڑھا تھا اور اس کے پیٹ میں درپے درمارتا اس کی دھیمی چلتی سانسیں بھی اس سے چھین گیا تھا۔۔۔۔اس کے خو*ن کے کئی چھینٹے اس پر بھی پڑے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کو آخری دفع پوری قوت سے مارتے چاقو پھینک دیا تھا۔۔۔۔اس سب کو صاف کر کے اس کی لا*ش کو بھی کوڑے پر ڈالو ر میزا اور علی کو حکم صادر کرتا ایک دلکش مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے ڈارک روم سے نکل گیا تھا۔۔۔۔۔ پیچھے وہ دونوں کو منہ پر رومال رکھے کمرہ صاد کرنے لگے تھے۔۔۔۔

★★★

رات کا کھانا میز پر رکھتے وہاں سے باہر نکلی تو احد پر نظر پڑی جو سرخ ہوتی آنکھوں سے شیشے کی میز کو گھور رہا تھا ایک ہاتھ سے خو*ن رس رہا تھا کاظمہ نے جھرجھری لی تھی سارے ہی پاگل ہے یہاں پر خود سے بڑبڑاتی احد کے سامنے رکی تھی۔۔۔۔احد بھائی کیا ہوا آپ کے ہاتھ پر کاظمہ کی میٹھی سی آواز پر احد نے اپنی انگارہ ہوتی نگاہوں سے اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں کی سرخی دیکھتی کاظمہ ڈر کے دو قدم پیچھے ہوئی تھی گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی وہ جو صبح تک اس کو نرم مزاج کا انسان سمجھ رہی تھی اب اپنے خیال احد کے بارے میں تبدیل کر لیے تھے۔۔۔۔اس کو جواب نہ دیتے دیکھ کاظمہ شانے اچکائے وہاں سے جا رہی تھی۔۔۔۔

جب احد نے نرمی سے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔ گڑیا کھانا لگ گیا ہے۔۔۔۔۔۔اس کے پوچھنے پر کاظمہ جھٹکے سے پلٹی تھی جی بھائی لگ گیا ہے لیکن آپ کھائے گے کیسے کاظمہ نے ایک نظر اس کے ہاتھ کو دیکھا کر کہا تو احد نے اپنی جیب سے رومال نکالتے اپنے ہاتھ پر باندھا تھا۔۔۔

یہ لو ہو گیا صحیح کس کے رومال پر گرہ لگائے اس کے سامنے ہاتھ کیا تو کاظمہ نے گھور کر احد کو دیکھا تھا۔۔۔اس کو آپ صحیح کہتے ہے رو کے میں آپ کے ہاتھ کی ڈریسنگ کرتی ہو کاظمہ اس کو مشورہ دیتے جارہی تھی کہ وہ اسے پکارتے روک گیا۔۔۔۔۔

نہیں گڑیا اس کی ضرورت نہیں ہے میں ٹھیک ہو بس آپ یہ بتاؤ کہ کھانا لگ گیا ہے نہ احد نے پھر سے اپنی بات دہرائی تو کاظمہ نے عجیب سی نظروں سے اس کو دیکھتے جواب دیا تھا۔۔۔۔

جی بھائی لگ گیا ہے۔۔۔۔۔

اس کے کہنے پر احد ڈائنگ ہال کی طرف چلا گیا تھا۔۔۔ کاظمہ نے حیرت سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب کھانے کی میز پر بیٹھے صائم کا انتظار کر رہ تھے جب عمارہ ڈائنگ ہال میں آئی تھی اس کو دیکھ کر نصرت بلوچ اور احد نے ناگواری نظر اس پر ڈال کر چہرہ۔ پھیر لیا تھا۔۔۔ عمارہ بغیر کسی پر دھیان دیے بغیر کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔

صائم جب ہال میں آیا تو کاظمہ کے علاوہ سب کو بیٹھا دیکھ کر اس کی کشادہ پیشانی پر بل پڑے تھے۔۔۔۔۔

جا کر کاظمہ بی بی کو بلا کر لاؤ ملازمہ کو دیکھتے غصے سے کہا تو ملازمہ فوراً وہاں سے گئی تھی۔۔۔۔۔ صائم اپنی جگہ پر بیٹھا تو کاظمہ بھی ہچکچاتے اندر داخل ہوئی۔۔۔۔

ادھر آکر بیٹھو صائم نے اس کو اپنے برابر والی کرسی پر بیٹھنے کو کہا تو کاظمہ انگلیاں مڑوڑتے اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔۔

یہ لڑکی اگر یہاں سے نہیں اٹھی تو میں یہاں نہیں بیٹھو گا اسفند بلوچ کے چلا کر کہنے پر کاظمہ نے ڈرتے صائم کے ہاتھ کی پشت پر

اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔۔صائم نے چونکتے اسے دیکھا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں نمی اور اس کا کپکپاتے ہاتھ کو اپنی سخت گرفت میں لیا تھا۔۔۔۔

آپ کی مرضی ہے اگر آپ کو نہیں کھانا تو آپ جا سکتے ہے صائم نے بے نیازی سے کہہ کر کاظمہ کی پلیٹ میں کھانا ڈالتے اسے کھانے کا اشارہ کیا تو وہاں بیٹھے ہر شخص نے اس منظر کو حیرت کی زیادتی سے پھٹی آنکھوں کے ساتھ دیکھا تھا۔۔۔

جو خود اپنا کوئی کام نہیں کرتا تھا وہ کاظمہ کے لیے کھانا نکال رہا تھا احد اور نصرت بلوچ اس کو دیکھتے نرمی سے مسکرائے تھے جبکہ اسفند بلوچ اور عمارہ آنکھوں میں نفرت لیے کاظمہ کو دیکھ رہے

تھے۔۔۔اچانک ہی اسفند بلوچ غصے سے کھڑے ہوتے وہاں سے گئے تھے۔۔۔عمارہ بھی ایک نفرت بھری نگاہ کاظمہ کے معصوم چہرے پر ڈالتے وہاں سے گئی تھی۔۔۔۔۔

کاظمہ کو دکھ ہوا تھا کہ اس کی وجہ سے کوئی کھانا نہیں کھا کر گیا۔۔۔۔اس کے برعکس صائم اطمینان سے اپنے کھانے سے انصاف کر رہا تھا۔۔۔۔

★★★

روح میں شامل ہے فقط نس نس میں نہیں،،،
وہ اک شخص میری دسترس میں نہیں،،،،

حل یہی ہے کہ بھول جاؤں اسے،،،،
اور اک یہی بات میرے بس میں نہیں،،،،

شہر وز پچھلے چند دن سے اپنے فلیٹ میں ہی رہ رہا تھا اس دن کاظمہ کے نکاح کے بعد سے وہ گاؤں واپس نہیں گیا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اسے ٹوٹے بکھرے حال میں دیکھے وہ خود کو وقت دے رہا تھا اسے بھولنے کی کوشش کر رہا تھا جو ناممکن ہی لگ رہا تھا۔۔۔۔ایک بار دل میں کوئی بس جائے تو کہاں آسانی سے وہ دل سے نکلتا ہے۔۔۔۔۔۔

شہر وز بھی کوشش کر رہا تھا کاظمہ کو بھولنے کی خود کو سمجھا رہا تھا کہ وہ کسی اور کی ہو گئی ہے وہ اس کا نصیب نہیں تھا۔۔۔۔ لیکن کہنے سے زیادہ کرنے مشکل لگ رہا تھا۔۔۔۔رحیم چوہدری نے فون کر کے اسے ذوہا کے نکاح کا بھی بتایا تھا لیکن اس نے اف

تک نہیں کہا تھا۔۔۔اسے کوئی فکر نہیں تھی کہ جس کو اس کے نام سے منسوب کرنا چاہا تھا وہ کسی اور کی ہو گئی۔۔۔۔

اسے فکر تھی تو صرف کاظمہ کی جو اس کے دل میں بسی تھی۔۔۔وہ پریشان تھا تو صائم کی طرف سے کہ وہ کیا سلوک کرتا ہو گا اس کے ساتھ وہ ایک بار اس سے ملنا چاہتا تھا۔۔۔۔لیکن یہ بھی جانتا تھا کہ یہ مشکل کام ہے صائم نے اس کے گھر والوں سے بات نہیں کرنے دی ہو گی اس سے کیسے ملنے دے گا۔۔۔۔اسے احتشام کے فیصلے پر بھی غصہ آرہا تھا لیکن وہ یہاں بھی بے بس تھا۔۔۔۔۔

یہ سب کچھ سوچتے ایک تلخ مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں کا احاطہ کیا تھا۔۔۔ نظریں آسمان پر اپنے آب وتاب سے چمکتے چاند پر ٹکائے وہ مسلسل کاظمہ کو سوچ رہا تھا۔۔۔۔

اس کی سوچوں میں خلل موبائل فون کی آواز نے ڈالا تھا بے دلی سے موبائل اٹھائے سکرین پر جگمگاتے نمبر کو دیکھا تو ماتھے پر ایک شکن ابھری تھی۔۔۔۔

شہروز چوہدری سپیکنگ اس کی سرد وسپاٹ آواز سن کر رائیکہ کی فون پر گرفت سخت ہوئی تھی۔۔۔۔

لبوں کو تر کرتے بولنے شروع کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔مجھے آپ کی مدد چاہیے رائیکہ نے اپنے لہجے کو مضبوط بنائے بولا تھا۔۔۔۔۔

نسوانی آواز سن کر شہروز نے پریشانی سے فون کان سے ہٹائے سکرین کو دیکھا تھا جہاں موجود نمبر اس کے موبائل میں محفوظ نہ تھا۔۔۔۔۔ کیسی مدد چاہیے سر جھٹک کر مدعے پہ آیا تو رائیکہ نے حیران کن نظروں سے فون کو دیکھا وہ جو سمجھ رہی تھی کہ شہروز چوہدری ہزار سوال کرنے کے بعد اس کی مدد کے لیے راضی ہو گا اس کے اچانک مان جانے پر وہ خاصی حیران رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

لیکن پھر سر جھٹکتے اسے بتانے لگی مجھے ایک آدمی کی تلاش ہے میں چاہتی ہو کہ آپ اسے ڈھونڈنے میں میری مدد کریں رائیکہ

کی بات پر شہروز نے اس آدمی کے لیے اس کے لہجے میں نفرت واضح محسوس کی تھی۔۔۔۔

آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں مدد کرو گا شہروز نے سخت لہجے میں پوچھا تھا نجانے کیوں اسے یہ آواز جانی پہچانی سی لگی تھی۔۔۔۔۔۔۔

تو کیا آپ نہیں کرے گے رائیکہ نے جھٹکے سے اٹھ کر پوچھا تو اس کے یک دم اٹھنے سے زخم میں تکلیف ہوئی تھی جس کو وہ فراموش کر گئی۔۔۔۔۔۔

ہاں بلکل کیونکہ میں آپ کو نہیں جانتا تاہم اس معاملے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا شہروز چوہدری نے سہولت سے انکار کرتے فون بند کرنا چاہا جب رائیکہ تیزی سے بولی تھی۔۔۔اگر میں احتشام بلوچ کی بہن ہوئی تب بھی نہیں۔۔۔

وہ جو فون بند کرنے لگا تھا اس کے کہے گئے جملے پر حیرانگی سے فون واپس کان سے لگا گیا۔۔۔۔۔ کیا مطلب احتشام کی بہن ہو اگر آپ اس کی بہن ہو تو اس سے مدد مانگو مجھے کیوں فون کیا شہروز نے اپنے لہجے کی حیرانگی کو چھپائے کہا تو رائیکہ نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

لیکن میں اس معاملے میں بھائی کی مدد نہیں لینا چاہتی کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ وہ کسی مشکل میں پڑ جائے رائیکہ نے وضاحت دی ۔۔۔تو شہروز نے آئی برو اچکائی تھی تو کیا آپ نے مجھے جانوروں سے دوستی کرتے دیکھا ہے کیا جو مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی شہروز نے طنزیہ کہا تھا۔۔۔

مطلب آپ میری مدد نہیں کرنا چاہتے رائیکہ اس کی باتوں سے یہی اخذ کر پائی تھی اس لیے نم آواز میں بولی تھی۔۔۔۔۔

اس کے لہجے کی نمی محسوس کرتے شہروز نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے خود کو پر سکون کیا تھا۔۔۔۔ ٹھیک ہے میں آپ کی مدد

کر دو گا اس آدمی کی تصویر آپ بھیج دو شہر وز بلا آخر راضی ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

اس کے مان جانے پر رائیکہ نے پر جوش آواز میں تصدیق چاہی تھی۔۔۔۔ سچی آپ کرے گے نہ میری مدد اور بھائی کو بھی نہیں بتائے گے رائیکہ نے آخر میں منت بھرے انداز میں پوچھا تھا۔۔۔۔

ہمم ٹھیک ہے نہیں بتاؤ گا شہر وز نے بے دلی سے کہتے کھٹک سے فون بند کیا تھا۔۔۔۔۔۔

سڑیل اس کے فون بند کرنے پر رائیکہ نے منہ بسورے اسے نیا نام دیا تھا لیکن پھر مسکراتے اپنے ہاتھ میں پہنے باریک سے لیکن خوبصورت سے بریسلٹ پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔

★★★

بس کر جائے آپو آپ اور کتنا روئے گی روشنہ کے مسلسل رونے سے تنگ آتے ذوہا نے جھنجھلا کر کہا۔۔۔۔وہ کب سے اسے چپ کرانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن روشنہ کے آنسو تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔۔۔ذوہا کو تو یہ فکر ستائے جا رہی تھی کہ اگر کسی نے اسے اتنا روتا ہوئے دیکھ لیا تو وہ کیا جواب دے گی

۔۔۔۔۔

ذوہا آپ اپنے کمرے میں چلی جائے روشنہ نے منہ موڑے خفگی سے کہا۔۔۔۔

ٹھیک ہے چلی جاؤ گی لیکن آپ رونا تو بند کریں ذوہا نے ڈھٹائی سے کہا تو روشنہ نے آنکھیں دیکھائی تھی جس کو خاطر میں لائے بنا ذوہا نے اسے بیڈ پر بٹھاتے پانی کا گلاس اس کے ہاتھ میں تھمایا تھا۔۔۔۔ جس کو روشنہ نے تھامے ایک گھونٹ پیتے واپس رکھ دیا۔۔۔۔

جی تو اب بتائے ایسی بھی کیا بات ہوئی آپ کے اور بھائی کے بیچ کے آپ اتنا پریشان ہو گئی ہے ذوہا نے تحمل سے پوچھا۔۔۔۔اس کا سوال سن کر روشنہ کی ایک بار پھر سے آنکھیں نم ہوئی۔۔۔۔۔

احد کہہ رہے تھے کہ جب مجھے سچائی کا علم ہوا تو وہ بھی منہ موڑ لے گے روشنہ نے روہانسی آواز میں کہا۔۔۔۔

کیسی سچائی ذوہا نے اچھنبے سے اسے تکتے پوچھا تو روشنہ نے یونی والا سارا واقع اسے سنا دیا تھا۔۔۔۔۔ جس کو سن کر ذوہا نے خشمگیں نگاہوں سے روشنہ کو دیکھا تھا۔۔۔۔ آپو ساری سچائی تو آپ کے سامنے ہے آپ کیوں خود کو اور بھائی کو تکلیف دے رہی ہے اس سارے واقع میں بھائی کو کہی کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔۔

ذوہا آپ بھی اپنے بھائی کی طرف داری کر رہی ہے فریال بھی مجھے غلط کہہ رہی ہے سب صیحح ہے اور میں غلط ایسا نہیں ہے میں

نے خود دیکھا تھا احد کو اپنے چہرے پر جھکتے ہوئے روشنہ غصے سے بولی۔۔۔۔

جی آپو کیونکہ آپ غلط ہے اس لیے آپ کو غلط کہو گی آپ نے صرف اتنا دیکھا کہ وہ آپ کے قریب کھڑے ہوئے تھے لیکن کیا آپ نے یہ محسوس کیا کہ کپڑوں کی حالت بھی بھائی نے کی کیا آپ کو اپنے کپڑوں سے بھائی کے پرفیوم کی خوشبو آئی نہیں آئی ہو گی روشنہ آپو میں یقین سے کہہ سکتی ہو میرا بھائی مر * نے کو ترجیح دے گا لیکن یہ گری ہوئی حرکت کبھی نہیں کرے گا وہ بھی اس لڑکی کے ساتھ جس سے وہ محبت کرتے ہو۔۔۔۔۔۔آپ نے ان کے ساتھ تین سال گزارے ہے کیا ان تین سالوں میں

انہوں نے ایسی کوئی حرکت کی جس وجہ سے آپ فوراً مان جائے کہ بھائی ایسا کر سکتے ہے۔۔۔۔۔

روشنہ آپو کسی رشتے میں محبت کم ہو نہ تب بھی وہ رشتہ چل جاتا ہے لیکن جس رشتے میں عزت اور اعتبار نہ ہو نہ وہ ٹوٹ جاتا ہے آپ نے شاید بھائی سے محبت ہی کی ہے لیکن ان پر اعتبار نہیں کیا اور محبت میں سب سے پہلے اعتبار کی سیڑھی پر چڑھنا ضروری ہوتا ہے جب تک آپ پہلی سیڑھی پر نہ چڑھ جاؤ اوپر نہیں جا سکتے پھر آپ کیسے بنا اعتبار کی سیڑھی پر کھڑے ہوئے محبت تک پہنچ گئی۔۔۔۔۔

ذوہا سخت لہجے میں کہتی احتشام کا موبائل لیے کمرے سے نکل گئی

۔۔۔۔لیکن ذوہا اب تک اس کی باتوں کے زیر اثر تھی

۔۔۔۔اگر یہ سب کچھ جھوٹ ہوا اور احد بے قصور ہوئے تو

میں کیا کروں گی سر ہاتھوں میں تھامے روشنہ بے بسی کے آخری

مراحل پر تھی۔۔۔۔اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے

حقیقت واضح تھی لیکن روشنہ جان بوجھ کر نظر انداز کرتی سچ کی

تلاش میں تھی۔۔۔۔

★★★

ذوہا نے کمرے میں آتے ایک طائرانہ نظر چاروں طرف دوڑائی

تھی احتشام کو کمرے میں نہ پا کر اس نے سکون کا سانس لیا اس کو

فون ٹیبل پر رکھتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھ گئی

تھی۔۔۔۔اسے روشنہ بلوچ پر بہت غصہ آرہا تھا جس کو اس نے بامشکل کنڑول کیا تھا۔۔۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ احد سے ناراض ہے بھی تو کس بات پر۔۔۔اب ذوہا کو احد کی مدد کر کے سکون ملا تھا ورنہ روشنہ تو اس کے بھائی کو زانی سمجھتی اور اس کو قطعاً منظور نہیں۔۔۔اسے احد کا فیصلہ بھی صحیح لگا روشنہ اس سے بدگمان ہے اسے وقت دے کر اس نے اچھا کیا تا کہ وہ خود سچ جان پائے۔۔۔

احتشام جو ڈریسنگ روم میں تھا باہر آتے ذوہا کو سوچوں میں گھرا دیکھ مٹھیاں بھینچ گیا۔۔۔۔اسے کہا منظور تھا کہ اس کی بیوی اس کی موجودگی سے لاعلم رہے مانا کہ وہ اس سے ناراض تھا لیکن

اسے منانے کے بجائے وہ کچھ اور ہی سوچ رہی تھی اور یہی بات احتشام کے غصے کو ہوا دے رہی تھی۔۔۔۔

ڈریسنگ ٹیبل کے پاس رکتے وہاں سے پرفیوم اٹھاتے واپس زور سے رکھا تھا اس دوران نظریں شیشے سے نظر آتے ذوہا کے عکس پر ہی جمی ہوئی تھی جواب تک ایک پوزیشن میں ہی بیٹھی تھی۔۔۔۔۔کسی چیز کی آواز محسوس کرتے ذوہا نے آنکھیں کھولی تو سیدھا نظر احتشام سے ٹکرائی تھی جو اس کو آنکھیں کھولتا دیکھ ہی اپنا بال بنانے لگا تھا۔۔۔

جب کہ اس کو کمرے میں دیکھ کر ذوہا کو شرمندگی سی ہوئی تھی وہ روشنہ اور احد کے بارے میں اتنا سوچ رہی تھی کہ اس کی

موجودگی کا بھی اندازہ نہ ہو سکا۔۔۔احتشام ایک بھرپور نظر اس کے سراپے پر ڈالتے روم کی لائٹ بند کرتا بیڈ پر لیٹ گیا تھا۔۔۔

سائیں آپ کھانا نہیں کھا رہے اس کو پشت کو دیکھتے ذوہا نے نرمی سے کہا یہ بھی خاموشی کی دیوار کو گرانے کے لیے کہا تھا ورنہ کھانا کھاتے ہوئے تو وہ اسے دیکھ چکی تھی۔۔۔۔

مسسز اگر آپ طلاق جیسے منصوبے بنانے بند کر دے تو شاید آپ کو ارد گرد جو چل رہا ہے وہ نظر آجائے احتشام نے رخ اس کی طرف موڑتے اس پر طنز کیا تو ذوہا نے چہرہ جھکا یا تھا۔۔۔

میں منصوبے نہیں بنا رہی تھی معصومیت سے ہلکی سی آواز میں منمنائی تو احتشام کو ٹوٹ کر اس پر پیار آیا تھا لیکن اپنے جذبات کو تھپک کر سلاتے سرد آواز میں بولا تھا۔۔۔

لائٹ بند کرو مجھے سونا ہے اور اگر تمہارے ابھی بھی کچھ سوچنا باقی رہ گیا تو دوسرے روم میں چلی جاؤ اس کے گلابی چہرے پر نظریں ٹکائے بولتا دوبارہ رخ موڑ گیا تھا۔۔۔۔۔۔ذوہا نے خفگی سے اس کی پشت کو دیکھا تھا پھر لیمپ بند کرتے خود بھی لیٹ گئی۔۔۔

★★★

انکل کون ہے وہ لڑکی جس کے لیے صائم نے آپ کو بھی جواب دے دیا عمارہ اسفند بلوچ کے ساتھ ہی ان کی سٹڈی میں آئی تھی اور ان کے پیچھے کھڑے ہوتے غصے میں پوچھا تھا۔۔۔۔

بیوی ہے کاظمہ صائم بلوچ اسفند بلوچ نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے جواب دیا تو عمارہ خالی خالی نظروں سے ان کو دیکھتی رہی۔۔۔۔۔۔یہ کیا بکواس ہے وہ شادی کر چکا ہے اور آپ نے اسے منع بھی نہیں کیا اور صائم کیسے شادی کر سکتا ہے اس کی حقیقت جاننے کے بعد بھی وہ لڑکی اس سے شادی کے لیے تیار ہو گئی عمارہ نے جلتے ایک اور سوال کرا تھا۔۔۔۔ جس پر اسفند بلوچ نے سخت نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

پہلی بات لڑکی تم اپنی آواز نیچی رکھو اور میں تمہیں جواب دینے کا پابند نہیں ہو لیکن مجھے نہیں لگتا کہ صائم نے اسے اپنے بارے میں کچھ بتایا ہو گا اور یہ شادی عام شادی کی طرح نہیں ہوئی تھی بلکہ صائم اسے بدلہ کے لیے لایا تھا لیکن اب پتا نہیں اس کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔۔۔۔اسفند بلوچ متفکر انداز میں بولتے ریلکسنگ چیئر پر بیٹھے تھے۔۔۔

کیا مطلب وہ لڑکی خون بہا میں آئی ہے عمارہ ان کی بات سے یہی سمجھ پائی تھی۔۔۔۔ نہیں وہ خون بہا میں نہیں آئی ذوہا نے اس کے بھائی احتشام بلوچ سے شادی کی ہے جس کے بدلے صائم نے اس سے نکاح کیا ہے اسفند بلوچ نے آنکھیں موندے اسے بتایا۔۔۔۔

تو صائم کے انداز سے تو کہی ظاہر نہیں ہو رہا کہ اس نے بدلے کے لیے شادی کی ہے عمارہ نے پریشانی سے کہا۔۔۔۔۔

جس روز آئی تھی اس روز تو ملازمہ کے کپڑے دیے تھے ساتھ حویلی کے کام کرنے کو کہا تھا لیکن اب پتا نہیں کیا ہوا اسے۔۔۔۔۔

اور رہتی کہاں ہے میں نے دو بار اسے صائم کے کمرے میں ہی دیکھا ہے عمارہ نفرت آمیز لہجے میں بولی۔۔۔۔۔۔

سرونٹ کوارٹر میں اسفند بلوچ نے آنکھیں کھولے اسے جواب دیا۔۔۔۔۔ان کے جواب پر عمارہ کے لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔۔۔

ہمم باقی کا کام میں کر لو گی عمارہ نے ایک ادا سے کہا تو اسفند بلوچ نے دوبارہ سکون سے آنکھیں موندے تھی۔۔۔۔ عمارہ شاطرانہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔

★★★

احد بھائی آپ یہاں کیوں بیٹھے ہے کاظمہ جو کواٹر کی طرف
جا رہی تھی احد کو اکیلا بیٹھا دیکھ اس کے پاس آ گئی
تھی۔۔۔۔۔احد نے اس کی آواز پر سر اٹھاتے اس کو ساتھ پڑی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جس پر کاظمہ فوراً بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔

کیا ہوا آپ کو آپ اداس لگ رہے ہے کاظمہ نے احد کے چہرے کو تکتے کہا تو احد نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔جی بلکل میں اداس

ہی نہیں تکلیف میں بھی ہو اور تکلیف بھی اس شخص کی طرف
سے آئی ہے جس پر میں نے سب سے یقین کیا لیکن اب جس
مقام پر میں آیا ہو نہ وہ میرا یقین نہیں کر رہی جانتی ہو اسے لگتا
ہے میں ہوس پرست انسان ہو اس نے پل میں میری محبت کی
نفی کر دی اس نے واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ اسے مجھ پر یقین
نہیں ہے اس کو خود پر یقین ہے کہ جو کچھ بھی ہوا ہے وہ میں نے
کیا ہے احد نے بے بسی سے اسے بتایا۔۔۔۔۔اسے پتا بھی نہ چلا
کہ کب اس کی آنکھیں نم ہوئی۔۔۔۔۔۔

کاظمہ غور سے اس کی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی جہاں درد
ہلکورے لے رہا تھا۔۔۔۔۔جہاں یقین ٹوٹنے کی کرچیاں نظر
آ رہی تھی۔۔۔۔۔لیکن یہ معاملہ ایک لڑکی کی تھی جو اسے ہوس

پرست سمجھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔اگر آپ کو برا نہ لگا تو کیا اپ مجھے شروع سے سب کچھ بتا سکتے ہے ہو سکتا ہے میں کچھ مدد کر سکو لیکن اگر مدد نہ بھی کر سکی نہ تو آپ کا غم ضرور ہلکا ہو جائے گا

کاظمہ نے مسکراتے اسے آفر کی۔۔۔۔۔

احد نے کچھ دیر اس کے معصوم چہرے کو دیکھتے سب کچھ بتا دیا لیکن روشنہ کا نام کہی نہیں لیا تھا۔۔۔۔احد چپ ہوتے اس کے چہرے کو کھوجتی نگاہوں سے دیکھنے لگا جہاں الجھن بھرے تاثرات نظر آرہے تھے۔۔۔۔

کاظمہ کو احد کی باتیں سنتے نا جانے کیوں روشنہ کا خیال آیا تھا اس نے بھی تو یہی سب اس سے کہا تھا کیا وہ لڑکا احد بھائی تھے جس

نے اس لڑکی کے ساتھ برا کیا تھا لیکن یہاں تو کچھ برا ہوا ہی نہیں پھر روشنہ آپو نے کیوں کہا کاظمہ بری طرح الجھ گئی تھی روشنہ اور احد کی باتوں کے درمیان لیکن پھر سر جھٹک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔

آپ پریشان نہ ہو یہ آپ کی آزمائش ہے اگر وہ آپ کے حق میں بہتر ہوئی تو جلد ہی ٹھیک ہو جائے گا اور آپ صفائیاں نہ دے کیونکہ میری نظر میں صفائیاں جھوٹا آدمی دیتا ہے اس لیے اللہ پر چھوڑ دے سب بہتر ہو گا کاظمہ نے نرمی سے کہا۔۔۔

لیکن اگر وہ مجھے نہ ملی تو احد نے سوال کیا تو کاظمہ نے کچھ دیر اس کے چہرے کو دیکھا پھر اپنے مخصوص انداز میں نرمی سے

کہا۔۔۔۔ اللہ نے کہا ہے کہ ہر تاخیر کے بعد خیر ہے اللہ نے یہ نہیں کہا کہ وہ خیر تمہاری من پسند چیز کی صورت میں نہیں ہوسکتی۔۔۔۔ ہوسکتا ہے کہ جو تمہاری پسند ہے وہی تمہارے رب کی بھی پسند ہو اس لیے صبر سے کام لینا چاہیے۔۔۔۔۔

جب اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ وہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے جب رب ساتھ ہے تو اس سے زیادہ خوشی اور حوصلہ کی بات تمہارے لیے کیا ہوسکتی ہے۔۔۔۔

سورۃ طٰہٰ میں اللہ پاک نے فرمایا ہے "ڈرو مت بے شک میں تمہارے ساتھ ہو، (ہر بات) سن اور دیکھ رہا ہو۔۔۔۔ صبر کرلو یہ سوچ کر کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس میں اللہ کی مصلحت اور

تمہارے لیے بہتری ہے۔۔۔۔اپنی قسمت کو اللہ پر چھوڑ دو یہ سوچ کر نہیں کہ وہ سب بہتر کرے گا بلکہ یہ سوچ کر کہ اس سے بہتر کوئی کر ہی نہیں سکتا دعاؤں سے نصیب بدل جاتے ہیں پر صرف ان کے جو دعاؤں پر یقین رکھتے ہیں۔۔۔اس لیے آپ دعا کرے اللہ سے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔

احد نے مسکراتے ہاں میں سر ہلایا تھا ویسے تمہیں پتا ہے تم بہت پیاری باتیں کرتی ہو اور تم نے صحیح کہا تھا مدد نہ کر سکی تو میرا درد کم ضرور کر دو گی اور تمہارے لفظوں سے واقع ہی میری مدد ہو گئی ہے۔۔۔۔۔

کاظمہ مسکرائی تھی اس کی بات پر اور یہ مسکراہٹ صائم کو زہر سے بھی زیادہ بری لگی تھی۔۔۔۔۔وہ جو ابھی ہی حویلی میں داخل ہوا تھا کاظمہ اور احد کو باتیں کرتے دیکھ پتا نہیں کیوں لیکن اسے شدید جلن ہوئی تھی اور رہی سہی کسر اس کی مسکراہٹ نے پوری کر دی تھی۔۔۔۔

مضبوط قدم اٹھاتے اس کی کرسی کے پاس رکا تھا۔۔۔احد اور کاظمہ نے چونکتے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔ جبکہ اس کو غصے میں دیکھ احد حیران ہوا تھا لیکن اس کو مسلسل خود کو تکتا پا کر وہ پر سکون سا مسکرایا۔۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو اس کی دل جلانی والی مسکراہٹ کو یکسر نظر انداز کرتا کاظمہ سے مخاطب ہوا۔۔۔۔

میں بھائی سے باتیں کر رہی تھی کاظمہ نے پر جوش ہو کر بتایا

۔۔۔۔خوش تو تم ایسے ہو رہی ہو جیسے بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہو صائم نے اس کے مسکاتے چہرے کی طرف دیکھتے طنزیہ کہا تو کاظمہ کے ہونٹ فوراً سکڑے تھے۔۔۔۔

احد ایک نظر اسے دیکھ کر اٹھ کر چلا گیا تھا۔۔۔اسے صائم کا انداز برا لگا تھا لیکن کہنا بے کار تھا۔۔۔

کاظمہ بھی اٹھ کر جا رہی تھی جب صائم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی گرفت میں لیا تھا۔۔۔۔کاظمہ نے خفگی سے اسے تکا تھا

۔۔۔۔لیکن صائم نے اپنی گرفت نرم کرنے کے بجائے سخت کی تھی کہ تکلیف سے کاظمہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔۔۔۔

میرے بھائی کے ساتھ تو تم ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی اور میرے ہاتھ لگاتے ہی تمہاری آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا صائم نے اس کے آنسو کو دیکھتے اکتاہٹ بھرے انداز میں کہا۔۔۔۔۔

اس کی کہی گئی بات پر کاظمہ کا دل چاہا پھوٹ کر روئے لیکن وہ اس شخص کے سامنے کمزور نہیں بننا چاہتی تھی۔۔۔اس لیے اپنے آنسو کو روکنے کی ناکام کوشش کرتی اس گرفت سے اپنا

ہاتھ نکالنے لگی۔۔۔اس کی مزاحمت پر صائم کی گرفت اور سخت ہوئی تھی جبکہ آنکھیں ضبط سے سرخ ہو گئی تھی۔۔۔۔

کہاں جانا ہے اس کی مزاحمت سے تنگ آتے اس کے دوسرے ہاتھ کو بھی اپنی گرفت میں لیتے سرسراتے لہجے میں بولا تو کاظمہ کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔

سس۔۔سو نے یک لفظی جواب دیتے نگاہیں اس کے ہاتھوں کی ابھرتی نیلی رگوں پر جمائی تھی۔۔۔۔۔۔

تمہارا کیا رشتہ ہے میرے ساتھ اس کی ٹھوڑی کو انگلی کی مدد سے اونچا کرتے سرد لہجے میں استفسار کیا۔۔۔۔

شش۔۔۔شو۔۔ہر۔۔۔۔ب۔۔بیوی کا

توبیوی کہاں رہتی ہے بنا اٹکے جواب دینا اس کے ہاتھوں کو

چھوڑتے چہرہ دبوچے پوچھا تھا۔۔۔۔

ش۔۔۔شوہر کے ساتھ کاظمہ بامشکل ہی بنا اٹکے جواب دے

پائی تھی

۔۔۔۔۔

گڈ اس کے جواب پر استہزاء نظروں سے اس کو دیکھتے ایک جھٹکے

سے اپنے کندھے پر ڈالا تھا کہ کاظمہ کی ہلکی سی چیخ برآمد ہوئی

تھی۔۔۔۔۔خفت سے سارا چہرہ سرخ ہو گیا تھا لیکن صائم اسے

یونہی لیے گھر کے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔ سیڑھیاں چڑھتے کمرے کے سامنے رکتے پاؤں کی مدد سے دروازا کھولتے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔

آج کے بعد سے میری اجازت کے بغیر تم اس کمرے کے باہر نہیں جاؤ گی یاد رکھنا اس کو زمین پر کھڑا کرتے انگشت شہادت اٹھاتے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو کاظمہ نے ڈر کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

جب کہ اس کو اس طرح کاظمہ کو کمرے میں لے جاتے عمارہ نے نفرت بھری نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔

★★★

اس نے شکوہ کن نگاہوں سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔۔۔وہ جو اپنے کپڑے لیتے واشروم کی طرف جارہا تھا خود پر نظروں کی تپش محسوس کر کے جھٹکے سے پلٹا تھا۔۔۔اس کے پلٹنے پر نگاہوں کا زبردست تصادم ہوا تھا کاظمہ نے گھبرا کر نگاہوں کا زاویہ بدلہ تھا جب کہ صائم کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔۔

ہینگ ہوئے ڈریس کو کاؤچ پر پھینکتے وہ قدم قدم چلتا اس کے سامنے آکر رکا۔۔۔اس کے رکنے پر کاظمہ کا دل بے ساختہ دھڑکا۔۔اس سے پہلے وہ پیچھے ہوتی صائم نے اس کی کمر سے ہاتھ گزارتے اپنے ساتھ لگایا۔۔۔اس کا چہرہ اتنا قریب تھا کہ

اس کی گرم سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کر کے کاظمہ جی جان سے کانپی تھی۔۔۔۔

صائم نے دو انگلیوں کی مدد ٹھوڑی کو جکڑتے اس کا چہرہ اوپر کیا ۔۔۔۔کاظمہ نے ایک نظر اس کی سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھ کر دوبارہ پلکوں کی جھالر گرائی تھی۔۔۔۔بے بی گرل ان چیزوں کو دیکھنا چاہیے جو آپ کی ہو اور تم مجھے دیکھ رہی تھی سردار صائم بلوچ کو جس کو دیکھنے کی تمہاری اوقات نہیں ہے۔۔۔۔صائم نے اس کے چہرے کی طرف تمسخرانہ نظروں سے دیکھتے کہا۔۔۔

اس کی بات پر کاظمہ جھٹکے سے اس کے حصار سے نکلی تھی جبکہ اس کے اس طرح سے دور جانے پر صائم نے ناگواریت سے اسے تکا تھا لیکن پھر سر جھٹک کر اس کا لال بھبھوکا چہرہ مسکراتی نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔۔

اگر میری اتنی اوقات نہیں ہے کہ میں سردار صائم بلوچ کو دیکھ بھی نہ سکو تو کیا سردار صائم بلوچ یہ بتائے گے کہ مجھ سے نکاح کیوں کیا اور پھر مجھے اپنے کمرے میں کیوں لائے اور جب بھی کوئی مجھے ہاتھ لگائے تو کیوں آپ کو برداشت نہیں ہوتا جب آپ کی نظر میں میری ذرا سی اہمیت بھی نہیں ہے تو کیوں میرے قریب آتے ہے کاظمہ ضبط سے سرخ ہوتی نگاہوں سے اس کو دیکھتے گلوگیر لہجے میں بولی۔۔۔۔

صائم دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اس کی زبان کے جوہر دیکھ رہا تھا

۔۔۔آج پہلی بار اس نے اس کو اتنا بولتے ہوئے دیکھا تھا

۔۔۔۔کاظمہ کے سرخ چہرے کو دیکھتے سرد آواز میں بولا

۔۔۔۔۔۔آج کے بعد مجھ سے اس انداز میں بات کبھی نہیں

کرنا ورنہ تمہارے حق میں بلکل اچھا نہیں ہوگا اور میں یہاں

تمہیں اپنا کمرہ صاف کروانے کے لیے لایا تھا تم نا جانے کس

خوش فہمی میں مبتلا ہو گئی اور رہی بات تم سے نکاح کرنے کی تو وہ

خذبات میں کر لیا تھا۔۔۔۔

جب تک میرے نکاح میں ہو میری ملکیت رہو گی اور صائم اپنی

چیزوں کے معاملے میں پوسیسو ہے اس لیے تمہیں یہ برداشت

کرنا پڑے گا۔۔۔اب بیوی ہو تو کبھی کبھی قریب بھی آجایا کرو گا جب دل بھر گیا تب چھوڑ دو گا۔۔۔۔صائم نے اس کے وجود کو بے باک نظروں سے دیکھتے کہا۔۔۔۔

اس کے زہر میں ڈوبے لفظ سن کر کاظمہ کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونا محال لگ رہا تھا۔۔۔وہ اس کے دل بہلانے کے سامان کے مترادف تھی اس شخص کے سینے میں واقعی ہی پتھر تھا دل ہوتا تو یہ سب کہتے ہوئے درد محسوس کرتا۔۔۔لیکن سامنے کھڑا شخص بے رحم تھا اسے کسی کی تکلیف سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا وہ درد دینا جانتا تھا۔۔۔دل تھا کہ درد سے پھٹا جا رہا تھا آنسوؤں کا گولا سا حلق میں اٹکا تھا۔۔۔لیکن شاید کاظمہ آج اپنا ضبط آزما

رہی تھی اس لیے ایک آنسو بھی اس ستمگر کے سامنے نہیں بہا تھا۔۔۔۔ سبز کانچ سی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔۔۔۔

صائم ایک نظر اس کے سرخ چہرے پر ڈال کر اپنے کپڑے لیتا واشروم میں چلا گیا تھا۔۔۔۔ کاظمہ اس کے جاتے ہوش میں آئی تھی ایک نظر اس کے کمرے پر دوڑائی تھی جہاں سب کچھ ٹھیک ہی تھا پتا نہیں وہ کیا صاف کروانا چاہتا تھا۔۔۔ پھر نظر بیڈ پر بیڈ شیٹ پر گئی۔۔۔۔ کاظمہ تیزی سے بیڈ تک گئی تھی جلدی جلدی بیڈ شیٹ بچھاتے وہ یہاں سے جانا چاہتی تھی۔۔۔۔

وحشت سی ہو رہی تھی اسے اس کمرے سے وہ جب بھی یہاں آئی ہمیشہ اس کی تذلیل ہی کی گئی۔۔۔۔ کیا وہ زر خرید تھی کیا اس

نے کہا تھا کہ اس سے نکاح کرو۔۔۔۔۔۔کہنے کو بہت کچھ تھا لیکن اس کے شکوہ سننے والا کوئی بھی نہیں۔۔۔۔

کاظمہ نے ایک نظر کمرے کو دیکھ کر تیزی سے باہر نکلی تھی۔۔۔۔اس کے کمرے سے نکلتے ہی کب سے رکے آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر گالوں پر لڑھک گئے تھے۔۔۔۔دل اپنی تزلیل پر پھوٹ پھوٹ کر رونے کا کر رہا تھا لیکن اب وہ مزید رونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔وہ مضبوط رہنا چاہتی تھی چاہے کچھ بھی ہو جائے اب اپنے آنسوؤں کو اتنی آسانی سے بے مول نہیں کرے گی۔۔۔۔بے دردی سے اپنا چہرہ رگڑتے رخ سرونٹ کوارٹر کی طرف کیا تھا۔۔۔۔

نصرت بلوچ کو کچن سے پانی کا جگ لیتے اپنی کمرے میں جا رہی تھی۔۔۔۔کاظمہ کو سرونٹ کوارٹر کی طرف جاتے دیکھ ان کی پیشانی پر تفکر کا جال بچھا تھا۔۔۔۔جگ ٹیبل پر رکھتے اس کے پیچھے گئی تھی۔۔۔۔

کاظمہ انہوں نے نرمی سے کہا تو کاظمہ رکی تھی لیکن پلٹی نہیں۔۔۔۔

نصرت بلوچ اگے بڑھ کر اس کے سامنے آئی تھی۔۔۔۔اس کے چہرے پر نظر پڑتے انہیں لگا کسی نے ان کا دل مٹھی میں جکڑا ہو۔۔۔۔اس کی سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر انہیں تکلیف

ہوئی تھی۔۔۔وہ پشیمان تھی اپنی غلطی پر جب انہوں نے اس کے معصوم سے چہرے پر تھپڑ رسید کیا تھا۔۔۔

لیکن اب تو وہ اپنی باتوں اور اخلاق سے ان کے دل میں گھر کر گئی تھی۔۔۔اب تو وہ انہیں ذوہا کی طرح ہی عزیز ہو گئی تھی پھر کیسے برداشت کر پاتی وہ اس کے آنسو۔۔۔۔۔۔کاظمہ گڑیا آپ کیوں رو رہی ہے کسی نے کچھ کہا ہے کیا۔۔۔اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتے محبت سے چور لہجے میں کہا۔۔۔۔

نہیں مجھے کسی نے کچھ نہیں کہا کاظمہ نے جھکے سر کے ساتھ ہی جواب دیے تھا۔۔۔اسے مضبوط بننا تھا اگر وہ ابھی سے ہی محبت

بھرے لہجے سے کمزور ہو جاتی تو وہ کبھی بھی سنبھال نہ پاتی۔۔۔۔۔

اچھا تو پھر آپ کواٹر میں کیوں جا رہی تھی جب کے میں نے آپ کو کہا تھا کہ آپ حویلی میں رہے گی۔۔۔۔ نصرت بلوچ نے مصنوعی سختی سے اسے کہا۔۔۔۔۔

کاظمہ نے چہرہ اٹھائے ان کو چہرے کو دیکھا تھا پھر سر جھٹک کر گیلی سانس کو اندر کھینچ کر بولی تھی۔۔۔۔۔ مجھے وہی نیند آتی ہے اور پلیز آپ ضد مت کرنا کاظمہ نے جیسے التجا کی تھی۔۔۔۔

نصرت بلوچ نے بھی زیادہ زور زبردستی کرنا مناسب نہ سمجھا اس لیے سر ہلا کر اجازت دے دی ہلانکہ ان کا بلکل دل نہ تھا لیکن پھر بھی اس کو آرام دہ محسوس کرانے کے لیے راضی ہو گئی۔۔۔۔۔

ان کی اجازت ملتے ہی کاظمہ وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔۔ نصرت بلوچ نے اس کی پشت کو پر سوچ نظروں سے اوجھل ہونے تک دیکھا تھا۔۔۔۔

صائم کمرے میں آیا تو کاظمہ موجود نہیں تھی۔۔۔۔ جس کام کے لیے وہ اسے لایا تھا وہ ہو گیا تھا اس لیے اس نے اس پر دھیان دیے بغیر سگار سلگا کر ہونٹوں میں دبایا تھا۔۔۔۔۔

کاظمہ کوارٹر میں آتے ہی دروازے کے ساتھ لگتی نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔۔۔ ہونٹوں پر اپنے ہاتھ جمائے سسکیوں کا گلہ گھونٹ رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ رونا نہیں چاہتی تھی مگر آنکھیں نم ہو رہی تھی پلکوں کو چھپکائے آنسوؤں کو پرے دھکیل رہی تھی لیکن یہ اس کے بس میں نہ تھا۔۔۔۔ آخر تھک ہار کر گھٹنوں میں سر دیے شدت سے رو دی تھی۔۔۔۔۔۔

لمحے گزرتے گئے لیکن کاظمہ کے رونے میں ہنوز شدت تھی آج تو ہر بات پر رونا آرہا تھا اپنے ساتھ ہوئی قسمت کی ستم ظریفی پر رونا آرہا تھا۔۔۔۔۔ یااللہ ایسا ہمسفر تو نہ چاہا تھا میں نے بے ساختہ ہونٹوں سے شکوہ پھسلا تھا۔۔۔۔

جب دل کا درد ہلکا ہوا تو اٹھ کر واشر وم میں گئی تھی۔۔۔۔ شیشے میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھ کر چہرے پر کرب پھیلا تھا۔۔۔۔ پانی کے چھینٹے مارتے باہر آ کر اپنی جگہ پر لیٹ گئی تھی۔۔۔۔ آنکھوں کو بند کیا تھا لیکن نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔۔

★★★

صبح احتشام کی آنکھ کھولی تو نظر سیدھا اس پری پیکر سے ٹکرائی جو استحاق سے اس کے سینے پر سر رکھے گہری نیند سو رہی تھی ۔۔۔۔ کھڑکی سے آتی سورج کی کرنیں اس کے معصوم نقوش کو اور دلکش بنا رہی تھی۔۔۔۔

احتشام نے آرام سے اس کو تکیہ پر منتقل کیا تھا۔۔

احتشام یک ٹک اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے رہا اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ یہ احتشام کی زندگی سب سے حسین صبح تھی۔۔۔۔اس کے چہرے پر پھیلی شرارتی لٹوں کو کان کے پیچھے کیا تھا۔۔۔جب نگاہیں اس کی گھنیری پلکوں سے سرکتی سرخ ہونٹوں پر رکی تھی۔۔۔

احتشام کے گلے میں کانٹے سے جبے تھے۔۔۔۔ہاتھ اس کے چہرے کے قریب لاتے انگھوٹے سے اس کے نچلے ہونٹ کو سہلانے لگا تھا۔۔۔جبکہ آنکھوں میں خمار بڑھ رہا

تھا۔۔۔۔ضبط کے بندھن توڑتا پورے استحاق اور شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔۔۔وہ جو گہری نیند سو رہی تھی اپنی سانس کو تنگ ہوتا محسوس کرتے آنکھیں وا کی تھی۔۔۔۔

احتشام کو اپنے قریب دیکھ کر پہلے تو لب اسے خواب سمجھ کر مسکرائے تھے لیکن اس کے ہاتھوں کا بے باک لمس محسوس کرتے فوراً حسیات بیدار ہوئی تھی۔۔۔۔اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کرنا چاہا تھا لیکن احتشام اس کے نرم لمس میں بری طرح کھویا تھا کہ مزاحمت کی پرواہ کیے بغیر ہی اپنے کام میں لگا رہا۔۔۔۔

اس کی اتنی شدت پر ذوہا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔۔۔۔احتشام کو اپنے چہرے پر نمی محسوس ہوئی تو دھیرے سے اس الگ ہوتا خمار میں ڈوبی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔۔۔۔اس کے دیکھتے ہی ذوہا نے اپنا رخ پھیرا تھا۔۔۔ جبکہ اس کی ناراضگی سمجھ کر اس کے ہونٹوں پر تبسم بکھرا تھا۔۔۔

احتشام اس کے اوپر سے ہٹ کر بیڈ سے اترا تھا۔۔۔ذوہا نے خفگی سے اس کو دیکھا تھا۔۔۔

اس کے دیکھنے پر احتشام نے آئی بروا چکاتے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

یہ کتنی غلط حرکت کی ہے آپ نے آپ کو اندازہ بھی ہے ذوہا نے اسے احساس دلانا چاہا تھا۔۔۔۔ کیا غلط حرکت کی ہے میں نے احتشام نے سنجیدگی سے پوچھا تھا جب کے آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی جس کو ذوہا نے نہیں دیکھا تھا۔۔۔

اس کی بات پر ذوہا کے گال دھک گئے تھے۔۔۔ آنکھیں حیا کے بوجھ سے فوراً جھکی تھی۔۔۔۔ احتشام نے والہانہ نگاہوں سے اس کے چہرے پر پھیلتی سرخی کو دیکھا تھا۔۔۔۔ اب اٹھ ہی گئی ہو تو کپڑے نکال دو یا بیوی آنے کے بعد بھی مجھے ہی کام کرنا ہے احتشام نے کہا تو ذوہا ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔۔۔

ن۔۔ نہیں میں دیتی ہو ذوہا جلدی سے بولتی الماری کی طرف گئی اور وہاں سے گرے کلر کا کاٹن کا سوٹ نکال کر اسے دیا تھا ۔۔۔۔۔ جس کو احتشام نے ہاتھ میں لیتے اسے سمائل پاس کی تھی۔۔۔۔۔ جبکہ اس کے موڈ کو دیکھ کر ذوہا کو حیرت ہو رہی تھی۔۔۔۔ لیکن پھر اچانک اس کی صبح والی حرکت یاد آتے ہی اس کے ہونٹوں پر شرمگیں مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔۔

کچھ دیر بعد احتشام فریش شاور لے کر آیا تو ایک گہری نظر ذوہا پر ڈالتے ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ ذوہا نے بھی اس کے کلر سے ملتا کلر نکالا تھا اس کے آتے وہ بھی شاور لینے چلی گئی تھی۔۔۔۔۔ احتشام نے بالوں کو سیٹ کرتے ایک تنقیدی

نگاہ خود پر ڈال کر گھڑی اٹھاتے اپنی مضبوط کلائی میں باندھی تھی۔۔۔۔۔

ذوہا شاور لے کر نکلی تو نظر احتشام پر پڑی جو موبائل میں مصروف تھا۔۔۔ڈرائر نکال کر اس کو آن کیا تھا گاہ بگا نظر اس پر بھی ڈال رہی تھی جو موبائل میں مصروف تھا۔۔۔بالوں کو میسی بن میں باندھے ذوہا نے لپ سٹک اٹھائی تھی جب اسے اپنے پیچھے احتشام کی سنجیدگی سے بھرپور آواز گونجی۔۔۔۔۔

یہ مت لگاؤ اس کے ہاتھ سے لپ سٹک لیتے اس نے واپس رکھی تھی اور اس کے گلے کے گرد ڈالا دوپٹہ اس کے سر پر اوڑھایا تھا۔۔۔ذوہا نے آنکھیں بند کرتے اس کی خوشبو میں گہرا

سانس کھینچا تھا جب کے لب بے خود ہوتے مسکرائے

تھے۔۔۔۔ محبت سے اس کی پیشانی پر مہر ثبت کرتے اس کا ہاتھ

تھامے باہر لے گیا۔۔۔۔۔

ذوہا حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اس کے

بدلتے روپ کو دیکھ رہی تھی کہ وہ پہلے اس سے سخت خفا ہو گیا تھا

اور اب اس سے پہلے کی طرح پیش آ رہا ہے۔۔۔۔۔ ذوہا ساری

سوچوں کی نفی کرتی اس کے ساتھ قدم سے قدم ملاتے نیچے آئی

تھی۔۔۔۔۔۔

تخت پر ہی شاہینہ بلوچ معمول کی طرح اپنی تسبیح پڑھ رہی تھی

لیکن روز کے برعکس روشنہ آج گم صم سی تھی۔۔۔۔۔ کھوئی

کھوئی الجھی سی لگی تھی وہ ذوہا کو شاید کل کی باتوں کی وجہ سے وہ کافی پریشان ہو گئی تھی۔۔۔۔ ذوہا کو افسوس ہو رہا تھا اس نے ان کی مشکلات ختم ہونے کی بے ساختہ دعا کی تھی۔۔۔۔

اسلام علیکم احتشام نے بلند آواز میں سلام کیا تو ان دونوں نے چونکتے اسے دیکھا۔۔۔۔ شاہینہ بلوچ نے تسبیح سائیڈ پر رکھ کر اس کی پیشانی پر محبت سے بوسہ دیا تھا اور احتشام نے بھی عقیدت سے ان کی پیشانی پر لمس چھوڑا تھا۔۔۔۔

یہ سب دیکھتے ذوہا کے دل میں ہوک سی اٹھی تھی اس کے بھائیوں نے تو کبھی اتنی عزت نہ دی تھی ماں کو۔۔۔ اسفند بلوچ کی طرح ہمیشہ انہیں جھڑکا تھا ان کے محبت سے کیے گئے

سوال میں بھی انہوں نے ہمیشہ اکھڑا ہوا لہجہ رکھا تھا۔۔۔ کیا وہ مستحق نہیں تھی محبت کی۔۔۔۔

ماشاءاللہ تم دونوں کی جوڑی بہت اچھی لگ رہی ہے اللہ پاک نظر بد سے بچائے میرے بچوں کو شاہینہ بلوچ کی آواز پر ذوہا اپنی سوچوں کے بھنور سے نکال کر دلکشی سے مسکرائی تھی۔۔۔ جبکہ احتشام کے لبوں پر بھی تبسم بکھرا تھا لیکن اگلے لمحے ہونٹ سکڑ بھی گئے تھے۔۔۔۔ آج پھر کاظمہ شدت سے یاد آئی تھی وہ اب تک اس جہنم میں پھنسی تھی۔۔۔ احتشام بلوچ اپنی بہن کی شکل دیکھنے کے لیے بھی ترس گیا تھا۔۔۔ ذوہا کی تو بات بھی کروائی تھی اس نے احد سے لیکن کاظمہ کے لیے تو یہ گنجائش بھی نہیں چھوڑی تھی صائم نے۔۔۔۔

آجاؤ بچے ناشتہ تیار ہے شاہینہ بلوچ نے ذوہا کو چلنے کا اشارہ کیا تو احتشام بھی مٹھیاں بھینچ کر ان کے ساتھ ناشتہ کی میز تک گیا۔۔۔۔۔

ماں رائیکہ نظر نہیں آرہی احتشام نے رائیکہ کو موجود نہ پا کر شاہینہ بلوچ سے استفسار کیا۔۔۔۔۔۔

بھائی وہ سو رہی ہے شاید رات کو دیر سے سوئی تھی اس لیے نہیں آئی روشنہ نے نرمی سے کہا تو احتشام نے غور سے اس کی سرخ سوجی آنکھوں کو دیکھا۔۔۔۔۔

تمہاری طبیعت ٹھیک ہے روشنہ کیا ساری رات روتی رہی ہو

احتشام نے جوس کا گلاس لبوں سے لگاتے سوال کیا تو روشنہ گڑ بڑا گئی۔۔۔۔۔۔ نہیں بھائی ایسی بات نہیں ہے روشنہ نے زکام دہ آواز میں کہا تو اس نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلا دیا۔۔۔۔

ذوہا نے ایک نظر رائیکہ کے کمرے کو دیکھا اور پھر روشنہ کی الجھے چہرے پر نظر ڈال کر ناشتہ میں متوجہ ہو گئی۔۔۔۔۔

★★★

نعمان کہاں ہے وہ نہ میرا فون اٹھا رہا ہے اور نہ ہی اس نے ابھی تک لڑکیوں کا انتظام کیا ہے وہ برہمی سے گویا ہوئے۔۔۔۔۔۔

سردار نعمان تین دنوں سے لاپتہ ہے وہ ہمارا ابھی فون نہیں اٹھا رہا اس کے گھر بھی گئے تھے لیکن وہ وہاں بھی نہیں تھا ایک آدمی نے آگے آتے بتایا تو ان کے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھا۔۔۔۔۔

کیا مطلب کہاں گیا وہ ہماری اجازت کے بغیر ان کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا اس لیے اس کا گریبان پکڑتے کرخت آواز میں بولا۔۔۔۔

سردار تمہارے پالتو کا پتہ میں بتادوا گر برا نہ مناؤ تو۔۔۔۔ غیر شناسائی آواز پر سردار سمیت سب نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔۔۔۔۔ جہاں ایک نوجوان کھڑا تھا چہرے کو ماسک سے کور کیا ہوا تھا کہ بس اس کی کالی آنکھیں ہی نظر آ رہی تھی۔۔۔۔۔

کون ہو تم اور یہاں آنے کی ہمت کیسے کی مضبوط قدم اٹھاتے اس کے سامنے آکر رکے۔۔۔۔۔۔۔۔ بھلائی کا زمانہ نہیں ہے تم تمہارے پالتو نعمان کے لیے پریشان ہو رہے تھے تو میں نے سوچا کہ اس کے بارے میں آکر بتا دو کہ وہ کیسا ہے کہاں ہے اب اتنا تو حق بنتا ہے نہ میرار میز نے مسکاتے لہجے میں کہا۔۔۔۔

کہاں ہے وہ سردار سید حامد ے کی بات پر آتے سنجیدگی سے بولے تھے۔۔۔۔۔

اس فارم ہاؤس سے تھوڑے سے فاصلے پر جو کچرے کا ڈھیر ہے وہاں پر رمیز سرد مہری سے گویا ہوتے وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔۔

پیچھے وہ سب سن ہو گئے تھے اس کی بات پر۔۔۔۔۔۔ پھر ہوش میں آتے سردار باہر کو گئے تھے گاڑی میں بیٹھتے فارم ہاؤس سے تھوڑے سے فاصلے پر اس کی بتائی جگہ پر گاڑی ایک جھٹکے سے روکی تھی۔۔۔۔ تیزی سے دروازا کھول کر باہر نکلے تھے ۔۔۔۔۔۔ سامنے کا منظر دیکھ کر بے ساختہ چہرہ موڑ گئے تھے۔۔۔۔۔۔

جہاں نعمان کی لا*ش پڑی تھی۔۔۔۔ سارا جسم بری طرح زخمی تھا جبکہ آنکھوں تو موجود ہی نہ تھی۔۔۔۔۔۔ اس کو اسی طرح چھوڑ کر وہ واپس اپنی گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو گئے تھے۔۔۔۔ لیکن سارا راستہ پریشانی سے گزرا تھا کہ اس کا یہ حال کیا کس نے۔۔۔۔

★★★

کاظمہ نے صبح بوا کے ساتھ اٹھتے انہیں ناشتہ بنانے میں مدد کی تھی آج وہ سب کچھ دھیان سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ جتنا اس سے ہوا تو اس نے وہ بھی کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔ بوا سے پوچھ چائے کا پانی چولہے پر چڑھایا تھا۔۔۔۔ ان کی ناشتے کی میز سیٹ کرنے میں مدد کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کو اس طرح کام کرتے نصرت بلوچ کو بہت برا لگ رہا تھا

انہوں نے بارہا اسے روکنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔ لیکن آج وہ

ضدی بنتی سارا کام کر رہی تھی۔۔۔۔۔اس کو اس طرح کام

کرتے دیکھ عمارہ پرسکون ہو گئی تھی اس نے اسے رات صائم کے

کمرے سے روتے ہوئے بھی نکلتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ واقعی اس سے بدلہ لے رہا تھا۔۔۔۔۔جو خدشات اس کے دل

میں پل رہے تھے وہ بھی ختم ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔اس کی کوئی

حیثیت نہیں تھی صائم کی نظر میں اس بات کا اندازہ اسے ابھی

ہو رہا تھا وہ سب اس کو مہرے کے طور پر استعمال کر رہا تھا یہ سب

کچھ سمجھتے اس کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔۔۔

سارا ناشتہ ٹیبل پر سیٹ کرتے وہ وہاں سے جا رہی تھی جب احد کی آواز نے اسے روکا تھا۔۔۔۔۔۔ کاظمہ آپ بھی آؤ ناشتہ کرو ہمارے ساتھ۔۔۔۔۔اس کے محبت سے کہنے پر اس نے گہری سانس بھر کر خود کو کمپوز کیا تھا۔۔۔۔۔

پھر پلٹ کر اس کی طرف دیکھ کر نرمی سے کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔بہت شکریہ احد بھائی لیکن میں ناشتہ کر چکی ہو اس لیے آپ کرے کاظمہ اسے جواب دیتی پلٹی تھی۔۔۔۔۔۔جب سامنے آتے صائم سے ٹکراتی اس سے پہلے وہ خود کو سنبھال چکی تھی۔۔۔۔

صائم نے غور سے اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔۔ آنکھوں کے سوجے پپوٹے اس کے ساری رات رونے کے گواہ تھے۔۔۔۔ اس نے ایک نظر بھی اسے نہیں دیکھا تھا اور یہی بات صائم کو بری طرح چب رہی تھی وہ ایک بار اس کے سبز نگینوں کو دیکھنا چاہتا تھا لیکن اس کی جھکی نگاہیں ایسا ہونے نہیں دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔

کاظمہ اس کے برابر سے گزر کر جا رہی تھی جب صائم سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔۔ آکر ناشتہ کرو بول کر اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

بہت شکریہ لیکن میں کر چکی ہو کاظمہ سپاٹ انداز میں بول کر وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔۔ جبکہ صائم کا ٹوسٹ اٹھاتا ہاتھ ہوا میں ہی رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔ اسے بہت بری طرح پریشان کر گیا تھا کاظمہ سپاٹ انداز دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اس نے اسے ناشتہ کرنے کے لیے اس لیے کہا تھا کہ اس کے معصوم چہرے کو دیکھ لے گا۔۔۔۔۔ بے ساختہ ہی صحیح اس کی نظر بھی اٹھ سکتی تھی لیکن کاظمہ نے یہاں بیٹھنا ہی نہیں چاہا۔۔۔۔۔

رات اس نے واقعی اسے بہت کچھ غلط کہہ دیا تھا جس پر اسے تھوڑی پشیمانی بھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔ لیکن وہ انا پرست کبھی اپنی غلطی تسلیم کرتے معافی نہیں مانگ سکتا تھا۔۔۔۔۔ دل بے چین ہو رہا تھا اس سے بات کرنے کو اس سے اپنی غلطی کی

معافی کا کہہ رہا تھا اس نے وہ سب دل سے نہیں کہا تھا۔۔۔۔اسے کہنا چاہتا تھا لیکن دماغ بری طرح نفی کرتے اسے جھکنے سے روک رہا تھا۔۔۔

خود پر جبر کرتے کافی کا مگ اٹھا کر لبوں سے لگایا تھا۔۔۔۔

کاظمہ نے کچن میں آتے فریج سے پانی کی بوتل نکالتے گلاس میں ڈالا تھا۔۔۔۔پتا نہیں کیوں لیکن کاظمہ اب صائم سے نظریں جب ہی ملانا چاہتی تھی جب اس کی نگاہوں میں اس کے لیے نفرت پیدا ہو جائے اس سے پہلے وہ اس کو دیکھنے تک کی روداد نہیں تھی۔۔۔۔

وہ کم سے کم اس کے سامنے جانا چاہتی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس کی دوبارہ کسی بات پر تذلیل کرے اس لیے اپنے دل کو مضبوط بنانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔دل میں جو اس کے لیے خذبات پیدا ہو رہے تھے انہیں یہی روکنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔وہ نہیں چاہتی کہ اسے محبت ہو وہ دل کے ٹوٹنے سے ڈر رہی تھی۔۔۔۔

لیکن شاید ناکام ہو رہی تھی۔۔۔۔۔محبت تو محبت ہے یہ کرنی نہیں پڑتی یہ اکثر ہو ہی جاتی ہے۔۔۔۔مگر ہوتی تو اندھی ہے کہاں کچھ دیکھ پاتی ہے۔۔۔۔۔کبھی بے درد لوگوں سے کبھی بے قدر لوگوں سے کبھی بے حس لوگوں سے کبھی بے قول

لوگوں سے یہ اکثر ہو ہی جاتی ہے بہت بے مول لوگوں سے اور ان سے محبت کر کے خود کو بے مول کر دیتی ہے۔۔۔۔۔

★★★

کاظمہ کچن میں کھڑے ہوئے پانی پینے کے درمیان بھی یہی سوچ رہی تھی جب اسے پیچھے سے اسفند بلوچ کی آواز سنائی دی میں سمجھتا تھا کہ میرے بیٹے کو تم سے محبت ہو گئی لیکن وہ اسفند بلوچ کا بیٹا ہے یوسف بلوچ کی بیٹی سے کبھی محبت نہیں کر سکتا تم اسی لائق ہو جو تمہارے ساتھ ہو رہا ہے تمہاری یہی اوقات ہے اس گھر کے اندر اور میرے بیٹے کی نظروں میں تمہاری یہی اہمیت ہے اس کو دیکھ کے تمسخرانہ لہجے میں بولے۔۔۔۔

ان کی بات پر کاظمہ نے ان کو بے خوف نگاہوں سے دیکھا تھا اور پھر ان کو تیز لہجے میں جواب دیتے حیران کر گئی پہلی بات تو یہ مجھے

آپ کے بیٹے کی محبت کی قطعی ضرورت نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ کی کیا اوقات ہے وہ بھی میں اچھے سے جانتی ہوں میرے بابا کا نام اپنی گندی زبان سے نہیں لے تو بہتر ہے میں جانتی ہو میرے بابا کو قت *ل آپ نے کروایا تھا۔۔۔

میں کاظمہ یوسف بلوچ سب سے ڈر سکتی ہو لیکن دنیا میں آپ کا چہرہ ہے جس سے میں بے تحاشہ نفرت کرتی ہو آپ ایک ہوس پرست انسان جس نے نہ جانے کتنے معصوم لوگوں کی زندگی کو برباد کیا ہے اور ڈرو اس وقت سے جب آپ کی اصلیت آپ کے بیٹے کے سامنے آئے گی اور وہی بیٹا آپ کو سزا دے گا میری بات یاد رکھے گا کاظمہ ان کو استہزاء نظروں سے دیکھ کر بولی۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی لڑکی اسفند بلوچ نے غصے سے بولتے اس کے چہرے پر تھپڑ مارنا چاہا تھا جب اس نے ان کا ہاتھ ہوا میں ہی روکا اسفند بلوچ نے ششدر نگاہوں سے اس کو دیکھا تھا جو ان کو ہی خونخوار نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اپنی پوری قوت سے ان کا ہاتھ جھٹکا تھا اور انگلی اٹھا کر ان کو وارن کرنے والے انداز میں بولی یہ جو حرکت کرنے جا رہے تھے نا دوبارہ نہ کیجئے گا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا میں قرۃالعین نہیں جو آپ جیسے وحشی انسان کے سامنے چپ چاپ کھڑی ہو جائے گی کاظمہ کی بات پر اسفند بلوچ کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا تھا۔۔۔۔

کاظمہ انہیں یونہی ساکت چھوڑ کر بعجلت کچن سے نکل گئی تھی کیوں کہ اسے قدموں کی چاپ سنائی دی تھی اسفند بلوچ حیران اور پریشان ہی کھڑے رہ گئے تھے۔۔۔

کاظمہ جلدی جلدی کوارٹر کی طرف جا رہی تھی صائم کی آواز پر رکی تھی صائم نے اس کے کو دیکھ کر سرد آواز میں بولنا شروع کیا کل سے تم کالج جاؤ گی اس نے بنا تمہید باندھے کہا تو کاظمہ نے بے ساختہ نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا اسے اس نکاح سے صرف یہی فائدہ ہوا تھا کہ اسے کالج نہیں جانا پڑ رہا تھا لیکن صائم سے یہ بھی برداشت نہ ہوا۔۔۔

لیکن میں کالج نہیں جانا چاہتی کاظمہ ہلکی سی آواز میں منمنائی تو صائم نے آئی بروا چکائی تھی لڑکی میں تم سے پوچھ نہیں رہا ہوں تمہیں بتا رہا ہوں کل سے کالج جانے کی تیاری کر لینا سرد و سپاٹ انداز بولتا باہر کی راہ لے گیا تھا کاظمہ تھکے تھکے قدموں سے کوارٹر کی طرف چلی گئی تھی۔۔۔۔

اس کی زندگی میں اس طرح بھی ہو گا اس نے کب سوچا تھا سب کچھ صائم کی مرضی سے ہوتا تھا کبھی وہ اسے کچن میں بھیج دیتا تھا تو کبھی اپنے کمرے کی صفائی کرنے کا آڈر دیتا وہ تھک گئی تھی زندگی سے الجھن ہونے لگی لیکن وہ کر کیا سکتی تھی ابھی بھی یہی سوچ کر راضی ہو گئی تھی کہ کچھ گھنٹے ہی صحیح اسے سکون تو میسر ہو گا۔۔۔۔

کئی بار گھر میں سب سے بات کرنے کا دل چاہتا شدت سے رائیکہ کی یاد آتی تھی لیکن وہ کس طرح بات کرتی ان سے کئی بار سوچتی کہ رات کے اندھیرے میں اس حویلی سے نکل جائے لیکن جاتی کہاں حویلی جاتی تو صائم اسے فورا لے آتا وہ پھر سے کسی اور کو مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی وہ ایسی جگہ جانا چاہتی تھی جہاں صائم کا نام و نشان بھی نہ ہو۔۔۔۔۔

اس حویلی میں اس کے ساتھ نصرت بلوچ کے علاوہ کوئی اچھا نہ تھا شاہینہ بلوچ کی شدت سے یاد آتی تھی چاہے وہ اس سے بات نہیں کرتی تھی لیکن کاظمہ نے تو ہمیشہ محبت کی تھی پھر چاہے وہ وہ اس سے بے رخی کیوں نہ برتی ہو احتشام سے بھی شکوہ تھا کہ وہ

کیوں اسے نہیں نکال رہے ہے اسے کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ رہ پائے گی یا وہ بھول گیا تھا اسے کیا کسی کے لیے بھی اس کی ذات معنی نہیں رکھتی تھی سب اس کو یہاں چھوڑ کر اپنی اپنی زندگی میں مصروف ہو گئے تھے۔۔۔۔

کمرے میں قدم رکھتے اس کی نظر بیڈ پر پڑے یونیفارم اور دیگر سامان کی طرف گئی تھی مطلب وہ پہلے سے ارادہ رکھتا تھا لیکن کاظمہ اس بات پر بھی حیران ہو رہی تھی کہ وہ اسے کالج کی اجازت کیوں دے رہا ہے ایک لمحے کو اس کے دل میں خیال آیا کہ کالج سے بھی تو وہاں سے جا سکتی ہے لیکن پھر یہی اپنی سوچ کی نفی کی کہ جائے گی کہاں اس کے پاس تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔۔۔۔

OOOOOOOOO

شہروز فلیٹ میں سے گاؤں کے لئے جارہا تھا وہ تھک گیا تھا وہاں رہ کر بھی وہ تو اس کے دماغ سے جا ہی نہیں رہی تھی اس لیے اس نے گاؤں جانے کا فیصلہ کیا تھا کیا پتا وہ وہاں کاموں میں مشغول ہو کر اسے بھول جائے اسے خود پر غصہ آرہا تھا کیوں وہ اسے اسقدر سوچ رہا ہے کیوں اس کی سوچ سے جان نہیں چھڑا پا رہا تھا کیوں اس نے اسے اتنا دل میں بسا لیا تھا کہ اسے بھول پانا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔۔

اس نے سوچا تھا کہ وہ شادی کرلے گا لیکن پھر اس کو رحیم چودھری سے کی گئی بات یاد آئی کہ وہ خود غرض نہیں ہے کسی اور کو دل میں بسا کر کسی اور سے شادی کرے وہ اور بری طرح پھنس گیا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اگر وہ پہلے یہ سوچ لیتا کہ وہ اس کی نہیں ہونی تھی تو آج یہ سب کچھ نہ ہوتا لیکن اسے بھی تو معلوم نہیں تھا کہ زندگی اس موڑ پر آجائے گی۔۔۔

اس کی زندگی میں ایسا بھی وقت آئے گا کہ جس کو چاہتا ہے اسی کو بھولنا پڑے گا۔۔۔۔۔

میسج کی بیپ پر اس نے گاڑی کو ایک سائیڈ میں روکا اور موبائل اٹھا کر دیکھا جہاں پر اس کو ایک تصویر موصول ہوئی تھی سامنے

نظر آتی اس آدمی کی تصویر دیکھ کر اس نے بے ساختہ جھر جھری لی تھی وہ نعمان کی تصویر تھی جو اپنی ابتر حالت میں کوڑے پڑا تھا۔۔۔

اس روز رائیکہ سے بات کرنے کے بعد ہی اس نے آدمی کی تصویر بھیج دی تھی اور اس کے بارے میں پتہ لگانے کو کہا تھا آج اس کی یہ حالت دیکھ کر اس کو بہت افسوس ہوا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ لڑکی اس کے بارے میں کیوں پتا لگانا چاہتی ہے لیکن اس کی حالت دیکھ کر شہروز چوہدری جیسے مضبوط اعصاب کے مالک کو بھی خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔

اس نے سوچا یہی تصویر اسے بھیج دے لیکن پھر اس اس کو مناسب نہ لگا کہ اس کے خیال میں وہ اتنی بہادر نہیں تھی جو اس کی تصویر دیکھ سکتی اس لیے اس نے اسے فون کرنا بہتر سمجھا شہروز نمبر ملایا تھا جو مسلسل رنگ کر رہا تھا لیکن جواب ندارد۔۔۔۔۔۔

اس نے موبائل کو ڈیش بورڈ پر پھینک کر گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

یہ ایک چھوٹے سے گھر کا منظر تھا جو دو کمروں پر مشتمل تھا پرانے طرز سے بنا یہ گھر اتنا خوبصورت نہیں تھا لیکن نفاست

سے سجا تھا اس گھر میں بس دو ہی افراد تھے ایک احمد اور اس کی بہن عرشیہ نورین اور فیصل صاحب کے دو ہی بچے تھے بڑا بیٹا احمد اور چھوٹی بیٹی عرشیہ (ان دونوں کا انتقال ایک کار ایکسیڈنٹ میں ہو گیا تھا جس کے بعد سے احمد نے ہی عرشیہ کو سنبھالا تھے وہ اس وقت صرف سات سال کی تھی۔۔۔

بچپن سے محرومیوں کا شکار رہے تھے لیکن احمد نے اپنی پوری کوشش کی تھی کہ وہ اپنی بہن کی ہر خواہش کو پورا کر سکے وہ خود یونی کا اسٹوڈنٹ تھا لیکن فارغ وقت میں اپنی جونیئر کلاسس کو لیکچر دیتا اپنے گھر کے اخراجات پورے کر رہا تھا۔۔۔

عرشیہ کی عمر 17 سال اور اس کی خود کی عمر 23 سال تھی وہ خود سارے کام کرتا تھا اس کے خیال میں اس کی بہن ابھی بہت چھوٹی تھی اس لیے ابھی بھی کچن میں کھڑے ہوتے اور عرشیہ کا ناشتہ بنا رہا تھا۔۔۔

جب کہ وہ دونوں ہاتھوں میں چہرے ٹکائے انہماک سے اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھی جو مہارت سے اس کے لیے ناشتہ بنا رہا تھا ناشتہ اس کے سامنے رکھتے اب وہ اپنی ہاتھ دھو رہا تھا وہ گھر سے باہر کیسا تھا یہ اس کی بہن نہیں جانتی تھی اس کی بہن کے سامنے تو وہ ایک آئیڈیل پرسن تھا اور وہ اسی چیز سے گھبراتا تھا۔۔۔

اس کو ناشتے سے فارغ ہوتا دیکھا اس نے اپنا بیگ اٹھایا تھا اور اس کا بیگ اس کے ہاتھ میں پکڑایا تھا دونوں باہر نکلے گھر کو تالا ڈالتے کر کے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔۔۔۔

OOOOOOOO

احتشام مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے شاہینہ بلوچ اس کو دیکھ کر بولی۔۔۔

احتشام جو حویلی سے باہر جا رہا تھا ان کے بلانے پر رکا وہ رکنا نہیں چاہتا تھا وہ احد سے ملنے جا رہا تھا لیکن پھر ان کے بلانے پر رکتا ان کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔

احتشام ہفتہ ہونے والا ہے اور تم ابھی تک کاظمہ کو یہاں نہیں لا پائے کیا تم بھول گئے ہو جو اتنا پر سکون ہو خدا جانے وہ لوگ اس سے کیا کیا کام کروار ہے ہونگے وہ تو یہاں کچھ بھی نہیں کرتی تھی یہ بات تم اچھے

سے جانتے ہو اور تم نے ہی تو اسے کوئی بھی کام کرنے سے منع کیا تھا اس کے باوجود تم اتنے ریلیکس کیسے رہ سکتے ہو احتشام شاہینہ بلوچ دکھ سے بولی۔۔۔

ماں میں کچھ بھی نہیں بھولا ہو مجھے یاد ہے کہ میری بہن میری وجہ سے مشکل میں پھنسی ہوئی ہے میں حویلی جا کر اسے لا نہیں سکتا کیونکہ صائم پر بلکل بھروسہ نہیں ہے ابھی ہمارے سامنے

حویلی میں تو ہے لیکن اگر میں حویلی میں لینے جاؤں گا تو صائم اسے ہم سب سے دور کر دے گا احتشام ضبط سے بولا تھا۔۔۔

اس لئے میں آج احد سے ملنے جارہا ہوں ہو سکتا ہے اس معاملے میں وہ میری کچھ مدد کر دے۔۔۔۔

لیکن بھائی کاظمہ کب تک ہم سب سے دور رہے گی آپ پلیز اسے جلدی لے کر آجائے نہ اب تو ہم سب نے ذوہا کو بھی قبول کر لیا ہے رائیکہ روہانسی آواز میں بولی۔۔۔

رائیکہ کی بات پر احتشام نے ذوہا کو دیکھا تھا جو پریشانی سے اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

رائیکہ تھوڑا سا وقت دے دو مجھے میں لے آؤ گا کاظمہ کو احتشام بول کر حویلی سے نکل گیا وہ سب بھی اپنے معمول کاموں کی طرف چلے گئے تھے۔۔۔۔

OOOOOOOO

احد اور احتشام اس وقت ندی کے کنارہ کھڑے ہوتے شفاف نیلے پانی کو دیکھ رہے تھے احتشام ابھی ہی یہاں پہنچا تھا اس کا ارادہ ہر صورت احد کو اپنی مدد کے لیے راضی کرنا تھا اب اس کا بھی صبر جواب دے رہا تھا اب کاظمہ کو حویلی سے نکالنے کے لیے اسے جو کرنا پڑا وہ کرے گا پھر چاہے اس کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔۔۔

احتشام تم جانتے ہو کیا کہہ رہے ہو اب یہ نا ممکن ہی ہے کیونکہ بھائی کاظمہ کو کبھی نہیں چھوڑے گے پھر چاہے تم کچھ بھی کیوں نہ کر وہ تو اسے کسی کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے اور تم اسے بھائی سے دور کرنے کی بات کر رہے ہو احد نے اس کو دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

احد یہ میری بات کا جواب نہیں ہے میں نے تم سے صرف اتنا کہا تھا کہ کیا تم کاظمہ کو حویلی سے نکالنے میں میری مدد کرو گے اس کے بدلہ تم ہاں یا نا کا جواب دیتے اتنی بڑی وضاحت کی ضرورت نہیں تھی اگر صائم اسے ہاتھ نہیں لگانے دیتا تو یہ اس کا پاگل پن

ہے لیکن میں میری بہن کو اس کے پاس اب مزید نہیں چھوڑ سکتا

احتشام بھی دوبدو گویا ہوا۔۔۔

احتشام تم پاگل مت بنو تم اتنا آسان لگ رہا ہے اگر میں تمہاری

مدد کر بھی دو کیا تمہیں یقین ہے کہ تم کاظمہ کو کہی بھیج سکتے ہو یہ

جب تک ممکن نہیں ہے جب تک بھائی خود نہ چاہے احد نے اسے

رسان سے سمجھانا چاہا تھا۔۔۔۔

اچھا تو کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ میری بہن کو حویلی میں کیسے رکھا

جارہا ہے کیا اسے عزت اور مان دیا جارہا ہے جو بلوچ خاندان کی بہو

کو دیا جاتا ہے نہیں احد اس کے ساتھ ملازمہ جیسا سلوک کیا جارہا

ہے اسے ملازمہ کے کپڑے دیے گئے تھے پہننے کے لیے اور یقیناً

اس سے باقی کام بھی کروائے جا رہے ہونگے احتشام نے سپاٹ انداز میں پوچھا۔۔۔۔

ہاں تم صحیح کہہ رہے ہو لیکن میں مجبور ہو چاہ کر بھی کوئی مدد نہیں کر سکتا بھائی وہ سکون بھی چھین لے گے جو بہت کم میسر ہوتا ہے لیکن تمہیں اتنا بتا دو کل سے بھائی کاظمہ کو کالج بھیج رہے ہے اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا احد اس کی طرف رخ موڑتے اس کو جانچتی نظروں سے دیکھ کر کہا۔۔۔۔

اس کی بات پر احتشام کی آنکھوں میں چمک آئی تھی ٹھیک ہے تمہاری اتنی مدد بھی کافی ہے باقی کا کام میں خود سنبھال لو گا کل ہر

حالت میں کاظمہ کو اس قید خانے سے آزاد کروالونگا احتشام ایک عزم سے بولا تھا۔۔۔

اور اگر نہ کر سکے تو کیا کرو گے اگر تمہاری وجہ سے کاظمہ کی زندگی اور مشکل میں پڑ گئی تو احد نے ندی پر نظریں مرکوز کیے اسے آگے کے بارے میں بتانا چاہا تھا۔۔۔۔

میں اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں کرو گا احتشام بھی سامنے نظریں مرکوز کیے بولا تو احد نے سر ہلایا۔۔۔ .

○○○○○○○○○

شہروز کی گاڑی چوہدری حویلی کے پورچ میں رکی تھی ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اپنا فون اٹھاتے باہر نکلا تھا لمبی راہداری سے گزر کر حال کمرے میں داخل ہوا تو نظر سید ھا رحیم چوہدری سے ٹکرائی جو پریشانی سے کسی کو فون ملا رہے تھے۔۔۔۔

اسلام علیکم بلند آواز میں سلام کرتا ان کے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔

وعلیکم السلام رحیم چوہدری سلام کا جواب دیتے پھر سے فون میں الجھ گئے تھے شہروز کی پیشانی پر بل پڑے تھے لیکن پھر سر جھٹک کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موند گیا اتنی لمبی

ڈرائیو کر کے وہ تھک گیا تھا اب اسے آرام کی ضرورت تھی جو مشکل سے ہی ملنا تھا۔۔۔۔۔۔

کہاں تھے تم اتنے دن رحیم چوہدری کی آواز کچھ توقف کے بعد اس کے کانوں سے ٹکرائی تو اس نے اسی پوزیشن میں جواب دیا تھا ۔۔۔۔۔

شہر میں دو لفظی جواب دیتے آنکھیں کھول کر چھت پر لگے چمکتے فانوس پر ٹکائی تھی اچانک اسے نعمان کا خیال آیا تو سیدھا ہو کر بیٹھا تھا اور ٹیبل پر رکھا اپنا فون اٹھا کر چیک کیا تھا جہاں رائیکہ کی دو مس کالز تھی ڈرائیونگ کے دروان اس کا فون بج رہا تھا لیکن

اس نے نظر انداز کر دیا تھا ایک نظر رحیم چوہدری کو دیکھا جواب تک پریشانی سے کسی کا نمبر ملا رہے تھے۔۔۔۔۔۔

آپ کس سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہے ہے شہروز نے بھنویں سکیڑے استفسار کیا تو رحیم چوہدری نے اس کو دیکھا تھا رف سا حلیہ براؤن بال ماتھے پر بکھرے پڑے تھے کاٹن کی قمیض پر بھی شلیں پڑی تھی ان کو کہی سے اپنا بیٹا نہیں لگا تھا جو نفاست پسند تھا۔۔۔۔۔

مجھے چھوڑو تم یہ بتاؤ کہ تمہیں کیا ہوا ہے کس بات کا روگ لے لیا جو یہ حالت بنا رکھی ہے اس کو اوپر سے نیچے دیکھ کر طنزیہ انداز میں بولے۔۔۔۔۔

ان کی بات پر شہروز کے زخم پھر سے تازہ ہوئے تھے بنا کوئی جواب دیے وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

رحیم چوہدری نے غصے سے اس کی پشت کو دیکھا پھر سر جھٹک کر دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گئے تھے لیکن ہر بار کی طرح اس بار بھی رابطہ نہ ہونے پر ان کو پریشانی ہو رہی تھی۔۔۔

OOOOOOOOO

سنو میرے کپڑے پریس کر کے دو کاظمہ جو دھیان سے بوا کو روٹی بناتے ہوئے دیکھ رہی تھی عمارہ کی بات پر جھٹکے سے پلٹتے حیران کن انداز میں گویا ہوئی۔۔۔۔

کیا آپ نے مجھے کچھ کہا ہے اور اگر کہا ہے تو میں آپ کا کام نہیں کر سکتی کیونکہ میں آپ کی ملازمہ نہیں ہو آپ کسی اور کو کہہ دے وہ آپ کے کپڑے استری کر دے گا کاظمہ مسکاتے ہوئے لہجے میں کہہ کر پھر سے بوا کی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

تم بھی اس حویلی میں ملازمہ کی حیثیت سے ہی ہو کیا فرق پڑتا ہے تم کرو یا کوئی اور ملازمہ پر تو مالک کا ہر حکم ماننا فرض ہے عمارہ اس کے سامنے آتے بولی۔۔۔۔

آپ کو کس نے کہا کہ میں ملازم ہو میں اس حویلی کی بہو ہو اور اگر میں کام کر رہی ہو تو یہ میرا فرض ہے کیونکہ یہ میرا گھر ہے اور ویسے بھی یہ سب کچھ مجھے نہیں آتا میں سکیھ رہی ہو کرنے اور سیکھنے میں فرق ہوتا ہے کاظمہ نے اس کی دل جلانی والی مسکراہٹ کو یکسر فراموش کرتے تحمل سے جواب دیا تو عمارہ کڑ کر رہ گئی۔۔۔۔

بے بی گرل شاید تم جانتی نہیں ہو کہ گھر کے کام ملازم ہی کرتے ہے عمارہ نے پھر سے اس پر طنز کیا تو بوا نے بھی سامنے کھڑی لڑکی کو افسوس دیکھا تھا۔۔۔

ایسا نہیں ہے گھر کے کام عورتیں ہی کرتی ہے ملازم تو وہ اپنی مدد کے لیے رکھتی ہے اور ویسے بھی جن کے لیے یہ دنیا بنی ہے وہ خود اپنے کام کرتے تھے اور ان کی شہزادی حضرت فاطمۃ الزہرہ بھی گھر کے کام خود سے کرتی تھی جب وہ کر سکتی ہے تو میں کیوں نہیں کاظمہ اب کی بار تھوڑی سختی سے بولی۔۔۔۔۔۔

عمارہ کے پاس تو بولنے کے لیے ہی کچھ نہ بچا تھا اس نے مثال بھی دی تو کن شخصیات کی وہ چاہ کر بھی کچھ نہ کہہ سکی اس لیے پیر پٹخ کر کچن سے نکل گئی۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا تم کیوں ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو عمارہ جو تیزی سے کچن سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی اسفند بلوچ کی آواز پر رک کر ان کو دیکھنے لگی۔۔۔

انکل آپ کو اندازہ ہے اس لڑکی نے میری کتنی بے عزتی کی ہے عمارہ تنفر سے بولی تو اسفند بلوچ نے بھنویں سکیڑی تھی کیا مطلب کیا کہا ہے اس نے تمہیں کیا وہ نہیں جانتی کہ تم مہمان ہو یہاں اسفند بلوچ سختی سے مستفسر ہوئے۔۔۔۔

میرے خیال سے نہیں لیکن کل سے وہ کالج جا رہی ہے کیا آپ جانتے اس بارے میں جہاں تک مجھے یاد ہے آپ تو ذوہا کی پڑھائی

کے بھی خلاف تھے آپ نے کاظمہ کو کیسے اجازت دے دی عمارہ شاطر مسکراہٹ لبوں پر سجائے بولی۔۔۔۔

وہ میرا اور میری بیوی کا مسئلہ ہے اور میں کسی کی اجازت کا پابند نہیں ہوں اور وہ کیا کرتی ہے کیا نہیں یہ تمہارا سر درد نہیں ہے اس سے پہلا اسفند بلوچ کچھ کہتے صائم نا فہم تاثرات چہرے پر سجا عمارہ سے بولا تھا۔۔۔۔

جب کہ اپنے سامنے صائم کو دیکھ کر عمارہ اور اسفند بلوچ دونوں گڑبڑا گئے تھے لیکن اسفند بلوچ اپنے تاثرات پر جلدی ہی قابو پا کر اس سے ذرا سختی سے مخاطب ہوئے صائم تم نے نکاح اپنی

مرضی سے کرلیا تھا لیکن وہ لڑکی کالج میں نہیں جائے گی۔۔۔۔

وہ کالج جائے گی میں اجازت دے چکا ہوں اور میرے علاوہ اسے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے صائم ان کو دیکھ کر دو ٹوک انداز میں بولتا وہیں بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

اسفند بلوچ اس کی ہٹ دھرمی دیکھ کر وہاں سے واک آؤٹ کر گئے تھے عمارہ نے بھی جانا مناسب سمجھا جب صائم کی غصے سے جنگاڑتی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی عمارہ لبوں کو تر کرتے رکی تھی۔۔۔۔

میری بیوی تمہاری ملازمہ نہیں ہے اپنے کام خود کرو میں نے پہلے بھی تمہیں کہا تھا کہ اس سے دور رہنا اور تم اس پر حکم چلا رہی ہو صائم اس کا بازو دبوچتے شعلوں سے تپش لیے بولا۔۔۔۔۔

تت۔۔۔ تم بھی تو کرواتے ہو عمارہ تھوک نگلتے جواب دیا تو صائم اس کے ہاتھ کو چھوڑتے اس کے بالوں کو سختی سے مٹھی میں جکڑ گیا وہ میری بیوی ہے اور میری مرضی میں اس سے جو بھی کچھ کرواؤ تم اپنی حد میں رہو میں بار بار تنبیہ نہیں کرو گا صائم اس کے منہ پر پھنکارا تھا۔۔۔۔

عمارہ کی نظر سامنے سے آتی کاظمہ پر پڑی تو عمارہ ایک پل میں صائم کے کشادہ سینے کا حصہ بنی تھی صائم کو سمجھ ہی نہ آیا کہ یہ کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔

لیکن کاظمہ کو یہ منظر دیکھ کر نا جانے کیوں تکلیف ہوئی تھی سبز آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔۔۔۔۔۔

صائم حیران و پریشان سا عمارہ کو دیکھ رہا تھا جو اس سے لپٹی کھڑی تھی بے ساختہ اس کی نظر سامنے اٹھی جہاں کاظمہ آنکھوں میں نمی لئے اسے دیکھ رہی تھی صائم نے عمارہ کو ایک جھٹکے سے پیچھے کیا تھا گویا کیسی اچھوت کو چھو لیا ہو اور ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے گال پر مارا تھا وہ جو پہلے ہی جھٹکے سے نہیں سھنبلی تھی لگنے

والے تھپڑ سے اوندھے منہ زمین پر گری تھی ایک گال پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے صائم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

تمہاری جرت بھی کیسے ہوئی اتنی گھٹیا حرکت کرنے کی میرے ساتھ صائم اس کو دیکھ کر درشتگی سے گویا ہوا تھا اس کی دھاڑ پر کاظمہ بھی اپنی جگہ سے اچھلی تھی اس کی تیز آواز سن کر بوا اور نصرت بلوچ بھی وہی آ گئے تھے اور یہاں کا منظر دیکھ کر سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے نصرت بلوچ نے ایک نظر کاظمہ کے لرزتے وجود کو دیکھا اور عمارہ کی طرف بڑی تھی اس کو شانوں سے تھام کر اٹھایا تھا۔۔۔

جبکہ صائم کا زناٹے دار تھپڑ کھا کے عمارہ کے حواس جھنجھا گئے تھے غم و غصے سے صائم کی طرف دیکھ رہی تھی آگے بڑھ کر صائم کا گریبان پکڑا تھا جبکہ اس کی اتنی جرت پہ کھڑے سب لوگ ہی عش عش کر اٹھے تھے اسکا گریبان تھامتے عمارہ غصے سے جیخی تھی صائم تمہیں اتنا پاک باز بننے کی ضرورت نہیں ہے تم ایک ریپیسٹ ہو کیا تمہیں بھول گئے ہو۔۔۔۔

اس کی بات پر صائم کا اپنے گریبان کی طرف بڑھتا ہاتھ ہوا میں رک گیا تھا اندر دھماکے سے ہونے لگے تھے دماغ اس کی بات پر سن ہو گیا تھا جبکہ وہاں کھڑے لوگوں پر تو یہ بات قیامت بن کے گری تھی اوپر سے صائم کی خاموشی نے اس بات پر مہر لگا دی تھی۔۔۔۔

عمارہ اس کی خاموشی محسوس کر کے پیچھے ہوئی تھی اور اس کو استہزاء نظروں سے دیکھ کے بولی تھی کیوں سردار صائم بلوچ اپنی بات پر چپ لگ گی اُب نہیں ہاتھ اٹھاؤ گے۔۔۔

یہ تمہارے شوہر کی اصلیت جو تمہیں کسی کو ہاتھ لگانے نہیں دیتا خود نہ جانے کتنے معصوم زندگیوں کو برباد کر چکا ہے عمارہ کاظمہ کو دیکھ کر بولی جو یہ سب سن کر گرنے والی ہو رہی تھی صائم بلوچ تمہاری خاموشی تمہاری حقیقت بیان کر رہی ہے عمارہ صائم کو دیکھ کر طنزیہ لہجے میں بولی۔۔۔

صائم کاظمہ پر نظریں مرکوز کیے پیچھے کی طرف قدم اٹھانے لگا تھا اس کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھنا اس کو دنیا کا مشکل ترین مرحلہ لگا وہ یہاں سے دور جانا چاہتا تھا اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا اس کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت وہ اس کی سبز آنکھوں میں اپنے لیے محبت کا دیکھنا چاہتا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں صرف اس کے لئے نفرت تھی بے تحاشہ نفرت۔۔۔

وہ آج پھر آٹھ سال پہلے کی طرح تنہا رہ گیا تھا جہاں پہلے کسی نے اس کا یقین نہیں کیا تھا اور اب بھی کوئی اس کا یقین نہیں کرے گا اسے لگا تھا زندگی میں جب کبھی اس کی حقیقت سامنے آئے گی تو ایک لڑکی ہو گی جو اس کا ساتھ دے گی لیکن وہ یہاں بھی غلط تھا

وہ بھی اسے باقیوں کی طرح ہوس پرست انسان ہی سمجھ رہی تھی۔۔۔۔

صائم بلوچ آج ٹوٹ گیا تھا جب اس نے بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا تھا اور ابھی بھی خود ہی سنبھلنا تھا جیپ میں بیٹھ کر برق رفتاری سے حویلی سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

وہ کسی کو صفائیاں دینا پسند نہیں کرتا تھا اس نے آج تک کسی کو صفائی نہیں دی تھی اسے جو جیسا سمجھتا تھا وہ ویسا ہی تھا اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا کہ کوئی اس کے بارے میں کیا سوچے لیکن تکلیف ضرور ہو رہی تھی اس کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھ کر گاؤں کی کچی سڑکوں پر گاڑی اسپیڈ سے چلا رہا تھا۔۔۔۔

عمارہ نے وار وہاں کیا تھا جہاں وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا وہ تو یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ بھی اس حقیقت سے واقف ہے اس فیر ویل پارٹی نے اس کا سب کچھ چھین لیا اس رات جب اس کی ماں نے یقین نہیں کیا تھا وہ کیوں یقین کرتی جبکہ اس کے ساتھ تو اب تک برا ہی سلوک کیا ہے۔۔۔۔

کاظمہ ماؤف ہوئے ذہن کے ساتھ اس جگہ کو دیکھ رہی تھی جہاں ابھی صائم کھڑا تھا اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کی زندگی میں ایسا ہمسفر لکھا گیا ہے باپ بھی ہوس پرست تھا اور بیٹا بھی اسے اس لمحے سے بھی نفرت ہو رہی تھی جب جب صائم نے اسے چھوا تھا۔۔۔۔

ہاں وہ اس شخص سے نفرت کرنا چاہتی تھی لیکن اس نے یہ نہیں چاہا تھا کہ اسے اس طرح نفرت ہو کل تک جو دنیا کا مشکل کام لگتا تھا چند لمحوں میں اس سے نفرت ہو گئی ایک گلیشیر تھا جو کے اندر ابل رہا تھا ابھی تو محبت کے احساس سے واقف ہوئی تھی اس کا دل اتنی بری طرح ٹوٹے گا اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔۔۔۔

خود کو کمپوز کر کے اس نے اپنے قدم دوبارہ کچن کی طرف بڑھا دیے تھے نصرت بلوچ نے افسوس سے اس کی پشت کو دیکھا تھا وہ یقین نہیں کر پائی تھیں کہ واقعی یہ بات ان کے صائم کے بارے میں کی گئی ہے۔۔۔۔

عمارہ نے کوفت سے بدلتے ماحول کو دیکھا تھا پھر ایک ادا سے اپنے بال جھٹک کر کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔

نصرت بلوچ نے اس کی پشت کو ناگواری سے دیکھا تھا یہ لڑکی ان کے گھر میں جب بھی آتی تھی ہمیشہ سکون برباد ہی کرتی تھی۔۔۔

ooooooooo

شہروز نے کمرے میں آکر رائیکہ کا نمبر ڈائل کیا تھا جو تیسری بیل پر اٹھا لیا گیا تھا سنو لڑکی جس آدمی کا تم نے پتہ کرنا کا کہا تھا مجھے وہ

مر چکا ہے اس کی تصویر میرے پاس ہے اگر تم دیکھنا چاہو تو میں بھیج سکتا ہوں شہروز بنا تمہید باندھے اس سے گویا ہوا۔۔۔۔

کیا ااا وہ کیسے مر سکتا ہے رائیکہ ایک دم سے چیخی بنا میرے سوالوں کا جواب دیے وہ کیسے مر سکتا ہے آپ کو پختہ یقین ہے رائیکہ نے اس سے پوچھنا چاہا۔۔۔۔

لڑکی میں جھوٹ نہیں بول رہا تمہیں یقین نہیں آ رہا تمہیں تصویر بھیج دوں گا اگر تم اس کو دوبارہ زندہ کر کے پوچھنا چاہتی ہو تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا شہروز اس کی بے تکی بات پر غصے سے بولا

۔۔۔۔۔

میرا وہ مطلب نہیں تھا میں ایک عرصے اس کی تلاش میں تھی اب وہ مر گیا ہے بنا میرے سوالوں کے جواب دیے تو مجھے تھوڑا سا افسوس ہوا ہے رائیکہ اس کو غصے میں دیکھ کر نرمی سے بولی۔۔۔۔

ویسے کیا کیا ہے تمہارا ساتھ اس آدمی نے شہروز کو نہ جانے کیوں تجسس ہوا کہ وہ پوچھ بیٹھا۔۔۔۔

اس شخص نے میرے ساتھ بہت برا کیا ہے اور اس نے کس کے کہنے پر کیا میں اس کا نام جاننا چاہتی ہوں آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے میری اتنی مدد کی رائیکہ نرمی سے بول کر فون بند کر گئی تھی۔۔۔۔

اس کی ادھوری بات پر شہروز کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے اس نے گھور کر فون کو دیکھا تھا اور پھر فون بیڈ پر پھینک کر وارڈروب سے اپنے کپڑے لے کر واش روم میں چلا گیا تھا۔۔۔

OOOOOOOO

رائیکہ آپ کس سے بات کر رہی تھی اور کس کے بارے میں جاننا چاہ رہی ہو آپ روشنہ جو اس کے کمرے کے باہر سے گزر رہی تھی اس کی باتیں سن کر اس کے کمرے میں آئی تھی اور اس کو دیکھ کر غصے سے پوچھا۔۔۔

روشنہ کی اچانک آمد پر رائیکہ گڑ بڑا گئی تھی فون ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا جبکہ ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمک گئی تھی کک۔۔ کسی کو بھی نہیں رائیکہ نے بودا سا بہانہ گڑا تھا۔۔۔

رائیکہ میں بے وقوف نہیں ہوں میں نے آپ کو کسی سے بات کرتے ہوئے سنا ہے اور آپ کس آدمی کا پتہ لگانا چاہتی اس نے آپ کے ساتھ کیا برا کیا ہے اور ایسے کون سے سوالوں کے جواب آپ لینا چاہتی ہے روشنہ ابھی بھی سختی سے بولی تھی۔۔۔

آپو اس شخص سے میرا سب کچھ چھین لیا میرے سامنے میری ماں کو مار دیا نہ جانے کیوں اس شخص کو اپنے سامنے زندہ دیکھ کر

ایک چھوٹی سی آس میرے دل میں پیدا ہوئی تھی کہ شاید ماں بھی زندہ ہو روشنہ آپو یہ وہی آدمی تھا جس نے مجھے مارنے کی کوشش کی تھی اور ماں کو بھی میرے سامنے اسی نے مارا تھا مجھے پورا یقین ہے رائیکہ نے اس کو دیکھ کر نم آواز میں ساری بات بتائی۔۔۔۔

جبکہ ساری باتیں سن کر وہ جو سخت تیور لیے کھڑی تھی اس کے تاثرات نرم پڑ گئے اور قدم قدم چل کر اس کے سامنے آ کر رکی رائیکہ آپ نے احتشام بھائی کو کیوں نہیں بتایا اس کے ہاتھوں کو تھام کر بولی۔۔۔۔

بھائی ویسے بھی کاظمہ کی وجہ سے پریشان تھے اس لیے میں ان کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی میں یہ خود کرنا چاہتی تھی میں میری ماں کا بدلہ لینا چاہتی ہو اس کا نام جاننا چاہتی ہوں جس کے کہنے پر یہ سب کچھ ہوا رائیکہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر گلوگیر لہجے میں بولی تو روشنہ کی بھی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے رائیکہ اگر آپ کو میری کوئی مدد چاہیے ہو تو مجھے ضرور بتانا اور میں وعدہ کرتی ہوں یہ بات میں کسی کو بھی نہیں بتاؤں گی روشنہ اس کے ہاتھوں پر دباؤ بڑھائے بہت محبت سے بولی تو رائیکہ اس کے گلے لگی۔۔۔

زوہا بھی شاہینہ بلوچ کے کہنے پر رائیکہ کی طبعیت پوچھنے کے لیے آئی تھیں لیکن ان کی باتیں سن کر وہی رک گئی اسے پہلے ہی شک تھا کہ وہ شاہینہ بلوچ کی بیٹی نہیں ہے پھر رائیکہ کی باتیں سن کر وہ بونچکارہ گئی مفلوج ہوئے ذہن کے ساتھ دوبارہ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔۔۔۔

○○○○○○○○○○

حیات تم اندازہ لگا سکتے ہیں وہ لڑکی سب کچھ جانتی ہے اسے قرۃ العین کے بارے میں بھی پتا ہے اسفند بلوچ فون پر کسی سے مخاطب تھے۔۔۔۔

اسفند تم نے جب سے فون کی کیا ہے تم ایک ہی رٹ لگائے جا رہے ہو مجھے بتاؤ وہ لڑکی ہے کون جو تمہارے بارے میں سب کچھ جانتی ہے اور اگر وہ سب کچھ جانتی ہے تو وہ زندہ کیسے ہے

حیات بیگ کی متحیر سی آواز گونجی۔۔۔۔

وہ لڑکی میرے بیٹے صائم کی نام نہاد بیوی اور یوسف بلوچ کی بیٹی ہے میں سمجھ نہیں پا رہا یہ بات وہ جانتی کیسے ہے اسفند بلوچ نے آج تک کوئی ثبوت اپنے پیچھے نہیں چھوڑا پھر وہ کیسے اس عورت کے بارے میں جانتی ہے اسفند بلوچ پریشانی سے گویا ہوئے۔۔۔۔

تمہارے بیٹے نے یوسف بلوچ کی بیٹی سے شادی کر لی اور تم نے اسے منع بھی نہیں کرا میرے لئے یہ بہت حیران کن بات ہے اور رہی بات اس قرۃالعین کے بارے میں جاننے کی تو ہو سکتا ہے تم نے اس کے سامنے ذکر کیا ہو۔۔۔

بے وقوف نہیں ہوں میں جو اپنے گناہوں کا اعتراف خود اپنے منہ سے کروں گا میں نہیں جانتا وہ کیسے جانتی ہے یہ بات لیکن مجھے بتا کر اس نے بالکل بھی اچھا نہیں کیا اپنے لئے مصیبت کو ہی دعوت دی ہے اب جلد یا بدیر اس کا کام تمام کرنا پڑے گا اسفند بلوچ اپنے خلاف بولنے والے لوگوں کو اپنے راستہ سے ہٹانا جانتا ہے ان کے لہجے میں غرور بول رہا تھا۔۔۔

ویسے دیکھتی کیسی ہے تمہارے بیٹے کی بہو میرا مطلب ہے یوسف بلوچ کی بیٹی حیات بیگ نے کمینگی سے پوچھا۔۔۔

ان کے انداز پر وہ مکرو مسکراہٹ لیے بولے بلکل ایک پری کی طرح یہ بولتے وقت بھول گئے تھے کہ ان کی بھی ایک بیٹی ہے وہ یہ بات اپنی بہو کے لئے کہہ رہے تھے۔۔۔۔

پھر تو مجھے جلد از جلد پاکستان آ کے اس کے حسن کو خراج تحسین پیش کرنی چاہیے حیات بیگ خباثت سے بولے۔۔۔۔

ضرور ویسے بھی مجھ اس سے پیچھے ہی چھڑانا ہے اب اگر میرے دوست کا کچھ فائدہ ہو گا تو میں منع تھوڑی کروں گا وہ بولتے وقت

انسان تو نہیں شی*طان ضرور لگ رہے تھے جو اپنے دوست کا ناپاک ارادوں میں ساتھ دے رہے تھے۔۔۔

ٹھیک ہے پھر جلد ملتے ہیں حیات بیگ کہہ کر کال ڈس کنیکٹ کر گئے اسفند بلوچ نے مسکراتے جگمگاتی سکرین کو دیکھا۔۔۔

OOOOOOOOOO

صائم اس وقت اپنے فارم ہاؤس میں موجود تھا کمرے کی ہر چیز کو اس نے تہس نہس کر دیا تھا ایک آگ سی جل رہی تھی اس کے اندر وہ چاہتا تھا وہ اس کا اعتبار کریں ایک بار ہی صحیح اس سے پوچھ لے لیکن کیا اس کو صفائی دیتا اس نے جیسے خود سے سوال کیا۔۔۔

بکھرے سے حلیے میں وہ صوفے پر بیٹھا تھا کائی سی کالی آنکھیں اس وقت شدید سرخ ہو رہی تھیں جن کو دیکھ کر ہی خوف محسوس ہو وہ جب سے آیا تھا نہ جانے کتنے سگار سلگا چکا تھا جب بھی تڑپتے دل کو سکون نہ ملا تو اس نے وہاں کچن میں موجود وائن کو اپنے اندر اتارنا شروع کر دیا۔۔۔

اس نے بہت کم کر دیا تھا اس حرام مشروب کو ہاتھ لگانا لیکن آج پھر سے اس جگہ کھڑا ہو گیا تھا جہاں آٹھ سال پہلے کھڑا تھا جب بھی اس کے ساتھ کوئی نہیں تھا اور آج بھی جب بھی اس نے اسی چیز سے سہارا لیا تھا اور آج بھی یہی کر رہا تھا۔۔۔

گھونٹ گھونٹ اپنے حلق میں انڈیل کر اس کی آنکھوں کے سامنے صبح والا منظر گردش کر رہا تھا جب وہ اس کو نفرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی اور یہی چیز اس کے زخموں پر نمک کا کام کر رہی تھی۔۔۔۔۔

یک دم صوفے سے اٹھا ہاتھ میں پکڑا گلاس زمین پر زور سے پھینک کر لڑکھڑاتے قدموں سے باہر کی جانب نکلا جیپ میں بیٹھ کر اس کا رخ حویلی کی جانب کیا رات کے سائے گہرے ہو رہے تھے آنکھیں بار بار بند ہو رہی تھی جن کو بمشکل کھولے ڈرائیو کر رہا تھا رش ڈرائیونگ کرتے وہ ایک گھنٹے کے اندر حویلی کے باہر موجود تھا۔۔۔۔

جیپ کو یوں ہی چھوڑ کے اس نے رخ کوارٹر کی طرف کیا جہاں موجود لڑکی نے اس کو اندیکھی آگ میں جھونک دیا بمشکل چلتے وہ اس کے کمرے کے پاس رکا۔۔۔

کمرے میں داخل ہوا تو لائٹ آن تھی اور وہ دشمن جاں خود مزے سے سو رہی تھی یہ دیکھ کے اس کو نئے سرے سے غصہ آیا اس کے کفرٹر میں دبکے وجود کو بے باک نگاہوں سے دیکھ اس کی طرف بڑھا اس کے دائیں بائیں ہاتھ ٹکائے غور سے اس کے چہرے کو تکنے لگا۔۔۔۔

وہ جو ابھی تھوڑی دیر پہلے سوئی تھی خود پر نظروں کی تپش محسوس کر کے آنکھیں وا کی تو سیدھا اس کی سرخ آنکھوں سے

ٹکرائی جب کہ مقابل اس کی نیند کے خمار سے سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر اس کے چہرے پر جھکا جذبات کا ایک طوفان اس کے اندر اٹھ رہا تھا۔۔۔

کاظمہ خوف سے اس کو دیکھ رہی تھی اس سے پہلے اُس کے چہرے پر جھکتا کاظمہ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کے اس کو پیچھے کی طرف دھکا دیا وہ جو پہلے ہی نشے میں تھا اس کے دھکے پر لڑکھڑاتا پیچھے گرتا لیکن بروقت دیوار کا سہارا لے کر سنبھال گیا۔۔۔

کاظمہ بیڈ سے اٹھ کر دروازے کی طرف بھاگی اس سے پہلے وہ باہر نکلتی اس کو زور سے بازو سے کھینچ کر دیوار سے پن کر گیا۔۔۔

کاظمہ ہراساں نگاہوں سے اس کو دیکھ رہی تھی وہ اس وقت ہوش میں نہیں تھا اس کے پاس سے اٹھتی عجیب سی بو اسے شک میں مبتلا کر رہی تھی آنسو جو پہلے ہی بہہ رہے تھے ان میں روانگی آگئی یہ سوچ جان لیوا تھی کہ وہ شرا*ب بھی پیتا تھا۔۔۔

صائم مدہوشی سے اس کے چہرے کو تک رہا تھا وہ ہوش میں رہ کر بھی ایسی حرکت نہ کرتا جو وہ اس وقت نشے میں کر رہا تھا اس کے

گلے سے ڈوپٹہ نکالتے کاظمہ کو لرزنے پر مجبور کر گیا اس سے پہلے وہ اس کے گلے سے دوپٹہ کھینچتا کاظمہ اس کا ہاتھ تھام گئی۔۔۔

پ۔۔۔پلیز چلے جائے پلیز ایسا نہ کرے می۔۔میں تو بیوی ہو نہ آپ کی پھر آپ ایسا کیسے کر سکتے ہے میرے ساتھ وہ روتے ہوئے اس سے التجائی گویا ہوئی۔۔۔۔

اور میں شوہر اپنا حق لے رہا ہو اس کے گال کو نرمی سے سہلاتے بوجھل لہجے میں بولا۔۔۔۔

ن۔۔۔نہیں مم۔۔۔مجھے ہاتھ مت لگانا مم۔۔۔میں نہیں مانتی آپ کو اپنا شش۔۔۔شوہر وہ کانپتے لہجے میں بامشکل بول پائی۔۔۔۔

اس کی بات سن کر مقابل کو غصہ آیا اور زبردستی اس کا ہاتھ تھام کر اسے کمرے سے باہر لے جانے لگا وہ اس کے ساتھ گھسیٹی چلی جارہی تھی جو مین گیٹ کے پاس پہنچ گیا تھا دروازہ کھول کر ایک جھٹکے میں اس کو گھر سے باہر نکالا۔۔۔۔

جب تم مجھے شوہر نہیں مانتی تو اس گھر میں بھی تمہاری کوئی جگہ نہیں درشتگی سے بول کر دروازہ بند کرتے اندر کی طرف بڑھ گیا اور دروازے پر کھڑے گارڈ کی اتنی مجال نہیں تھی جو باہر روتی لڑکی کی فریاد سن کر دروازہ کھولتا۔۔۔۔

کاظمہ روتے چلاتے دروازہ کھولنے کا کہہ رہی تھی لیکن وہاں کوئی نہیں تھا جواس کی آہ وپکار سنتارات کے اندھیرے میں کوئی زی روح موجود نہیں تھا جس سے وہ مدد مانگتی دروازہ پیٹتے پیٹتے اب اس کے ہاتھ بھی دکھنے لگے تھے بے بسی سے وہی گھٹنوں میں سر دیے بیٹھ گئی۔۔۔۔

وہ سمجھ گئی تھی اس کی کوئی مدد نہیں کرے گا اس لئے وہاں سے اٹھ کر چلنا شروع کر دیا چلتے چلتے وہ بہت دور آگئی تھی اس کو تو راستوں کا بھی علم نہیں تھا وہ کہاں جارہی تھی وہ نہیں جانتی وہ بس چلے جارہی تھی جب سامنے سے آتے لڑکوں کو دیکھ کر اس کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔

اس نے اندھا دھند بھاگنا شروع کر دیا وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کہاں جا رہی ہو بس اپنی عزت کی خاطر بھاگ رہی تھی جب کہ پیچھے آتے لڑکے اس کو اکیلا دیکھ کر اس کے پیچھے ہی چلے اس پر جملے کستے مسلسل اس کو روکنے کا کہہ رہے تھے۔۔۔۔

کاظمہ پیچھے دیکھ کر بھاگ رہی تھی جب وہ سامنے سے آتی کار نہیں دیکھ پائی اور ایک زوردار ہٹ کھا کر پیچھے کو جا گری

۔۔۔۔۔

اوشٹ گاڑی میں بیٹھا شخص فوراً نکلا اپنے سامنے ایک آدمی کو دیکھ کر وہ دونوں لڑکے بھی وہیں سے واپس چلے گئے۔۔۔۔

وہ قدم قدم چلتا اس کے پاس آیا تھا جو سڑک پر اوندھے منہ گر ہوئی تھی سر سے خون بہہ رہا تھا بلا تاخیر کیے اس کو اپنی باہوں میں اٹھائے گاڑی کی طرف گیا۔۔۔۔

★★★

ذوہا کی آنکھ کھلی تو نظر احتشام سے ٹکرائی تھی جو شیشے کے سامنے کھڑا ہوتا اپنے بال بنا رہا تھا اس نے ایک نظر گھڑی کو دیکھا جو صبح کے سات بجا رہی تھی وہ خود عجلت میں تیار ہو رہا تھا جب وہ رات کو سوئی تھی احتشام جب تک حویلی میں نہیں آیا تھا اب اس کو صبح اتنی جلدی کہیں جاتا دیکھ کر حیرت ہوئی وہ جلدی بستر سے اٹھ کر اس کے پیچھے جا کھڑی ہوئی تھی سائیں آپ کہاں جا رہے ہیں اتنی صبح۔۔۔۔۔

ذوہا کی آواز پر احتشام کا گھڑی پہنتا ہاتھ ایک پل کے لیے رکا تنقیدی نظر سے اپنا جائزہ لے کر وہ ذوہا کی طرف متوجہ ہوا اس کو شانوں سے تھام کر نرمی سے بولا۔۔۔

ذوہا میں کاظمہ کو لینے کے لئے جا رہا ہوں کل احد نے مجھے بتایا تھا کہ آج سے وہ کالج جائے گی اس لیے میں اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں کر سکتا میں اسے اسی وقت لانا چاہتا ہوں۔۔۔

لیکن سائیں آپ اتنی جلدی جا رہے ہیں کیا آپ کو پورا یقین ہے کے کاظمہ آئے گی اگر وہ آئے گی تو بھائی خود ہی اسے چھوڑنے آئیں گے تو پھر آپ کیسے ہیں ذوہا نے دانستہ طور پر بات ادھوری چھوڑ دی۔۔۔

وہ سب میں نہیں جانتا اگر صائم اسے لے کر آئے گا تو اس کے جانے کے بعد میں اسے لے آؤں گا لیکن ہر صورت اپنی بہن کو میں لے کر آؤں گا اب مزید وہاں نہیں رہے گی احتشام اس کا گال تھپتھا کر باہر نکل گیا۔۔۔

ذوہا نے پریشان نگاہوں سے اس کی پشت کو دیکھا تھا اسے یقین نہیں تھا کہ صائم بلوچ کاظمہ کو اکیلے کالج بھیج دے گا اس نے پوری تیاری سے اسے گھر سے نکلنے کی اجازت دی ہو گی وہ اس بات پر قطعی حیران نہیں تھی کے وہ کالج کیسے جا سکتی ہے کیونکہ صائم لڑکیوں کی پڑھائی کے حق میں تھا وہ حیران اور خوش اس

بات پر ہو رہی تھی کہ صائم اس کے ساتھ کوئی غلط سلوک نہیں کر رہا۔۔۔

وہ پر سکون ہو گئی تھی یہ سوچ کر کہ شاید کاظمہ کے لیے اس کے دل میں نرم گوشہ پیدا ہو گیا اس لیے اس نے اجازت دے دی کیا پتا اس نے گھر میں اسے اس کا مقام بھی دلوا دیا ہو یہ سب سوچتے ایک بھولی بھٹکی مسکراہٹ ہونٹوں پر آئی تھی۔۔۔۔

ذوہا نے ایک نظر گھڑی کو دیکھا پھر اپنے کپڑے لے کر واش روم میں گھس گئی۔۔۔

oooooooooo

احتشام تیزی سے چلتا باہر جا رہا تھا جب رائیکہ نے اسے پکارا وہ کاظمہ کے جانے کے بعد زیادہ تر وقت لان میں ہی گزارتی تھی کاظمہ کو پھول پسند تھے اور روز صبح اٹھتے ہی وہ پھولوں کو پانی دینا شروع کر دیتی تھی اس کے جانے کے بعد سے شاہینہ بلوچ اور رائیکہ یہ کام سرانجام دے رہی تھیں۔۔۔

بھائی آپ اتنی صبح کہاں جا رہے ہیں اس نے احتشام کے قریب جا کر پوچھا۔۔۔

احتشام نے اس کے چہرے کو دیکھ کر جواب دیا کاظمہ کو لینے آج وہ ہم سب کے ساتھ ہو گی اور پھر ہم پہلے کی طرح رہیں گے احتشام کاظمہ کو سوچ کر مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

سچ بھائی آپ کاظمہ کو لینے جا رہا ہے لیکن آپ حویلی کیسے جائیں گے صائم بلوچ تو آنے نہیں دے گا پہلے پر جوش ہو کر پھر آخر میں پریشان سی گویا ہوئی۔۔۔۔

نہیں میں اسے حویلی سے نہیں کالج سے لینے کے لئے جا رہا ہوں میں خود حیران ہوں کہ صائم نے کالج کی اجازت کیسے دے دی لیکن اب اس نے غلطی کی ہے تو خود بھگتے گا اب مزید میری بہن کو وہ زبردستی اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا احتشام کے بولنے پر رائیکہ نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

احتشام سرشار سا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا ایک ہفتے بعد اپنی بہن کو دیکھنے کی خوشی حد سے سوا تھی اسے حویلی لاتے وہ صائم سے اسے طلاق دلوادے گا ویسے بھی وہ اسکے ساتھ زبردستی کر رہا ہے جبکہ اس کی بہن میرے ساتھ خوشی سے رہ رہی ہے تو اسے ہر صورت اسے آزاد کرنا ہو گا خود سے نہ جانے وہ کیا سوچ رہا تھا۔۔۔

احتشام کی گاڑی حویلی سے نکلتی کاظمہ کے کالج کی جانب رواں دواں تھی کاظمہ کے ریکشن کے بارے میں سوچ کا اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ رہی تھی قسمت اس کی مسکراہٹ نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

OOOOOOOOOO

بڑی حویلی میں ناشتے کی تیاریاں چل رہی تھی ایسے میں بوا ساری حویلی میں صرف کاظمہ کو ڈھونڈ رہی تھی صائم کے کہنے پر اس کا کمرہ دو دن پہلے ہی الگ کیا گیا تھا وہ جان گئی تھی کہ وہ اندھیرے سے ڈرتی ہے اس لیے اسے اپنے ساتھ سلانے میں کوئی قباحت محسوس نہیں ہوئی۔۔۔

لیکن صائم کو یہ بھی برداشت نہ ہوا تھا اس کا کمرہ الگ کر دیا تھا وہ روز فجر میں اٹھنے کے بعد ان کے پاس آ کر بیٹھ جاتی تھی اور پھر صبح چھ بجے انہیں کے ساتھ کچن میں آتی تھی لیکن جب آج وہ نہ آئی تو وہ اس کے کمرے میں دیکھنے گئی تھی جہاں وہ موجود نہیں

تھی بوا کو لگا وہ کچن میں ہو گی لیکن اسے کچن میں بھی نہ پا کر وہ
ساری حویلی میں ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔

وہ حویلی کے بیک سائیڈ پر بنے سٹور روم میں بھی دیکھ کر آئی تھی
کہ صائم نے پھر سے تو اسے وہاں بند نہیں کر دیا لیکن وہاں بھی
موجود نا پا کر انہیں پریشانی لاحق ہو رہی تھی اتنی بہادر وہ نہیں
تھی جو راتوں رات حویلی سے بھاگ جاتی ہے۔۔۔۔

پھر ایک لمحہ کو ان کے ذہن میں خیال آیا کہ ہو سکتا ہے وہ صائم
کے کمرے میں موجود ہو اور اسی سوچ سے متفق ہو کہ وہ اپنے
کام کرنے لگی۔۔۔۔۔

بلوچ حویلی کی ناشتے کی میز پر سب موجود تھے سوائے صائم کے عمارہ اور اسفند بلوچ کی نظریں بھی کاظمہ کو ڈھونڈ رہی تھی جس کو انہوں نے ایک دفعہ بھی نہیں دیکھا تھا آخر عمارہ سے رہا نہ گیا تو وہ نصرت بلوچ سے مخاطب ہوئی آنٹی وہ بے بی گرل آئی مین کاظمہ کہاں ہے۔۔۔۔

اس کے سوال پر وہاں موجود بوا کے کان بھی کھڑے ہوئے تھے انہوں نے بے ساختہ دعا کی جو وہ سوچ رہی ہے وہی ہو وہ صائم کے کمرے میں موجود ہو حویلی سے باہر نہیں گئی ہو۔۔۔۔

مجھے علم نہیں ہے نصرت بلوچ نے تپے ہوئے انداز میں کہا۔۔۔

ہاں میں نے بھی صبح سے کاظمہ کو نہیں دیکھا وہ تو روز آپ کے ساتھ ناشتہ بناتی ہے نہ آج نہیں بنوایا کیا وہ سو رہی ہے اس کی طبیعت ٹھیک ہے احد متفکر انداز میں بوا سے پوچھنے لگا۔۔۔

سردار کاظمہ بیٹی اپنے کمرے میں نہیں تھی مجھے لگا کہ وہ صائم سردار کے کمرے میں ہو گی بوا نے تحمل سے کہا۔۔۔

ان کے جواب پر اسفند بلوچ نے مٹھیاں کسی تھی دانت پر دانت جمائے وہ بوا کو گھور رہے تھے پھر اچانک سرد مہری سے بوا سے مخاطب ہوئے کیا تم نے دیکھا اس کو صائم کے کمرے میں جاتے ہوئے۔۔۔۔

ن ۔۔ نہیں سردار میں نے دیکھا نہیں ہے میں اپنے تیئں بتا رہی ہوں میں ساری حویلی میں ڈھونڈ چکی ہو وہ کہی نہیں ہے اس لیے میں نے کہا بوا نے ڈرتے ڈرتے بتایا۔۔۔

ان کی بات پر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر صائم کے کمرے کی طرف گئے اور اس کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔۔۔۔

وہ جو جوتوں سمیت اوندھے منہ بیڈ پر سو رہا تھا دروازے کی آواز اپنے بھاری ہوتے سر کو تھام کسملندی سے اٹھ بیٹھا سر میں درد کی ٹیس اٹھ رہی تھی جس کو برداشت کرتے وہ دروازے کی طرف گیا کیا مصیبت آ گئی ہے نہیں کرنا مجھے ناشتہ صائم دروازے پر اسفند بلوچ کو کھڑا دیکھ کر یہی سمجھا کہ وہ اسے ناشتہ کے لیے

بلانے آئے ہے اس لیے کڑوا سا جواب دے کر دروازہ بند کرنے لگا تھا۔۔۔۔

جب اسفند بلوچ نے دروازے پر ہاتھ رکھتے اس کو بند کرنے سے روکا اور غصے سے کہا صائم کیا وہ لڑکی اس وقت تمہارے کمرے میں موجود ہے۔۔۔

کون سی لڑکی صائم منہ کے زوایے بگاڑ کر روانی میں کہہ رہا تھا جب لڑکی لفظ پر ہونٹ صرف پھڑ پھڑا گئے ذہن ایک لمحے میں بیدار ہوا شب وروز کے مناظر آنکھوں کے سامنے گزرے تو صائم کے قدموں کے نیچے سے کسی نے زمین کھینچ لی ہو وہ دیوانہ وار اپنے کمرے سے باہر کی طرف بھاگا۔۔۔۔

مین گیٹ پر پہنچ کر اس نے گارڈ سے بے قراری سے پوچھا تت۔۔ تم نے رات دروازہ کھول دیا تھا وہ۔۔ وہ اندر آ گئی تھی نہ اس کا گریبان پکڑتے پوچھا اس کی آواز کپکپا رہی تھی دل کی دھڑکنیں اس حد تک تیز تھی کہ کانوں میں ڈھول کی مانند گونج رہی تھی۔۔۔۔

نہیں سردار گارڈ نے حلق تر کرتے جواب دیا۔۔۔۔

صائم کو لگا کسی نے پگلا سیسہ انڈیل دیا ہو اس کے کانوں میں دھواں دھواں چہرے سے گارڈ کو دیکھ کر ایک زوردار مکا اس کے منہ پر مارا کیا میں نے کہا تھا کہ دروازہ نہ کھولنا اس کو زمین پر

دھکا دیتے سرد لہجہ میں بولا تو گارڈ نے سہم کر نفی میں سر ہلا یا صائم خونخوار نظروں سے اس کو دیکھ کر حویلی کے اندر داخل ہوا۔۔۔

کہاں ہے کاظمہ بھائی احد اس کے راستے میں حائل ہوتا سپاٹ انداز میں بولا۔۔۔۔۔۔

وہ حویلی گئی ہے صائم اس کے کنگ چہرے کو دیکھ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا پیچھے احد تو برف کے مجسمہ کی مانند یونہی کھڑا رہ گیا حیران تو اسفند اور نصرت بلوچ بھی بہت تھے یہ ایک خواب ہی لگ رہا تھا نہیں ورنہ صائم کی پوزیسیو عادت سے تو وہ واقف تھے ایک بار جو چیز اس کی ہو جائے پھر وہ اسے کبھی خود سے الگ نہیں

کرتا پھر یہاں بات تو اس لڑکی کی تھی جس کو اس نے اپنے نکاح میں لیا تھا۔۔۔۔۔

احد نے ہوش میں آکر اس کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا تھا یقین کرنا ناممکن لگ رہا تھا پتا نہیں کیوں لیکن اس کا دل کہہ رہا تھا صائم نے جھوٹ کہا ہے اسے شاید احتشام کے ارادوں کے بارے میں پتا چل گیا تھا اس لیے اس نے خود سے ہی کہی بھیج دیا احد کو کاظمہ کی فکر ہوئی تھی اپنی جیب سے فون نکال کر حویلی سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

سب ناشتہ چھوڑ کر جا چکے تھے جب کہ اسفند بلوچ اور عمارہ پر سکون مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے ناشتہ کی میز پر گئے کیونکہ

ان کو تو وہ ویسے ہی وہ نہیں پسند تھی لیکن اسفند بلوچ کو تھوڑا افسوس ہو رہا تھا کاظمہ کو حیات بیگ کے حوالے کر کے وہ ان سے بڑی ڈیمانڈ کرنا چاہتا تھے جواب مشکل تھا۔۔۔

صائم اضطرابی کیفیت میں مسلسل اپنی ایک ٹانگ ہلا رہا تھا رات کے فعل کیے عمل سے اس کو شرمندگی ہو رہی تھی اسے رہ رہ کر خود پر غصہ آ رہا تھا کہ کیا ضرورت تھی ڈرنک کرنے کی اگر کر لی تھی تو اس کے کمرے میں نہ جاتا اور نہ ہی یہ سب کچھ ہوتا اس کو یہی لگ رہا تھا کہ وہ حویلی گئی ہے اس لئے وہ پر سکون تھا۔۔۔۔

وہ ابھی اس کا سامنا کرنا بھی نہیں چاہتا تھا وہ اس کو تھوڑا سا وقت دے رہا تھا یا یہ کہنا بہتر ہو گا کہ وہ خود اس کے سامنے نہیں جانا

چاہتا تھا وہ تھوڑے دن حویلی رہ لے پھر اسے یہاں ہی آنا اب اس پر غصہ بھی نہیں کروگا صائم پریشانی سے سوچتا شاور لینے واشروم میں گیا۔۔۔۔

OOOOOOOOOOO

احتشام کب سے کالج سے تھوڑے سے فاصلے پر کھڑا تھا لمحے گزر رہے تھے لیکن نہ تو صائم کی گاڑی آئی تھی اور نہ ہی کاظمہ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ صائم کو اس کے ارادے کے بارے میں پتا چل گیا تبھی شاید اس کو منع کر دیا جتنی خوشی سے وہ یہاں آیا تھا اب بے زاری میں بدل گئی تھی وہ پھر سے اپنی بہن سے دور ہو گیا

۔۔۔

وہ اسے حویلی سے بھی لا سکتا تھا لیکن صرف صائم کی دھمکی کی وجہ سے خوفزدہ تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ کاظمہ کو دور کر دے اس لیے انتظار میں تھا کہ وہ کب باہر نکلنے کی اجازت دی اور وہ اسے اپنے ساتھ لے جائے لیکن شاید ابھی اور وقت درکار تھا۔۔۔

دل مسوس کر وہ گاڑی سٹارٹ کرنے والا تھا جب اس کے فون پر احد کی کال آنے لگی احتشام نے کوفت سے فون کان کے لگایا۔۔۔

احتشام تم کالج کے باہر ہی کھڑے ہو کاظمہ نہیں آئی احمد نے بات کو تول دے کر اس اے استفسار کیا وہ سیدھا اس سے کاظمہ

کی حویلی میں موجودگی کے بارے میں پوچھ کر اسے مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا اسے یقین تھا کہ صائم نے جھوٹ کہا ہے۔۔۔۔

پچھلے تین گھنٹے سے میں کالج کے باہر ہی کھڑا تھا اب میں جارہا ہوں اگر وہ نہیں آرہی تھی تو تم مجھے صبح ہی بتا سکتے تھے احتشام نے جھنجھلا کر کہا۔۔۔۔

اس کی بات پر احد نے اپنے جبڑے بھینچے تھے مطلب اس کا شک صحیح نکلا وہ کہیں اور چلی گئی ہے اور اسے نکالنے والا صائم خود ہے احد کو بے تحاشہ غصہ آرہا تھا صائم پر پھر خود کو پر سکون

کر کے اس نے خود کو جھوٹ بولنے کے لیے تیار کیا تھا آج پہلی دفعہ احتشام سے جھوٹ بول رہا تھا۔۔۔

بھائی نے شاید اسے منع کر دیا اس لیے نہیں آئی وہ اور صبح سے کمرے میں تھی اس لئے مجھے پتا نہیں تھا ابھی اسے دیکھا تو تم نے فون کیا احد کو جھوٹ کہتے ہوئے برا لگ رہا تھا لیکن اور کوئی راستہ نہیں تھا۔۔۔

ہمم احتشام نے ہنکار بھرتے کال کٹ کرتے گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔۔

OOOOOOOOOO

بھائی میں کچھ نہیں جانتی میں بھی اس پارٹی میں جاؤں گی عرشیہ منہ پھلا کر خفگی سے بولی جب سے احمد نے اسے بتایا تھا کہ اس کی یونی میں پارٹی منعقد کی گئی ہے جب سے عرشیہ نے بھی وہاں جانے کی رٹ لگالی تھی اور احمد اسے وہاں لے جانے کے حق میں نہیں تھا اس نے صاف منع کر دیا جس پر عرشیہ اپنی ناراضگی کا اظہار کر رہی تھی اور احمد اسے منانے میں لگا ہوا تھا۔۔۔

عرشی میری جان آپ وہاں جا کر کیا کروں گی ہم دونوں بہن بھائی اپنے گھر میں پارٹی کریں گے احمد نے اس کو پچکارتے کہا۔۔۔

نہیں بھائی میں اسی پارٹی میں جاؤں گی آج اگر ماما پاپا زندہ ہوتے تو میں ان سے آپ کی شکایت لگادیتی ہے عرشیہ نے اچانک روتے ہوئے کہاتواحمد تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔

نہیں عرشی روتے نہیں بہادر لڑکیاں نہیں روتی ٹھیک ہے آپ میرے ساتھ چل لینا لیکن اپنا خیال آپ کو خود رکھنا ہو گا وہاں اچھے برے سب لوگ موجود ہوں گے اس کے بالوں سہلاتے نرمی سے سمجھایا۔۔۔

ٹھیک ہے بھائی میں خیال رکھوں گی آپ دنیا کے سب سے اچھے بھائی ہو عرشیہ اجازت ملنے پر اپنی ناراضگی بھلائے اس کے سینے سے لگی تھی احمد نے مسکراتے اس کے گرد حصار قائم کیا۔۔۔

پھر اسے خود سے الگ کرتے بہت پیار سے بولا عرشی لڑکی کی عزت تتلی کے پروں سے زیادہ نازک ہوتی ہے جب لڑکی کے قدم حیا کی سیڑھی سے لڑھکڑاتے ہیں تو منہ کے بل اس کا پورا خاندان گرتا ہے اس لیے تم اپنا خیال رکھنا وہاں پر لڑکے بھی ہوں گے تو ان سے دور رہنا کسی سے بھی بات مت کرنا احمد نے اس کو سمجھایا یہ بات کرتے وقت ایک تکلیف سی ہوئی تھی اس کے دل میں۔۔۔۔

جی بھائی میں آپ کی ساری باتوں کا خیال رکھوں گی آپ مجھے لے جانا عرشیہ نے اس کے باتوں کے جواب میں کہا تو احمد نے مسکراتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

oooooooooooo

یہ کون ہے رمیز تم اسے یہاں کیوں لے آئے ہو ڈیول کو پتا چلا نا تو تمہارے ساتھ مجھ پر بھی زندگی تنگ کر دے گا اس کو جہاں سے لائے ہو وہاں چھوڑ کر آؤ علی رمیز کی بانہوں میں کاظمہ کے وجود کو دیکھ کر ہی شروع ہو گیا۔۔۔

علی خدا کے لیے اپنا منہ بند رکھ کر ڈاکٹر کو فون کر و میری گاڑی سے ٹکرا کر گری ہے یار میں اب اسے اس حال میں سڑک پر چھوڑ کر آجاتا اور ویسے بھی اس کے پیچھے دو لڑکے بھی لگے ہوئے تھے اور رات کے اندھیرے میں پتا نہیں کہاں جا رہی تھی کہ

میری کار نہیں دیکھ پائیں اور ٹکرا کر پیچھے گر گئی رمیز نے اس کو وضاحت دی تو وہ سر ہلاتا اپنے فون سے ڈاکٹر کو کال ملانے لگا۔۔۔

ڈاکٹر کے پٹی کر کے جانے کے بعد وہ دونوں بھی اس کمرے سے نکل کر آ گئے تھے رمیز اسے پہلے لے تو آیا تھا لیکن اب ڈیول کا خوف انگڑائی لینے لگا تھا اسے پتہ تھا اسے ڈیول کو یہ بات بالکل پسند نہیں آئے گی لیکن وہ بھی انسانیت کے ناطے اسے لے آیا تھا۔۔۔

کاظمہ کی آنکھ کھولی تو وہ غائب دماغی سے چھت پہ چمکتے فانوس کو گھورنے لگی جیسے جیسے حسیات بیدار ہوئی اس کی آنکھوں سے

آنسو بہہ کر تکیے میں جذب ہونے لگے اچانک بیڈ سے اٹھی تو سر میں ٹیس اٹھی تھی۔۔۔۔

یا اللہ اتنا ناروا سلوک کیا میں مستحق ہو اس کی بنا کسی خطا کی اتنی سزا جھیل رہی ہو یا اللہ تو اپنے بندے کی برداشت سے زیادہ اس پر بوجھ نہیں ڈالتا اللہ میری بس ہو گئی ہے اب مزید برداشت نہیں کر سکتی کاظمہ روتے روتے گھٹنوں میں سر چھپا گئی جب دل کا بوجھ ہلکا ہوا۔۔۔۔

تو اپنی سدت گریہ سے سرخ ہوئی سبز آنکھوں سے ہال نما جو بصورت کمرے کو دیکھ کر بڑبڑائی۔۔۔۔

مم۔۔۔میں۔۔۔۔کک۔۔۔کسی۔۔۔اور کی۔۔۔قید۔۔۔میں آگئی۔۔۔اب۔۔۔م مم۔۔میں ک۔کیسے نکلو گی۔۔۔۔۔

وہ اپنی تیز ہوتی دھڑکنوں سے منہ پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی اسے یہی لگ رہا تھا کہ وہ ان درندوں کی قید میں آگئی۔۔۔۔

★★★

اس کا ایکسیڈنٹ اگر تمہاری گاڑی سے ہو گیا تھا تو اس کو ہسپتال لے کر جاتے یہاں کیوں لے کر آئے یہ ڈیول کا وائٹ پیلس ہے کوئی گیسٹ ہاؤس نے کہ کسی کو بھی اٹھا کر لے آؤ ڈیول جو ابھی ہی آیا تھا رمیز کسی لڑکی کو لے کر آگیا ہے جس کا ایکسیڈنٹ اس کی کار سے ہوا ہے علی کے منہ ساری بات سن کر ان پر گرج رہا تھا۔۔۔۔

ڈیول وہ اکیلی تھی اس کے پیچھے لڑکے لگے تھے اس لیے میں اسے لے آیا اور رات کے اندھیرے میں وہ اکیلے کہی جا رہی تھی مجھے لگا وہ پریشان ہے اس لیے میں نے اس کی مدد کی اگر تمہیں پسند نہیں آیا اس کا یہاں رہنا تو میں اسے وہی چھوڑ آؤ گا رمیز نے نرمی سے کہا ورنہ جتنے غصے میں ڈیول تھا اس کو اوپر پہنچا دیتا۔۔۔

رمیز تم اچھے سے جانتے ہو کہ ہمارے علاوہ اس جگہ کے بارے میں کسی کو نہیں پتا آج تک یہاں کتنے لوگ آئے ہیں وہ سب ڈیول کی مرضی سے آئے ہیں اور میری مرضی سے گئے ہیں تو تم میری بغیر اجازت کہ کسی کو لے آئے ہو وہ بھی لڑکی ہو ڈیول کا غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

ہاں پتا ہے تمہیں لڑکیوں سے الرجی ہے لیکن میں اسے تم سے شادی کرانے کے لیے نہیں لایا مجبوری میں لے آیا اسے ہوش میں آنے دو میں لے جاؤں گا بس رمیز اس کی ایک ہی بات سے تنگ آ کر بولا لیکن ڈیول کے چہرے کی طرف نظر پڑتے ہی اس کا سانس روک گیا تھا تیر کی تیزی سے ڈارک روم سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔۔

تم کیوں کھڑے ہو یہاں جاؤ اور اس مصیبت کو لاؤنج میں بٹھاؤ میں آتا ہو علی کو وہی کھڑا دیکھ کر ڈیول غصے سے دھاڑا تو علی وہاں سے فوراً گھسکا تھا۔۔۔

ڈیول نے تند نظروں سے دروازے کو گھورا پھر سر جھٹک کر رولنگ چیئر پر بیٹھ گیا۔۔۔

کاظمہ نے ایک نظر سارے کمرے کو دیکھا پھر اس کی نظر پردوں کی اوٹ سے نظر آتے شیشے پر پڑی تو وہ چھوٹے چھوٹے قدم لے کر گلاس وال کے قریب آئی پردوں کو ہٹا کر اس نے گلاس وال کا دروازہ دھیکلا۔۔۔

گلاس وال سے نیچے دکھتا منظر بہت دلکش تھا وسیع و عریض ایکڑ پر پھیلا لان جس پر گھاس کسی شفاف قالین کی مانند معلوم ہوتا تھا طرح طرح کے قیمتی پھول ہوا کے جھونکوں سے جھومتے ہوئے نظر آرہے تھے لان کے وسط میں قیمتی پتھر سے بنا فوارہ اپنی پوری

آب وتاب سے براجمان تھا فوارہ سے نکلتے پانی کے جھینٹے گھاس کو بھگو رہے تھے فوارے سے قدرے دور چار قیمتی صوفے اور ایک چھوٹی سی میز جس پر کیرم بورڈ پڑا ہوا ان کی خوبصورتی کو مزید بڑھا رہا تھا۔۔۔

اتنا خوبصورت نظارہ دیکھ کر ایک پل کو مسمیرائز ہوئی تھی اتنا خوبصورت نظارہ اس نے آج تک نہیں دیکھا تھا مگر ساتھ ہی اس کے ذہن میں آتے خیالات اس کا دل ہر چیز سے اچاٹ کر گئے۔۔۔

وہ نم آنکھیں لئے کانپتی ٹانگوں سے دوبارہ بیڈ پر آ بیٹھی۔۔۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ کرنٹ کھا کر اچھلی سامنے تقریبا پینتیس چالیس کی عورت چینا کھڑی تھی جو بلیک اور وائٹ یونیفارم میں ملبوس مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

م۔۔۔میں۔۔۔کک۔۔۔کہاں۔۔۔ہوں

کاظمہ نے اس گوری چمڑی والی انگریز عورت کی جانب دیکھتے ہکلاتے پوچھا اسے خود کی آواز کسی گہری کھائی سے آتی معلوم ہو رہی تھی۔۔۔

چینا جو اتنے سالوں سے اپنے باس کے ساتھ پاکستان میں کام کر رہی تھی تھوڑی بہت اردو اسے آگئ تھی اسی لیے وہ کاظمہ کی

بات سمجھ گئی لیکن اس کی بات سمجھ کر اس کو نظر انداز کر کے اس کا بستر درست کرنے لگی۔۔۔۔۔

میم آپ فریش ہو جائے سر آپ کا نیچے انتظار کر رہے ہے۔۔۔۔۔

کمفرٹر درست کرتی وہ نظریں چراتی بولی تو کاظمہ نے بے بسی سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔

پ۔۔۔۔پلیز۔۔۔ہیلپ۔۔۔۔می

اس کے قریب آتی ہاتھ جوڑ کر بولی تو چینا کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی کیا کچھ نہیں تھا اس کے چہرے پہ درد، کرب، اذیت ،خوف، تکلیف، بیزاریت، معصومیت۔۔۔۔

میم میں تو آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتی آپ فریش ہو کر نیچے آجائے سر ضرور آپ کی مدد کرے گے سر آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔۔

چینا کے پہلے جملے پر جہاں اس کی پریشانی میں اضافہ ہوا تھا وہی دوسرے جملے سے امید کی کرن نظر آئی۔۔۔۔

وہ سر اثبات میں ہلا کر کمرے کے سائیڈ پر بنے بڑے سے باتھ روم میں جاتی منہ ہاتھ دھو کر باہر آئی گلے میں لیا دوپٹہ اتنا چھوٹا نہ تھا لیکن کسی مرد کے سامنے جاتے ہوئے اسے بہت عجیب لگ رہا تھا اس کے بھائی اور زبردستی کے شوہر کی وجہ سے وہ کس جگہ آکر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔

وہی دوپٹہ اچھے سے اپنے اوپر پھیلائے وہ چینا کے سامنے کھڑی ہوئی تھی ایک انجانے سے خوف نے اسے ابھی بھی گھیرا ہوا تھا وہ پر امید ہوتے ہوئے لرز رہی تھی۔۔۔

اپنے حلیہ درست کرتے وہ چینا کو امید بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی چینا نے اس چھوٹی سی معصوم لڑکی کو دیکھا تھا۔۔۔

"انوسینٹ بیوٹی "

کو دیکھ کر اس کے لب بے ساختہ ہلے تھے اس کو اپنے ساتھ کمرے سے لے کر باہر نکلتے اب سیڑھیوں کی جانب بڑھ رہی تھی وہ اس وقت ایک خوبصورت محل میں موجود تھی لیکن فی الحال وہ سب کچھ فراموش کرتی یہاں سے نکلنے کے لیے بے تاب تھی۔۔۔۔

ساری سیڑھیاں طے کرتے اب وہ چینا کے ہمراہ ایک بڑے سے لاؤنج کے دروازے کے باہر موجود تھی چینا نے اس کو اندر جانے کا اشارہ کیا کاظمہ یہ سمجھ رہی تھی کہ وہ اس کی مدد کرے

گی اپنے باس سے اس کی سفارش کرے گی اس کے وہی روکنے پر ٹوٹ سے گئے اُس کے بار بار اشارہ کرنے پر وہ کڑوا گھونٹ بھرتی لرزتی ٹانگوں سے آنکھیں میچے اندر بڑھ گئی۔۔۔۔

دو قدم کا فاصلہ طے کر کے اس نے لرزتی پلکوں سے سامنے دیکھا جہاں ایک قد آور شخص کاؤچ پر بیٹھا اس کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہا تھا جبکہ اس کی آنکھوں کا سرد تاثر دیکھ کر کاظمہ کے قدم چلنے سے انکاری ہوئے۔۔۔۔

"آگے آکر صوفے پر بیٹھو "

اس کی سرد بھاری آواز سن کر کاظمہ دو قدم پیچھے ہوئی اس کا سارا چہرا چھپا تھا صرف آنکھیں نظر آرہی تھی جو سرخ انگارہ ہورہی تھی کاظمہ کو تو اس کے دیکھنے سے خوف محسوس ہو رہا تھا جیسے ابھی سالم نگل جائے گا۔۔۔۔

پیچھے علی اور رمیز کھڑے ہو کر ساری کاروائی دیکھ رہے تھے جہاں رمیز کاظمہ کے اس طرح گھبرانے اور ڈرنے سے پریشان ہو رہا تھا وہی علی محظوظ ہو رہا تھا اسے بہت مزہ دے رہی تھی کاظمہ کی یہ حالت وہ لوگ سالوں سے اس فیلڈ میں تھے ڈیول کے نام سے ساری مافیا کانپتی تھی لیکن کبھی ان کا سامنا کسی لڑکی سے نہیں ہوا تھا آج کاظمہ کو اتنا ڈرتے دیکھ اس کی ہنسی نہیں رک

رہی تھی لیکن ڈیول کی موجودگی کی وجہ سے بڑی مشکل سے ضبط کی ہوئی تھی۔۔۔۔

"بیٹھو"

اس کا سرسراتا لہجہ سن کر کاظمہ کانپتی ایک جھٹکے میں صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔۔

وہ کافی دیر سے یہاں بیٹھی تھی اور وہ شخص اس پر اپنی نظریں گاڑھے صرف اسے دیکھنے میں مصروف تھا کاظمہ جو پہلے ہی دوپٹے میں موجود تھی اس کے اس طرح دیکھنے پر کنفیوز ہوتی جزبز ہو رہی تھی اسے اس کی نگاہوں سے کوئی خوف تو محسوس

نہیں ہو رہا تھا لیکن اپنی حالت کے پیشِ نظر اس کا چہرہ خفت سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔۔

تمہاری طبیعت کل سے کافی بہتر لگ رہی ہے تمہارا ایکسیڈنٹ میرے دوست کی کار سے ہو گیا تھا اس لیے وہ تمہیں یہاں لے آیا اب جب تم ٹھیک ہو گئی ہو تو اپنے گھر کا پتہ بتاؤ میرا ڈرائیور تمہیں چھوڑ آئے گا ڈیول کی سرد بھاری آواز سارے لانچ میں گونج رہی تھی۔۔۔

جبکہ گھر کا پتہ پوچھنے پر کاظمہ پریشان ہو گی حویلی وہ جانا نہیں چاہتی تھی صائم کی وہ شکل دیکھنے تک روادار نہیں تھی اس نے اسے رات کے اندھیرے میں گھر سے باہر نکال دیا وہ اب اگر وہ

صائم کی قید سے آزاد ہو گئی تھی تو وہ دوبارہ نہیں جانا چاہتی تھی لیکن اس کے پاس کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔۔

ڈیول بغور اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا تھا جو گھر جانے کے نام پر خوشی کے بجائے پریشانی میں بدل گئے۔۔۔۔

کاظمہ نے نظر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا لیکن اس کی نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے دوبارہ نظریں جھکا گئی دوپٹے کا کانوں ہاتھوں میں مڑورتی وہ رونے کی تیاری میں تھی۔۔۔۔

اس کو کچھ نہ بولتے ڈیول کوفت سے اٹھتا لاؤنج سے باہر نکلتا چلا گیا جبکہ علی اور رمیز اس کے چہرے کو دیکھ رہے تھے جو سرخ

ہو رہا تھا چینا کو آواز لگاتے وہ دوبارہ کاظمہ کو کمرے میں چھوڑنے کا کہتے خود بھی ڈیول کے پیچھے گئے۔۔۔۔

OOOOOOOOOOO

احتشام شکستہ قدموں سے گھر میں داخل ہوا تو رائیکہ کا کو سامنے دیکھ کر اس نے اپنے ہونٹ کچلے تھے کتنے یقین سے کہہ کر گیا تھا وہ کہ کاظمہ کو لے کر آئے گا لیکن شکست لوٹا تھا اور یہی بات اس کو تکلیف دے رہی تھی۔۔۔۔

رائیکہ جو بے چینی سے احتشام کا انتظار کر رہی تھی اس کو دیکھ کر فوراً اس کی جان لپکی بھائی آپ کاظمہ کو لینے کے لیے گئے تھے کیا

وہ نہیں آئی یا باہر ہے رائیکہ بے قراری سے بولتے جواب کی منتظر تھی۔۔۔۔۔

وہ نہیں آئی صائم کو شاید پتہ چل گیا تھا اس لیے اس نے کالج نہیں بھیجا میں کافی دیر کا انتظار کرتا رہا لیکن کوئی نہیں آیا اور پھر احد نے بھی یہی کہا کہ وہ حویلی میں موجود ہے احتشام ٹوٹے ہوئے انداز میں بولتا سر صوفے کی پشت سے لگا گیا۔۔۔

رائیکہ نے بے بسی سے اس کو دیکھا تھا وہ جو خوش تھی اس کی دوست اس کی بہن اس کے پاس آجائے گی وہ ایک بار پھر دور ہو گئی تھی بجھے دل کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔۔۔

کیا ہوا کیا لے کر نہیں آئے تو احتشام بھائی کاظمہ کو روشنہ جو رائیکہ کے کمرے میں تھی اس کو منہ لٹکا کر آتے دیکھ پوچھا۔۔۔۔

"نہیں"

یک لفظی جواب دے کر رائیکہ تکیے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔۔

روشنہ نے دکھ بھری نظروں سے اس کی پشت کو دیکھا تھا سب ہی پریشان اور تکلیف میں تھے کوئی محبوب کو پا کر تکلیف میں تھا تو کوئی اس سے بچھڑ کر روشنہ بھی احد کی بے رخی برداشت کرتے تھک رہی تھی احد نا اس کا اب میسج دیکھنے کو تیار تھا اور نہ ہی اس کا

فون اٹھانے کو جو جو کچھ روشنہ نے اس کے ساتھ کیا تھا اب وہ اس کے ساتھ کر رہا تھا۔۔۔۔

اس نے احد کے ساتھ ساتھ ہے فریال کو بھی خود سے خفا کر دیا وہ دونوں ہی اس سے سخت ناراض تھے اور روشنہ انہیں منا بھی نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔

ذوہا شاہینہ بلوچ کے کمرے سے نکل کر آئی تو احتشام پر نظر پڑتے ہوئے اس کے قریب آ گئی تھی تو تھکا تھکا سا آنکھیں موندے صوفے پر ہی لیٹا تھا ذوہا نے اس کے بکھرے بالوں کو اس کی پیشانی سے ہٹانا چاہا تھا جب احتشام نے کسی کی موجدگی کو محسوس

کرتے آنکھیں وا کی تو سیدھا ذوہا سے ٹکرائی جو پریشان سی اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"سائیں آپ ٹھیک ہے"

احتشام نے اس کا ہاتھ کھینچا تو وہ توازن برقرار نہ رکھ سکی اور اس کی گود میں آ گری اس کے سینے پہ دونوں ہاتھ رکھتے خود کو اس کے چہرے پر جھکنے سے روکا تھا
احتشام اس کی گردن میں چہرہ چھپائے اس کی خوشبو میں گہرا سانس لے گیا جب کہ ذوہا کا خفت کے مارے سارا چہرہ سرخ ہو گیا تھا ارد گرد نظر دوڑاتی وہ پر سکون ہوئی کہ کسی نے دیکھا تو نہیں۔۔۔۔

سائیں پ۔۔ پلیز چھوڑدے اس کے لبوں کا لمس گردن پر محسوس کرتے ذوہا روہانسی ہو کر بولی۔۔۔۔

جب کچھ دیر بعد اسے اپنی گردن نم ہوتی محسوس ذوہا خود کو اس کی سخت گرفت سے نکال کر اس کے برابر بیٹھتی اس کا چہرہ اپنے مومی ہاتھوں سے تھام کر اس نے اونچا کیا تو اس کی توقع کے مطابق اس کی آنکھیں نم تھی۔۔۔۔

سائیں کک۔۔ کیا ہوا آپ کو اس کے چہرے کی طرف دیکھتے تڑپ کر پوچھا۔۔۔۔

ذوہا کاظمہ میری وجہ سے اس قید خانے میں دوبارہ پھنس گئی میں بالکل بھی اچھا بھائی ثابت نہیں ہوا اس کے لئے میں نہیں لا پا رہا اپنی بہن کو اپنے پاس کیا میرے نکاح کرنے کی اتنی بڑی سزا ملی ہے میں کیوں اتنا بے بس ہوں ذوہا کیوں کچھ نہیں کر پا رہا اپنی بہن کے لیے احتشام نم آواز میں اس سے بولا تو ذوہا کی آنکھوں میں بھی نمی چمکی۔۔۔۔۔

اس کی باتیں وہ کہاں سن رہی تھی وہ تو بس اپنے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ رہی تھی جو اس کی آتی جاتی سانسوں کی وجہ تھا اس سے کہاں برداشت ہو رہی تھی اس کی نم آنکھیں اس کی شکست وہ تو اس کو ہر میدان میں سرخرو دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔۔

احتشام خود کو کمپوز کرتا ذوہا سے نظریں چرائے اٹھ کر داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا اسے غصہ آرہا تھا کہ کیا ضرورت تھی آنسو بہانے کی لیکن اس کا اختیار تو نہ تھا ان آنسوؤں پر۔۔۔۔

ذوہا نم نظروں سے اس کی پشت کو دیکھ کر ایک فیصلہ کرتے اٹھی تھی اسے منظور نہ تھا احتشام کی آنکھوں میں آنسو اسے جو کچھ کرنا پڑا وہ کرے گی۔۔۔۔

○○○○○○○○○○

صائم کمرے میں موجود تھا صبح سے نا جانے وہ اب تک کتنے سگار سلگا چکا تھا ایک طرف اپنے عمل پر اسے خود پر غصہ اور پشیمانی ہو رہی تھی تو دماغ انجانے خدشات سے گھرا ہوا تھا وہ نا جانے

کتنی بار دعا کر چکا تھا کہ وہ حویلی ہی ہو کہی اور نہ گئی ہو یا کسی مصیبت میں نہ پھنس گئی ہو۔۔۔۔

باہر کی دنیا بھیڑیوں سے بھری ہوئی وہ تاک میں ہی بیٹھے ہے کہ کب کوئی شکار دکھے اور وہ شکار کر سکے اگر وہ کسی غلط ہاتھ میں لگ گئی تو یہاں آکر صائم کا دل کانپ جاتا تھا اس نے اس لمحے کو سو بار کوسا تھا جب وہ نشے میں اس کے کمرے میں گیا تھا۔۔۔۔

کہنے کو تو وہ اس سے محبت کرتا تھا لیکن ہمیشہ اسے تکلیف ہی پہنچائی ہے اس کا مقصد یہ نہیں تھا لیکن جو دا سے دور کر دیا تھا رات کے حلیہ یاد کرتے اس نے انکھیں میچی تھی ضمیر پر کاری ضرب لگی تھی کہ اپنی عزت کو گھر سے باہر نکالا بھی اور بنا چادر کے خود کو

صلواتیں سناتا وہ اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا جہاں سے آوازیں آرہی تھیں۔۔۔۔

اب یہاں کیوں آئی ہو بس ختم ہو گئی اس کی محبت اپنی بہن ملتے ہی تمہیں باہر نکال پھینکا اسفند بلوچ ذوہا کو اپنے سامنے دیکھ کر نفرت سے چلائے تھے۔۔۔۔۔

صائم ذوہا کو یہاں دیکھ کر حیران ہوا تھا وہ بھی اسفند بلوچ کی بات سے متفق ہوتا صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا۔۔۔۔

میں کچھ نہیں جانتی بابا آپ کو جو کچھ کہنا کہہ لے میں آپ کو وضاحت دینے نہیں آئی کیونکہ آپ کے جیسا ظرف نہیں ہے

ان لوگوں کا عمارہ پر ایک حقارت بھری نظر ڈال کر وہ دو بدو بولی۔۔۔۔

جبکہ اس کے اتنے مضبوط لہجے پر سب ہی دنگ رہ گئے تھے اتنی بہادر تو نہ تھی تم ذوہا نصرت بلوچ اتنے دنوں بعد بیٹی کو سامنے دیکھ کر نم آواز میں بولی۔۔۔۔

ہاں کیونکہ جو اس گھر میں رہتی تھی تو ذوہا اسفند بلوچ تھی اور جو اس وقت یہاں کھڑی ہے وہ ذوہا احتشام بلوچ ہے ذوہا کے جواب پر اسفند بلوچ کو اپنا غصہ ضبط کرنا مشکل لگ رہا تھا اشتعال میں آتے وہ ذوہا کی طرف بڑھے تھے اس سے پہلے وہ اس پر ہاتھ ان کا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا تھا۔۔۔۔۔

ذوہانے جوان کے تھپڑ کے خوف سے آنکھیں میچ لی تھی جود کو محفوظ پاکر آنکھیں کھولی تو نظر احتشام سے ٹکرائی جو دانت پر دانت جمائے اسفند بلوچ کو گھور رہا تھا اس کو یہاں دیکھ کر ذوہا کے تو اوسان ہی خطا ہو گئے تھے اتنا ڈر اسے اسفند بلوچ سے نہیں لگ رہا تھا جتنا اس کی ناراضگی کا سوچ کر لگ رہا تھا۔۔۔

OOOOOOOOO

یہ جو اس وقت یہاں کھڑی آپ کی بیٹی نہیں بیوی ہے میری اور اس کی طرف اٹھنے والا ہاتھ میں جڑ سے کاٹنا سے بھی نہیں گھبراؤں گا احتشام نا فہم تاثرات چہرے پر سجائے اسفند بلوچ سے

بولا اور ان کے ہاتھ کو ایک زوردار جھٹکے سے نیچے کیا تو ان کے بازو میں درد کی شدید لہر اٹھی تھی۔۔۔۔

میں آنا تو نہیں چاہتا تھا لیکن میری بیوی کی حفاظت کے لیے آ گیا ورنہ آپ لوگوں کا کوئی بھروسہ نہیں آپ اسے نقصان پہنچانے سے بھی نہیں گھبراتے احتشام ایک نظر سب کے چہروں کی طرف دیکھ کر بولا اس کی نگاہیں جس کی تلاش میں تھی وہ کہی نہیں تھی۔۔۔

کاظمہ کو بلائے میں اس سے بات کر کے چلا جاؤں گا آپ کی بیٹی میرے ساتھ خوشی سے رہ رہی ہے جبکہ آپ لوگوں نے اسے زبردستی رکھا ہوا ہے لیکن اس کے بعد بھی اگر وہ یہاں رہنا

چاہے گی تو میں چلا جاؤں گا لیکن اس کا فیصلہ میری بہن ہی کرے گی احتشام صائم بلوچ کے چہرے پر نظر مرکوز کیے بولا تھا۔۔۔

اس کی بات پر صائم کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا تھا دل کی دھڑکنیں مدھم پڑی تھی ہاتھوں کی گرفت صوفے پر سخت ہوئی تھی اگر یہ احتشام بلوچ نے کوئی چال چلی تھی تو بہت جان لیوا تھی اگر یہ مذاق تھا تو بہت بے ہودہ تھا اور یہ حقیقت تھی تو جسم سے روح کھینچ لینے کے مترادف تھی۔۔۔

احتشام کے ساتھ وہاں موجود سب لوگ صائم کے چہرے کو دیکھ رہے تھے جو خون جھلکانے والا ہو رہا تھا احتشام اور ذوہا کو کچھ گڑبڑ

کا احساس شدت سے ہوا احتشام نے جب کسی کو بولتا نہ دیکھا تو خود کاظمہ کو آواز لگائی تھی۔۔۔

"کاظمہ"

لیکن جواب ندارد وہ حویلی میں ہوتی تو جواب دیتی نہ احتشام کا دل شدت سے دھڑک رہا تھا دو تین بار یہ عمل دہرایا لیکن ہر بار ہی جواب ندارد احتشام کو لگ رہا تھا اس کے دماغ کی کوئی نس پھٹ جائے گی اگر وہ یہاں نہیں تھی تو کہاں تھی جارحانہ تیور لیے صائم کی طرف گیا۔۔

کہاں ہے میری بہن اس کا گریبان پکڑتے اس کو صوفے سے اٹھایا تھا۔۔۔

صائم نے اس کے ہاتھوں کو اپنے گریبان پر دیکھ کر ایک جھٹکے میں پیچھے دھکیلا تھا صائم بلوچ نے آج تک یہاں پہنچنے کی اجازت خود کو بھی نہیں دی تم کون ہوتے ہو میرے گریبان پکڑنے والے انگشت شہادت اٹھاتے چبا چبا کر بولا پریشان وہ بھی ہو رہا تھا کاظمہ کے لیے لیکن چہرے کے تاثرات سے ظاہر نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔

صائم اگر میری بہن کو کچھ بھی ہوا نہ تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑو گا احتشام گرجتی آواز میں دھاڑا تو وہاں موجود عورتوں نے

سہم کر اسے دیکھا تھا جو زخمی شیر بنا ہوا تھا اس کی دھاڑ پر اسفند بلوچ بھی گھبرا ئے تھے انہیں لگ رہا تھا سالوں پرانا منظر پھر سے کسی نے چلا دیا ہو۔۔۔۔

احد مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی تم بس مجھے بتا دیتے میں خود اسے ڈھونڈ کر لے آتا لیکن تم نے بھی مجھے نہیں بتایا تم نے کہا کہ وہ حویلی میں ہے لیکن نہ جانے میری بہن کب سے لاپتہ ہے احتشام احد کو دیکھ کر دکھ سے بولا اور پھر ذوہا کا ہاتھ تھامے حویلی سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

بھائی کہاں ہے کاظمہ احتشام کے جانے کے بعد احد صائم سے مستفسر ہوا۔۔۔

مجھے علم نہیں ہے مجھے یہی لگا تھا کہ وہ حویلی گئی تھی یہ نہیں معلوم تھا کیا اسے راستے نہیں پتا صائم سادہ سے لہجے میں بولا لیکن آنکھوں میں بے چینی واضح تھی۔۔۔۔

بھائی آپ کیوں انسان سے جانور بن گئے آپ نے ایک لڑکی کو حویلی سے باہر نکال دیا اور لڑکی بھی وہ جو آپ کی بیوی تھی احد اس سے تخاطب ہوا۔۔۔۔

ایک دوسرے کو باتیں سنانے سے بہتر ہے کہ تم جا کر اسے ڈھونڈو نصرت بلوچ ان دونوں کی بحث کے درمیان بولی ان کو

صائم سے یہ امید نہ تھی لیکن وہ کب کسی کی توقعات پر پورا اترا ہے۔۔۔۔

احد ایک تیز نظر صائم پر ڈال کر حویلی سے نکل گیا۔۔۔۔

ویسے اسے یہاں لانے کا فائدہ تو کوئی نہیں ہے اب تک تو نہ جانے کتنے لوگ اس سے اپنی رات کو۔۔۔۔

ایک لفظ اور نہیں عمارہ کے زہر میں ڈوبے نشتر سن کر صائم شدت سے دھاڑتے اس کا گلا دبوچ گیا تھا اس کے الفاظ تھے یہ سور جو صائم کے کانوں میں پھونکی گئی تھی وہ جنونی ہوتا اس کے گلے پر گرفت بڑھاتا گیا کہ عمارہ کی آنکھیں ابل کر باہر آنے کو

ہو گئی اس کے ہاتھ پر اپنے ہاتھوں کو مارتے خود کو بچانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔

لیکن صائم تو اس کی جان لینے کے درپر تھا وہ تو اس کو ہی ختم کر دیتا اگر اسفند بلوچ عمارہ کو اپنی طرف نہیں کھینچتے عمارہ گلے پر ہاتھ رکھتے بری طرح کھانس رہی تھی جبکہ صائم لہو جھلکاتی آنکھوں سے اسے ہی گھور رہا تھا۔۔۔۔

لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے سامنے زمین پر بیٹھ کر اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں دبوچ گیا آج کے بعد اس زبان سے کاظمہ کے خلاف کچھ کہا نہ تو تمہیں دوبارہ کچھ بولنے کے قابل نہیں چھوڑوں گا اور اگلی بار تمہیں یہ بھی نہیں بچا پائے گے اس کے چہرے پر نفرت

سے پھنکارتے ایک ناگوار نظر اسفند بلوچ پر ڈالتا خود بھی حویلی سے نکل گیا۔۔۔۔۔

اسفند بلوچ جو اپنے کمرے کی طرف جا رہے تھے رنگ ٹون کی آواز پر اپنا فون دیکھا جہاں حیات بیگ کالنگ لکھا آ رہا تھا وہ بھی فون کاٹ کر حویلی سے باہر نکل گئے۔۔۔۔

OOOOOOOOOOO

احتشام رش کرتے حویلی کے سامنے آکر ایک جھٹکے سے گاڑی روک گیا اترو ذوہا کو بنا دیکھے سرد و سپاٹ انداز میں گاڑی سے نکلنے کہا تو ذوہا نے تھوک نگلتے اس کو دیکھا جس کی گرفت سٹیر نگ

ویل پر سخت تھی کہ ہاتھوں کی نیلی رگیں بھی واضح ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

سائیں ذوہا نے ڈرتے ڈرتے اسے پکارنا چاہا جب وہ اس کی بات بیچ سے اچک کر درشتگی سے دھاڑا۔۔۔۔

ذوہا تمہیں سنائی نہیں دیا کیا کہا میں نے اس کی طرف رخ کیا جو سہمی نظروں سے اس کو دیکھ رہی تھی لیکن ابھی اسے صرف کاظمہ کی فکر تھی جو پتا نہیں کس حال میں تھی اس لیے اس کی آنسوؤں سے بھری آنکھوں کو ایک نظر دیکھ کر اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر اس کی طرف آیا اور اسے بازو سے تھام کر باہر نکالا۔۔۔۔۔

اس کو پیچھے کھڑا کر کے خود اپنی سائیڈ پر بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کر گیا دیکھتے ہی دیکھتے گاڑی ذوہا کی نظروں سے اوجھل ہو گئی ذوہا نے آنکھیں صاف کر کے قدم حویلی کے داخلی دروازے کی طرف بڑھائے اس کو دیکھ کر گارڈ نے فوراً دروازہ کھولا۔۔۔۔۔

ذوہا کانپتی اندر داخل ہوئی جہاں اس کی توقع کے عین مطابق وہ تینوں سامنے ہی اس کے لیے پریشان ہو رہی تھیں ذوہا کو یہ سب دیکھ کر شرمندگی ہو۔۔۔۔۔

کہاں گئی تھی ذوہا آپ شاہینہ بلوچ اس کو دیکھ کر سختی سے بولی ان کے لہجے میں غصے کا عنصر نمایا تھا۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔وہ مم۔۔۔میں اح۔۔۔احتشام سس۔۔سائیں کے ساتھ حوو۔۔۔حویلی گئی تھی ذوہانے ان کے چہرے کے بگڑتے تاثرات دیکھ کر اٹک اٹک کر بتایا اور ساتھ مجرم کی طرح چہرہ جھکا گئی۔۔۔۔۔

کس لیے پہلے سے زیادہ غصیلہ لہجہ شاہینہ بلوچ کو بے تحاشہ غصہ آیا اس کے جھوٹ بولنے پر اس کے جانے کے بعد احتشام حویلی میں کسی کام سے آیا تھا اور اس کمرے میں نا پا کر شاہینہ بلوچ کے کمرے میں آیا تھا لیکن اسے وہاں بھی نہ دیکھ کر اس نے شاہینہ بلوچ سے دریافت کیا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا لمحہ لگا تھا احتشام کو سمجھنے میں کہ وہ کہاں گئی ہے احتشام کے بعجلت جانے پر

وہ خود ہی اخذ کر گئی کہ وہ کہاں گئی ہے اور اب اس کے جھوٹ بولنے پر انہیں غصہ آ رہا تھا جو بامشکل ضبط کر رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔کک۔۔۔۔کاظمہ

کیسی ہے کاظمہ وہ ٹھیک تو ہے نہ اس کی بات کو کاٹ کر رائیکہ نے بے تابی سے پوچھا تھا شاہینہ بلوچ کی گھوری نظر انداز کرتی وہ اس سے سراپا سوال بنی۔۔۔۔۔

اس کے سوال اور اس کے لہجے کی تڑپ محسوس کر کے ذوہا کو شرمندگی نے آن گھیرا ہو تو یہ سب کچھ اسی کی وجہ سے رہا تھا نہ ہو نکاح کے لیے حامی بھرتی نہ آج اتنی مصیبتیں ہوتی کاظمہ کے

بارے میں بتاتے ہوئے اسے ہچکچاہٹ ہو رہی تھی کیسے کہتی کہ پہلے اس کا بھائی حویلی لے گیا پھر زبردستی نکاح کیا اور اب وہ حویلی میں بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔

ک۔۔۔کاظمہ حویلی میں نہیں ہے اس نے ایک سانس میں کہا تو وہاں موجود تینوں نفوسوں کا سانس رکا تھا جب کہ ذوہا کی آنکھوں سے آنسو متواتر بہہ رہے تھے۔۔۔۔۔

"مم۔۔۔مطلب"

شاہینہ بلوچ کی گھٹی گھٹی سی آواز نکلی تھی جب کہ روشنہ اور رائیکہ تو اب تک سکتے کی کیفیت میں کھڑی تھی پہلے گھر سے دور ہو گئ

تھی لیکن یہ آسراء تھا کہ وہ محفوظ ہے وہ جتنی بھی بدگمان سہی صائم سے لیکن اس معاملے میں انہیں ہقین تھا کہ وہ اس کی حفاظت کرے گا لیکن یہاں بھی غلط تھی اس نے اسے تپتے صحرا میں کھڑا کر دیا۔۔۔۔

وہ حویلی میں نہیں تھی صائم بھائی سمجھ رہے تھے کہ وہ یہاں آگئی ہے لیکن وہ یہاں بھی نہیں ہے اس لیے احد بھائی اور سائیں اسے ڈھونڈنے گئے ہیں۔۔۔۔

ان تینوں کے حلق سے الفاظ نکلنے سے انکاری تھے شاہینہ بلوچ تو تخت پر ڈھے سے گئی تھی روشنہ اور رائیکہ خالی خالی نظروں سے ذوہا کو دیکھ رہی تھیں جو ان سے نظریں چرا رہی تھی۔۔۔۔

یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے رائیکہ ذوہا کے چہرہ کو دیکھ کر چلائی تھی۔۔۔۔

اس کی بات پر ذوہا کا چہرہ تاریک پڑا تھا خفت کے مارے چہرہ سرخ ہو گیا وہ سچ ہی تو کہہ رہی تھی اس کی وجہ سے ہوا ہے یہ سب وہ خود سے بھی اعتراف کر رہی تھی اس بات کا لیکن کسی اور کے منہ سے سننے کی ہمت نہ تھی مزید رائیکہ کی نفرت بھری نگاہوں کا سامنا نہیں کر سکتی تھی اس لیے روتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔۔۔۔۔

رو۔۔۔روشنہ آپ۔۔۔آپو وہ ٹھیک تو ہو گی نہ اسے تو راستوں کا بھی نہیں پتا پھر وہ کیوں نکلی تھی وہاں سے اب نا جانے کہاں ہو گی وہ روشنہ کی طرف رخ کرتے بے ربط جملوں میں بولی تو روشنہ نے اپنے ہونٹ کچلے تھے آگے بڑھ کر رائیکہ کو گلے لگایا تو اس کا سہارہ ملتے ہی وہ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔

روشنہ نے ایک نظر شاہینہ بلوچ کو دیکھا جو خلا میں نا جانے کیا ڈھونڈ رہی تھی اور ایک نظر اپنے ساتھ لگی رائیکہ جس کی سسکیاں اب ہچکیوں میں بدل گئی تھی۔۔۔۔۔

اس نے دعا کی تھی کہ کاظمہ جہاں کہی بھی ہو ٹھیک ہو اس کی آزمائش اب ختم ہو گئی ہو۔۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

خوش آمدید حیات اتنے سالوں بعد تم پاکستان آہی گئے اسفند بلوچ اور حیات بیگ اس وقت ایک ہوٹل کے روم موجود تھے اسفند بلوچ انہیں ایئرپورٹ سے لے کر ہوٹل آئے تھے۔۔۔۔۔

ہمم اسفند مجھے تو آنا ہی تھا اب یہ بتاؤ کہ کب بھیج رہے ہو اس لڑکی کو میرے پاس جس کے لیے تم نے مجھ سے پچاس کروڑ کا

مطالبہ کیا ہے ویسا ہے تو اچھی نہ حیات بیگ نے خباثت سے پوچھا۔۔۔۔

ہاں حیات ہے تو گولڈن پیس یقین کرو تمہاری اس دوست سے کہی زیادہ حسین ہے لیکن ایک مسئلہ ہو گیا ہے میرے بیٹے نے اسے گھر سے باہر نکال دیا ہے اب پتا نہیں کہاں ہے وہ اسفند بلوچ پریشانی سے گویا ہوئے۔۔۔۔

ٹھیک ہے تم اسے ڈھونڈ لو باقی لڑکیوں کا انتظام تم نے کر لیا اس بار میں نے پندرہ لڑکیاں کہی ہے کیا تم نے مکمل کر لی تین دن میں انہیں بیرون ملک بھجوانے ہے اگر ہم ان کا آرڈر پورا کر لیتے ہیں تو ہمیں اچھی قیمت ملے گی۔۔۔۔

ہاں کچھ لڑکیوں کا انتظام تو ہو گیا ہے باقی کل ایک یونی میں فنکشن ہے وہاں لڑکیوں کی ں ڑی تعداد موجود ہو گی وہاں سے مکمل کر لے گے اسفند بلوچ نے ان کو ریلکس کرنے والا انداز میں کہا تو وہ سمجھ کر سر ہلا گئے۔۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

صبح سے شام سے رات ہو گئی تھی ان تینوں نے اسے ہر جگہ ڈھونڈ لیا تھا جہاں جانے کی امید ہو سکتی تھی لیکن کوئی سرا ان کے ہاتھ نہیں آ رہا تھا احتشام نے اپنے آدمیوں کو کاظمہ کو ڈھونڈنے کے لیے لگایا ہوا تھا جو ناکام ہی ہو رہے تھے احتشام کا بس نہیں

چل رہا تھا کہ اپنی بندوق کی ساری گولیاں صائم کے سینے میں اتار دے جس نے اس کی بہن کو بے آسرا سمجھ کر چھوڑ دیا اسے شدید غصہ آرہا تھا اپنی بے بسی پر اس کی کوئی دوست بھی نہیں تھی جو وہ اس سے پوچھ آتا لیکن اگر اس کی دوست ہوتی بھی تو کاظمہ کو کون سا راستہ معلوم ہوتا۔۔۔۔

اس کو تو بس باغ تک جانے کا راستہ معلوم تھا وہاں بھی رائیکہ کے ساتھ جاتی تھی اکیلے تو وہ اپنے کمرے میں سو بھی نہیں سکتی تھی احتشام کی آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھی جس کو وہ بے دردی سے صاف کرتا پھر سے ان راستوں پر دیکھ رہا تھا جو بڑی حویلی سے آتے تھے۔۔۔۔

احد نے گاؤں میں موجود ہسپتالوں میں بھی میں اس کا پتا کیا کہی
خدا نخستہ اس کے ساتھ کوئی حادثہ تو پیش نہیں آ گیا لیکن وہ وہاں
بھی نہیں تھی اس نے اللہ کا شکر ادا کرتے پولیس میں اطلاع دینا کا
سوچتے گاڑی حویلی کی جانب موڑ دی۔۔۔۔

صائم ابھی ہی حویلی آیا تھا شکن زدہ کپڑے براؤن بال پر پیشانی پر
بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے تھے سرخ ہوتی آنکھیں اس کے
ضبط کا پتہ دے رہی تھی اپنے کمرے میں اتے وہ بیڈ پر گرنے سے
انداز میں لیٹا تھا اس کا روتا چہرہ آنکھوں کے سامنے گھوم رہا تھا وہ
بے چین ہو کر ایک دم اٹھا قمیض کے بٹن کھولے تھے ہوا میں
آکسیجن کی کمی ہوئی تھی۔۔۔

احد دروازہ کھول کر اندر آیا تو اس پر نظر گئی جو ٹوٹا بکھرا بیٹھا تھا احد ایک تاسف بھری نگاہ ڈال کر اس سے مخاطب ہوا بھائی کاظمہ کی گمشدگی کی رپورٹ ہمیں پولیس والوں کو دے دینی چاہیے میں ہر جگہ دیکھ آیا ہو حتیٰ کہ گاؤں کے ہسپتالوں میں بھی۔۔۔۔

ابھی احد بول ہی رہا تھا جب صائم بیڈ سے اٹھ کر اس کے منہ پر مکا مار گیا کیا بکواس کر رہے ہو تم اسے کچھ نہیں ہوا میں خود ڈھونڈ لوں گا نہیں چاہیے مجھے تمہاری مدد صائم درشتگی سے بولا تھا۔۔۔۔

یہ سب کچھ آپ کا ہی کیا دھرا ہے آپ پہلے ہی سب بگاڑ چکے ہو اب مزید کچھ مت کریں احد بھی لحاظ بلائے طاق رکھ کر چیخا۔۔۔۔

صائم کا جواب سنے بغیر ہی وہ اس کے کمرے سے نکل گیا تھا پیچھے صائم نے کمرے تہس نہس کر دیا تھا وہ جو پہلے ہی پچھتا رہا تھا احد کی بات پر مزید غصے سے پاگل ہوتے اپنا غصہ کمرے کی چیزوں پر اتارنے لگا۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

"ایک دن بعد"

کاظمہ ساری رات نہیں سو سکی تھی کہنے کو تو اسے ایک دن ڈیول نے سوچنے کے لیے دیا تھا تاکہ وہ فیصلہ کر لے کہ کہاں رہے گی لیکن ساری رات میں بھی کاظمہ فیصلہ نہیں کر پائی تھی ابھی تھوڑی دیر پہلے چینا اس کا ناشتہ کمرے میں پہنچا کر گئی تھی جو جہاں کا تہاں ہی پڑا تھا۔۔۔۔

اب چینا دوبارہ کمرے میں آئی تھی ڈیول کا پیغام اسے پہنچانے کے لیے کے وہ اسے نیچے بلا رہا ہے کاظمہ کو پریشانی نے آن گھرا تھا وہ جانا نہیں چاہتی تھی لیکن اس کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتی تھی اس لیے مرتی کیا نہ کرتی مصدق پر عمل پیرا ہوتی چینا کے ساتھ نیچے کی طرف گئی۔۔۔۔

وہ کل والے سوٹ میں ملبوس تھی کاظمہ کل سے زیادہ آج گھبرا رہی تھی پریشانی اس کے چہرے سے عیاں تھی اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ ڈیول کو سب کچھ سچ بتادے گی۔۔۔۔۔

لاؤنج میں داخل ہوئی تو وہ سامنے ہی صوفے پر براجمان تھا کاظمہ ڈرتے ڈرتے سامنے لگے صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

تو پھر کیا سوچا تم نے کہاں جاؤں گی ڈیول کی سرسراتی آواز گونجی۔۔۔۔۔

مم۔۔۔۔میں۔۔۔۔گگھ۔۔۔گھر۔۔۔۔کک۔۔۔۔کیسے جا

سس۔۔۔سکتی ہو کتنی کوشش کی تھی کہ بنا اٹکے جواب دے گی

لیکن ساری بہادری پانی کی طرح بہہ گئی تھی۔۔۔۔

کیوں نہیں جاسکتی ڈیول نے عجیب نظروں سے اس کو دیکھ کر

سوال کیا۔۔۔

کک۔۔۔کیونکہ م۔میرے۔۔۔ششش۔۔۔شوہر نے گھر سے

نکال دیا گلے میں آنسوؤں کا گولا سا اٹکا تھا پلکیں چھپکا کر آنسو کو باڑ

توڑنے سے روکا تھا۔۔۔۔

پھر کسی رشتے دار کا پتہ تو ہو گا ان کے پاس چلی جاؤ ڈیول نے جیسے اس کو مشورہ دیا تھا۔۔۔۔۔

اس کی بات پر کاظمہ نے ذرا سی نظر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا بھلا اس کا کہاں کوئی رشتہ دار تھا اگر تھا بھی تو اس کو معلوم نہیں تھا وہ آج تک اکیلے کہی نہیں گئی تھی وہ تو حویلی میں ہی رہتی تھی۔۔۔۔۔

اس کے سوال پر اس نے نرمی سے نفی میں سر ہلایا صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا شخص بغور اس کے تاثرات دیکھ رہا تھا جو اس طرح سر ہلانے پر بہت معصوم اور سادہ معلوم ہوتی اس کے دل کے تار چھیڑ رہی تھی۔۔۔۔۔

پھر کس کے پاس رہو گی اپنے دل سے تنگ آتا سرد مہری سے گویا ہوا اس کا دل الگ ہی لے پر دھڑک رہا تھا یہ جاننے کے بعد بھی کہ وہ شادی شدہ ہے۔۔۔۔۔۔

آ۔۔۔آپ۔۔۔مم۔۔۔مج۔۔۔مجھے۔۔۔دار۔۔۔۔دارالامان میں چ۔۔۔چھوڑ دے۔۔۔وہاں۔۔۔رہ لو گی۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

سامنے بیٹھے شخص کی راز سی سرد آنکھوں سے کنفیوز ہوتی وہ کانپتے لہجے میں بولی بات کرتے ہوئے ذرا سی آنکھیں اٹھا کر اسے بھی دیکھ لیتی سبز آنکھیں شہد رنگ آنکھوں سے ٹکرائی تو ڈیول کے دل نے ایک بیٹ مس کی ایک کی آنکھوں میں پسندیدگی تھی تو

دوسرے کی آنکھوں میں ڈر اور خوف یہ اپنے سامنے بیٹھے شخص کی باوقار اور خوفزدہ کرتی شخصیت کا اثر تھا کہ وہ اس کے دیکھنے سے بھی ہلکا ہلکا کپکپا رہی تھی۔۔۔۔

میں تمہیں دارلامان نہیں چھوڑ سکتا اگر تم اپنے شوہر کے پاس نہیں جانا چاہتی تو اپنے گھر چلی جاؤ اور اگر وہاں بھی نہیں جانا چاہتی تو میرے ساتھ رہ لو۔۔۔۔

اس کے سامنے اپنے دل کی انوکھی فرمائش رکھتا بولا وہ جو اتنی دیر سے اس کو اچھا انسان سمجھ رہی تھی یہ سوچ رہی تھی کہ وہ شخص اس کو یہاں سے جانے دے گا اس کی بات سن کر اندر تک کانپ گئی۔۔۔۔

بے ساختہ اس نے حیرانی سے اپنی پھٹی ہوئی بڑی بڑی سبز آنکھوں کو اور بڑا کرتے اس کی جانب دیکھا وہ بے یقینی سے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی اس نے اس کی سب امیدوں پر پانی پھیر دیا وہ بھی اسے سب کی طرح اپنے پاس قید رکھنا چاہتا تھا اچانک اسے سامنے بیٹھے شخص سے خوف محسوس ہوا۔۔۔۔

نن۔۔۔۔نن۔۔۔نہیں۔۔۔۔مم۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔آآآپ۔۔۔۔کک۔۔۔کے۔۔۔پاس۔۔۔۔کیسے رہ سکتی ہو۔۔۔۔

بمشکل لڑکھڑاتی آتی آواز میں اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی اسے خود کی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہو رہی تھی انکھوں سے آنسو ایک بار پھر سے شروع ہو گئے دل جو پہلے ہی تیزی سے دھڑکنے میں مصروف تھا عجیب عجیب خدشات کے بعد اس کی رفتار میں اضافہ ہوا تھا۔۔۔

"نکاح کر کے سمپل"

اس کی بات پر کاظمہ سمیت علی اور رمیز نے بھی اپنے سامنے بیٹھے ڈیول کو آنکھیں پھاڑ کر دیکھا جیسے ان سے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہو رمیز نے ایک نظر سامنے پتھر کی مورت بنی کاظمہ کو دیکھا اور ایک نظر ڈیول کو جو ہارٹ لیس تھا جو یہ جانتا تھا کہ اس

کی شادی ہو گئی ہے اس کے بعد اسے نکاح کی پیشکش کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ یہ بات اتنی عام انداز میں کر رہا تھا جیسے اس کے لیے کوئی بڑی بات ہی نہ ہو جب کہ اس کے سامنے بیٹھی کاظمہ کا تو پور پور اس کی بات سن کر ہی کانپ گیا تھا کتنے آرام سے وہ شخص اس سے نکاح کی بات کر رہا تھا جیسے اس کے لیے نکاح کوئی بڑی بات نہ ہو کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا تھا لیکن اس کی زبان اور الفاظوں نے اس کا ساتھ ہی چھوڑ دیا۔۔۔۔

ڈیول بہت غور سے اس کے چہرے پر آتے جاتے تاثرات کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اس کے چہرے پر حیرانی کے تاثرات پھر شرم و حیا کی لالی اسے سب کچھ بہت اچھا لگ رہا تھا اور سب سے بڑھ کر اس کے چہرے پر چھائی معصومیت نے اسے بہت ایٹریکٹ کیا۔۔۔۔۔۔

مم۔۔۔میں۔۔۔نن۔۔۔نکاح

اس کی جانب دیکھتی وہ سکتے کے عالم اپنا حلق تر کرتے ڈرتے ڈرتے بولی وہ جو پہلے اس کے سامنے ڈر ڈر کر بول رہی تھی اس کی بات پر تو اس کی جان لبوں پر آگئی۔۔۔۔۔۔

ہاں نکاح دیکھو گھر تم جانا نہیں چاہتی دارلامان میں تمہیں چھوڑ کر نہیں آؤں گا بیچ کا راستہ یہی نکلتا ہے کہ تم مجھ سے نکاح کرلو فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے وہ اب بھی پر سکون تھا اس کے اطمینان میں ذرا فرق نہیں آیا تھا۔۔۔۔

ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ م۔۔۔۔ مجھے۔۔۔ ی۔۔۔ یہاں۔۔۔ س

ے۔۔۔ ج۔۔ جانے۔۔۔ دے

میں۔۔۔ پپ۔۔۔ پہلے۔۔۔ ہی کسی کے نکاح میں ہو۔۔۔۔

کہی تم اسی شوہر کی بات تو نہیں کر رہی جس نے تمہیں اندھیری رات میں گھر سے باہر نکال دیا تھا ڈیول نے اس کے من موہنے چہرہ کی طرف دیکھ کر طنز کیا تو کاظمہ کے دل پر لگا تھا اس کا لفظوں

کا وار لیکن جو بھی ہو صائم نے اس کے ساتھ جو کچھ بھی کیا ہو وہ اسے چھوڑ کر کسی اور سے شادی کبھی نہیں کر سکتی ہاں لیکن وہ اب اس کے پاس نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔

مم۔۔۔میں۔۔۔۔آآپ سے ن۔۔۔نکاح۔۔۔نن۔۔۔نہیں کروں گی۔۔۔اگر آپ مجھے یہاں نہیں رکھنا چاہتے تو مجھے یہاں سے جانے دے کاظمہ خود کو مضبوط ظاہر کرتی بولی البتہ دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔۔۔۔

میں تو سمجھ رہا تھا کہ تم بولتی ہی ہکلاتے ہوئے ہو لیکن نہیں بھئی تم تو بہت پیاری بولتی ہو لیکن کیا ہے نہ اینجل ڈیول جو ایک بار

سوچ لیتا ہے وہ کر کے ہی رہتا ہے تمہارے پاس کل تک کا وقت ہے سوچ لو۔۔۔۔

اور ہاں اپنے شوہر کی تم فکر مت کرنا اسے میں دیکھ لوں گا اب پہلی بار میرا دل کسی لڑکی کے لیا دھڑکا ہے تو اسے اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دوں گا وہ جاتے جاتے رکا تھا اور اس کو دیکھ کر سرد و سپاٹ انداز میں بولتے لاؤنج سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی کاظمہ بے بسی سے پھوٹ کر رو دی تھی وہ کہاں پھنس گئی تھی علی اور رمیز جو وہی کھڑے تھے ڈیول کے جاتے ہی اس کے قریب آئے سنو تم رومت ہم تمہاری مدد کر

دیں گے ڈیول کل مصروف ہو گا تمہیں ہم کسی بھی طریقے سے یہاں سے باہر نکال دیں گے رمیز اس کو دیکھ کر بولا۔۔۔۔۔

اس کی بات پر کاظمہ نے جھٹکے سے اپنا سر اٹھا کر اس کو دیکھا تھا جس کے چہرے پر مذاق کی رمق موجود نہ تھی گیلی سانس اندر کھینچتے ان دونوں کو دیکھ کر بولی آپ سچ میں میری مدد کریں گے نہ آپ مجھے یہاں سے باہر نکال دیں گے اس نے ایک آس سے پوچھا۔۔۔۔

اس کے پوچھنے پر انہوں نے بلا تاخیر کے سر اثبات میں ہلایا اور لاؤنج سے نکلتے چلے گئے۔۔۔۔۔

کاظمہ خود کو کمپوز کر کے اٹھی تھی اور چینا جو باہر ہی کھڑی تھے اس کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف چلے گی۔۔۔۔

کمرے میں آتے ہی دروازے کے ساتھ لگ کر نیچے بیٹھتی چلی گئی وہ بہت بے بس محسوس کر رہی تھی خود کو گھٹنوں میں سر دیئے اپنی بے بسی پر رو دی تھی اس کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔

چینا نے افسوس سے اس معصوم لڑکی کو دیکھا تھا جو جب سے یہاں آئی تھی روئے جا رہی تھی لیکن اسے اس سے کوئی سوال جواب کرنے کی اجازت نہیں تھی اس لیے کمرے سے چلی گئی۔۔۔۔

ڈیول ڈراک روم میں آکر رولنگ چئیر آنکھیں موندیں بیٹھا تھا لیکن آنکھوں کے پردے پر اس کا معصوم چہرہ لہرایا تھا ایک دم اس نے بے چین ہو کر آنکھیں کھولی۔۔۔۔

سامنے لگی اسکرین آن کرتے اس کے کمرے کا کیمرہ آن کر گیا اس کے پیلس میں ہر جگہ کیمرے لگے تھے اسکرین آن ہوتے ہی نظر اس سے ٹکرائی جو گھٹنوں میں سر دیے رونے میں مصروف تھی اسے اس طرح دیکھ کر اس کے دل میں ہوک سی اٹھی تھی۔۔۔۔۔

وہ اسکے ہچکولے کھاتے وجود کو بغور دیکھ رہا تھا جس کی سسکیاں سارے کمرے میں گھونج رہی تھی اچانک اس نے اپنے گھٹنوں سے سر اٹھایا تھا رونے کے بارث چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

بب۔۔۔ بابا۔۔۔۔ آآ۔۔۔ آپ۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ مجھے بھی۔۔۔اپ۔۔۔اپنے۔۔۔ پاس
بلا۔۔۔لے۔۔۔ی۔۔ یہاں۔۔۔سب۔۔۔ مم۔۔مجھے۔۔۔۔ قق۔۔۔ قید۔۔۔۔ رک۔۔۔۔رکھنا چاہتے ہیں۔۔۔۔

سر اٹھاتے وہ ہچکیوں کے درمیان اٹک کر بولی تھی اور اس کے کہے گئے جملے سے ڈیول کے دل میں شدید تکلیف ہوئی تھی کتنی تڑپ تھی اس کے جملے میں جیسے زمانے کی ساری تکلیف اسے ہی

مل گئی ہو وہ اس سے بھی ڈر گئی تھی لیکن وہ اسے کسی حال میں بھی جانے نہیں دے سکتا تھا جب اس سے زیادہ نہیں دیکھا گیا اس کو روتے ہوئے تو اس نے سکرین آف کر دیں۔۔۔۔

گرین فیری جس دن تم میرا نام جان جاؤ گی نہ اس روز تم خود میری اس قید سے جانا نہیں چاہو گی آنکھیں موندے اس نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

ماضی۔۔۔۔۔

یہ منظر بلوچستان کی ایک گاؤں کا تھا جہاں پتھریلے پہاڑوں سے دور کھلے میدان میں ایک ٹینٹ لگا تھا جس کے نیچے لوگوں کا ہجوم

تھا جو اپنے نئے سردار کو دیکھنے کے لیے آئے تھے جو ایک صوفے پر بیٹھے تھے احمد بلوچ فخر سے اپنے پوتے کو دیکھ رہے تھے جن کو سردار دستار باندھ رہے تھے۔۔۔۔

احمد بلوچ نے یوسف بلوچ کی ذہانت اور نرم مزاجی کو دیکھ کر انہیں گاؤں والوں کے لیے سردار منتخب کیا تھا جس پر سارا گاؤں ہی خوش ہوا تھا کیونکہ ان کے انداز میں کہی سے بھی غرور نہیں جھلکتا تھا جو اسفند بلوچ کے انداز میں تھا وہ ہمیشہ انہیں حقارت بھری نظروں سے ہی دیکھتے تھے جس کے چلتے جب احمد بلوچ نے گاؤں کے لوگوں کو سرادر چننے کے لیے کہا تو سب نے ہی یوسف بلوچ کا نام لیا۔۔۔۔

لیکن یوسف بلوچ اس فیصلے سے ذرا خوش نہیں تھے ان کی نظر میں سرداری کے اصلی حقدار اسفند بلوچ ہی ہے اس لیے انہیں ہی سردار بنایا جائے لیکن احمد بلوچ نے ان کی ایک نہیں سنی اور انہیں ہی سردار بنادیا جس کو دیکھتے اسفند بلوچ کے دل میں جوان کے لیے حسد پل رہا تھا وہ نفرت اختیار کر گیا انہوں نے زبان سے تو کچھ نہیں کہا لیکن ان کا انداز سب بیان کر دیتا تھا۔۔۔۔

اس دوران احمد بلوچ نے ان کی شادی کی بات نجمہ بلوچ (یوسف بلوچ کی والدہ) کی بہن کی بیٹیوں سے کرنے کا فیصلہ کیا نصرت اور شاہینہ بلوچ۔۔۔۔۔

یوسف بلوچ کو فیصلہ سنایا گیا تھا کہ آپ کی شادی آپ کی خالہ زاد شاہینہ سے کی جارہی ہے جس پر انہوں نے ان کی پسند کو اہمیت دیتے اثبات میں سر ہلا کر اپنی رضامندی دی تھی ان کے برعکس اسفند بلوچ سے پوچھا گیا تھا کہ وہ اگر کسی کو پسند کرتے ہے تو بتا سکتے ہے لیکن اسفند بلوچ نے نصرت بلوچ کے لیے ہاں کر دی تھی۔۔۔۔۔۔

ان دونوں کی رضامندی سے ہی ان کی شادی دھوم دھام سے کر دی گئی تھی یوسف بلوچ شاہینہ بلوچ کی نرم مزاجی کے قائل ہوئے تھے جو ان کے من مطابق چلتی تھی جہاں وہ یوسف بلوچ کے ساتھ خوش اور مطمئن تھی وہی ان کی بڑی بہن نصرت بلوچ

اسفند بلوچ کے رویے سے دلبرداشتہ ہو گئی تھی جو اکثر راتوں کو گھر نہیں آتے۔۔۔۔۔

یوسف بلوچ نے گاؤں میں ہر لڑکی کو تعلیم دلاونے کا حکم دیا تھا جس کے لیے انہوں نے بارہ جماعت تک کے لیے ایک کالج بنوایا تھا جس میں شہر سے بہترین استاتذہ کو بلوایا گیا تھا۔۔۔۔

احمد بلوچ دلاور اور نجمہ بلوچ جو شہر کسی کام سے گئے تھے واپسی پر گاڑی کے بریک فیل ہونے کی وجہ سے زندگی کی بازی ہار گئے حویلی میں سب کو ان کی موت نے توڑ کر رکھ دیا لیکن اسفند بلوچ کو توان کے جانے سے ہر چیز کی آزادی مل گئی ابراہیم بلوچ کی تو وہ

پہلے ہی نہیں سنتے تھے اس لیے ان کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی وہ برائیوں کی دنیا میں قدم رکھ گئے۔۔۔۔۔

وہ سگریٹ نوشی تو پہلے ہی کرتے تھے لیکن احمد بلوچ کی وفات کے بعد شرا*ب نوشی بھی شروع کردی ان کی ساری رات کلب میں گزرتی تھی ہر روز ان کے ساتھ ایک نئ لڑکی موجود ہوتی تھی اپنی بیوی کے ہوتے ہوئے بھی وہ حرام رشتے بنانے میں مصروف رہتے تھے۔۔۔۔۔۔

ہوسف بلوچ کو جب ان کی حرکتوں کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے اسفند بلوچ کو روکنے کے لیے سرداری ان کو دے دی سردار بننے کے بعد بھی ان کی سرگرمیوں میں کوئی کمی نہیں آئی

بلکل انہیں تو اب ساری دولت مل گئی تھی جس کے بعد وہ کسی کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے۔۔۔۔۔

یوسف بلوچ نے ان کو روکنے کی کوشش کی تو انہوں نے ان کو حویلی سے نکل جانے کا مشورہ دیا جس پر وہ ان کے سامنے لب بھینچ گئے لیکن ان کے گاؤں سے دو کلو میٹر کی مسافت پر ایک جھوٹا سا گاؤں تھا جو شاہینہ بلوچ کے بھائی کا تھا یوسف بلوچ نے جب ان سے وہاں حویلی بنانے کی اجازت مانگی تو انہوں نے یوسف بلوچ کو اپنی حویلی میں آنے کا کہو جس پر یوسف بلوچ ان کے زبردستی کرنے پر مان گئے۔۔۔۔۔

شاہینہ بلوچ نے جب ان کو باپ بننے کی خبر سنائی تو ان کے تو پیر ہی زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔۔۔۔۔۔

اسفند بلوچ نے اس خبر کو سننے کے بعد نصرت بلوچ پر زندگی تنگ کر دی تھی ان کو بانجھ کے طعنے دیتے وہ انہیں اندر سے ختم کر رہے تھے وقت گزرتا گیا حویلی میں احتشام کی پیدائش ہوئی تو اسفند بلوچ نے دوسری شادی کا فیصلہ کیا۔۔۔۔۔

لیکن ابراہیم بلوچ کے منع کرنے پر وہ آپے سے باہر ہوتے شہر میں چلے گئے ساری رات کلب میں بیٹھ کر انہوں نے صرف نشہ کیا تھا حیات بیگ جو روزان کو یہاں آتا دیکھتے ان کو اس قدر نشہ کرتے دیکھ ان سے وجہ پوچھی اسفند بلوچ نے لڑکھڑاتے لہجے

میں ان کو سب کچھ بتایا تو حیات بیگ نے انہیں صوفیہ کی تصویر دیکھائی جس کو دیکھتے ہی اسفند نے ان سے شادی خواہش ظاہر کی ۔۔۔۔۔۔

حیات بیگ جو غیر قانونی کاموں میں ملوث تھے اپنی بہن کو محفوظ ہاتھوں میں سونپنے کے لیے انہوں نے ایک غلط آدمی کا انتخاب کیا۔۔۔۔۔

حیات بیگ نے جب صوفیہ کو اسفند بلوچ سے شادی کا کہا تو انہوں نے صاف منا کر دیا جس پر انہوں غصہ تو بہت آیا لیکن ضبط کے کڑے پہرے خود پر بٹھائے اسفند بلوچ کو ان کا جواب بتا دیا۔۔۔۔۔۔

ان کا انکار پر اسفند بلوچ کا اندر کا جانور جاگا تھا اگلے روز ہی ان سے نہ صرف زبردستی نکاح کیا بلکہ اپنی انا میں ایک معصوم زندگی کو بری طرح ختم کر گئے ان سے زبردستی اپنا حق لیتے ان کو اپنے سامنے سر جھکانے پر مجبور کر دیا اور وہ بھی حیات بیگ کے کہنے پر خود کو قربان کر گئی۔۔۔۔۔

احتشام کے ایک سال کے ہونے پر یوسف بلوچ چھوٹی حویلی چلے گئے تھے وہ تنگ آ گئے تھے اسفند بلوچ کی حرکتوں سے جو روز شراب کے نشے میں ہی گھر آتے تھے اور نصرت بلوچ کو اپنی درندگی کا نشانہ بناتے تھے احتشام بھی بڑا ہو رہا تھا جس کی وجہ سے

وہ خوف زدہ ہوتے حویلی ہی چھوڑ گئے ابرہیم بلوچ اور سمرین بلوچ بھی احتشام کی سالگرہ سے پہلے دنیا سے کوچ کر گئے۔۔۔۔

بڑی حویلی جس میں ہر وقت لوگوں کی چھل پہل ہوتی تھی جہاں محبت کرنے والے لوگ بستے تھے وہاں صرف دن میں نصرت بلوچ کی سسکیاں اور رات میں ویرانی کا عالم ہوتا تھا۔۔۔۔۔

صوفیہ بیگ نے جب ان کو اپنی امید سے ہونے کی خبر سنائی تو اسفند بلوچ نے بیٹے کی شرط رکھ دی اور نہ ہونے پر وہ انہیں طلاق دے دے گے صوفیہ تو کئی لمحے ان کا چہرہ دیکھتی رہ گئی وہ سفاک تھے ان کی سوچ سے بھی زیادہ لیکن وہ چپ اختیار کر گئی۔۔۔۔

اللہ پاک نے نصرت بلوچ کی بھی دعائیں سن لی تھی انہیں مزید اسفند بلوچ کی تضحیک آمیز جملے سننے سے بچالیا تھا نصرت بلوچ نے جب اسفند بلوچ کو یہ خبر سنائی اس امید سے کہ اب سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا لیکن اسفند بلوچ کا سر سری ساہاں سن کر ان کا دل لہولہان ہو گیا۔۔۔۔

لیکن پھر بھی وہ صبر کر گئی اس امید پر کے جب اولاد ہاتھ میں آئے گی ان کا رویہ بھی صحیح ہو جائے گا۔۔۔۔

اسفند بلوچ اور یوسف بلوچ کی ملاقات نہ ملنے کے برابر ہونے لگی تھی اسفند بلوچ کو وہ سب مل گیا تھا جس کی خواہش کی تھی لیکن ایک سکون تھا جو ان کو میسر نہیں تھا یوسف بلوچ اپنا سب کچھ

چھوڑ کر بھی پر سکون تھے وہ وہی ابرار بلوچ کے ساتھ ان کی حویلی میں رہتے تھے جہاں چار سالہ ماہین کی احتشام سے نہیں بنتی تھی۔۔۔۔۔

احتشام کی طبعیت میں نرم مزاجی تھی تو ماہین غصے کی تیز تھی وہ ایک سالہ احتشام کو ہر ممکن طریقے سے تنگ کرتی تھی چار سال کی ماہین کی شراتوں کا شکار ہوتے احتشام کسی سے شکایت بھی نہیں لگا پاتا تھا وجہ ماہین کا ڈر تھا جو اس نے پہلے دن سے ہی احتشام میں بٹھا دیا تھا۔۔۔۔

اس کی ہر چیز پر اپنا قبضہ کرنا اس کو حکم سنانا اس کو ملی گئی چیزوں پر بھی وہ اپنا حق جماتی تھی اور جو چیز احتشام اسے نہیں دیتا تھا ماہین

رو رو کر اپنی طبعیت خراب کر لیتی تھی جس پر احتشام شاہینہ بلوچ کی ڈانٹ پر صبر کر کے رہ جاتا تھا۔۔۔۔۔

لیکن ساری حویلی میں ہی ماہین کی شرارتوں کی وجہ سے رونق تھی احتشام اور ماہین کے دم سے ہی ان کی مرجھائی گئی زندگی میں بہار تھی ورنہ نصرت بلوچ کی حالت دیکھ کر ان دونوں بہن بھائی کا دل تڑپ جاتا تھا۔۔۔۔۔

وقت پر لگا کر اڑ گیا تھا ایک ہی روز صوفیہ اور نصرت بلوچ کے ہاں بچوں کی پیدائش ہوئی تھی نصرت بلوچ کے ایک صحتمند بچہ ہوا تھا تو صوفیہ کے ہاں بیٹی کی پیدائش ہوئی تھی۔۔۔۔۔

نصرت بلوچ کے پاس سب لوگ موجود تھے لیکن اسفند بلوچ کہی موجود نہیں تھے جس کو دیکھتے ان کے آنسو لاکھ ضبط کے باوجود بھی بہہ نکلے تھے۔۔۔۔۔

اسفند بلوچ کو جب حیات بیگ نے بیٹی کی پیدائش کا بتایا تو اسفند ہتھے سے اکھڑ گئے تھے حیات بیگ کے لاکھ سمجھانے پر انہوں نے انہیں طلاق تو نہ دی تھی لیکن انہیں واضح لفظوں میں بتادیا کہ وہ ان سے کوئی تعلق نہیں رکھے گے۔۔۔۔۔

صوفیہ بیگ نے اس بات کا بلکل برا نہیں منایا تھا وہ تو یہاں بس اپنی تسکین کے لیے آتے تھے ایک سال سے وہ اس بڑے سے گھر میں اکیلی ہی رہتی تھی لیکن اب انکی تنہائی کو دور کرنے کے

لیے ان کے پاس ایک وجود آگیا تھا جس کا نام انہوں نے قرۃ العین رکھا تھا۔۔۔۔۔

اسفند بلوچ نے اپنے بیٹا کا نام احد رکھا تھا بیٹے کی پیدائش کے بعد اسفند بلوچ اب حویلی میں نظر آنے لگے تھے زیادہ نہ سہی لیکن تھوڑا دھیان وہ گاؤں پر بھی دینے لگے تھے جو گاؤں پہلے خوش نہ تھے اب مطمئن ہوئے۔۔۔۔۔

دو سال بعد

اسفند بلوچ کے ہاں احد کے بعد ذوہا کی پیدائش ہوئی تھی جس پر اسفند بلوچ کڑوا گھونٹ بھر گئے ان کا رویہ نصرت بلوچ کے ساتھ جو پہلے ہی لیا دیا سا تھا وہ بھی اب ختم ہو گیا وہ صرف انہیں

ضرورت کے وقت ہی مخاطب کرتے تھے جس کا جواب نصرت بلوچ ہوں ہاں میں دے دیتی۔۔۔۔۔۔

ذوہا کو تو وہ مخاطب کرنا دور کی بات اس کی طرف دیکھتے بھی نہیں تھے جس کو محسوس کرتے احد نے ذوہا کو خود کے قریب کر لیا تھا اس کے ساتھ کھیلنا اس سے باتیں کرنا اس کے لیے یوسف بلوچ کے ساتھ جا کر چیزیں لانا وہ احد نے اپنے ذمہ لیا تھا۔۔۔۔۔

اس عرصے میں اسفند بلوچ نے صوفیہ کو طلاق دے دی تھی ان کی شادی کو کسی کا پتا نہیں چلا تھا لیکن طلاق کے بعد جب صوفیہ نے تین سالہ قرۃ العین کو حویلی کے دروازے پر چھوڑا تو سب

ششدر رہ گئے اپنے سامنے کھڑی بچی اور عورت کو دیکھ کے۔۔۔۔

صوفیہ بیگ کبھی ایسا نہ کرتی لیکن وہ تنگ آگئی تھی ہر روز اسفند بلوچ کے آگے جھک جھک کر جو صرف ان کو اپنی ضرورت کے وقت ہی یاد کرتے تھے ایک رات جب وہ پھر ان کے قریب آئے تھے تو صوفیہ نے ان کو دھتکارا تھا وجہ ان کی طبعیت تھی لیکن اسفند بلوچ انہیں طلاق دیتے گھر سے نکل گئے جس پر صوفیہ نے بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔۔

اسفند بلوچ نے اپنے سامنے صوفیہ اور قرۃ العین کو دیکھ کر ان کو پہچاننے سے صاف انکار کر دیا تھا لیکن صوفیہ نے ان کو نکاح نامہ

دیکھا کر اور ڈی این اے رپورٹس دکھا کر ان پر حقیقت واضح کی جس کو سننے کے بعد نصرت بلوچ ایک دفعہ پھر ٹوٹ گئی تھی۔۔۔۔۔

لیکن انہوں نے تین سال کی چھوٹی سی بچی کو نہ صرف اپنے گھر میں جگہ دی بلکہ اس کو ذوہا کے ساتھ اپنی بیٹی مانا تھا پہلے پہل تو قرۃ العین ہر وقت روتے صرف صوفیہ بیگ کے پاس جانے کی ضد کرتی تھی لیکن آہستہ آہستہ وہ ان کی محبت دیکھ کر ان کی جانب مائل ہو گئی۔۔۔۔۔

ہوسف بلوچ جو ابرار بلوچ کے ساتھ شہر آئے تھے یہاں پر اسفند بلوچ کو لڑکیوں کی سمگلنگ کرنے کی بات سن کر ان کے پیروں

سے زمین نکل گئی وہ انسانی روپ میں حیوان بنے گھوم رہے تھے جن کو یہ یاد نہیں تھا کہ انہیں مرنا بھی ہے وہ انہیں پیروں سے واپس لوٹ گئے۔۔۔۔

احتشام تین سال کا ماہین چھے سال کی تھی اس حویلی میں ایک اور پری کا اضافہ ہوا تھا وہ تھی روشنہ بلوچ جس کو ماہین کسی کو بھی ہاتھ نہیں لگانے دیتی جبکہ پھر سے ایک اور لڑکی کو دیکھ کر احتشام نے منہ کے زاویے بگاڑے تھے وہ جو پہلے ہی ماہین سے تنگ تھا اب ایک اور لڑکی کے آنے پر اس نے خود کو کمرے تک محدود کر لیا۔۔۔۔

ایک روز جب ماہین کی طبعیت خراب ہو گئی تو ابرار بلوچ اور ریحانہ بیگم اسے شہر لے گئی لیکن واپسی پر ان کی گاڑی ٹرک سے ٹکرا گئی جس پر وہ تیوں وہی دم توڑ گئے۔۔۔۔۔

ماہین کے جانے کا سن کر احتشام بہت رویا تھا وہ جیسی بھی تھی لیکن احتشام کے لیے خاص تھی وہ اس کے دل کے قریب تھی اکثر وہ اس کے پاس جانے کی ضد کرتا تھا جس پر شاہینہ بلوچ اسے ڈانٹ کر چپ کرا دیتی تھی احتشام خود کو کمرے میں بند رکھتا تھا لیکن روشنہ کو ہر وقت روتا دیکھ اس نے روشنہ کے لیے خود کو سنبھالا تھا اصل نقصان اس کا ہوا تھا جو اپنا سب کچھ کھو گئی بلوچ خاندان جو اتنا بڑا تھا وہ سارا ٹوٹ گیا تھا۔۔۔۔۔

احتشام جب سات سال کا ہوا تو شاہینہ بلوچ کو پھر سے اللہ نے رحمت سے نوازا تھا جس کا نام احتشام اور روشنہ نے مل کر کاظمہ رکھا تھا۔۔۔۔

قرۃ العین جب چھے سال کی ہوئی تو اسفند بلوچ نے اس کو ہاسٹل چھوڑنے کا فیصلہ کیا جس پر یوسف بلوچ اور اسفند بلوچ کی کافی بحث ہوئی لیکن ان کو نا مانتے دیکھ کر وہ قرۃ العین کو اپنی حویلی لے آئے جس کا استقبال خوش اسلوبی سے ہوا تھا۔۔۔۔

قرۃ العین نے آتے ہی اپنا نام بدلنے کے لیے کہا تو وہ سب حیران ہوئے تھے وجہ پوچھنے پر اس نے بس اتنا کہا کہ اسے پسند نہیں ہے

تو یوسف بلوچ نے اس کا نام رائیکہ رکھ دیا جس کو اس نے کافی پسند کیا تھا۔۔۔۔

رائیکہ نے جب کاٹ میں سوتی کاظمہ کو دیکھا تو اس کو فوراً باہر نکالتے اس کے چہرے کو چٹاچٹ چوما تھا جس پر سب تو مسکرائے تھے لیکن کاظمہ نے رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔

شاہینہ بلوچ نے آگے بڑھ کر جب اسے لیا تو رائیکہ نے خفگی سے اسے دے دیا تھا۔۔۔

اس کے بعد رائیکہ یوسف بلوچ کے کمرے میں گئی تھی جہاں وہ کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے اس کو دیکھتے ہی انہوں نے

کتاب بند کر کے اسے بیٹھنے کو کہا جس پر وہ بیٹھتی انہیں فیصلہ سنانے والے انداز میں بولی۔۔۔۔

آپ اس ڈول کو مجھے دے دیں گے۔۔۔

اس کی بات پر وہ ہلکے سے مسکراتے پیار سے بولے بچے ٹھیک ہے وہ آج سے آپ کی ہی ہے ان کے کہنے پر رائیکہ سمیت کمرے میں داخل ہوتی شاہینہ بلوچ بھی مسکرادی۔۔۔

رائیکہ خوشی سے مسرور ہوتی باہر کی طرف گئی تھی۔۔۔

________اگلے روز________

یوسف بلوچ جو کاظمہ کو لیے باغ کی طرف جا رہے تھے اچانک اپنے سامنے کچھ لوگوں کو اسلحہ سمیت دیکھ کر پریشان ہو گئے انہیں صرف کاظمہ کی فکر تھی جو پر سکون سی ان کے ہاتھوں میں سو رہی تھی۔۔۔۔۔۔

شاہینہ بلوچ جو ان کے پیچھے ہی آ رہی تھی سامنے موجود لوگوں کو دیکھ کر سرعت سے ان تک پہنچی تھی اس سے پہلے کے وہ گولی چلاتے یوسف بلوچ نے آخری بار کاظمہ کی پیشانی پر بوسہ دیتے اسے محسوس کیا تھا اور نرمی سے شاہینہ بلوچ کی گود میں اسے دے کر کاظمہ پر چلنے والی گولی خود پر کھا لی۔۔۔۔۔

شاہینہ بلوچ نے پتھرائی آنکھوں سے یوسف بلوچ کے مر*دہ وجود کو دیکھا تھا اس سے پہلے کاظمہ ان کے ہاتھوں سے گرتی رائیکہ نے آگے بڑھ کر اسے خود میں سمویا تھا۔۔۔۔

تین مہینے گزر گئے تھے یوسف بلوچ کو ان سب سے دور ہوئے احتشام نے بہت مشکل سے سب کو سنبھالا تھا۔۔۔

شاہینہ بلوچ نے کاظمہ کو اس سب کا زمہ دار ٹھرا کر اسے خود سے دور کر دیا تھا رائیکہ اور احتشام کو اسے سنبھالنا مشکل ہو جاتا تھا جو ماں کے پاس جانے کے لیے ترستی رہتی تھی لیکن شاہینہ بلوچ کو اس کے رونے پر بھی کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی وہ بے حس بنی

اسے خود سے اتنا دور کر گئی کہ کاظمہ ان سے بات کرتے ہوئے بھی کتراتی تھی۔۔۔۔

○○○○○○○

وہ تھکا تھکا سا حویلی میں داخل ہوا تھا حیران کن بات یہ تھی کہ اس وقت بھی حویلی میں روشنی تھی لیکن اس کی ہمت نہ تھی کسی سے مل کر ان کے سوالوں کے جواب دینے کی اس لیے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

کمرہ میں داخل ہوا تو ذوہا کہی نظر نہیں آئی اس کی غیر موجودگی کو محسوس کرتے اس کی کشادہ پیشانی پر بل پڑے تھے اس سے پہلے وہ کمرے سے باہر جاتا اسے صوفے کے پیچھے سے لال آنچل نظر

آیا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا صوفے کے قریب گیا جہاں وہ منہ پر ہاتھ رکھتے رونے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔

"ذوہا"

اس کی دھاڑتی آواز اپنے پیچھے سن کر وہ ڈر کر ایک دم اچھلی تھی وہ اس کی وجہ سے تو یہاں بیٹھی تھی اسے معلوم تھا جو حرکت وہ کر کے آئی ہے احتشام معاف نہیں کرے گا لیکن اس نے بھی اس کی مدد کرنی چاہی تھی اسے کیا علم تھا کہ وہ وہاں جا کر اس کی پریشانی میں اضافہ کر دے گے۔۔۔۔

اس کو سوچوں میں غرق دیکھ احتشام نے اسے بازو کھینچ کر اپنے سامنے کیا تھا اس کی سخت گرفت محسوس کر کے ذوہا کے منہ سے سسکی نکلی تھی۔۔۔۔

کیوں گئی تھی وہاں اور کس کی اجازت سے گئی تھی اس کے بازو پر گرفت اور سخت کرتے غصے سے پھنکارا تھا آنکھیں شدید سرخ ہو رہی تھی سامنے کھڑی ذوہا کے چہرے پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان دیکھ کر اس نے جبڑے بھینچے تھے۔۔۔۔

ذوہا میں نے کچھ پوچھا ہے کہ کیوں گئی تھی وہاں میرے صبر کا امتحان مت لو کہ میں کچھ کر گزروں اس کو نہ بولتے دیکھ اس کا بازو

چھوڑے اس کے بالوں کو اپنی مٹھی میں جکڑتے تپش کے عالم میں غرایا تھا۔۔۔۔۔

"آپ۔۔۔کی۔۔۔۔مدد'

ذوہا نے کچھ بولنا چاہا تھا جب وہ اس کی بات کاٹ کر چلایا تھا کیسی مدد کیا میں نے کہا تھا کہ مدد کرو میری تمہارا جو دل چاہتا ہے تم کر دیتی ہو پہلے تم میری مدد مجھ سے طلاق لے کر کر رہی تھی اور اب وہاں خود کے چہرے پر اس سے تھپڑ کھا کر کیوں ذوہا تم میرا ساتھ دینے کے بجائے مجھے تکلیف دے رہی ہو میں تو پہلے ہی اپنی کی گئی غلطیوں کا ازالہ نہیں کر پا رہا اور تم مزید اضافہ کر رہی ہو۔۔۔۔۔

اگر تمہیں بھی وہ کاظمہ کی طرح کہی چھوڑ دیتے تو کہاڈھونڈتا میں تمہیں ذوہا تمہیں دیکھ کر مجھے لگا تھا کہ تم میں میری ہمسفر بننے والی ساری خوبیاں ہے لیکن میں غلط تھا احتشام اس کے بال چھوڑ کر بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

ذوہا سن کھڑی تھی اس کے آخری لفظوں کیا وہ اتنی بری تھی اس نے تو مدد کرنی چاہی تھی ہر بار اسے تکلیف دینے کے بارے میں تو وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی لیکن احتشام نے اس کے دل کو بری طرح روند دیا تھا۔۔۔

غصے اور بے بسی کے ملے جلے تاثرات لیے اس کی طرف بڑھتے دباد باسا غرائی تھی ایسی کیا خوبی چاہتے تھے احتشام آپ جو مجھ میں نہیں ہے کہ آپ کو اب اپنے فیصلے پر پچھتاوا ہو رہا ہے آپ جب میرے قریب آئے میں نے آنے دیا اس کے بعد بھی میں بری ہوں ذوہا غصے سے پاگل ہوتی بولی تھی۔۔۔۔۔

"چٹاخ"

جب کہ احتشام اس کی باتیں سن کر اپنا ہاتھ اٹھانے سے روک نہیں سکا اتنی شدت سے اس کے گال پر تھپڑ مارا تھا کہ ذوہا کا ہونٹ پھٹنے سے خون رسنے لگا تھا لڑکھڑا کر وہ پیچھے کی طرف گئی تھی۔۔۔۔

ذوہا اسفند بلوچ تم نے بھی اپنی اوقات بتادی کہ تم اسفند بلوچ کی بیٹی ہو آج واقع ہی مجھے اپنی جلد بازی پر افسوس ہو رہا ہے تم نے میری محبت اور دیے گئے مان کو پل میں ختم کر دیا بیوی ہو میری جب دل چاہا تمہارے ہی قریب آوں گا لیکن تم مجھے اس بات کا بھی طعنہ دے رہی ہو میری بات سن لو آج کے بعد احتشام بلوچ تمہارے قریب نہیں آئے گا احتشام تاسف سے اس کی طرف دیکھ کر واشروم میں بند ہو گیا۔۔۔

پیچھے ذوہا اس کے تھپڑ مارنے پر پھر سے رو دی تھی وہ ہمیشہ جلد باری دیکھا کر اسے ناراض کر دیتی تھی جس کو دعاؤں میں مانگا تھا اس کی قدر کرنی نہیں آرہی تھی ذوہا نے ہر بار اپنے لفظوں

سے اس کو تکلیف پہنچائی تھی اپنے الفاظ یاد کر کے ذوہا نے بے بسی سے ہونٹ کچلے تھے وہ سچ میں اس کی بیوی بننے کے لائق نہیں تھی۔۔۔۔۔۔

احتشام دس منٹ بعد باہر آیا تو اسے یونہی زمین پر بیٹھا دیکھ اسے برا لگا تھا اس کے گال پر اس کے انگلیوں کے نشان تھے ہونٹ سے رستہ خون وہی جم گیا تھا احتشام کو یہ دیکھ کر شرمندگی نے گھیر لیا تھا لیکن پھر اپنے دل کو سختی سے ڈپٹ کر موبائل لے کر صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

ہر بار ذوہا کے آگے وہی جھکا تھا پہلے اس کے طلاق کے مطالبہ پر بھی وہ اس سے تھوڑا سا خفا ہوا تھا لیکن پھر اسے معاف کر دیا آج

ذوہا کی گئی حرکت اسے بھولے نہیں بھول رہی تھی اس لیے اس پر غصہ کرنے لگا تھا اس پر ہاتھ اٹھانے کا ایسا کوئی ارادہ نہ تھا لیکن اس کے الفاظ سن کر اپنے آپ کو روک نہیں سکا تھا۔۔۔۔

ذوہا زمین پر بیٹھی اپنی غلطی ڈھونڈ رہی تھی جس کی وجہ سے احتشام نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا لیکن اسے پتا ہی نہیں چل رہی تھا اس نے کیا غلط کہا تھا کچھ بھی تو نہیں پھر کیونکر احتشام نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا ذوہا نے خود کے آنسو بے دردی سے صاف کیے اور جا کر واشروم میں بند ہو گئی۔۔۔۔

احتشام اس کی ایک حرکت کو دیکھ رہا تھا لیکن ذوہا نے احتشام کی طرف دیکھنا گوارہ نہیں کیا تھا۔۔۔۔

شیشے کے آگے کھڑے ہوتے اپنا بال ڈرائے کرتی ان کو چوٹی میں قید کرتے ایک نگاہ غلط بھی احتشام پر ڈالے اپنی سائیڈ لیٹ گئی تھی۔۔۔۔۔

احتشام دکھ بھری نظروں سے اس کی پشت کو دیکھا تھا وہ اس سے خفا ہو گئی تھی احتشام کو بے چینی ہونے لگی تھی وہ پہلی بار اس سے ناراض ہو رہی تھی ورنہ ہر بار احتشام ہی اس روٹھا تھا احتشام نے موبائل بند کرتے صوفے پر پھینکا تھا اور نگاہیں اس کے کمفرٹر میں دبکے وجود پر جمائی تھی۔۔۔۔۔

ذوہا ہونٹ بھینچے اپنی سسکی کا گلا گھونٹ رہی تھی لیکن جب برداشت نہ ہوا تو کمرے کی خاموش فضا میں ذوہا کی سسکیاں گونجنے لگی تھی جس کو سنتے احتشام فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر بیڈ کے قریب گیا تھا۔۔۔۔

ذوہا رونا بند کرو ایسا بھی کوئی ظلم نہیں کیا میں نے احتشام تیز آواز میں بولا تھا جس کو ذوہا نے سن کر بھی آن سنی کر دی تھی جب کہ اس کے رونے میں شدت آگئی تھی جس کو سنتے احتشام نے پریشانی سے ماتھا مسلا۔۔۔

اس کے چہرے سے کفرٹر ہٹانا چاہا تھا جس کو ذوہا نے اور مضبوطی سے خود پر کور کیا تھا احتشام پیچھے ہوتا کچھ دیر کفرٹر کو گھورتا رہا پھر

اپنی جگہ پر لیٹتے کمفرٹر کے اندر گھستے اس کی کمر سے ہاتھ گزرتے جھٹکے سے اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔

کیوں رو رہی ہو ذوہا بند کرو یار یہ رونا میں نے غصے میں کہہ دیا تھا اس کی مزاحمت کرتے ہاتھوں کو سختی سے اپنی گرفت میں لیے نرمی سے کہا۔۔۔۔

اس کو نا چھوڑتے دیکھ ذوہا نے اس کی ہاتھ کی پشت پر اپنے تیز ناخن مارے تھے جس پر جلن کا احساس کر کے اس نے ہونٹ بھینچتے اپنی گرفت نرم کی تھی۔۔۔۔

اب۔۔کیوں آئے ہے اب بھی مجھے تھپڑ مار کر چپ کرا دیں نہ ذوہا اس کی نرم گرفت محسوس کر کے اس سے الگ ہوتے غصے سے چلائی تھی رونے کے باعث سارا منہ سرخ ہو گیا تھا احتشام آنکھوں میں حیرانگی سموئے اسے دیکھ رہا تھا جو اسے ہی گھور رہی تھی۔۔۔۔۔

توتم چاہتی ہو کہ میں تمہارے قریب نہیں آیا کرو احتشام بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھتا اس کے سوال میں سے اس نے مطلب کی بات نکلتے مصنوعی سختی سے پوچھا تھا جب کہ نگاہیں اس کے دوپٹہ سے بے نیاز وجود کا طواف کر رہی تھی۔۔۔۔۔

اس کی بات پر ذوہا نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تھا آپ نے خود کہا ابھی زکام زدہ آواز میں شکوہ کیا تو احتشام نے لب آپس میں پیوست کرتے مسکراہٹ روکی تھی پہلے تم نے شروعات کی تھی نہ تم کہتی نہ میرا ہاتھ اٹھتا احتشام نے لاپرواہی سے شانے اچکائے تھے.....

ہاں کیونکہ پہلے آپ نے کہا تھا کہ مجھ میں ہمسفر بننے میں والی خوبی نہیں ہے آپ ہمیشہ مجھے اپنے لفظوں سے تکلیف پہنچاتے پہلے جب آپ نے مجھ سے نکاح کی شرط رکھی تھی تو کتنی آسانی سے کہا تھا کہ اگر تم نہ مانی تو مجھے بھول جانا لیکن میں نے آپ کے لیے یہ قدم اٹھایا کیونکہ میں محبت نہیں عشق کرتی تھی آپ سے کبھی بھی آپ کو تکلیف پہنچانے کے بارے میں نہیں سوچا میں نے

آپ کو تکلیف پہنچانے سے پہلے میں مرنا پسند کرو گی ہمیشہ میں نے آپ کی مدد کرنی چاہی۔۔۔۔۔

لیکن آپ ہمیشہ مجھ سے ناراض ہو جاتے تھے آج بھی صرف کی آپ کی پریشانی کم کرنے کے لیے گئی تھی میں کہ کاظمہ کو ایک بار دیکھ ہی آؤ وہ آپ کو ہی نہیں مجھے بھی میری بہنوں کی طرح عزیز ہے میں نے کبھی نہیں چاہا کہ اس کے ساتھ کچھ برا ہو لیکن آپ ہمیشہ میری مدد کو غلط قرار دیتے آئے ہے احتشام سائیں میں بھی انسان مجھے بھی برا لگتا ہے میں آپ کے لیے اپنا سب کچھ چھوڑ کر آئی ہو لیکن آپ مجھے سمجھے بنا مجھ پر ہاتھ اٹھا رہے ہے۔۔۔۔۔۔

بابا تھپڑ مجھے مارتے نہ تو مجھے برا نہیں لگتا کیونکہ میں بیٹی ہو ان کی جس نے اپنی مرضی سے شادی کی کرتے اپنے باپ اور بھائیوں کی سر جھکا دیا آپ اور اس گھر میں رہنے والے چاہے مجھے گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی نہ کہے لیکن یہ زمانہ تو یہی کہے گا نہ کہ سردار کی بیٹی بھاگ گئی احتشام سائیں ایک لڑکی اپنا سب کچھ چھوڑ کر آتی ہے اپنے شوہر کے لیے وہ اس سے محبت سے زیادہ عزت چاہتی ہے کیونکہ جب شوہر بیوی کی عزت کرتا ہے نہ تو ہی اور کوئی عزت کرتا ہے-------

میں آپ کے لیے کتنا کچھ چھوڑ کر آپ کے پاس آئی ہو اور پھر آپ مجھے یہ کہے گے کہ میں آپ کی ہمسفر بننے کی لائق نہیں ہو تو یہ دل اپنے بے مول ہو جانے لہولہان ہو گیا تھا آپ نے کچھ

چھوڑا ہے احتشام سائیں ایک کاظمہ کے علاوہ اس کی لاپرواہی دیکھتے ذوہا پھٹ پڑی تھی آنکھوں سے آنسو متواتر بہہ رہے تھے۔۔۔۔۔۔

احتشام بغور اس کی ہر بات سن رہا تھا اسے افسوس ہو رہا تھا اب اپنے کیے گئے فعل پر وہ سچ ہی تو کہہ رہی تھی اسفند بلوچ جیسے بھی تھے اس کے باپ تھے اور وہ اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر آئی تھی اس ڈر سے کہی احتشام اس سے الگ نہ ہو جائے اس کے بعد اس نے کیا کیا۔۔۔۔۔

احتشام سیدھا ہو کر بیٹھتے اسے دیکھنے لگا جو ہنوز رونے میں مصروف تھی اس کا رونا اسے کتنا تکلیف دے رہا تھا یہ بات اس کی

بیوی سمجھنے سے قاصر تھی احتشام نے نرمی سے اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے اس کا رخ اپنی جانب کیا اور جھکتے اس کے آنسو اپنے لبوں سے چنے تھے۔۔۔۔۔

وہ جو رونے میں مصروف تھی اس کا لمس پا کر اس کا دل دھک سے رہ گیا تھا گال دھکتے فوراً گلابی ہوئے تھے خمدار پلکیں عارضوں پر سایہ فگن ہوئی تھی۔۔۔۔

احتشام نے اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکائے نرمی سے کہنا شروع کیا تھا ذوہا میں جانتا ہوں کہ تم ہمیشہ میری مدد کرنا چاہتی تھی لیکن یہ کیسی مدد تھی کہ تم نکاح کے محض چند دن بعد ہی مجھ سے طلاق مانگ لو جب کہ تم اچھے سے جانتی ہو اگر ہمارے خاندان

میں طلاق دی جاتی نہ تو تم اس وقت یہاں نہیں ہوتی نصرت آنٹی نے کتنا کچھ برداشت کیا ہے اس کے بعد بھی انہوں نے اسفند بلوچ سے طلاق نہیں لی حالات سے لڑی تو تم نے کیسے سوچ لی یہ بات۔۔۔۔

احتشام کی بات پر ذوہا نے آنکھیں کھول کر اپنے قریب تر اس کے وجیہہ چہرہ کو دیکھ تھا وہ سمجھی نہیں تھی احتشام کی بات کا مطلب۔۔۔۔

احتشام نے اس کی خاموشی محسوس کرتے آنکھیں کھولی تو وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی آنکھوں میں الجھن لیے احتشام نے اس کی رونے کے باعث سوجی آنکھوں پر نرمی سے اپنے لب رکھتے اپنے

الفاظوں سے اس کے قدموں کے نیچے سے زمین کھینچی تھی اسفند بلوچ نے دوسری شادی کرلی تھی میرے پیدا ہونے کے بعد۔۔۔۔

اس کی بات پر ذوہا ایک دم اس کے حصار سے نکلی تھی جب کہ اس کے دور جانے پر اس نے ناگواری سے اسے دیکھا تھا لیکن اس کی حالت سمجھتے لب بھینچ گیا۔۔۔

کک۔۔۔ کیا مط۔۔۔ مطلب الفاظ حلق سے نکلنے سے انکاری تھے یہ انکشاف بھی اس پر آج ہوا تھا کہ اس کے باپ نے دو شادیاں کی تھی اگر کی تھی تو اس کو کیوں نہیں بتایا گیا اور اب ان کی بیوی کہاں ہے ایسے کئی سوال اس کے ذہن میں چل رہے

تھے لیکن زبان تک رسائی حاصل نہیں کر پا رہے تھے وہ بس خالی خالی نظروں سے اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

ذوہا مجھے یقین ہے کہ رائیکہ کو دیکھ کر تمہارے ذہن میں اکثر آتا ہو گا کہ یہ کون ہے اور یہاں کیا کر رہی اس کے پوچھنے پر ذوہا نے غائب دماغی سے اثبات میں سر ہلایا تو احتشام نے بولنا شروع کیا وہ بہن ہے تمہاری اسفند بلوچ کی دوسری بیوی کی پہلی بیٹی جو تین سال کی عمر میں بڑی حویلی آئی تھی احد کے ساتھ ہی اس کی بھی پیدائش ہوئی تھی۔۔۔۔

ذوہا ہوش میں آتی اسے دیکھنے لگی جو سنجیدہ نظروں سے اس کو دیکھ رہا تھا دل ماننے سے انکاری تھا لیکن دماغ حقیقت کو انکار نہیں کر

پارہا تھا اس کے نقش ملتے تھے اسفند بلوچ میں اس نے خود محسوس کیا ہے اور پھر احتشام اس سے جھوٹ کیوں کہے گا کیا واقع اس کا باپ اتنا بے رحم تھا ذوہا سوچے بنا نہیں رہ سکی۔۔۔۔

احتشام جو اس کے تاثرات دیکھ رہا تھا اچانک اس کے لبوں پر استہزاء مسکراہٹ در آئی تھی ہاں ذوہا تمہارا باپ واقعی ہی بے رحم ہے بلکہ وہ سفاک انسان سرداری کے پیچھے سب کو مار گیا احتشام کا لہجہ سرد ہو گیا تھا جب کہ آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔۔۔۔۔۔

اپنے دادا کو میرے دادا اسا اور دادی کو ان کی گاڑی کے بریک فیل نہیں ہوئے تھے بلکہ اسفند بلوچ نے کراوئے تھے کیونکہ ان کو

سرداری نہیں دی گئی تھی میرے ماموں کو مامی کو حتی کہ ماہین کو بھی ماہین کے نام پر ایک آنسو اس کی ہلکی بڑھی ہوئی داڑھی میں جذب ہوا تھا انہیں بھی مروا دیا تھا جانتی ہو کیوں کیونکہ وہ ان کا راز جان گئے تھے کہ اسفند بلوچ لڑکیوں کو بھی بیرون ملک بھجواتے تھے۔۔۔۔۔

ذوہا کو لگ رہا تھا کہ اس کا دل پھٹ جائے گا وہ جن سے بچپن سے محبت کرتی آئی تھی وہ اتنا گر سکتے تھے وہ کبھی نہیں سوچ سکتی تھی وہ یہی سمجھتی تھی کہ انہیں بیٹیاں پسند نہیں اس لیے وہ اس کے ساتھ ایسا سلوک رکھتے ہے لیکن وہ تو ان سے محبت کرتی تھی وہ اتنے سفاک اور بے حس کیسے ہو سکتے تھے جو اپنے ہی خاندان کے لوگوں کو مروا دے۔۔۔۔۔

ذوہا تمہارے اس باپ نے میری تین دن کی بہن کاظمہ کو بھی مروانے کے لیے بھیجا تھا اس کے زریعے وہ بابا کو ڈرانا چاہتے تھے کہ وہ ان کے معاملات میں نہ کہے بابا پولیس میں جارہے تھے تمہارے باپ نے یہ طریقہ نکالا تھا انہیں روکنے کا اور دیکھو وہ کامیاب ٹھہرے۔۔۔۔۔

تم جانتی ہو میری ماں نے کاظمہ کو خود سے دور کر دیا تھا وہی دقیانوسی سوچ کے اس کے آنے کے بعد میرا شوہر مجھ سے دور ہو گیا جانتی ہو اسے رائیکہ نے سنبھالا تھا اس لیے وہ پاگل ہے کاظمہ کے لیے۔۔۔۔۔

ذوہا دم سادھے اسے سن رہی آنسو لڑیوں کی صورت میں چہرہ بھگو رہے تھے سامنے بیٹھے شخص نے اس کے باپ کی وجہ سے کتنا کچھ برداشت کیا کاظمہ نے رائیکہ نے روشنہ نے کسی کو بھی سکون سے رہنا نہ دیا اسے ایک بار احد نے بتایا تھا کہ اس گاؤں کے سردار یوسف بلوچ تھے لیکن احمد بلوچ کے گزر جانے کے بعد انہوں نے اسفند بلوچ کو سردار بنا دیا اس کے بعد اتنا سب کچھ کیوں وہ احتشام سے نظر بھی نہیں ملا پا رہی تھی آج گھن آ رہی تھی خود کو اس شخص کی بیٹی مانتے ہوئے۔۔۔۔۔۔

احتشام خود کو کمپوز کرتا اس جانب متوجہ ہوا جو آنسو بہا رہی تھی اس معاملے میں تم واقعی خوش قسمت ہو ذوہا آنسو بہا کر اپنا درد ہلکا کر لیتی ہو لیکن ہم یہ بھی نہیں کر سکتے تمہیں پتا ہے میں اپنی

زندگی میں صرف ایک بار شدت سے رویا ہو جب ماہین مجھ سے دور ہوئی تھی۔۔۔۔۔

اس کی بات پر ذوہا کی دھڑکنیں ساکت ہوئی تھی وہ کسی سے محبت کرتا تھا ایک اور جان لیوا انکشاف سینے میں دھڑکتا گوشت کا لو تھڑا اس کے وجود کی طرح ساکن تھا سانس سینے میں ہی اٹک گئی تھی یا وہ روکے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ مجھ سے بڑی تھی لیکن اس کا ساتھ گزارے چند سال کی خوبصورت یادیں میرے لیے کبھی کبھی سکون کا باعث بنتی تھی وہ عزیز تھی مجھے خود سے بھی احتشام نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے ایک جھٹکے میں ذوہا کے بازو

کو پکاڑتے اسے گرنے سے بچایا تھا جو سانس مشکل سے لے رہی تھی اس کو اس حال میں دیکھ کر اس کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے۔۔۔۔

اس کے چہرے کو تھپتھپا کر وہ اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا جو بحث و حرکت اس کی جان نکالنے کے درپہ تھی اس کو سانس نہ لیتے دیکھ احتشام نے اپنا چہرہ قریب کرتے اسے مصنوعی سانس دی تھی لمحے سرکتے گئے جب اسے ذوہا کے مزاحمت کرتے ہاتھ اپنے سینے پر محسوس ہوئے تو وہ پیچھے ہوتا اسے سینے میں بھینچ گیا اس کے سینے سے لگی وہ اس کی تیز ہوتی دھڑکنیں سنتی گہرے گہرے سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی جو اس کی سخت گرفت میں مشکل کام لگ رہا تھا۔۔۔۔

ذوہا کیا ہوا تم ٹھیک تو ہو نہ اس کے چہرے کو دیوانہ وار تکتے وہ ابھی بھی گھبرایا گھبرایا سا تھا ذوہا نے اس کی فکر کو دیکھ کر نرمی سے سر ہلاتے جبرا مسکرانے کی کوشش کی جس میں کامیاب بھی نہ ہو سکی۔۔۔۔

اچانک احتشام کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا تو وہ اس کو خشمگیں نگاہوں سے گھورنا لگا ذوہا یہ تم نے ماہین والی بات پر اپنی حالت خراب کی ہے نہ یار وہ دوست تھی میری تین سال جینا حرام کیا ہے میرا اس نے بہنوں کی طرح عزیز تھی اس سے انسیکیور نہ ہونا اور تم جانتی وہ ہے بھی نہیں احتشام اس کا گال سہلاتے نرمی سے بولا تو ذوہا کچھ پر سکون ہوئی۔۔۔

اس کے دونوں کو ہاتھوں کو تھام کر احتشام نے اپنے دھکتے لب اس پر رکھے تھے تو ذوہا کے جسم میں ایک کرنٹ سا پھیل گیا لیکن اس کی گرفت سے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش نہ کی تھی۔۔۔۔

میری آنکھوں کی ٹھنڈک،،،، میرے دل کا قرار،،،، میری روح کا سکون،،،، میری پریشانیوں کا حال،،،، میری جان ہو تم ذوہا احتشام بلوچ کو بس ایک بار ہی محبت ہونی تھی اور ہو چکی ہے ذوہا احتشام بلوچ احتشام بلوچ تمہیں خود سے بھی زیادہ چاہتا تھا شدت بھرا لمس اس کے ماتھے پر چھوڑتے وہ آنچ دیتے لہجے میں بولا۔۔۔۔

احتشام نے پیچھے ہوتے ایک نظر اسے دیکھنے کے بعد پورے استحاق سے اس کے لبوں پر اپنے تشنہ لب رکھتا اس کی سانسوں کو اپنی مٹھی میں لے گیا ذوہا جو اس اچانک افتاد پر گھبرائی ہوئی تھی اس کے لمس میں شدت محسوس کرتے اس کے کندھوں کو تھام گئی اپنا لرزتا ہاتھ اس کے سینے پر جماتی اس کو پیچھے کرنے کی سعی کرنے لگی لیکن احتشام کا ایسا کوئی ارادہ نہ تھا تبھی وہ اس کی گردن اور کمر پر بیک وقت دباؤ بڑھاتا اسے مزید خود کے قریب تر کر گیا

ذوہا کی سانسیں بری طرح اکھڑ گئی تھی لیکن احتشام اسے نجات دینے کے موڈ میں نہ تھا کافی ساعتیں اس کے لبوں پر جھکے رہنے کے بعد بلا آخر وہ اس پر ترس کھاتا ایک آخری گہری سانس اپنے

وجود میں کھینچ کر اس سے الگ ہوتا اس کا لال تمتماتا چہرہ دیکھنے لگا اس کا جو مزید بے باکیوں پر اکسا رہا تھا ذوہا رہائی ملتے ہی سینے پر ہاتھ رکھتے گہرے گہرے سانس لینے لگی تھی اس کا سارا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔۔۔۔

ذوہا میں تمہارے ساتھ عشق کی منزلیں طے کرنا چاہتا ہو بتاؤ دو گی میرا ساتھ تم بنو گی میرے وجود کا حصہ اس کے نچلے ہونٹ کو نرمی سے سہلاتے اس نے بہکے لہجے میں استفسار کیا تھا۔۔۔۔

وہ جو اس کے پہلے شدت بھرے لمس سے نہ سنبھلی تھی اس کے پوچھنے پر خود میں ہمت مجتمع کر کے اقرار میں سر ہلا گئی۔۔۔۔

اس کے گھبرائے شرمائے سے اقرار پر وہ دلکشی سے مسکراتا باری باری اس کے گلابی عارضوں پر اپنے لب رکھ گیا پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے پاس جاتے ڈرا میں سے ایک نیلی مخملی ڈبی نکالی تھی اور پلٹتا اس کی طرف آیا تھا ذوہا نا فہم نظروں سے اس کی کاروائی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

احتشام نے اس کے سامنے بیٹھ کر ایک اس نیلی ڈبی سے ایک نایاب، بیش بہا، قیمتی ڈائمنڈ کا نیکلس نکالا تھا جس پر لکھا اے، زیڈ اپنی پوری آب و تاب سے چمک دمک رہے تھے۔۔۔۔

اس الفابیٹیس کے بیچ میں موجود خلا میں لگے بلیک ڈائمنڈ نے اس لاکٹ کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیے تھے احتشام نے اس کو

قریب ہوتے لاکٹ کو اس کے سر سے گزارتے اس کی گلے کی زینت بنایا تھا اور شیشے میں اپنا اور اس کا عکس دیکھنے لگا تھا جو ایک ساتھ مکمل لگ رہا تھا۔۔۔۔

"بیوٹیفل"

وہ آئینے میں لاکٹ کو دیکھتی اسے انگلیوں کے پوروں سے چھو کر بے ساختہ بولی اٹھی۔۔۔

احتشام اس کے سراہانے پر اس کی گردن کی پشت پر جھکتا اپنے لب رکھ گیا تھا ایک بار پھر اس کا دہکتے لبوں کا لمس محسوس کر کے وہ جی جان سے کانپی۔۔۔۔۔

احتشام اسے نرمی سے تکیے پر منتقل کرتا اس پر سایہ فگن ہوتے اس کے لبوں کو اپنی دسترس میں لے گیا تھا رات لمحہ لمحہ سرکتی جارہی تھی لیکن آج کی رات دو پیار کے پنچھیوں کے لیے کچھ زیادہ ہی حسین ثابت ہوئی تھی ذوہا اپنی ساری راہیں احتشام تک کر چکی تھی آسمان پر چمکتا چودھویں کا چاند بھی دو دلوں کے میل پر شرماتا بادلوں کی اوٹ میں ہوا چاند اپنی لپیٹ میں لیتے ننھے ننھے تارے ایک نئے ملن پر تمتمارہے تھے۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOOO

اس وقت ڈراک روم میں دو لڑکے موجود تھے جو الیکٹرک شاک کھاتے اب درد سے کراہ رہے تھے یہ وہی لڑکے تھے جو کاظمہ کا پیچھا کر رہے تھے اس روز جب رمیز نے ڈیول کے سامنے ساری روداد سنائی تھی تو تب سے ہی علی کام پر لگا ہوا تھا انہیں ڈھونڈنے

کے لیے آج ان کے ہاتھ آتے وہ اپنی غلطی پر پچھتا رہے تھے۔۔۔۔۔

رمیز نے جب ڈیول سے پوچھا کہ وہ ایک غیر لڑکی کے لیے یہ سب کچھ کیوں کر رہا ہے تو ڈیول کا جواب نہایت پر سکون تھا کہ جو چیز ڈیول کو پسند آجاتی ہے پھر وہ کسی کی نہیں رہتی تھی وہ لڑکی مجھے پسند آئی ہے اس لیے اس گھر میں ہے اور شاید دنیا میں بھی ورنہ ڈیول بن بلائے مہمانوں کے ساتھ کیا کرتا ہے اس سے بھی تم واقف ہو۔۔۔۔۔۔

چھ۔۔۔۔ چھوڑ۔۔۔۔ دو کرسی پر بندھے ایک لڑکے کی نقاہت زدہ آواز نکلی تو ڈیول اپنی جگہ چھوڑتا ان کے سامنے آیا تھا تم

دونوں میں سے پہلے اسے کس نے دیکھا تھا وہی سراسراتا لہجہ جس کو سن کر ان کو دونوں کے حلق خشک ہو گئے اور اس کی آنکھوں کا سرد تاثر جس کو دیکھتے ہی ان میں سے ایک نے فوراً کہنا شروع کیا۔۔۔۔

"مم۔۔۔میں۔۔۔نے"

یہ سننے کی دیر تھی کہ ڈیول نے وہاں ٹیبل پر موجود اوزاروں میں سے خنجر اٹھاتے اس کی آنکھ میں مارا تھا کہ اس شخص کے ساتھ دوسرے آدمی کی بھی دلخراش چیخ ڈراک روم میں گونجی تھی۔۔۔۔

ڈیول نے سکون سے آنکھیں موندی تھی تو وہی رمیز اور علی نے

اس سر پھرے کو دیکھا تھا کہ یہ کرنا کیا چاہ رہا ہے ڈیول کا یہ روپ

ان کی سمجھ سے بالاتر تھا کہ وہ کیوں اس لڑکی کے لئے اتنا پاگل ہو

رہا ہے جہاں تک وہ اس کو جانتے تھے اس کی زندگی میں ایک ہی

لڑکی تھی جس کی تصویریں اس کے کمرے میں ہر دیوار پر ثبت

تھی یہ اور بات تھی کہ انہوں نے آج تک دیکھی نہیں

تھی۔۔۔۔۔۔

ڈیول نے ان دونوں کو دیکھا تھا ایک درد سے تڑپ رہا تھا تو

دوسرا اس کے خوف سے کانپ رہا تھا ڈیول پیچھے ہوتا دونوں ہاتھ

سینے پر باندھے پر سکون نگاہوں سے ان کو دیکھنے لگا اگر میں

مصروف نہ ہوتا تو تمہیں خود سزا دیتا لیکن یہ کام آج میرا شیرو کریگا۔۔۔۔۔

"رمیز پینتھر کو کھول دو"

اس کے کہنے پر رمیز نے پینتھر کو کھول دیا تھا اور وہ چلتا آ کے ڈیول کے پاس رکا ڈیول نے اپنی ٹانگ کے قریب بیٹھے پینتھر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور بہت دوستانہ لہجے میں کہا دوست یہ تمہارے سامنے بیٹھے نہ ان سے تم اپنی بھوک پوری کر لو۔۔۔

ڈیول کے کہنے پر رمیز نے ان دونوں کو الیکٹرک چیئر سے نیچے پھینکا تھا اس کے نیچے پھینکتے ہی شیروان پر جھپٹ پڑا تھا اپنے تیز

نوکیلے دانتوں سے وہ انہیں نوچتا اپنی بھوک مٹا گیا ڈیول ایک نظر ان پر ڈال کر اپنے ہاتھوں کو صاف کیا اور ڈارک روم سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

علی اور رمیز بھی ڈارک روم سے نکل گئے تھے ڈیول کے جاتے ہی انہیں کاظمہ کو یہاں سے نکالنا جس کا وعدہ وہ لوگ کر چکے تھے۔۔۔۔

ڈیول سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے میں آیا تھا کاظمہ کا کمرہ اس سے تین کمرے چھوڑ کر تھا اس نے چاہا کے وہ اس کے کمرے کے بند دروازہ کو کھول کر اندر چلا جائے لیکن اپنی شرٹ پر خو*ن کے چھینٹے دیکھتے اس نے ارداہ تبدیل کر دیا اور اپنے

کمرے میں آگیا جہاں سامنے دیوار پر ایک لڑکی کی تصویر لگی تھی جس میں وہ مسکراتی اس کے ہاتھ میں کچھ دے رہی تھی۔۔۔۔

اس تصویر کو دیکھ کر اس کے لب بھی بے ساختگی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے پھر قدم بڑھاتا اپنی الماری کے قریب جاتے اپنے کپڑے لیے واشروم میں چلا گیا۔۔۔۔۔۔

بیس منٹ بعد وہ باہر آتے اپنے بیڈ کے قریب پہنچ کر اس نے اپنی گ*ن اٹھائی تھی اور اس ہاتھ میں پکڑے وہ باہر گیا تھا آج اس کے چہرے پر ماسک نہ تھا بلکہ اس کی وجیہہ چہرہ پر ہلکی سے مسکان تھی۔۔۔۔

کاظمہ بیڈ پر بیٹھی دونوں ہاتھوں کو اپنے پیروں پر رکھے ان پر اپنی چہرہ ٹکائے وہ مسلسل دعا گو تھی کہ ڈیول کے بلاوے سے پہلے وہ دونوں آجائے ورنہ ڈیول کی بات کو اس نے ناک سے مکھی کی طرح اڑا دیا تھا کیونکہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ دونوں اسے یہاں سے باہر نکال دے گے اس لیے اسے ڈیول کو جواب ہی نہیں دینا پڑے گا۔۔۔۔

کاظمہ خود سے تانے بانے جوڑ کر خوش ہو رہی تھی اور اس کی خوشی کا اندازہ اس کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ سے لگایا جا سکتا تھا۔۔۔۔۔

وہ اس وقت پنک کلر کی پیروں کو چھوتی فراک پہنے ہوئی تھی جس کے گلے اور آستینوں پر نفیس سا وائٹ ڈائمنڈ کا کام ہوا تھا جب چینا نے کاظمہ کو یہ ڈریس دیا تھا تو کاظمہ نے منہ بسورا تھا کیونکہ اس کے مطابق یہ بہت کامدار جوڑا تھا جب کہ وہ سادے کپڑوں میں آرامدہ محسوس کرتی ہے یہ دلہنوں والے کپڑے اسے بلکل پسند نہیں۔۔۔۔۔۔

اس کی بات پر چینا کو ہنسی آئی تھی اور اس سے زیادہ پیار اس کے چہرے کے کیوٹ ایکسپریشن دیکھ کر آرہا تھا اس نے صرف اتنا کہا تھا اگر وہ یہ ڈریس نہیں پہنے گی تو سر اس کی ملاقات اپنے شیر و سے کروادینگے جو ایک اعلیٰ نسل کا پینتھر ہے یہ سنتے کاظمہ نے اس کے ہاتھ سے وہ ڈریس چھینے کے انداز میں لیا تھا۔۔۔۔۔

جب کہ اس نئے سوٹ کو دیکھ کر اسے وہ ستمگر پھر سے یاد آیا تھا جس نے اسے ملازمہ کی بیٹی کی کپڑے دیے تھے اور ساتھ اسے غصہ بھی آرہا تھا کہ وہ اسے ابھی تک ڈھونڈ بھی نہ سکا کہ وہ یہاں کس مشکل میں پھنسی ہے۔۔۔۔

کاظمہ جو کب سے دروازہ کھولنے کے انتظار میں تھی اب کسی کو نہ دیکھ جھنجھلا گئی ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے وہ اکتا گئی تھی اس لیے بیڈ پر پڑا دوپٹہ اچھے سے اوڑھے اپنے فراک سنبھالتی احتیاط سے وہ کمرہ کھول کر باہر نکلی تھی۔۔۔۔

ایک طاہرانہ نظر ساری راہداری میں دیکھ کر وہ آگے بڑھی تھی اب جب وہ یہاں سے جا ہی رہی تھی تو ایک دفعہ اس محل نما گھر کو دیکھنے میں کوئی قباحت نہیں تھی اس لیے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی وہ متحیر سی ایک ایک جگہ دیکھ رہی تھی اس نے ایک بات نوٹ کی تھی کہ سارے گھر میں بلیک اور وائٹ کا کنڑاس بنا کر کلر کیا گیا ہے ہر دیوار پر لگی بیش قیمتی تصاویر اس راہداری کو اور خوبصورت بنا رہی تھی۔۔۔۔۔

چلتے چلتے اس کے قدم ایک تصویر کے پاس ٹھٹک کر رکے تھے تصویر میں نظر آتی عورت جس کی عمر پچیس کے درمیان تھی چہرے پر مسکراہٹ سجائے اپنے سامنے کھڑے بچے کو دیکھ رہی تھی اس بچہ کی پیٹ تھی کاظمہ کی طرف جس وجہ سے کاظمہ اس

کا چہرہ نہ دیکھ سکی اور دیوار پر لگی تصویر بھی یہ واضح کر رہی تھی کہ یہ اس عورت کی ہی لی گئی ہے جو بلاشبہ بہت حسین تھی۔۔۔۔۔۔

ہنہہ یہ ضرور اس پاگل شخص کی کچھ لگتی ہوں گی کتنی پیاری لگ رہی ہے اور ایک وہ عجیب سنکی انسان ہے کاظمہ ایک تفصیلی نظر اس تصویر پر ڈال کر بڑبڑاتے ہوئے آگے بڑھی تھی۔۔۔۔۔

چلتے چلتے کاظمہ ایکسر سائز روم کے باہر کھڑی ہوئی تھی اس سے پہلے وہ اندر جاتی رمیز کی آواز پر پلٹ کر اس کو دیکھنے لگی جو شاپنگ بیگ پڑے اسی کے قریب آیا تھا یہ لو گ اس کے اندر ایک چادر ہے اس کو اپنے اوپر لو پھر ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔۔۔۔۔۔

رمیز نے وہ بیگ اس کی طرف بڑھایا جس کو اس نے جھٹ سے تھاما تھا اور تشکر بھری نظروں سے اس کو دیکھنے لگی تھی بیگ میں سے چادر لیتے خود پر پھیلائی اور اس کے پیچھے چلنے لگی۔۔۔۔۔

باہر آتے رمیز نے گاڑی کا دروازہ کھولتے اسے بیٹھنے کو کہا لیکن کاظمہ شش و پنج میں مبتلا تھی کہ وہ اس کے ساتھ آگے کیسے بیٹھے کیا میں پیچھے بیٹھ جاؤ کاظمہ نے اس کو دیکھ کر پوچھا تو وہ ہاں میں سر ہلا گیا کاظمہ کے بیٹھتے ہی رمیز نے گاڑی سٹارٹ کر دی تھی۔۔۔۔۔

اگر رمیز کو پتا ہوتا کہ وہ اس کی مدد کر کے بھی پچھتاوے میں گھرے گا تو وہ کبھی اس کی مدد نہ کرتا۔۔۔۔۔۔

ویسے تم جاؤ گی کہاں تم گھر جانا نہیں چاہتی اچانک رمیز کو یاد آیا تو اس نے گاڑی سائیڈ میں روک کر اس سے سوال کیا جس پر کاظمہ بھی صحیح معنوں میں پریشان ہوئی تھی وہ نکل تو آئی تھی لیکن جائے گی کہاں یہ تو سوچا ہی نہیں۔۔۔۔۔

دیکھو تم اپنے شوہر کے پاس نہیں جانا چاہتی تو اپنے بھائی کے پاس چلی جاؤ اس طرح سے تم کہیں اور مشکلوں میں نہ پھنس جاؤ رمیز نے اس کو سوچوں میں گم دیکھ کر خود ہی مشورہ دیا تھا جس پر کاظمہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

اگر میں وہاں گئی تو وہ مجھے وہاں سے لے جائے گے میں وہاں نہیں جاؤں گی کاظمہ ضدی انداز میں بولی۔۔۔۔

ٹھیک ہے تو پھر میں تمہیں اپنے دوست کے گھر لے چلتا ہوں اس کی بہن اور وہ اکیلے رہتے ہیں وہاں تم تک کوئی نہیں پہنچ پائے گا رمیز اس کو نہ مانتے دیکھ اس کو بولتا گاڑی دوڑا گیا۔۔۔۔۔

ooooooooooo

عرشی گڑیا جلدی کرو ہم لیٹ ہو جائے گے احمد عرشیہ کے کمرے میں آتا بولا جو منہ پھولائے کپڑوں کو گھور رہی تھی جو سارے بیڈ پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

بھائی میں کیا پہن کر جاؤں مجھے تو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا عرشیہ اس کو دیکھ کر اس کے پاس جا کے روہانسی آواز میں بولی تو احمد نفی میں سر ہلاتے اس کے آنسو صاف کرنے لگا جواب رخسار بھگو رہے تھے۔۔۔۔۔۔

عرشی تم کچھ بھی پہن لو پیاری لگو گی اس میں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات ہے یہ دیکھو یہ کتنا پیارا لگ رہا ہے احمد نے اس کے بیڈ پر پڑے کپڑوں میں سے ایک سفید فراک اٹھاتے اس کے سامنے کی تھی سفید رنگ کی وہ فراک جس کے گلے پر گولائی میں پرل لگے تھے باقی ساری فراک سادہ تھی تو عرشیہ سوچ میں پڑتے اس فراک کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔

کیا یہ پیاری لگے گی بھائی عرشیہ الجھی الجھی سی اس سے مخاطب ہوئی تو اس نے بلاتاخیر کے سر ہلایا جس پر وہ خوش ہوتے فراک اس کے ہاتھ سے لے کر واش روم کی طرف بڑھ گئی احمد اس کے مان جانے پر پر سکون ہو گیا۔۔۔۔

وہ اسے لے کر نہیں جانا چاہتا تھا لیکن اس کی ضد کے آگے مجبور ہو کر لے کر جا رہا تھا اسے پتہ تھا اس کی بہن یونیورسٹی کے ماحول میں گھبرا جائے گی جہاں لڑکے لڑکیاں ایک ساتھ گھوم رہے ہونگے جس کو دیکھتے ہی اس کی آنکھیں پھٹ جائے گی کیونکہ وہ آج تک کو ایجوکیشن میں نہیں پڑھی تھی۔۔۔۔۔

اس کے تیار ہوتے ہی ہے احمد اس کا ہاتھ پکڑے اسے گھر سے
باہر لے گیا تھا لیکن اسے ایک عجیب بے چینی آن گھیرا تھا ایک
گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے یونیورسٹی کی جانب اپنی بائیک
موڑ گیا عرشیہ مسکراتے ہوئے سامنے کے مناظر دیکھ رہی تھی
اور اس کی یہ مسکراہٹ صرف چند پل کی تھی۔۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○○

رائیکہ اٹھو باہر سب کے ساتھ آکر ناشتہ کرو اس طرح کمرے
میں بند رہ کر کیا ثابت کرنا چاہتی ہو کہ بس تمہیں کاظمہ سے
محبت تھی ہم سب تو اس کے دشمن ہیں نہ روشنہ مسلسل اس کو
کمرے میں بند ہوتے دیکھا آج اس پر برس پڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔

روشنہ آپو میں نے ایسا کبھی نہیں کہا بس میرا دل نہیں کرتا باہر آنے کو ڈر لگتا ہے کہ پھر سے ذوہا کو تکلیف نہ پہنچا دو رائیکہ اٹھ کر بیٹھتے نرمی سے بولی تھی اور اس کا سچ میں دل نہیں کرتا تھا اب سب کے ساتھ بیٹھنے کا وہ پہلے بھی کاظمہ کے زبردستی کرنے پہ بیٹھتی تھی۔۔۔۔۔۔

اب جب سے وہ گئی تھی جب سے وہ کمرے سے کم ہی نکلتی تھی چاہے اسے اس گھر کے لوگوں نے محبت مان سب دیا ہو کاظمہ اور اس کو الگ نہ سمجھا ہو لیکن اسے ایک جھجھک آج بھی ہوتی تھی اس گھر کے مکینوں سے۔۔۔۔۔۔

وہ اکثر سوچتی تھی کہ کوئی اتنا اچھا کیسے ہو سکتا ہے جب اس کی ماں اسے چھوڑ گئی تھی اس کے باپ نے گھر سے نکال دیا تو کیوں یہ حویلی والے اتنے اچھے تھے ان کی تو وہ کچھ نہیں لگتی تھی تو پھر کیوں اسے سہارا دیا لیکن آج تک جواب حاصل نہیں کر پائی تھی۔۔۔

رائیکہ اب بس کرو جاؤ فریش ہو کر باہر آؤ ورنہ تم کاظمہ کے ساتھ ساتھ مجھے بھی کھو دو گی میں تم سے بلکل بات نہیں کرو گی روشنہ نے اس کو دھمکی دی تھی جو کر آمد ثابت ہوئی۔۔۔۔

نہیں آپو آپ جائے میں آرہی ہو رائیکہ ہلکی سی مسکراہٹ

ہونٹوں پر سجائے اس سے بولی تو روشنہ بھی اس کی جانب

مسکراہٹ اچھال کر باہر نکل گئی۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ بیڈ سے اٹھ کر جاتی دراز میں رکھا فون بجنے لگا

رائیکہ نے حیران ہوتے دراز کھولی اور اپنا موبائل ہاتھ میں لیا

جہاں شہروز چودھری کی کال دیکھ کر اس اپنا فون پلٹ کر دیکھا تھا

کہ یہ اس کا ہی ہے یا احتشام کا لیکن اپنا ہی فون دیکھتے اس کی

حیرانگی میں اضافہ ہوا تھا۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ کال اٹھاتی کال بند ہو گئی تھی اس نے گھور کے

فون کو دیکھا لیکن فون ایک بار پھر بجا تھا اب رائیکہ نے بنا دیر کیے

کال اٹھائی تو شہروز چوہدری کی غصے سے بھری آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔۔۔۔

بیوقوف لڑکی جب کال کر رہا ہوں تو اٹھا کیوں نہیں رہی

۔۔۔۔۔۔۔

یہی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ فون کیوں کر رہے ہیں رائیکہ بھی دوبدو بولی تھی لیکن وہ اب بھی خاصی پریشان تھی کہ اس نے کال کیوں کی ہے دماغ پر زور دینے کے بعد بھی ایسی کوئی بات نہیں آئی تو سر جھٹک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔۔۔

کچھ پوچھنا تھا تم سے تم نے مجھے جس آدمی کا پتا لگانے کو کہا تھا اس کا تم سے کچھ کنکشن ہے کیا شہروز نے سنجیدگی سے پوچھا

اس کے بے تکے سے سوال پر رائیکہ نے تپ کر جواب دیا تھا جی بلکل میرے ماموں لگتے ہے-----

اس کے تپے ہوئے انداز پر شہروز کے ہونٹوں پر ہلکی سے مسکراہٹ نے احاطہ کیا جس کا اسے خود بھی علم نہ ہو سکا میں مذاق نہیں کر رہا سچ بتاؤ اب کی بار سختی سے پوچھا تو رائیکہ نے تیز لہجے میں جواب دیا------

ماں کو قت *ل کیا تھا اس نے رائیکہ کی آواز روند گئی تھی جس کو شہروز نے شدت سے محسوس کیا تھا لیکن پھر اس کے لفظوں پر غور کر کے وہ چونکا تھا کیا مطلب ہے تمہاری ماں سے تمہاری ماں تو شاہینہ آنٹی نہیں ہے اس کے لہجے میں واضح جھنجھلاہٹ تھی۔۔۔۔۔۔

نہیں وہ میری چاچی ہے کیا آپ نے یہی پوچھنا تھا رائیکہ اس کو پریشان کرتی اس سے پوچھنے لگی۔۔۔۔۔۔

ہاں تمہیں یہ بتانا تھا کہ وہ آدمی اسفند بلوچ کے لیے کام کرتا ہے شہروز کے کہنے پر رائیکہ نے سختی سے آنکھیں بند کی تھی اور بنا اسے جواب دے کال کاٹ کر موبائل بیڈ پر پھینکا تھا۔۔۔۔۔۔

شہر وز اس کی باتوں میں الجھتا کاؤچ پر بیٹھتے اپنا سر ہاتھوں میں تھام گیا وہ جتنا سمجھتا یہ بلوچ خاندان انہیں اتنا ہی الجھا ہوا نظر آتا احتشام سے ملنے کا فیصلہ کرتا وہ اپنی گاڑی کی چابی اٹھائے کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔

ذوہا کی آنکھ احتشام کے بجتے موبائل کی رنگ ٹون نے کھولی تھی جس پر وہ منہ کے زاویے بنائے اس کی طرف رخ کر گئی اس کے چہرے کے نقش کو دیکھتے ذوہا کا دل زور سے دھڑ کا تھا۔۔۔۔

وہ جب سے یہاں آئی تھی اس نے آج احتشام کو سوتے ہوئے دیکھا تھا ورنہ وہ تو اس کے اٹھنے سے پہلے ہی غائب ہوتا تھا وہ اب

بھی پر سکون نہ سو رہا ہوتا اگر اس کو کاظمہ کے بارے میں پتہ نہیں چلتا ذوہا نے جب اس سے کاظمہ کے بارے میں پوچھا تو اس نے صرف اتنا کہا کہ وہ جہاں کہیں بھی محفوظ ہے جس پر ذوہا بھی پر سکون ہوئی تھی۔۔۔۔

آہستہ سے اس کی پیشانی پر اپنے لبوں کا لمس چھوڑتے وہ اس کا اپنے گرد لپٹا ہاتھ ہٹاتے بیڈ سے اٹھی تھی واشروم کے دروازہ کی آواز سن کر احتشام نے پٹ اپنی انکھیں کھولی تھی اور ایک دلکش مسکراہٹ کے ہونٹوں پر آئی پھر زرا سا اٹھ کر اس نے ٹیبل پر رکھا اپنا فون اٹھایا تھا جہاں شہروز کے میسج جگمگا رہے تھے۔۔۔۔

اس کے میسج کو پڑھتے اسے وقت اور جگہ کا بتاتے فون واپس رکھتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتا کل رات کے بارے میں سوچنے لگا۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

______ایک دن پہلے______

احتشام جب کاظمہ کو ہر جگہ ڈھونڈتے پولیس میں اطلاع دینا کا سوچتے شہر جا رہا تھا جب اس کی گاڑی اچانک رکی تھی احتشام نے آنکھیں سکیڑ کر اپنے سامنے موجود گاڑی کے بونٹ پر بیٹھے شخص کو دیکھ کر جبڑے بھینچے باہر نکلا تھا۔۔۔۔

اس کی طرف پہنچ کر اس کی شرٹ کا کالر تھامے اسے نیچے اتارتے ایک زوردار مکا اس کے چہرے پر مارا تھا جس پر مقابل نے اپنی مسکراہٹ روکنے کے لیے لبوں کا کونہ دانتوں تلے دبایا تھا ورنہ جتنی قوت سے احتشام نے اس کے چہرے پر مکا مارا تھا نہ اس کا دل قہقہہ لگانے کا کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اپنے دانت اندر ہی رکھو تو بہتر ہے ورنہ اب کی بار میں زرا لحاظ نہیں کروگا اب یہ بتاؤ کاظمہ کا کچھ پتا چلا اس کے ساتھ کھڑے ہوتے نظر سامنے مرکوز کے سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔۔

پتا کیا چلنا ہے وہ ہے ہی میرے پاس وہ بولتا اس سے چنف قدم کے فاصلے پر ہوا تھا کیونکہ اس بات پر احتشام واقع ہی اس کا لحاظ نہ کرتا۔۔۔

تو پہلے کیوں نہیں بتایا احتشام دانت پیسے بولا تو مقابل کے لب آپس میں پیوست ہوئے تھے آپ نے پوچھا نہیں اتنا کہتے اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اسے ریورس کرتا وہاں سے غائب ہوا تھا کہ احتشام نے غصے سے اسے گھورا تھا جو ہمیشہ اپنی حرکتوں سے اس کو زچ کرتا تھا۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

کاظمہ کا کچھ پتا چلا ہے تم دونوں کو نصرت بلوچ ناشتہ کی میز پر آتے ان دونوں سے بولی تھی جنہوں نے ان کی بات پر خونخوار نگاہوں سے ایک دوسرے کو گھورا تھا کہ نصرت بلوچ سمجھ کر سر تھام کر وہی بیٹھ گئی۔۔۔۔

اللہ جانے وہ بچی کہاں چلی گئی اللہ اس کی حفاظت کرے وہ تو بہت معصوم ہے کہی غلط ہاتھوں میں نہ لگ گیا ہو چار دن ہو گئے ہے لیکن اس کا کچھ پتا نہیں چل رہا نصرت بلوچ پریشانی سے بولی تو وہاں موجود عمارہ نے بری طرح پہلو بدلہ۔۔۔۔

ٹھیک ہے بس آج کے بعد اس گھر میں اس لڑکی کا نام نہیں لیا جائے گا اور صائم تم تیاری کرو تمہاری شادی عمارہ سے ہو گی

اسفند بلوچ دوٹوک انداز میں بولے تو صائم نے مٹھیاں بھینچ کر ان کو دیکھا تھا پھر ایک نظر اپنے سامنے بیٹھی اس آفت کو جس کی وجہ سے یہ سب ہوا تھا۔۔۔۔۔

یہ گئی نہیں ابھی تک یہاں سے اس کو کہے جلد از جلد چلی جائے ورنہ میرے ہاتھوں ضائع ہو جائے گی اور یہ خیال آپ اپنے دماغ سے نکال دے کہ میں دوسری شادی کروں گا وہ اب اس لڑکی سوچ ہے آپ کی صائم تنفر سے بولتا ایک نفرت بھری نظر عمارہ پر ڈال کر نکل گیا تھا۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

رمیز نے کاظمہ کو یونی کے باہر اتار کر اسے اندر جانے کو کہا تو کاظمہ ہر طرف اتنے لوگوں کو دیکھ کر گھبراتی وہی رکے رمیز کا انتظار کرنے لگی جو گاڑی پارک کر کے اس کی طرف آ رہا تھا اس کے چہرے سے گھبراہٹ کا اندازہ وہ باجوبی لگا چکا تھا اس لیے بنا کچھ کہے وہ اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرنے لگا۔۔۔۔۔

وہ اندر داخل ہوئی تو ہر طرف ہی شور شرابا تھا کاظمہ کو اب اپنا یہاں آنے کا فیصلہ غلط لگ رہا تھا اوپر سے خود پر ٹکی نظریں اسے نظریں جھکائے رکھنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ ہے احمد اور یہ عرشیہ رمیز ان دونوں کی جانب رکتا کاظمہ کو ان سے ملاوانے لگا تو اس نے نظر اٹھا کر اپنے سامنے کھڑے لڑکے کو

دیکھا تھا اور پھر اس کے ساتھ کھڑی لڑکی کو جس نے سختی سے
اس کا بازو تھام رکھا تھا شاید وہ بھی اس کی طرح اب یہاں آ کر
پچھتا رہی تھی۔۔۔۔

عرشی ان سے ملو یہ اب ہمارے ساتھ رہے گی احمد نے عرشیہ کو
کاظمہ کی طرف متوجہ کرایا تو عرشیہ نے نظر اس کے چہرے پر
ٹکائے اس کو اوپر سے نیچے تک دیکھا تھا کاظمہ تو اپنے سامنے
کھڑی اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی جو اس سے چند سال ہی چھوٹی
ہو گی۔۔۔۔

آپ بہت پیاری آپ کی آنکھوں کا کلر اصلی ہے اچانک عرشیہ کی چہکتی آواز سن کر کاظمہ نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

اچھا ہوا آپ آگئی آجائے ہم دونوں وہاں بیٹھتے جب بھائی فارغ ہو جائینگے تو وہ وہاں سے ہمیں لے جائے گے عرشیہ اس کو فیصلہ سنانے والا انداز میں بول کر اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کونے میں لے گئی تھی جہاں رش نہ ہونے کے برابر تھا کاظمہ کو اس کا فیصلہ ٹھیک لگا وہ بھی وہی بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

کاظمہ کو مسلسل خود پر نظروں کی تپش محسوس ہو رہی تھی وہ بے چین ہوتی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی لیکن کوئی بھی ان کی جانب

متوجہ نہ تھا وہ اپنی چادر مزید خود پر ٹھیک کرتی اس فنکشن کو ختم ہونے کی دعا کرنے لگی۔۔۔۔۔

سنو تمہیں تمہارا بھائی وہاں بلا رہا ہے ابھی عرشیہ اس سے کچھ کہتی جب ایک لڑکا اس کو بتا کر چلا گیا۔۔۔۔

آپ یہاں بیٹھو میں آتی ہو عرشیہ کاظمہ سے بول کر اٹھنے لگی تھی جب وہ بھی تیزی سے بولی نہیں میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں اس کے کہنے پر کاظمہ اور عرشیہ اس سمت گئی جہاں وہ لڑکا اشارہ کر کے گیا تھا لیکن وہاں احمد کو نا پا کر وہ پریشان ہوتی پلٹنے لگی تھی جب پیچھے سے ان دونوں کے چہرے پر کسی نے رومال رکھ کر انہیں اپنی پکڑ میں لیا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ خود کو چھوڑوانے کی سعی کرنے لگی لیکن رومال پر موجود کلوروفام سے وہ جلد ہی ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں خو*ن کی بو اور دبی دبی سسکیاں ماحول کو ایک الگ ہی رنگ دے رہی تھی انہیں سسکتی لڑکیوں کے درمیان وہ دونوں بھی ہوش و خرد سے بیگانہ تھی۔۔۔۔

عرشیہ کا سر پر لیا اسکارف اب اس کے کندھے پر لھڑک رہا تھا اور کاظمہ اپنی چادر میں سمٹی ہوئی تھی جبکہ ان کے ارد گرد موجود اور لڑکیاں بھی تھی جن میں سے کچھ کی حالت قابل رحم تھی یہ

ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جہاں موجود تقریباً بچیس لڑکیاں کو زبردستی باندھ کر رکھا گیا تھا۔۔۔۔

کاظمہ کی کانوں میں کسی کی مدھم سسکیاں گونجی تو اس کی پلکوں میں زرا سی جنبش ہوئی کاظمہ نے اپنے دکتے سر کو تھام کر اپنی آنکھیں کھولی تو اپنے ارد گرد لڑکیاں دیکھ کر اس نے دوبارہ اپنی آنکھیں بند کی تھی آہستہ آہستہ اس کا ذہن بیدار ہوا تو کاظمہ اپنی آنکھیں کھول کر ہراساں نظروں سے سب کچھ دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔

اس کی نگاہ جب عرشیہ پر پڑی تو وہ آہستہ سے اس کے قریب ہوتے اس کے چہرہ تھپتھپا کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش

کرنے لگی اسے وحشت ہو رہی تھی اس ماحول سے اب پچھتاوا ہو رہا تھا کاش وہ حویلی ہی چلی جاتی کم از کم اس مشکل میں تو نہ پھنستی اب فیصلہ پر خود کو سرزنش کرتے وہ عرشیہ کو ہوش میں لانے میں کامیاب ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

ع۔۔۔ عرشی۔۔۔ آآآپ ٹھیک ہے نہ کاظمہ نے اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر کپکپاتی آواز میں پوچھا تو عرشیہ نے انکار میں سر ہلایا تھا ن۔۔ نہیں مجھے جانا ہے واپس یہاں سے بھائی کے پاس عرشیہ روتے ہوئے بولی تو کاظمہ کی بھی آنکھیں نم ہو گئی۔۔۔۔۔۔

جب دروازہ کھول کر دو ہٹے کٹے آدمی ہاتھوں میں بندوق تھام کر اندر داخل ہوا تھے جن کو دیکھ کر عرشیہ کاظمہ کے ساتھ لگی تھی

جو خود ڈر سے کانپ رہی تھی اس کے گرد اپنے حصار بنا کر دونوں ہی ایک دوسرے کو تحفظ دینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں آدمی ایک نظر اس سب کو دیکھ کر دوبارہ چلے گئے تو وہاں موجود لڑکیوں کے ساتھ ان دونوں کی سسکیاں یہاں گونجی تھی۔۔۔۔۔

پ۔۔۔پلیز۔۔۔۔ص۔۔۔صائم۔۔۔آپ آجائے کاظمہ نے ہلکی آواز میں پوری شدت سے دعا کی تھی جس شخص سے بھاگ رہی تھی اب اسے ہی اپنی مدد کے لیے بلا رہی تھی۔۔۔۔۔

oooooooooo

چینا کاظمہ کو بلاؤ ڈیول نے لاؤنج میں آکر صوفے پر بیٹھتے اسے تحکمانہ لہجے میں کہا تو چینا کا اس کی طرف جوس بڑھاتا ہاتھ ٹھٹک کر رکا تھا اس نے اچھنبے سے اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔

اس کو اپنی جانب تکتا پا کر ڈیول نے سوالیہ انداز میں آئی برو اچکائی تھی جس پر چینا گڑبڑا کر سیدھے ہوئی تھی۔۔۔۔

اپنے لبوں کو تر کرتے وہ اسے کاظمہ کے بارے میں بتانا چاہ رہی تھی۔۔۔

سس۔۔۔ سر وہ تھوڑی دیر پہلے میم اپنے کمرے میں تھی تو وہ بور ہو گئی تھی اس لیے وہ سارا گھر دیکھنے لگی تھی پھر رمیز سر نے کہا

کہ آپ نے انہیں ان کے گھر چھوڑنے کو کہا ہے چینا نے نگاہیں جھکائے اسے بتایا تو ڈیول کی گرفت گلاس پر سخت ہوئی تھی جو اس نے ابھی اٹھایا تھا۔۔۔۔۔

"رمیز"

ڈیول کی دھاڑتی آواز سارے لاؤنج میں گونجی تو چینا نے سہم کر اپنے قدم باہر بڑھائے تھے علی اور رمیز جو ابھی لاؤنج میں ہی آرہے تھے اس کی آواز سن کر دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور تھوک نگلتے قدم اندر رکھے تھے۔۔۔۔۔

"کاظمہ کہاں ہے رمیز"

اس کو سرد نگاہوں سے گھور کر پوچھا تو رمیز نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا جو غصے سے لال ہو رہا تھا

وہ تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی اور پھر وہ کسی کے نکاح۔۔۔۔۔

جتنا پوچھا ہے اتنا جواب دو اسے کہاں چھوڑ کر آئے ہو اور کس کی اجازت سے ڈیول غصے سے اٹھ کر درشتگی سے گویا ہوا تو علی نے ڈرتا رمیز سے پہلے جواب دیا۔۔۔۔

وہ یہ اسے یونی چھوڑ کر آیا ہے اس کا دوست احمد ہے نہ اس کے گھر رہے گی وہ علی نے ہلکی آواز میں اسے وضاحت دی تو چھنا کے سے

لاؤنج کی خاموش فضا ارتعاش پیدا ہوا ان دونوں نے پریشان نظروں سے اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔

یونی لے کر چلو رمیز اور یاد رکھنا اگر اسے کچھ بھی ہوا نہ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا انگشت شہادت اٹھاتے وارن کرتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا لاؤنج سے باہر نکلا تو اس کے پیچھے علی اور رمیز بھی نکلے۔۔۔۔۔

OOOOOOOOOOO

کچھ دیر بعد۔۔۔۔

رمیز چلتا ہوا احمد کے سامنے آ کر رکا جو بے چین سا ہر طرف نگاہیں دوڑا رہا تھا۔۔۔۔

ڈیول نے جیسے ہی یونی میں قدم رکھا اس کو لگا اس کا دل بند ہو جائے گا آج ہی تو اسے اطلاع ملی تھی کہ یہاں کا پرنسپل لڑکیوں کی سمگلنگ میں ملوث ہے اور کاظمہ کا یہاں ہونا اسے وحشی بنا رہا تھا اپنی بے قرار نگاہیں اطراف میں دوڑاتے وہ رمیز اور احمد کے پاس آ کر رکا۔۔۔۔

احمد کاظمہ کہاں ہے رمیز نے ڈرتے ڈرتے اس سے پوچھا اس کا دل شدت سے کچھ غلط ہونے کا اندیشہ ہو رہا تھا۔۔۔۔

میں خود ان دونوں کو ڈھونڈ رہا ہوں وہ تمہارے سامنے ہی اس طرف گئی تھی وہ مسلسل میری نظروں کے سامنے تھی لیکن میں صرف کچھ دیر کے لیے گیا تھا اور جب واپس آیا تو وہ وہاں موجود نہیں تھی اس کے لہجے سے پریشانی جھلک رہی تھی جب کہ ذہن کے پردوں پر پرانا منظر گردش کرنے لگا تھا جب اس نے روشنہ سے بدلہ لینے کے لیے اسے یونی کی بیک سائیڈ پر بھیجا تھا اب اپنی بہن کے بارے میں سوچ سوچ کر اس کا دل دہل رہا تھا۔۔۔۔

چاہے اس نے روشنہ کے ساتھ کچھ نہ کیا ہو لیکن اس کی بہن کے ساتھ اگر ایسا ہو گیا تو وہ کیا کرے گا اسے اب سمجھ آرہا تھا کہ مکافات عمل بھی اسی دنیا میں ملتا ہے۔۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہاری اس بکواس کا فراز احمد ڈیول اس کی بات

سن کر بھڑکتا اس کا گریبان تھام کر اسے گلے سے دبوچ چکا تھا

غصے کی زیادتی سے اس کی رگیں پھول گئی تھی اسے لگا وہ ایک بار

پھر اسے کھو دے گا۔۔۔۔۔

مم۔۔۔میں۔۔سچ کہہ رہا ہو اس کی گرفت سے خود کو چھوڑوا کر

وہ بامشکل بولا تھا اس کی بات کے اختتام پر ڈیول رمیز کی جانب

پلٹا اور ایک زوردار مکا اس کے منہ پر مارا تھا رمیز کو اپنا جبڑا ہلتا ہوا

محسوس ہو رہا تھا جب ڈیول نے اس کو سمجھنے کا موقع دیے بنا

دوسرا مکا بھی مارا تو اس کو اپنے منہ میں خو*ن کا ذائقہ محسوس

ہوا۔۔۔۔۔

ڈیول ایک سرد نظر اس پر ڈال کر بھاگنے کے انداز میں یونی سے نکلا تھا اس کے پیچھے ہی وہ دونوں بھی تھے۔۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

کاظمہ گھٹنوں میں سر چھپائے رونے میں مصروف تھی اتنی دیر میں اسے یہ تو ادراک ہو گیا تھا کہ وہ کہاں پھنس چکی ہے اپنی عزت کے پرخچے اڑنے سے بہتر وہ مو*ت کی دعائیں کرنے میں مصروف تھی کانپتے وجود اور خوف سے ساتھ چھوڑتی زبان میں وہ اپنے کام مشغول تھی۔۔۔۔۔

"ویسے کیا مست مال دیے ہے اس بار پرنسپل نے"

دو موٹے سانڈ جیسے آدمی دھڑام سے دروازہ کھول کر اندر آتے وہاں موجود لڑکیوں کو دیکھتے بولا تو دوسرے بھی اس کی تائید میں سر ہلا کر سب پر ایک نظر ڈالی۔۔۔۔

بوس نے کہا کے ساری لڑکیاں سپلائی نہیں کرنی ایک آدھی خود کے لیے بھی رکھے گا تو بس پھر ہم بھی ان سے فرمائش کر دے گے کہ اس نازک کلی کو ہمیں دے دیں تا کہ ہم بھی اپنی رات کو چاندنی رات بنا سکے اپنی ہوس زدہ نظروں سے وہاں موجود لڑکیوں کو اپنے لڑکی ہونے پر شرمندہ کر گیا۔۔۔۔۔

اس کی اتنی گھٹیا الفاظ اور بے ہودہ گفتگو سن کر کاظمہ کی تو جان مانو ہتھیلی پر آگئی تھی اس نے اپنی چادر کو اور مضبوطی سے خود سے

پر لپیٹا جب کہ عرشیہ تو پوری طرح اس کے اندر گھسنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

ہاں نہ ہم بوس کی منتیں کریں گے اتنا تو وہ ہمارے لیے کر سکتا ہے اس کے وفادار بندے ہیں ہم دوسرے نے بھی شوخ لہجے میں کہا۔۔۔۔

ابے یار یہ لائٹ تو چلا زرا ان خوبصورت لڑکیوں کا چہرہ ہی سہی نظر نہیں آرہا۔۔۔۔

ان میں سے ایک شخص بولتا سوئچ بورڈ ٹٹول کر لائٹ آن کرنے لگا کمرہ میں زیرو کے بلب کی پھیلی مدھم سی روشنی میں ان کے

چہرے صحیح نظر نہیں آ رہے تھے جبکہ ان کی بات سن کر کاظمہ حواس باختہ ہوتی اپنی چادر سے اپنا نقاب کرتی عرشیہ کا بھی کر گئی

اس شخص نے جیسے ہی لائٹ آن کی تو سارا کمرہ روشنی میں نہا گیا ساتھ میں ان دونوں کی گندی، ہوس زدہ، غلیظ نظریں وہاں موجود دبلی پتلی حسین لڑکیوں کو اپنے جسم سے آر پار ہوتی نظر آ رہی تھی-----

"ابے تو تو بڑی خوبصورت ہے"

اس شخص نے آگے بڑھ کر کمرے کی وسط میں تھر تھر کانپتی خوبصورت لڑکی کی جانب بڑھتے ہوئے بولا جب کہ وہ لڑکی اسے اپنے قریب آتے محسوس کرتے وحشت زدہ ہوتی پیچھے کھسکنے لگی۔۔۔۔

دد۔۔۔۔۔دور۔۔۔۔۔ر۔۔۔۔۔رہو۔۔۔۔۔ مم۔۔۔ مجھ سے

وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے دور رہنا کا کہتی خود مزید پیچھے کی جانب کھسکنے لگی اس لڑکی کو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہو رہی تھی اس کی زبان اس کا ساتھ دینے سے انکاری تھی تبھی وہ اسے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے پیچھے رہنے کو کہنے لگی جبکہ وہ

شخص اس کی بات اور اشارے کو نظر انداز کرتا اس کا ہاتھ جھپٹنے کے انداز میں جکڑ گیا۔۔۔۔

وہ لڑکی اسے دور سے ہی پر کشش لگ رہی تھی وہ قدم قدم چلتا اس کی جانب بڑھنے لگا اس نے اس کا ہاتھ پکڑا تو وہ چیخی تھی۔۔۔۔

عرشیہ حیرت کی زیادتی سے کھلے منہ کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی اس کی چیخ پر کاظمہ سختی سے اپنی آنکھیں میچے اپنے سر داور ہلکا نیلے پڑتے وجود سے ہمت کرتی کانوں پر ہاتھ دھرے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

" اے حسینہ "

اس شخص نے اپنے ازلی ٹھر کی انداز میں کہا تو کاظمہ جو سب سے چھپ کر عرشیہ کو اپنے ساتھ لے کر کونے میں سب سے چھپ کر بیٹھی تھی اس کی آواز اپنے قریب محسوس کر کے جھٹ سے آنکھیں کھول گئی اس کی آنکھیں دیکھتے مقابل تو ششدر رہ گیا تھا اس نے آج تک اتنا مکمل حسن نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔

جوں جوں اس کا ہاتھ اپنے قریب محسوس ہو رہا اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ اپنے حواس کھو رہی تھی۔۔۔۔۔

" مم۔۔۔۔ مجھ۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ چھو۔۔۔ نے۔۔ کی۔۔۔ کی۔۔۔ غلطی مت کرنا "

جبکہ عرشیہ جو اس کے ساتھ تقریباً چپک کر بیٹھی تھی اس آدمی کے ان کے قریب آنے پر وہ پیچھے کھسکنے لگی دوسرے آدمی کی جب نظر اس پر پڑی تو وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا جس کو دیکھ کر وہ دیوار میں گھسنے لگی تھی۔۔۔۔

دور۔۔۔ رہو ورنہ میں بھائی کو بتاؤ گی عرشیہ اس کو اپنے قریب آتے دیکھ روتے ہوئے چلائی۔۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔ میں تو ڈر گیا وہ آدمی اس کی بات مذاق میں اڑاتا اس کے گلے سے اس کا دوپٹہ کھینچ گیا اپنے دوپٹہ کھینچا جانے پر عرشیہ

پوری قوت سے چلائی تھی اسے اب احمد کی بات یاد آئی تھی۔۔۔۔

لڑکیوں کی عزت تتلی کے پروں سے بھی زیادہ نازک ہوتی) ہے جب لڑکی قدم حیا کی سیڑھی سے لڑکھڑاتے ہے تو منہ کے (بل سارا خاندان گرتا ہے

اس کا دوپٹہ اس کی عزت اس کی چادر اس سے چھین چکی تھی اس کا بھائی ہمیشہ کہتا تھا کہ حیا والی لڑکی خود کو سب سے چھپا کر رکھتی ہے اس کا دوپٹہ اس کا حجاب اس کا محافظ ہوتا ہے جو بری نظر سے اس کو بچاتا ہے اب اس کا اندازہ عرشیہ کو ہوا تھا۔۔۔۔۔

"تو تو حسیناؤں کی ملکہ ہے"

اپنی غلیظ نظریں اس کی سہمی سبز نگینوں جیسی آنکھوں میں ڈالتا کھوئے ہوئے لہجے میں بولا جب کہ کاظمہ تو بے ہوش ہونے کے درپہ تھی اس کے رہے سہے اوسان عرشیہ اور اس لڑکی کی چیخ نے پورے کر دیے تھے۔۔۔۔۔۔

اس پہلے وہ اپنے ناپاک عزائم پر عمل پیرا ہو کر عرشیہ کی طرف قدم بڑھاتا یک دم سے کمرے میں فائر کی آواز گونجی تو سب کی توجہ پیچھے کی جانب مرکوز ہوئی۔۔۔

وہ جو کاظمہ کی سبز آنکھوں کو اپنے غلیظ ناپاک ہاتھوں سے چھونے ہی والا تھا فائر کی کی آواز پر اس کا بڑھتا ہاتھ ہوا میں رک گیا تھا گولی سیدھا اس کے ہاتھ میں لگی تھی وہ حیرت زدہ سا اپنے ہاتھ سے بہتے خون کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اس نے ڈرتے ڈرتے پیچھے کی جانب دیکھا تھا جہاں تین نقاب پوش اپنے دونوں ہاتھوں میں بندوق تھامے انہیں اپنی غضبناک نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔

ان تینوں میں ڈیول آگے بڑھا تھا کاظمہ کے قریب زمین پر بیٹھے آدمی کو کالر سے جکڑ کر اٹھایا تھا اور وہ جو پہلی ہی نظر میں اس نقاب پوش کو پہچان گیا تھا اب زندہ بچ کر جانا اب اسے ناممکن لگا

تھا اس نے گڑبڑا کر تھوک نگلا تھا ڈیول نے ایک لمحے کی بھی دیر کیے ساری گولیاں اس کے سینے میں اتار دی تھی۔۔۔

وہ جو پہلے ہی اس شخص کے قریب آنے پر خوفزدہ تھی فائر کی آواز پر تو اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا وہ دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی لیکن شدید خوف کے باعث وہ زمین پر ایک جانب لڑھک سی گئی اس کا سارا وجود خوف کے زیر اثر ٹھنڈا پڑ رہا تھا آہستہ آہستہ وہ اپنے ارد گرد موجود خوفناک ماحول سے بیگانہ ہوتی اپنے حواس کھو گئی۔۔۔۔

دوسری طرف علی نے جب دوسرے شخص کے ہاتھ میں اس کا دوپٹہ دیکھا تو علی غیض و غضب میں اس کے دل کے مقام کا نشانہ

لیتا اس کے سینے میں گولی اتار چکا تھا اور وہ جو اپنی حفاظت کے لیے پسٹل نکالنے ہی لگا تھا اس کے فائر کرنے پر وہ اس سے دور جا گری۔۔۔۔۔

باہر گارڈ کو وہ مارتے ہی اندر آئے تھے سخت ترین سیکیورٹی اور سی سی ٹی وی کیمراز ہونے کے باوجود بھی وہ تینوں ان سب پر بھاری تھے۔۔۔۔۔

" علی یہاں کے سارے کیمرے توڑ دو"

حیات بیگ کے سیکنڈ ہینڈ جمشید کے درد سے بلبلاتے وجود کو طنزایہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ کر اس کے درد سے کانپتے

ہاتھوں پر اپنے مہنگے جوتے رکھتا علی کو تحکمانہ انداز میں بولا جس پر وہ سر ہلا کر وہاں موجود آئرن راڈ سے توڑنے لگا۔۔۔۔

ڈیول کے بھاری جوتے رکھنے کی دیر تھی وہ جود درد سے بلبلاتا آخری سانسیں لے رہا تھا ایک آخری چیخ مارتا دم توڑ گیا۔۔۔۔۔

یہاں موجود لڑکیوں کو باہر لے جا کر وین میں بیٹھاؤ اور ان سے ایڈریس پوچھ کر باحفاظت ان کے گھر جلد از جلد پہنچاؤ ڈیول ایک نظر سب کو دیکھ کر علی سے بولتے پلٹا تھا جب اس کی نظر کاظمہ کے زمین پر گرے وجود پر پڑی تو وہ ایک جست میں اس تک پہنچتا اس کو اپنے سینے میں بھینچ گیا۔۔۔

اس نے اسے خود سے الگ کر کے اس کے ماتھے کو ہلکا سا چھوا جہاں پسینے کی بوندیں چمک رہی تھی سارا وجود سرد ہو رہا تھا اس نے وہاں موجود فیل میل سٹاف میں موجود ڈاکٹر کو بلایا تو وہ جن کی طرح حاضر ہوئی۔۔۔۔

چیک کرواسے اس کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔۔

سر آپ تو چھوڑے اسے روزی نے ڈرتے ڈرتے اس کو کہا جو اس خود سے لگائے اس کو چیک کرنا کا کہہ رہا تھا اس کی بات پر وہ اس کو زرا سا گھورتا نرمی سے اس سے الگ ہوا تو روزی نے فوراً اس کو چیک کیا تھا۔۔۔۔

سر شی ہیز آسیوئیر سٹریس اٹیک آئی کانٹ ڈوایننتھنگ ہیئر وہ اس کا تفصیلی معائنہ کرتی بولی تو ڈیول نے گھور کر رمیز کو دیکھا جو اپنا سر جھکا گیا تھا۔۔۔۔۔

ایم سوسوری کیان رمیز نے ندامت سے کہا تو وہ اس کی بات کو سرے سے نظرانداز کرتا اس کے بے ہوش وجود کو باہوں میں اٹھائے باہر گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ جب بھی غصے میں ہوتا تھا وہ اسے اس کی نام سے پکار کر اس کی ناراضگی ختم کرنے کی کوشش کرتے تھے لیکن اب ان دونوں کو اپنی غلطی کا اندازہ شدت سے ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○

وہ پچھلے ایک گھنٹے سے اس کو نہارنے میں محو تھا دل میں ہلچل سی مچی ہوئی تھی اس کو علم تھا کہ کاظمہ اس کا چہرہ دیکھ کر واویلا ضرور کرے گی لیکن اس کی آنکھوں سے نفرت ختم ہو جائے گی وہ صرف اس کی تھی اس بات پر اس کو پختہ یقین تھا وہ خود بھی الگ نہیں ہونا چاہے گی اگر احتشام اور کیان میں سے ایک کو چنا جائے تو وہ بنا تاخیر کے اس کا نام لے گی اس کے معصوم سے چہرے پر نظریں ٹکائے وہ کہی اور ہی کھویا ہوا تھا۔۔۔۔

جب ضبط کے بندھ ٹوٹنے لگے تو وہ اٹھ کر اس کے پاس بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اس کے پیٹ پر رکھا ہاتھ اٹھاتا اپنے ہاتھ میں لے گیا اپنے انگوٹھے سے اس کے ہاتھ کی پشت کو سہلاتے وہ

نظر اس کی گردن میں پہنے لاکٹ پر ٹکا گیا اس کو دیکھ کر ایک خوبصورت مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں کا احاطہ کیا ایسا ہی لاکٹ اس نے بھی پہنا ہوا تھا بس فرق اتنا تھا جہاں کاظمہ کے لاکٹ پر ہارٹ بنا ہوا تھا وہی اس کے پہنے لاکٹ پر "K" لکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

!!... سُنو روح من

!!... تُمہارا ساتھ

!!... مسحُور کن ہے

!!... ایسا کوئی سمندر نہیں ہے

!!... جو مجھے تُم سے جُدا کر سکے

!!...ایسا کوئی پہاڑ موجود نہیں

!!...جو مجھے تُم تک پہنچنے سے روک پائے

!!...وہ سڑکیں بنی ہی نہیں

!!... کہ جو مجھے تُم سے دُور لے جائیں

تُم جاننا چاہتی ہو میری کائنات کو...؟؟

!!...وہ مکمل تُمھاری چمکتی آنکھوں میں پوشیدہ ہے

!!...میری زندگی

!!... تُمھارے لبوں سے پھُوٹتی ہے

!!... تُمھارا پیار

!!...ہر لمحہ میرے دل پر بارش کی طرح برستا ہے

!!...میری نیند

!!... تُمھارے روشن خوابوں سے مکمل ہوتی ہے

!!...اور تُمہاری مُسکراہٹ

!!...میرا پسندیدہ گیت ہے

!!...بس یہی میری محبت ہے

کیان نے جھکتے اس کے گلابی گال پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑا تو وہ اس کی داڑھی کی چبن محسوس کرتے کسمساتے کروٹ بدل گئی لیکن اپنی کمر پر کچھ رینگتا محسوس کر کے جھٹ سے آنکھیں کھولتے رخ بدلتے اسے دیکھا تھا جو اسے ہی مخمور نگاہوں سے تک رہا تھا۔۔۔۔۔۔

اس کے چہرے کو اپنے اتنا قریب دیکھ کر کاظمہ کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا اس نے جلدی سے اٹھنا چاہا جب کیان اس کے

ساتھ ہی نیم دراز ہوتا اس کو کمر سے تھام کر اپنے ساتھ لگا گیا

چھوڑو مجھے بب۔۔بے ہودہ انسان کاظمہ اس کی گرفت میں مچلتی مسلسل اپنے ناخنوں سے اس کے ہاتھ پر وار کر رہی تھی لیکن کیان ایسا محسوس کرا رہا تھا کہ سننے کی صلاحیت مفلوج ہو گئی ہو جب کہ اس کے لقب پر اس نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔۔

روح من "اس کے کان کے قریب جھک کر مخمور لہجے میں کہا" تو کاظمہ کے حرکت کرتے ہاتھ تھمے تھے ذہن پر زور دیا تو سالوں پہلے کے الفاظ اس کے کانوں میں گونجے تھے۔۔۔۔۔

یہ روح من کیا ہوتا ہے چھے سالہ کاظمہ نے اپنے ساتھ بیٹھے)
کیان کو دیکھ کر نا سمجھی سے پوچھا تو کیان اس کے سوال پر مسکراتا
اس کی طرف متوجہ ہوا اور بغور اس کو دیکھنے لگا جو اس کے دیے
گئے لاکٹ سے کھیلنے میں محو تھی۔۔۔۔

تم کیا کرو گی جان کر ابھی اس کا سوال کا جواب سمجھانے میں بہت
وقت لگے گا کیان نے اس کے ہاتھ سے وہ لاکٹ لیتے اسے اپنی
مٹھی میں بند کرتا کہا (اس وقت یہ لاکٹ اسے اپنا رقیب لگ رہا تھا
جو اس کی اینجل کی توجہ اس پر سے ہٹا رہا تھا) جو اس کو قطعی
برداشت نہیں تھا۔۔۔۔۔

جب کہ کاظمہ نے اس کو غصے سے گھورا تھا اور چھیننے کے انداز میں اس کے ہاتھ سے وہ لاکٹ لینے لگی کیان تو اس کے انداز پر ہی بوکھلا گیا تھا جو منہ پھلائے لاکٹ لینے کے چکر میں تھی۔۔۔۔

میرا لاکٹ دو ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گی اور کبھی بھی آپ سے بات نہیں کرو گی اس کو نہ چھوڑتے دیکھ کر کاظمہ ناک سکوڑے نروٹھے پن سے بولی تو کیان نے وہ لاکٹ اس کے سامنے کیا تھا جس کو کاظمہ نے چھین کر اپنی چھوٹی سی مٹھی میں بند کیا تھا۔۔۔۔

❤️ یارمن

❤️ تمہیں پتہ ہے روح من کس کو کہتے ہیں

🌹 جسے دیکھ کر دل خوش ہو جاے

❤ جسے دیکھ کر محبت نکلے

☺ جسے دیکھ کر سانسیں رک جاہیں

🌹 جسے دیکھ کر دل کہنے پر مجبور ہو جاے

❤❤❤ تم ہی میری ہر خوشی ہو تم ہی میری کائنات ہو

🌹 اب پتہ چلا کس کو کہتے ہیں روح من

تم کو کہتے ہیں روح من

🌹 ہاں تم ہو بس روح من

کیان نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سی تھام کر اپنی جانب کرتے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر گھمبیر آواز میں کہا تو کاظمہ اس کی آواز کے

سحر میں کھوئی تھی پھر اس کے چپ ہونے پر جھکتے اپنی مطلب کی بات سمجھ کر مقابل کا سارا خمار بھک سے اڑا گئی۔۔۔۔۔

مطلب آپ بھی مجھ سے بھائی روشنہ آپو اور رائیکہ کی طرح محبت کرتے ہے اس کی طرف دیکھ کر انکھیں پٹپٹاتے معصومیت سے پوچھا تو کیان کا دل چاہا اپنا سر دیوار میں دے مارے وہ اس کو اپنا بھائی بنانے پر تلی ہوئی تھی لیکن پھر خود کو پر سکون کرتا اس کو بہت محبت سے سمجھانے لگا۔۔۔۔۔

اینجل میں آپ سے جو محبت کرتا ہو نہ وہ الگ ہے تو خدارا یہ بار بار مجھے اپنا بھائی نہ بنایا کرو کیان نے باقاعدہ اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیے تھے جس پر کاظمہ کھلکھلا کر ہنسی تھی اس کی ہنسی کو

کیان نے مبہوت ہو کر دیکھا تھا لیکن اپنے بے لگام ہوتے جذبات کو سنبھال کر چہرہ موڑ گیا۔۔۔۔

کاظمہ نے جب اس کو چہرہ موڑتے دیکھا تو آنکھوں میں چمک لیے گھاس پر سے اٹھ کر اس کے قریب ہوتے اس کے گال پر بوسہ دیتے مسکاتے لہجے میں بول کر وہاں سے بھاگی تھی

۔۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے یان بھائی پلس ڈیول میں سمجھ گئی آپ کی بات"

وہ جواب تک سن سا بیٹھا تھا اس کے زرا سے لمس پر اس کی کھلکھلاتی آواز سن کر ہوش میں آتے چہرہ موڑ کر اس کو دیکھنے لگا

جو بھاگتے ہوئے باغ سے نکل رہی تھی ہاتھ اپنے چہرے کے قریب لے جاتے اس جگہ کو چھوہا تھا جہاں اس کا نرم لمس اب بھی محسوس ہو رہا تھا اچانک ہی اس کے لبوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

کہاں کھو گئی تم کیان نے اس کو بے حس و حرکت محسوس کر کے زرا اونچی آواز میں کہا تو کاظمہ گڑبڑا کر ہوش میں آئی تھی۔۔۔۔

چھوڑو مجھے اور کون ہو تم کاظمہ پھر سے اس کی گرفت سے نکلنے کے لیے کوشش کرنے گی تو کیان نے خود ہی اسے آزادی دے دی اس نے ایک بات نوٹ کی تھی کہ وہ اس سے اب ڈر نہیں

رہی تھی اور نہ ہی کانپ رہی تھی جیسے اس کا چہرہ دیکھنے سے پہلے کر رہی تھی ۔۔۔۔۔

تم جاننا چاہتی ہو روح من صائم نے اس کی طرف دیکھ کر استفسار کیا تو کاظمہ نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔
ٹھیک ہے تو پھر تمہیں یہاں میرے پاس آنا پڑے گا کیان نے اس کو صوفے پر بیٹھے دیکھ کہا تو کاظمہ نے اچھنبے سے اسے تکا۔۔۔۔

آپ واقعی پاگل ہے آپ کو نہیں پتا کہ میں شادی شادہ ہوں کاظمہ نے آنکھیں دکھاتے سختی سے کہا تو کمرے کی فضا میں اس کا جاندار قہقہہ گونجا۔۔۔۔

ہاہاہا سچ میں تم عجیب ہو کاظمہ اتنی دیر سے بھی تم میرے ہی ساتھ تھی میں نے کس بھی کی جب تو تم نے نہیں روکا کیان نے تاسف سے اس کو دیکھ کر کہا تو کاظمہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگی مطلب یہ شخص اس کی بے ہوشی کا فائدہ اٹھا چکا تھا۔۔۔۔

کیان جو اس کو تنگ کر کے لطف اندوز ہو رہا تھا اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر تڑپتے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا اگر اس کے فارم ہاؤس کے لوگ اس کو اس طرح دیکھ لیتے تو یقیناً بے ہوش ہو جاتے لیکن کیان کا یہ انداز صرف کاظمہ کے لیے تھا جس کو اس سے زرا فرق نہیں پڑھ رہا تھا۔۔۔۔۔

ہنی رو کیوں رہی ہو یار محرم ہو تمہارا مکمل حق رکھتا ہوں تم پر کیان اس کے آنسو صاف کرتے مصنوعی سختی سے بولا تو کاظمہ کی آنکھیں پھیلی تھی وہ غور سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی جو صائم کے چہرے کے نقوش سے بلکل نہیں مل رہا تھا۔۔۔۔

آپ صائم نہیں ہے کاظمہ نے اس کو دیکھ کر دو ٹوک لہجے میں کہا تو کیان گہری سانس بھر کر اس کے سامنے سے اٹھ کر واشروم میں گیا اور وہاں سے اپنے اپنا چہرہ دھو کر اس کے سامنے رکا تو کاظمہ پوری آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی جواب بھی صائم لگ رہا تھا۔۔۔۔

یہ کیا تھام ۔۔ مطلب ۔۔۔ آپ ۔۔۔ وہ ۔۔۔ ماسک کاظمہ

بے ربط جملے بولتی معملہ سمجھنے کی کوشش میں تھی جب کیان نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے کو تھام کر اپنے سامنے کیا تھا ہنی مجھے پتا ہے تم ناراض ہو مجھ سے لیکن میرا یقین کرو میں نے یہ سب جان بوجھ کر نہیں کیا میں محفوظ رکھنا چاہتا تھا تمہیں تم جاننا چاہتی ہو نہ کہ میں کون ہو ۔۔۔۔۔۔

اس کے پوچھنے پر اس نے اثبات میں سر ہلایا تو کیان اس کے برابر میں بیٹھتا اس کو ہاتھ سے تھام کر اپنی گرفت میں لے گیا ہنی کیا تمہیں پتا ہے کہ اسفند بلوچ نے دو شادیاں کی تھی کیان نے پوچھا تو کاظمہ دنگ رہ گئی تھی اس کے لہجے میں اسفند بلوچ کے لیے گھلتی نفرت کو محسوس کر کے ۔۔۔۔۔

جی رائیکہ نے بتایا تھا مجھے کاظمہ کے نرمی سے جواب دینے پر صائم نے اس کے سر پر اوڑھا دوپٹہ نکال کر اس کے کیچر میں مقید بالوں کو آزاد کرتے ان میں اپنا چہرہ چھپایا تھا جب کہ اس کی حد درجہ قربت پر کاظمہ کا دل کانوں میں گونج رہا تھا وہ اس کو پیچھے کرنا چاہتی تھی اس کو اس کے کیے گئے ستم یاد کرانا چاہتی تھی اس کو ریسپیٹ کہنا چاہتی تھی لیکن زبان ایک لفظ بھی کہنے سے انکاری تھی وہ بس یہ جاننا چاہتی تھی کہ یہ ہے کون۔۔۔۔۔

اس شخص کے دو چہرے ہے بچپن میں وہ اس کیان بن کر ملا تھا جو ابھی کچھ دیر پہلے اس کے سامنے موجود تھا اور اب صائم جو ہمیشہ اس کو تکلیف دیتا تھا وہ الجھ گئی تھی اور اس کی یہ الجھن صرف

کیان ہی سلجھا سکتا تھا اس لیے وہ اپنے لبوں پر قفل لگائے اس کو جاننا چاہتی تھی۔۔۔۔

○○○○○○○○○○

ماضی۔۔۔۔

رات کی سیاہی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی صوفیہ اپنی تین ماہ کی بیٹی کے ساتھ سونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی ان کا دل گھبرا رہا تھا اور یہ گھبراہٹ انہیں روز ہی ہوتی تھی ابھی کچھ دیر پہلے اسفند بلوچ نے فون کرتے انہیں دروازہ کھولنے کو کہا تھا جس پر ان کی جان لبوں پر آ گئی تھی ان کے لڑکھڑاتا لہجہ واضح کر رہا تھا کہ وہ نشے میں ہے لیکن ان کی بات ماننے کے علاوہ ان کے پاس کچھ نہ تھا۔۔۔۔۔۔

بے چینی جب کسی صورت ختم نہیں ہو رہی تھی تو وہ لائٹ جلاتے اٹھ بیٹھی اور نظریں قرۃ العین کے چہرے پر ٹکائی جب کوئی دھڑام سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا صوفیہ نے نظریں اٹھا کر دروازے کی سمت دیکھا تو اسفند بلوچ سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ انہیں گھور رہے تھے پھر ان کے نگاہ عینی کی جانب گئ جس کو محسوس کر کے انہوں نے اس اٹھا کر کاٹ میں ڈالا تھا۔۔۔۔

جس سے پر اسرار مسکراہٹ ان کے ہونٹوں پر آئی اور ان کی طرف قدم بڑھاتے ان کے بازو کو اپنی جارحانہ گرفت میں لیتے انہیں بیڈ پر دھکا دیتے ان پر جھکتے چلے گئے۔۔۔۔

سنو" صوفیہ بلوچ جو اپنا ٹوٹا بکھرا وجود سمیٹ کر کمرے سے باہر" جا رہی تھی ان کی پکار پر مڑتی اپنی سرخ سوجی آنکھوں سے ان کو دیکھنے لگی ان کا دل چاہ رہا تھا کہ یا تو وہ اس سفاک شخص کو مار دے یا خود کو ختم کر لے اس سے زیادہ نفرت انہیں اپنے بھائی سے ہو رہی تھی جنہوں نے جانتے بوجھتے انہیں جہنم دھکیل دیا صرف ان کے پیسے کے لیے۔۔۔۔۔

میں کچھ وقت یہاں نہیں آؤ گا یہاں سے کہی جانے کی بھی کوشش نہ کرنا ورنہ یہ جو تمہاری بیٹی ہے اسے مجھ سے کوئی نہیں بچا پائے گا سفاکیت سے کہہ کر کمرے سے نکلتے چلا گئے۔۔۔۔۔۔

ان کے جاتے ہی وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی اپنے وجود سے گھن آرہی تھی انہیں کاش وہ کبھی دبئی سے کبھی یہاں آئی ہی نہ ہوتی وہی رہتی پھر اکیلے ہی کیوں نہ رہنا پڑتا ان کے بھائی نے ان کو زندہ لا*ش بنا دیا اور ایک بار پلٹ کر ان کو پوچھا بھی نہیں ان کے سر تو بوجھ ہٹ گیا تھا اپنی زندگی میں مصروف ہوتے وہ ان کی زندگی کو یکسر فراموش کر گئے عینی کے رونے کی آواز پر وہ اٹھ کر اسے چپ کرانے لگی تھی۔۔۔۔۔۔

اگر انہیں اب فکر تھی تو بس قرۃ العین کی جس کو اس زمانے میں کبھی شناخت ملتی یہ وہ باپ کے ہوتے ہوئے بھی یتیم رہتی۔۔۔۔

ایک ماہ بعد۔۔۔۔۔۔

صوفیہ بلوچ جو کچن میں کھڑے ہوتے چائے بناتے ساتھ ساتھ عینی سے باتیں بھی کر رہی تھی اچانک گھبراہٹ ہونے پر وہ چولہا بند کرتی اپنے کمرے میں آئی تھی عینی کو بیڈ پر بیٹھائے وہ منہ پر ہاتھ رکھتے واشروم میں گئی تھی پھر باہر آتے اپنا چہرہ صاف کرتے نڈھال سی بستر پر دراز ہوئی۔۔۔۔

عینی کے رونے کی آواز پر انہوں نے ملازمہ کو آواز لگائی تو وہ فوراً وہ بیشتر کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔

جی بی بی ملازمہ اپنی کھوجتی نظریں صوفیہ بلوچ پر ٹکائے ان سے استفسار کرنے لگی اس کی چھٹی حس تیزی سے بیدار ہوتی ان کے نڈھال ہوتے وجود کی کہانی سنا رہی تھی لیکن اس نے ابھی کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا۔۔۔۔۔

عینی کو سنبھالو نقاہت زدہ آواز میں اس سے کہا تو وہ سر ہلا کر آگے بڑھتی اسے اپنی گود میں اٹھا گئی جو روتی اپنی ماں کے پاس جانے کے لیے مچل رہی تھی۔۔۔۔

بیبی جی میری مانے تو آپ ڈاکٹر کو دیکھا لے ایک دفعہ کہی کوئی پریشانی نہ ہو جائے بعد میں ملازمہ نے معنی خیزی سے کہا تو وہ ہاں

میں سر ہلا گئی اور کسی کے لیے نہ سہی لیکن اپنی بیٹی کے لیے تو ان کا ٹھیک ہونا بے حد ضروری تھا۔۔۔۔

اپنے فون سے ڈاکٹر کو فون کرتی وہ بیڈ پر لیٹ گئی تھی جب آدھے گھنٹے بعد ملازمہ ڈاکٹر کے ساتھ اندر داخل ہوئی ڈاکٹر صبا نے ایک نظر صوفیہ کے چہرے کو دیکھ کر اسے صوفیہ کو اٹھانے کو کہا تو وہ سر ہلاتی انہیں اٹھانے لگی۔۔۔۔

"بیبی جی ڈاکٹر آ گئی ہے"

اس کی آواز پر صوفیہ اٹھ کر بیٹھی تو ڈاکٹر آگے بڑھ کر اس کا معائنہ کرنے لگی مکمل معائنہ کے بعد ڈاکٹر نے جو خبر سنائی ملازمہ کو تو

سمجھ نہیں آیا لیکن اس کے جملے پر صوفیہ بلوچ کو لگا کے ساتوں آسمان سر پر گر گئے ہوں۔۔۔۔۔

کنگر یچو لیشن شی از ایکسپیکٹنگ "ڈاکٹر نے مسکراہٹ کے" ساتھ کہا لیکن صوفیہ بیگ کے اندر تو دھماکے ہونے لگے تھے ان کے دل میں تو یہ خوف کنڈلی مار کر بیٹھ گیا تھا جہاں ان کے پہلے بچے کو ان کے باپ کو پہچان نہیں مل رہی دوسرے کو کیسے ملے گی۔۔۔۔۔

مم۔۔۔میں۔۔۔اب۔۔۔ابورشن۔۔۔

ان کو اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی معلوم ہو رہی تھی عجیب بے بسی تھی انہوں نے کب چاہا تھا کہ ان کو اپنے ہی وجود کے حصے کو ختم کرانا پڑے گا وہ بات پوری کرنا چاہتی تھی لیکن ڈاکٹر صبا کی حقارت بھری نظروں پر اپنے لب پیوست کر گئی۔۔۔۔۔۔

جائے انہیں باہر چھوڑ آئے ملازمہ سے کہا تو وہ سر ہلاتی ڈاکٹر کو لیتی نکل گئی ان کے جاتے ہی وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے نیم دراز ہو گئی میں اس بچے کے بارے میں اسفند بلوچ کو کبھی پتا نہیں چلنے دو نگی عینی کے بڑے ہوتے اس کو اسفند بلوچ کے حوالے کر کے میں اس نام سے چھٹکارہ حاصل کروں گی خود سے تانے بانے جوڑتے وہ جلد ہی نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔۔۔۔۔۔

عینی میری جان ماما کو تنگ نہیں کرو آجاؤ ادھر رات ہو گئی ہے اب بش نینی ترے صوفیہ بلوچ آرام سے چلتے اس کے پیچھے جارہی تھی جو اپنے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باہر لان میں جارہی تھی اس کی آواز پر وہ رک کر زرا سی مسکراتے پھر سے اگے چل رہی تھی جب سامنے سے آتے اسفند بلوچ کے پیروں سے لپٹی۔۔۔۔

جہاں اپنے باپ کو دیکھ کر عینی مسکراتے اپنے ہاتھ اوپر کر گئی گویا جیسے اسے اٹھانے کو کہہ رہی ہو اس کے برعکس صوفیہ بلوچ کو لگا تھا وہ ابھی گر جائے گی انہوں نے بے ساختہ دعا کی کہ کچھ ایسا ہو جائے کہ ان کو پتا نہ چلا وہ اپنے بچے کی زندگی پر اس شخص کا سایہ بھی نہیں پڑھنے دے سکتی تھی۔۔۔۔

اسفند بلوچ نے عینی کو سخت نظروں سے گھور کر اس کو جھڑکا تو عینی پیچھے ہوتے رونے لگی جس کو کوفت سے دیکھ کر انہوں نے اپنے قدم اندر بڑھائے جہاں کچے پیلے رنگ کی کھلی سے فراک کے ساتھ کیپری پہنے ہم رنگ کا دوپٹہ لیا بے حد حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

کیا بات ہے بیگم میں تین مہینے نہ آیا تم تو پہلے سے زیادہ حسین ہو گئی اس کے چہرے پر جھولتی لٹ کو انگلی پر لپیٹتے کہا انداز لفرانہ تھا جس پر وہ بدک کر پیچھے ہوئی اسفند بلوچ نے ناگوار نظروں سے ان کا دور ہونا دیکھا تھا پھر ہاتھ میں تھامی بوتل اپنے لبوں سے لگائی جس کو دیکھ کر ان کے اوسان خطا ہو گئے۔۔۔۔۔۔

بب۔۔ بہت۔۔۔ آرا۔۔م۔۔۔ کر۔۔۔ لیا۔۔۔ چچ۔۔۔ چل۔

۔۔کک۔۔۔ کمرے۔۔۔ میں بوتل کو زمین پر پھینک کر چلائے

تو عینی ڈرتے ہوئے صوفیہ بلوچ کی ٹانگوں سے لپیٹ گئی۔۔۔۔

نہیں چلے جائے یہاں سے م۔۔ میں آپ کو اا۔۔اب اپنے

ق۔۔قریب نن۔۔ نہیں آنے دو گی لاکھ چاہنے کے باوجود اپنے

لہجہ مضبوط نہیں بنا پائی جس پر وہ تیش میں ان کے قریب آتے

ایک زناٹے دار تھپڑ ان کے چہرے پر مار گئے جس پر ان کا چہرہ

ایک جانب ڈھلکا تھا۔۔۔۔

جب۔۔۔تت۔۔م۔۔تم

می۔۔را۔۔حق۔۔۔نن۔۔نہیں۔۔۔دے۔۔سکتی تو

کسی۔۔کک۔۔۔کام۔۔کی۔۔ننن۔۔نہیں۔۔۔تم سے

اچھی۔۔۔تو۔۔وہ۔۔ن۔نصرت۔۔ہے۔۔۔مج۔۔مجھے۔۔ق

ر۔۔قریب۔۔۔ت۔۔تو آنے دیتی۔۔۔

میں۔۔اسفند۔۔بلوچ۔۔تمہیں۔۔طلاق دیتا ہوں

طلاق دیتا ہوں

طلاق دیتا ہوں

ٹھنڈا برف پانی کا گلاس خود کے چہرے پر ڈالتے اور پانی پیتے وہ

انہیں آزاد کرتے چلے گئے تھے البتہ صوفیہ بلوچ کتنی ہی دیر سن

کھڑی رہی یہاں تک کہ عینی کے رونے کی بھی آواز نہیں آرہی تھی ہوش تو تب آیا جب ملازمہ نے آگے بڑھ کر ان کو شانے سے ہلایا تھا جس پر وہ چونکتی ان کی طرف مڑی پھر ہال کی فضا میں ان کا قہقہہ گونجا تھا۔۔۔۔

ہاہاہا میں آزاد ہو گئی ہنستے ہنستے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے جس کو دیکھ کر ملازمہ کی بھی آنکھیں نم ہوئی میں آزاد ہو گئی یا بے مول لرزتی ٹانگوں سے وہ نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی آنسو ہنوز بہہ رہے تھے۔۔۔۔

بیبی جی آپ پریشان نہ ہو دیکھیں چھوٹی بیبی کتنا رو رہی ہے آپ کو خود کو سنبھلنا ہے اپنے بچوں کے لیے پھر آپ بھی تو یہی چاہتی تھی

نہ ملازمہ رضیہ ان کے قریب بیٹھ کر ان کو سمجھانے کے لیے رساں سے گویا ہوئی۔۔۔

تو ٹھیک ہے رضیہ تم مجھے یہاں سے کیا اپنے گاؤں لے جاؤ گی وہ شخص آکر میرے بچے نہ چھین لے صوفیہ بیگ ان کے ہاتھ تھام کر بولی تو وہ نم آنکھوں سے سر ہلا گئی محل جیسا گھر چھوڑ کر وہ ان کے چھونپڑے میں رہنا چاہتی تھی کل تک وہ ان کی قسمت پر نازاں تھی پر آج افسوس رہا تھا۔۔۔۔۔

بہت شکریہ تمہارا ورنہ میں کہاں جاتی انہوں نے روتی قرۃ العین کو اپنے سینے میں بھینچ کر کہا جو روتے روتے ہلکان ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

OOOOOOOOO

وہ اپنی ضرورت کا سامان لیتے اس گھر سے نکل گئی تھی اور اپنا فون بھی وہی چھوڑ گئی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسفند بلوچ یا ان کا بھائی ان تک پہنچ جائے انہیں معلوم تھا کہ جس جگہ وہ رہنے جا رہی ہے وہاں انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن اسفند بلوچ کی پہنچ سے دور جانے کے لیے یہ بھی منظور تھا وہ مزید ان کے عتاب کا نشانہ نہیں بننا چاہتی تھی۔۔۔

وہ سورج کے ڈھلنے کے بعد ملازمہ رضیہ کے گاؤں پہنچی تھی جو چھوٹا سا گاؤں تھا ہر طرف کچے مکان، ہوا میں لہراتی فصلیں، گھروں سے کچھ فاصلے پر موجود پانی کا نلکہ جس سے بچے اور

عورتیں پانی کے کین بھرتے اپنے گھروں کو جارہی تھی صوفیہ بلوچ حیرت زدہ سی سب کچھ دیکھ رہی تھی انہوں نے آج سے پہلے کبھی بھی اس طرح کا رہن سہن نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔

وہ حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات لیے ستائشی نظروں سے ان سادہ اور زندہ دل لوگوں کو دیکھ رہی تھی یہ الگ بات تھی کہ اتنی تنگ گلیوں میں وہ پیدل چلتے تھک گئی تھی عینی رضیہ کی گود میں پرسکون سو رہی تھی کہی بار ان کا دل چاہا کہ وہ پوچھ لے کہ کب تک ان کا گھر آجائے گا لیکن یہ سوچ کر لب سی جاتی کہ کہی وہ شرمندہ نہ ہو جائے۔۔۔۔۔

قصور اس کا بھی نہیں تھا ان گلیوں میں کوئی کیب آ بھی نہیں سکتی تھی اس لیے خاموشی سے چل رہی تھی ان کے لیے یہی کافی تھا کہ ان کو رہنے کی جگہ میسر ہے ورنہ وہ کس جگہ جا کر اسفند اور حیات بیگ کی پہنچ سے دور جاتی اگر وہ واپس اپنے گھر جاتی تو سب سے پہلے ان کا بھائی وہی آ جاتا اس لیے انہوں نے یہ جگہ چنی۔۔۔۔

ایک گھر کے سامنے روک کر رضیہ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک سولہ سال کی لڑکی نے دروازہ کھولا تھا۔۔۔۔

اسلام علیکم اماں اتنی دیر کر دی میں کب سے انتظار کر رہی تھی یہ بچی اور پیچھے کھڑی لڑکی کون ہے سونیا نے ایک ہی سانس میں

سارے سوال پوچھے تو رضیہ نے اسے گھوری سے نوازہ تھا جب
کہ اس کے اتنے سوالوں پر صوفیہ بیگ مسکرائی تھی۔۔۔۔

سونیا پہلے اندر تو آنے دے پھر بتادیتی ہوں سب کچھ رضیہ نے
عینی کو اس کی گود میں دے کر جھڑکا اور صوفیہ بیگ کو اندر آنے کا
اشارہ کیا جس پر وہ ان کے ساتھ ہم قدم ہوئی تھی سونیا نے بغور
عینی کے چہرے کو دیکھا پھر اس کے پھولے گالوں پر شدت سے
بوسہ دیا تو عینی نے مندی مندی آنکھیں وا کرتے اس کے چہرے
کو دیکھا تھا جب شناسائی کی رمق اس کے ننھے ذہن میں نہ آئی تو
اس نے گلا پھاڑ کر رونا شروع کر دیا۔۔۔۔۔

جب کہ اس کے رونے پر سونیا حواس باختہ ہوتی دروازہ بند کرتی سامنے موجود دو کمروں میں سے ایک میں آئی تھی جہاں وہ دونوں چارپائی پر بیٹھی تھی۔۔۔۔

اماں یہ لو بھئی اس بچی نے تو رونا شروع کر دیا میرے زرا سے پیار کرنے پر سونیا ان کے ہاتھ میں تھماتی منہ بسور کر خفگی سے بولی اس کے اس طرح کہنے پر جہاں رضیہ شرمندہ ہوئی تھی وہی صوفیہ بیگ مسکراتی ہوئی عینی کو اس سے لیتے اپنے سینے سے لگا گئی صوفیہ بیگ کی پاس آتے ہی عینی بلکل خاموش ہو گئی تھی جس پر سونیا نے منہ پھلایا۔۔۔۔

اماں یہ غلط بات ہے میں اس کو مار تو نہیں رہی تھی جو اس نے اپنا گلا پھاڑ کر رونا شروع کر دیا اب دیکھو کیسے سکون سے بیٹھی ہے سونیا تیز نظروں سے عینی کو دیکھتے بولی جو آنکھوں میں نمی لیے اس کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

سونی زیادہ زبان نہ چلا رضیہ نے اس کو جھڑکا جس کا اثر سونے پر تو کم از کم نہیں ہوا تھا وہ رضیہ کی بات کو اگنور کرتی صوفیہ بیگ سے مستفسر ہوئی جو ان دونوں ماں بیٹی کی نوک جھونک سے محظوظ ہو رہی تھی اس کے سوال پر گہری مسکراہٹ نے ان کے ہونٹوں کا احاطہ کیا۔۔۔۔۔

کتنی پیاری بیٹی ہے آپ کی بالکل آپ کی طرح آپ بھی دیکھیں کتنی پیاری ہو لیکن یہ اور بھی زیادہ پیارا لگے گی اگر نہ روئے تو سونیا نے ان دونوں کی تعریف کرتے عینی کی خامی بھی بتائی تو رضیہ سر تھام کر رہ گئی تھی سونیا کی حرکتوں پر جس کی زبان ہی بند نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔

شکریہ ویسے تم بھی بہت پیاری ہو اس لیے ہم دونوں تمہیں اچھے لگے صفیہ بیگ نے اسکی تعریف کی تو سونیا چھینپ گئی گال دھکنے لگے تھے جس کو حیرانگی سے صوفیہ بیگ نے دیکھا تھا وہ ان کی تعریف پر شرماتی کمرے سے نکلی تو صوفیہ بیگ قہقہہ لگا کے ہنسی تھی جب کہ اتنے عرصے بعد ان کو اس طرح ہنستے دیکھ رضیہ بھی

خوش ہوئی تھی کہ ان کی جھلی بیٹی کی وجہ سے وہ ان کو ہنستا ہوا تو دیکھ پائی۔۔۔۔۔۔

رضیہ تمہاری بیٹی بہت پیاری ہے تمہیں بور نہیں ہونے دیتی ہو گی صوفیہ بیگ نے مسکاتے لہجے میں کہا تو رضیہ نے بلا تاخیر کیے اثبات میں سر ہلاتے ان کی بات پر اکتفا کیا۔۔۔۔۔۔

بیبی جی رضیہ آپ مجھے میرے نام سے بھی بلا سکتی ہے کیونکہ اب میری ملازمہ نہیں ہے اور نہ ہی میرے گھر میں رہتی ہے بلکہ میں تو آپ کی احسان مند ہوں کہ آپ نے مجھے رہنے کے لیے ٹھکانہ دے دیا اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی صوفیہ بیگ ان کی بات کاٹ کر دوٹوک انداز میں بولی جس پر رضیہ تذبذب کا شکار ہوئی وہ

چاہے اب ان کے گھر کے کام نہیں کر رہی ہے لیکن اس گھر کو چلانے کے لیے بھی تو انہوں نے ہی پیسے دیے تھے۔۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتی صوفیہ بیگ نے ان کو گھوری سے نوازا" پر" جس پر وہ سختی سے ہونٹ پیوست کرتے کمرے سے نکلتے کچن میں آئی ان کے پیچھے صوفیہ بیگ بھی آئی تھی ان دونوں نے جیسے ہی کچن میں قدم رکھا کچن کا حال دیکھ کر ایک پل کو تو وہ دونوں بھی گھبرائی جہاں آٹا کا باؤل سارا سونی پر گرا ہوا تھا اور وہ خود زمین پر گری ہوئی تھی لیکن اگلے ہی لمحے رضیہ غصے سے کھولتی اس کے سر پر کھڑے ہوتے اس کا بازو سختی سے دبوچتے اسے کھڑا کرنے لگی۔۔۔۔۔

اماں ایک تو میں گر گئی اوپر سے تم مجھ پر مزید تشدد کر رہی ہو سگی اولاد ہو تمہاری بجائے میرے زخموں کا پوچھنا کا تم نئے زخم بنا رہی ہو اور کچھ تو نہیں میری عزت کا خیال کر واب کیا مہمان کے سامنے بھی ڈانٹوں گی سونی اپنا بازو سہلاتی اپنے دکھڑے رو رہی تھی جب کہ رضیہ تو انتظار میں تھی کہ کب یہ چپ ہو کر اسے بولنے کا موقع دے گی۔۔۔۔۔

سونی یہ کیا کچن کا ستیاناس کیا ہے اور اندھی بن کر چل رہی تھی کیا جو گر گئی دیکھ کتنا آٹا ضائع کر دیا رضیہ نے اس کو گھورتے غصے سے کہا تو سونی نے مسکین شکل بناتے صوفیہ بیگ کی جانب دیکھا تھا جس پر وہ پگھلتی فوراً اس کی ہمایت میں بولی تھی رضیہ چھوڑ دو میں کر وا دیتی ہوں تمہارے ساتھ کیوں جب سے آئی ہو اس کے

پیچھے لگ گئی صوفیہ بیگ نے رضیہ سے کہا تو سونی پانی سے بچتی
جلدی سے ان کے پاس گئی تھی۔۔۔۔۔۔

بیبی جی یہ الزام ہے مجھ پر میری یہ نکمی اولاد مجھے بولنے کا موقع کہا
دے رہی ہے رضیہ نے ان دونوں کو ایک ٹیم میں ہوتے دیکھا تو
دہائی دینے والے انداز میں بولی جس پر صوفیہ بیگ نے تو اپنی
مسکراہٹ دبائی تھی البتہ سونی نے بھرپور انداز میں دانتوں کی
نمائش کرتے ان کے غصے گراف کو مزید بڑھایا تھا اس سے پہلے
کے وہ اسے کچھ کہتی سونی گدھے کے سینگ کی طرح وہاں سے
غائب ہوئی تھی جس پر وہ کلس کر رہ گئی۔۔۔۔۔۔

لاؤ میں آپ کی مدد کروا دیتی ہوں صوفیہ بیگ نے آگے بڑھ کر ان کی مدد کرنی چاہی تھی جس پر وہ انہیں فوراً ٹوک گئی نہیں بیبی جی آپ یہاں مت آئے اس نالائق نے پانی گرا رکھا ہے اور روٹی بنانی ہے میں بنا لو نگی آپ آرام کرلیں تھک گئی ہو نگی رضیہ نے ان کی حالت کو پیش نظر رکھتے انہیں منع کیا تھا جس پر صوفیہ بیگ بھی سمجھنے کے انداز میں سر ہلاتی چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ اسی کمرے میں آئی تو ان کی نظر سونی پر گئی جو سوتی عینی کے چہرے کو اپنی انگلی کے پور سے چھوتی اس کی نیند میں مسلسل مداخلت کر رہی تھی اتنی دیر میں ان کو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ بہت شرارتی ہے اور ڈانٹ کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا وہ مکسراتی نفی میں سر ہلاتے دوسری چارپائی پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں تو جوٹ لگی تھی نہ صوفیہ بیگ نے اسے کہا تو وہ چونکتے ان کو دیکھنے لگی پھر اس نظر کچن میں روٹی بناتی رضیہ پر ڈال کر رازدانہ انداز میں ان سے گویا ہوئی۔۔۔

نہیں مجھے تو کہی بھی نہیں لگی وہ تو میں ناٹک کر رہی تھی تاکہ یہ روٹی نہ بنانی پڑے بہت برا لگتا ہے مجھے یہ روٹی بنانا سونی نے بتاتے ہوئے اپنے نادیدہ آنسو بھی پونچھے تو اس کی اداکاری پر وہ عش عش کر اٹھی تھی جو پھر سے اپنے سابقہ کام میں مشغول ہو گئی تھی۔۔۔۔

یہ اٹھ کیوں نہیں رہی وہ جو آنکھیں موندے لیٹی تھی اس کی جھنجھلائی آواز سن کر اس کو دیکھنے لگی جو پریشان سی اس کو اٹھانے کی تگ و دو میں تھی

تھوڑی دیر بعد اٹھ جائے گی پھر تم خود کہو گی یہ سوتی ہی اچھی تھی صوفیہ بیگ نے اس کو کہا تو مسکراتے سر ہلا گئی۔۔۔۔

رضیہ نے روٹی لگائی تو وہ تینوں کھانے کھانے لگی کھانے کے دوران رضیہ مسلسل سونی کو گھور رہی تھی جو کمرے میں ادھر ادھر دیکھتی خود کو مصروف ظاہر کر رہی تھی۔۔۔۔

چند ماہ بعد

صوفیہ بیگ کو نعمت سے نوازا گیا تھا جس پر وہ اپنے رب کی بارگاہ میں شکر گزار تھی ان کو اللہ نے اپنی نعمت اور رحمت دونوں سے نواز دیا تھا وہ کیونکر اس پاک ذات کا شکریہ ادا نہ کرتی وہ خوش تھی لیکن آیک خلش تھی ان کے دل میں کہ اس مواقع پر کوئی بھی ان کا اپنا ان کے ساتھ نہ تھا جو غیر تھے انہوں نے اس سارے وقت میں ان کا ساتھ دیا تھا جنہوں نے انہیں یہاں بھی ایک مالک کی حیثیت سے ہی رکھا تھا وہ تشکر بھری نظروں سے رضیہ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

رضیہ جو گلابی کمبل میں لپٹے بچے کو دیکھ رہی تھی خود پر نظروں کا ارتکاز محسوس کر کے سامنے دیکھنے گی جہاں وہ انہیں ہی دیکھ رہی تھی وہ نفی میں سر ہلاتی اٹھتی ان کے پاس جانے لگی تھی جب

سونی کی آواز پر انہوں نے دانت پیستے اپنا رخ موڑ کر اسے دیکھا تھا

۔۔۔۔۔۔

اماں اسے تو مجھے دے کر جاؤ تمہارے بچہ تھوڑی ہے جو تم چھوڑ ہی نہیں رہی سونی اپنی گود میں بیٹھی ایک سالہ عینی کو صوفے پر بٹھاتے ساتھ اپنی زبان کے جوہر بھی دکھا رہی تھی اس کو بٹھاتے اس ننھے وجود کو لینے کے لیے اپنا رخ سامنے کیا تو اس کو ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہو رہی تھی جہاں رضیہ اسے خونخوار نظروں سے گھور رہی تھی اپنے لفظوں کو یاد کرتے اس زبان دانتوں تلے دبائی۔۔۔

اماں میں میں تو مذاق کر رہی تھی تم بھلے مجھے نہ دو آپا کو دیکھا دو پہلے ویسے بھی میرے پاس تو میری گڑیا ہے نہ ان کے بگڑے تیور دیکھ کر وہ آرام سے اپنی بات سے دستبردار ہوتی پھر سے عینی کو اپنی گود میں بٹھا گئی تھی عینی نے اس کے پھولے منہ کو دیکھا تو کھلکھلا کر ہنسی تھی جبکہ اس کے اتنے ہنسنے پر سونی کو اپنی بے عزتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ لے بیبی جی ہمارا شہزادہ سا بیٹا رضیہ نے نرمی سے ان کی گود میں اسے دیا تو ان کے کب سے روکے آنسو گالوں پر لڑھک گئے تھے انہیں وہ دن یاد آیا جب وہ اس ننھے وجود کی خبر سنتے ہی اسے ختم کرا دینا چاہتی تھی یہ سوچ آتے ہی انہوں نے چند گھنٹوں کے بچے

کو اپنے سینے میں بھینچا تھا جس سے ان کی تڑپتی ممتا کو سکون ملا تھا۔۔۔۔۔۔

عینی کی نظر جب سامنے اٹھی جہاں صوفیہ بیگ بچے کو پیار کر رہی تھی یہ دیکھتے ہی وہ اپنا آپ سونی سے چھوڑوا کر چھوٹے چھوٹے قدم لیتی ان کے بیڈ کے قریب گئی سونی پہلے پہل تو حیران ہوئی لیکن پھر اس کے ہاتھوں کی حرکت دیکھ کر اس کو بہت ہنسی آئی تھی جو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے کبھی صوفیہ بیگ کو اپنے جانب متوجہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی تو کبھی کمبل کھینچ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

آپا اس کو نہ آپ مجھے دے دیں اور اپنی اس بیٹی کو سنبھالے جو جل جل کے کوئلے ہو رہی ہے ایک تو آپ لوگوں کے آنسوؤں نے بڑا تنگ کر رکھا ہے ہر وقت بھنے کو بے تاب رہتے ہیں اتنا رونے سے بچوں پر برا اثر پڑتا ہے میری طرح ہنستی مسکراتی رہیں تاکہ آپ کے یہ روندو بچے میری طرح ہنس مکھ بن جائے سونی اپنی جگہ سے اٹھتے ان کو مشوروں سے نوازتی ان کی گود سے اس ننھے وجود کو لے گئی تھی جب کہ عینی سمیت وہ دونوں ہونق بنی اس کا چہرہ تک رہی تھی۔۔۔۔۔۔

آپا اس کا نام کیان رکھ دے آپ کو کیسا لگا پسند آیا نہ مجھے تو بہت پسند آیا یہی نام رکھ لیتے ہیں میں نے تو آپ کو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اس بار نام میں رکھوں گی سونی ایک بار پھر نان سٹاپ بولنا

شروع ہو گئی تھی جب کہ وہ سب اب بھی صدمے میں ہی
تھیں۔۔۔۔۔

(بش تر دو تتنا دولتی ہو)
بس کر دو کتنا بولتی ہو عینی صدمے سے نکل اپنے چھوٹے چھوٹے
ہاتھوں کو اپنے سر پر رکھتی اس سے بولی تو سونی نے حیرانگی سے
اس چھوٹے پیکٹ کو دیکھا تھا جو منہ پھلائے اسے گھور رہی
تھی۔۔۔۔۔

اس کے تاثرات دیکھ کر اور عینی کا جملا یاد کرتے صوفیہ اور رضیہ کا
زندگی سے بھرپور قہقہہ کمرے میں گونجا تھا ان کو ہنستے دیکھ عینی

نے بھی اپنے چھوٹے دانتوں کی نمائش کی تھی اتنی سبکی پر سونی
دانت پیس کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے سونی ہم اس کا نام وہی رکھے گے جو اس کی سونی خالہ
کہے گی صوفیہ بیگ نے نرمی سے کہا تو وہ آنکھوں میں چمک لیے
اپنی ماں کو دیکھ کر فرضی کالر کھڑے کرتی آنکھ ونک کر گئی اس کی
اس حرکت پر وہ بری طرح سٹپٹائی تھی جیسے کسی لڑکے نے یہ
حرکت کر دی ہو یہ سوچتے ہی اس نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ سب پریشانی سے اس کی گود میں موجود کیان کو دیکھ
رہے تھے جیسے اس کے قہقہہ سے ڈر کر اٹھ ہی نہ جائے لیکن وہ
ہنوز ہنسنے میں محو تھی عینی جو لاڈ سے صوفیہ بیگ کے سینے سے لگی

تھی اس کو ہنستے دیکھ اس کی چھوٹی سے پیشانی پر شکن ابھری تھی۔۔۔۔۔۔

(ممامانیتی تارو)

مما نیچے اتارو اس کی دہائی پر رضیہ نے اس کو نیچے اتارا تو وہ چلتی سونی کے سامنے رکی تھی۔۔۔۔۔

(تیوں ہنت لائی ہو)

کیوں ہنس رہی ہو

اس کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتی بولی تو سونی بے جھک کر اس گال پر بوسہ دیا تھا جس پر وہ منہ پھلاتی اپنا گال رگڑنے لگی تھی

۔۔۔۔۔۔

یہ چھوڑو عینی یہ دیکھو تمہارا بھائی پیارا ہے نہ سونی اس کا دھیان کیان کی طرف کرایا تو وہ اس کو دیکھنے لگی جو آنکھیں بند کیے سونے میں مصروف تھا۔۔۔۔

(یہ میلا دھائی ہے)

یہ میرا بھائی ہے

عینی نے انگلی اس کے گال پر رکھ کر پوچھا تو سونی نے زور و شور سر ہلایا تھا عینی نے جھک کر اس کے گال پر پیار تو وہاں موجود وہ تینوں مسکرائی تھی۔۔۔۔۔

______ تین سال بعد ______

وقت گزر گیا تھا ان تین سالوں میں بہت کچھ بدل گیا تھا کیان تین سال کا اور عینی چار سال کی ہو گئی تھی لیکن اس دورانیہ میں رضیہ ان کو چھوڑ کر چلی گئی تھی سونی جو ہر وقت بولتی رہتی تھی اب ایک دم خاموش ہو گئی تھی وہ پہلے کی طرح نہ زیادہ بولتی تھی نہ شراتیں کرتی تھی اس نے شادی سے بھی صاف انکار کر دیا تھا کہ وہ کسی بھی صورت ان کو چھوڑ کر نہیں جائے گی وہ ہمیشہ یہی رہے گی۔۔۔۔۔۔

کیان ہر وقت سنجیدہ رہتے تھا باقی بچوں کی طرح اس نے بھی صوفیہ بیگ سے پوچھا تھا کہ اس کے بابا کہاں ہے جس پر انہوں نے صاف گوئی کا مظاہرہ کرتے اس کے ننھے سے ذہن میں یہ ڈال دیا تھا کہ اس کے کوئی بابا نہیں ہے جو تھے وہ انہیں چھوڑ کر

چلے گئے ہے اس لیے دوبارہ کبھی ان سے کبھی اس بارے میں نہ پوچھے۔۔۔۔۔۔

وہ ہر وقت بس اپنی ماں کے چہرے پر چھائی پریشانی دیکھتا رہتا تھا وہ نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ یہ اس طرح کیوں رہنے لگی جب سے رضیہ کی وفات ہوئی تھی وہ جب سے ہی ڈری سی رہنے لگی تھی کئی بار سونی نے بھی پوچھا لیکن وہ ہر دفعہ ہی ٹال دیتی تھی۔۔۔۔۔

یہ یہ کیسے ہو سکتا ہے میں کیا کروالفت ایسے تو وہ میرے بچوں کو مجھ سے چھین لے گا سونی جوان کو کھانے کا کہنے آئی تھی ان کی

پریشان اور کپکپتی آواز پر اس کے قدم رکے تھے یہ عادت تھی تو نہ اس کی لیکن ناجانے کیوں وہ ان کی باتیں سننے لگی تھی۔۔۔۔۔۔

ہاں ہاں میں عینی کو ان کے حوالے کرتے کیان کو لے کر یہاں سے چلی جاؤ نگی اگر دونوں میں سے ایک کو چننا ہے تو میں کیان کو چنے گی صوفیہ بیگ روتے ہوئے کسی سے کہہ رہی تھی ان کی آ جری بات پر سونی کا دماغ چٹخنے لگا تھا وہ کیسے اپنے بچوں میں فرق کر سکتی تھی وہ غصے سے دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی۔۔۔۔۔

دروازہ کی آواز پر صوفیہ بیگ کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر زمین پر گرا تھا جب کے سونی کو اپنے سامنے اس طرح دیکھ کر ان

کا رنگ فق ہوا تھا دل شدت سے دھڑک رہا تھا اگر اس نے پچھ سن لیا تو وہ کیا کریں گی ۔۔۔۔۔۔

آپا آپ ایسا کیسے کر سکتی ہے کیسے ہماری عینی کو ان ظالموں کے بیچ چھوڑنے پر آمادہ ہو سکتی ہے کیا آپ کے لیے کیان منعی رکھتا ہے سونی غصے سے چلائی تھی کیان اسے بھی عزیز تھا لیکن عینی جتنا نہیں تو وہ کیسے برداشت کرتی ان کا فیصلہ وہ کیسے یہاں سے جا سکتی تھی ۔۔۔۔۔۔

سونی تم کچھ نہیں جانتی میں جو کر رہی ہوں وہ صحیح ہے تم اس شخص کو نہیں جانتی وہ میرے دونوں بچے چھین لے گا اور میں ایسا نہیں چاہتی خدارا مجھے سمجھنے کی کوشش کرو صوفیہ بیگ اس کے

تپتے چہرے کو دیکھ کر روہانسی آواز میں بولی اسفند بلوچ پھر سے ان کی زندگی میں واپس آئے تھے سونی اور وہ گاؤں میں ہی موجود اسکول میں بچوں کو پڑھاتی زندگی کا گزر بسر کر رہی تھی ایسے میں ایک دن اسفند بلوچ ان کے اسکول میں آئے تو صوفیہ کو وہاں دیکھ کر پہلے تو وہ حیران ہوئے لیکن شیطانی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے ان کو دیکھنے لگے تھے۔۔۔۔۔۔

میں سمجھا تھا تم مر گئی اس لیے تمہیں ڈھونڈنے کے لیے پیسے اور وقت برباد نہیں کیا لیکن اب جب زندہ ہو تو زندوں میں نہیں چھوڑوں گا یاد رکھنا ان کے قریب سے گزرتے تنبیہ کرتے لہجے میں ان کے کان کے قریب سرگوشی کرتے وہ تو چلے گئے تھے لیکن صوفیہ بیگ کی زندگی کا سارا سکون لے گئے تھے۔۔۔۔۔۔

کچھ ہی وقت میں وہ ان کے گھر تک پہنچ گئے تھے جس پر صوفیہ اور رضیہ دونوں ہی ہر وقت پریشان رہنے لگی تھی کیان کو تو انہوں نے گھر سے ہی نکلنے نہیں دیا تھا وہ بس عینی کو ہی منظر پر رکھنا چاہتی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ کیا کر رہی بس جو ان کو صحیح لگتا وہ وہی کر رہی تھی کہ وہ اس سے محفوظ رہے گی جو کہ ان کی خام خیالی تھی۔۔۔۔۔

بیبی جی اب کیا کرے وہ تو عینی کو لے جائے گے رضیہ نے ہانپتے ان کو خبر دی تھی انہیں روز ہی وہ دروازے پر دھمکیاں دے کر جاتے تھے لیکن وہ کچھ نہیں کر پا رہی تھی لیکن آج تو ان کو لگ رہا تھا کہ وہ اپنے بچوں کو کبھی محفوظ نہیں رکھ پائے گی وہ اس شخص

کو جانتی تھی وہ سفاک شخص واقعی میں عینی کو مار سکتا تھا اس کا دل پتھر کا تھا لیکن یہ سوچ لیا تھا کہ وہ اسے بھی گھر سے باہر نہیں جانے دینگی۔۔۔۔۔

سونی میں باہر جاؤ عینی برتن دھوتی سونی سے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا تھا جس پر وہ بناتی ہوم ورک کرتے کیان کے پاس بیٹھ گئی تھی کیان نے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈال کر دوبارہ کتاب میں چہرہ جھکایا تھا۔۔۔۔

میں باہر جاؤ بوا رضیہ جو سبزی لینے کے لیے جا رہی تھی اس کی معصوم آواز پر رک کر اس کو دیکھنے لگی جو بہت امید سے پوچھ رہی

تھی اس کو مناسب نہ لگا اس کی آس کو توڑنا اس لیے اس کا ہاتھ پکڑتے باہر لے جانے لگی۔۔۔۔۔۔

ماما سے پوچھ لو عینی ورنہ وہ غصہ ہونگی اس سے پہلے کہ وہ کنڈی کھولتی اس کی سنجیدہ سی آواز پر دونوں نے اس کو دیکھا تھا جس کا سر ہنوز کتاب میں جھکا ہوا تھا لیکن کان سارے ان کی ہی طرف تھے۔۔۔۔۔۔

نہیں بوا چلے کیان پہلے میرے ساتھ کھیلتا نہیں پھر مجھے باہر بھی نہیں جانے دیتا عینی ایک نظر اس کو دیکھ کر فیصلہ سناتے انداز میں بولتی خود سے کنڈی کھولنے کی کوشش کرنے لگی رضیہ نے ایک نظر سیڑھی پر بیٹھے گھٹنوں میں کتاب رکھے کیان کو دیکھا اور ایک

نظر سونی کو جوان کو ہی دیکھ رہی تھی وہ عینی کا ہاتھ تھامے سونی کے پاس آئی تھی۔۔۔۔۔۔

سونی تو سب کا خیال رکھنا اور اپنا بھی اور اب بڑی ہو جا بچی نہیں رہی ہے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے اسے گلے سے لگایا تو سونی نے حیران نظروں سے اپنی ماں کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اماں تم بازار سے سبزی لینے جا رہی ہو جنگ پر نہیں بھیج رہے تمہیں اس لیے مدر ٹیریسا نہ بنو جلدی سے لے آؤ اور آج روٹیاں تم خود ڈالنا سونی ان کو خود سے الگ کرتی اپنی ٹون میں بولی تو انہوں نے اس کے سر پر ایک چت رسید کی تھی جس پر وہ سر مسلتی ان کو دیکھنے لگی جواب کیا ان سے مل رہی تھی۔۔۔۔۔۔

کیان میرے بیٹے تم بہت بہادر رہو اپنی مما اور بہن کو ہمیشہ برے لوگوں سے بچانا اس کے لاپرواہی سے ماتھے پر بکھرے بالوں کو ہاتھوں سے سنورتی وہ محبت بھرے لہجے میں بولی تو کیان نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

اماں تم کہاں جا رہی ہو بتا دو مجھے تا کہ میں اس حساب سے اپنی ہانڈی تیار کر و سونی نے پھر سے پوچھا تو رضیہ ایک گھوری سے اس کو نوازتی دروازہ کھول کر باہر نکل گئی تھی سونی نے بھی مسکراتے اپنے قدم کمرے کی طرف بڑھائے تھے اس کا بڑھاتا قدم اور مسکراتے ہونٹ سکڑے تھے جب اس نے گولی کی آواز کے ساتھ عینی کی دلخراش چیخ سنی تھی۔۔۔۔۔

oooooooooo

کیان اور سونیا دونوں تیزی دروازے کی جانب بھاگے تھے طرح طرح کے وسوسے دل میں آرہے تھے کیان تو دروازہ کھول کر نکل گیا تھا لیکن سونیا کے لیے ایک قدم اٹھانا بھی مشکل لگ رہا تھا بھاری ہوتے قدموں سے وہ دروازے کے پاس رکی تھی جہاں عینی اور رضیہ دونوں کے وجود زمین بوس تھے جبکہ کیان کبھی عینی کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا تو کبھی رضیہ کو سونیا سے تو اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں جا رہا تھا کہ وہ باہر جا کر دیکھ لے-----

صوفیہ بیگ جو نماز پڑھ رہی تھی گولی کی آواز سنتے جلدی سے نماز پوری کرتی باہر آئی تھی جہاں سونیا دروازے سے ٹیک لگائے باہر

دیکھ رہی تھی وہ ایک نظر اس کو دیکھ کر جلدی سے باہر کی جانب گئی تھی جہاں کیان ان دونوں کو ہوش میں لانے میں ناکام ہو رہا تھا۔۔۔

ان دونوں کو ہوش و خرد بیگانہ دیکھ ان کی نظر زمین پر پھیلتے خون کی جانب اٹھی تھی وہ دھڑکتے دل کے ساتھ رضیہ کے قریب بیٹھی تھی جو ان کی بیٹی کی جان بچانے کے لیے اپنی جان گنوا ں بیٹھی جب کہ کیان ابھی تک ان کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا جب سونیا کی آواز نے اس کو چونکنے پر مجبور کیا تھا۔۔۔۔

کیان عینی پر پانی ڈالو وہ اٹھ جائے گی لیکن اماں نہیں اٹھے گی اس لیے بے کار میں کوشش نہ کرو سونیا دروازے سے ٹیک لگائے ہی اس سے بولی تھی۔۔۔۔

کیان نے جلدی سے پانی عینی پر ڈالا تو وہ مندی مندی آنکھیں کھول کر کیان کو دیکھنے لگی لیکن جب حسیات بیدار ہوئی تو وہ یک دم اٹھتی اس کے سینے میں چھپنے لگی تھی کیان نے محسوس کیا تھا کہ وہ ہولے ہولے کانپ رہی تھی اس نے ایک طائرانہ نظر چاروں طرف دوڑائی تھی جہاں سب کچھ ویسا ہی تھا لیکن اس کے دل میں اپنے باپ کے لیے نفرت پیدا ہوئی تھی وہ واقف تھا ہر شے سے اس کی ماں اسے باپ کے ڈر سے باہر نہیں نکلنے دیتی تھی کہی وہ اسے نقصان نہ پہنچا دیں۔۔۔۔

لیکن اتنی احتیاط کے بعد بھی وہ اپنا کام کر گئے تھے۔۔۔۔۔

مم۔۔۔ مطلب۔۔۔ امم۔۔۔ اماں۔۔۔ کک۔۔۔ کو آپ کے۔۔۔ شش شوہر نے مارا ہے

سونیا صوفیہ بیگ کی بات سن کر کانپتی آواز میں بولی تو صوفیہ بیگ نے کرب سے آنکھیں میچتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

ہاں اور میں مزید برداشت نہیں کر سکتی اس لیے میں عینی کو اب حویلی والوں کے حوالہ کرتے ہم تینوں یہاں سے نیورک جائے گے اب مجھ میں اتنی سکت نہیں ہے کہ میں پھر سے کسی کو کھو

دوں صوفیہ بیگ اٹل لہجے میں کہتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی یہ جانے بنا کہ ان کی ساری باتیں دروازے کے پار کھڑے وجود نے بھی سنی تھی۔۔۔۔۔

آپا لیکن عینی بہت چھوٹی ہے اسے بھی اپنے ساتھ لے چلتے ہیں نہ اسے چھوڑ کر جانے سے کیا ہو گا آپ ایسا کیسے کر سکتی ہے اپنی ہی بیٹی کے ساتھ آپ صرف ایک بچے کا سوچ رہی ہے اتنی خود غرض ماں کیوں بن رہی ہے سونیا ان کو دروازے کی طرف جاتے دیکھ اونچی آواز میں چیخی تھی جس پر وہ ایک پل کے لیے رکی تھی لیکن پھر خود پر ضبط کیے کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔۔

عینی یہاں آؤ گڑیا صوفیہ بیگ نے باہر صحن میں بیٹھی عینی کو اپنی جانب بلایا تو وہ فوراً ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی صوفیہ بیگ نے غور سے اسے دیکھا تھا جو پنک فراک میں ملبوس بالوں کی پونی بنائے دھوپ کے باعث لال ہوتے گالوں کو پھلائے چھوٹی سی گڑیا لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

میری جان ماما آپ کو بابا کے گھر چھوڑنے جا رہی ہے آپ اب سے وہاں ہی رہو گی صوفیہ بیگ اس کے سامنے دو زانوں بیٹھتے محبت پاش لہجے مئں بولی تو عینی کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو چمکے تھے جس کو وہ نظر انداز کرتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور اس کا چھوٹا سا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لیتے باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔۔

کیان جو کچن کے پاس کھڑے ہوتے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا اس کو جاتے دیکھ اس کی آنکھوں میں رکے آنسو گالوں کو بھگو گئے تھے اس کی ماں اس کو بچانے کے لیے اس کی بہن کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئی تھی اور وہ کچھ بھی نہیں کر پا رہا تھا اس لمحے اسے اپنے آپ سے بھی نفرت ہو رہی تھی اس کی نفرت میں مزید اضافہ عینی کی روہانسی آواز نے کیا تھا جس کو سنتے اس نے زور سے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔۔۔۔

ماما مجھے بابا کے پاس نہیں جانا وہ بلکل اچھے نہیں ہے وہ آپ کو بھی مارتے تھے وہ مجھے بھی ماریں گے عینی کی بات پر صوفیہ بیگ ایک لمحے کے لیے لڑکھڑائی تھی دل نے فیصلے بدلنے پر دہائی تھی لیکن

وہ اپنی ممتا پر بے حسی کا خول چڑھائے اس کو لے کر نکل گئی تھی۔۔۔۔۔

سونیا جو دھندلائی آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی کیان پر نظر پڑتے سست قدموں سے اس کے پاس بیٹھی تھی جو گھٹنوں میں سر دیے رونے میں مصروف تھا اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس کا چہرہ اونچا کیا تو کیان لمحے کی دیر کیے بنا اس کے سینے سے لگا تھا۔۔۔۔۔

دل کا غبار آنسوؤں کی صورت میں نکلتے اس سے الگ ہوتے سونیا کو دیکھنے لگا جو ابھی بھی رونے کا شغل فرما رہی تھی بوا نے کہا تھا کہ بھائی بہنوں کے محافظ ہوتے ہیں ان کو ہر بری چیز سے محفوظ

رکھتے ہیں ان کا خیال رکھتے ہیں ایک اچھا بھائی کبھی بھی اپنی بہن کو رلاتا نہیں ہے وہ ہمیشہ ان کو ہر مصیبت سے دور رکھتے ہیں لیکن میں ایک اچھا بھائی نہیں ہو میری وجہ سے میری بہن ہم سے الگ ہو گئی وہ روئی بھی ہے میری وجہ سے کیان کی بھیگی آواز پر سونیا نے ٹھٹک کر اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔

وہ محض چار سال کا تھا اور اتنی گہری باتیں کر رہا تھا کہ سونیا کو وہ اپنی عمر سے بڑا لگا تھا وہ ہر چیز کو اپنے نظریہ کے مطابق دیکھ رہا تھا وہ غافل نہیں تھا اپنی بہن کے یہاں سے جانے کی وجہ سے وہ محبت کرتا تھا اس سے لیکن محسوس نہیں کراتا تھا سنجیدگی اور بے حسی کا خول خود پر چڑھائے رکھتا تھا لیکن آج یہ خول ٹوٹا تھا آج اس کا دل بھی دکھا تھا۔۔۔۔

کیان تو اٹھ کر چلا گیا تھا لیکن سونیا کو پتھر کر گیا تھا مانا کے یہ ساری باتیں اس کو اماں نے سمجھائی تھی لیکن اس نے یاد رکھی تھی اور اس وقت اپنی غلطی بھی مان رہا تھا یہ بات اسے حیران کر رہی تھی۔۔۔۔

صوفیہ بیگ جب واپس آئی تو رات ہو رہی تھی جب کہ گھر میں دو نفوس ہونے کے بعد بھی بلکل خاموشی تھی انہیں معلوم تھا کہ وہ دونوں ہی ان سے بات نہیں کرے گئے لیکن وہ مجبور تھی وہ اسفند بلوچ کو کیان تک نہیں پہنچنے دینا چاہتی تھی وہ خود بھی عینی کو خود سے دور کر کے تڑپ رہی تھی اس کا روتا چہرہ ان کی

آنکھوں سے ایک لمحے کے لیے بھی نہ ہٹا تھا لیکن پھر بھی وہ اسے حویلی چھوڑ آئی تھی۔۔۔۔۔۔

ان کی کل کی فلائیٹ تھی وہ نیویارک جا رہی تھی تاکہ کیان اور سونیا کو محفوظ رکھ سکے انہوں نے عینی کو خود سے دور کر کے سب کو خود سے دور کر دیا تھا وہ ان کی پہلی اولاد تھی جو ان کو عزیز تھی اپنی جان سے بھی زیادہ اگر وہ ان کے پاس رہتی تو اسفند بلوچ اسے نقصان پہنچا دیتے لیکن ان کی حویلی میں وہ اسے کچھ نہیں کر سکتے تھے۔۔۔۔۔

وہ ان سے زیادہ وہاں محفوظ تھی انہیں یقین تھا کہ ان کی بیٹی جلد ہی ان سے مانوس ہو جائے گی اس کی حفاظت کے لیے وہاں سب

موجود تھے جس سے اسے خطرہ تھا اس کا گھر ہی محفوظ پناہ گاہ تھا لیکن ان کی یہ بات کوئی نہیں سمجھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ کمرے میں آئی تو کیان چار پائی پر لیٹے چھت کو گھور رہا تھا جب کہ آنسو سائیڈ سے نکلتے تکیہ میں جذب ہو رہے تھے انہوں نے پہلی بار اسے روتا دیکھا تھا جس کو دیکھتے ان کا دل کٹا تھا وہ شکستہ قدموں سے اس کے پاس جا کر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

چھوڑ آئی نہ آپ عینی کو اپنی قریب کسی کی آہٹ پا کر کیان نے چھبتے لہجے میں کہا تو صوفیہ بیگ نے اپنے لب کاٹے تھے وہ چاہ کر بھی کوئی وضاحت بیان نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔۔۔

مام آپ چلی جائے مجھے آپ سے بات نہیں کرنی آپ اگر یہ کہنے آئی ہے کہ ہم یہاں سے جا رہے ہیں تو جہاں لے کر جانا چاہتی ہے میں چل لوں گا ویسے بھی اب یہاں رہ کون گیا ہے کیان اپنے لہجے کا اندازہ لگاتا اس بار نرمی سے بولتے رخ پھیر گیا تھا صوفیہ بیگ نم آنکھوں سے اس کی پشت کو دیکھا تھا انکا بیٹا ایک ہی دن میں اتنا بڑا ہو گیا تھا جس کی زمہ دار وہ خود تھی۔۔۔۔۔۔

00000000000

کیان آپ کو کتنی دفعہ کہا کہ بے وقت باہر نہیں جایا کرو لیکن آپ کو زرا پرواہ نہیں ہے ہماری کیان جو ابھی فلیٹ میں داخل ہوا تھا سونیا کی خفگی بھری آواز پر لب باہم پیوست کرتا اس کے سامنے جا کر رکا تھا۔۔۔۔۔۔

ان کو یہاں آئے ایک مہینہ ہو گیا تھا سو نیا اور کیان ایسے محسوس کراتے تھے جیسے ایک مہینہ پہلے کچھ ہوا ہی نہیں لیکن صوفیہ بیگ کی طبیعت دن بہ دن بگڑتی جا رہی تھی وہ چھوڑ تو آئی تھی عینی کو لیکن اب ایسا لگ رہا تھا کہ وجود سے کسی نے روح کھینچ لی ہو۔۔۔۔۔۔

خالہ میں گھر میں بور ہو جاتا ہو اور میں نیچے ہی گیا تھا کیان لاپرواہی کا مظاہرہ کرتا اوپن کچن میں رکھی فروٹ باسکٹ سے سیب اٹھاتے صوفے پر گرنے سے انداز میں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

کیا تم پھر سے اس عمارہ سے ملے ہو کیان جو ایک ٹانگ جھلاتا سیب کھا رہا تھا ان کے سوال پر آنکھوں گھما گیا۔۔۔۔

خالہ میرے دماغ نہیں خراب جو میں اس چیپکو قسم کی لڑکی سے ملوں گا وہ ہے تو اتنی چھوٹی اور میرے سر پر سوار رہتی ہے جیسے میرا اس سے خاص رشتہ ہو میں نیچے صرف تازی ہوا کے لیے گیا تھا لیکن وہ وہاں بھی آ گئی تھی ویسے وہ اپنی مام کے ساتھ اکیلی رہتی ہے اس کے بھی شاید بابا نہیں ہے کیان نے اس کو دیکھتے پر سوچ انداز میں کہا تو سونیا پر پٹختی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔۔۔۔۔

کیان کی سوچوں کا رخ ایک بار پھر عینی کی طرف چلا گیا تھا ایسا نہیں تھا کہ وہ اسے یاد نہیں آتی تھی وہ ہر وقت اسے یاد تھی لیکن اب اس کا تذکرہ کرنا چھوڑ دیا تھا اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اس کے باپ نے اسے اپنی بیٹی ماننے سے انکار کر دیا تھا اس کو اپنانے سے انکار کر دیا تھا لیکن پھر بھی وہ وہی رہ رہی ہے اس بس اپنی زندگی میں دو لوگوں سے نفرت تھی ایک اسفند بلوچ اور ایک اس کے ماموں حیات بیگ جنہوں نے اس کی ماں کی زندگی برباد کر دی۔۔۔۔

کیان یہ سونیا کیا بتا رہی مجھے کہ تم نے اپنی عمر سے بھی بڑے لڑکوں کے ساتھ دوستی رکھنا شروع کر دی وہ جو اپنی سوچوں میں

محو تھا ان کی غصے بھری آواز پر سیدھا ہو کر بیٹھا تھا جب کہ بڑی عمر پر اس کی چھوٹی سی پیشانی پر شکن ابھری تھی۔۔۔۔۔

مام وہ صرف دو سال بڑے ہیں دو سو سال نہیں اور خالہ کیوں ہر بات آپ کو آکر بتاتی ہے میں بچہ نہیں ہوں ویسے بھی ان دونوں کے پاس فیملی نہیں ہے آپ کو پتا ہے وہ ہماری بلڈنگ کے باہر جو بینچ ہے نہ اس پر سوتے ہیں اور وہ دوست ہے میرے ان کے بارے میں کچھ نہیں سن سکتا کیان دو بدو جواب دیتا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا لیکن سونیا کو گھورنا نہیں بھولا تھا۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی انہوں نے سونیا کو دیکھا تھا جو تاسف سے اس کے بند دروازے کو دیکھ رہی تھی ایک نظر اس پر ڈال کر وہ بھی

اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی پیچھے سونیا نے اپنے قدم لاونج کی طرف بڑھائے تھے۔۔۔۔

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزر جاتا ہے دو سال کا عرصہ گزر گیا تھا سب کچھ بدل گیا تھا کیان کا محبت بھرا انداز کہی کھو گیا تھا وہ سات سال کی عمر میں ہی بے حس بن گیا تھا رمیز اور علی کے ساتھ مل کر وہ ایک کیفے میں کام کر رہا تھا اپنا بچپنا وہ کھو چکا تھا۔۔۔۔۔

ان سارے حالات کی زمہ دار صوفیہ بیگ خود کو سمجھ رہی تھی بیٹی انہوں نے خود سے دور کر دی تھی اور بیٹا گھر کے حالات کی وجہ سے دور ہو گیا تھا وہ بس ایک بار عینی سے ملنا چاہتی تھی جس

کے لیے وہ آج ہی پاکستان جا رہی تھی سونیا اور کیان بھی جانا چاہتے تھے۔۔۔۔۔

لیکن انہوں نے منع کر دیا تھا جس پر کیان کا اندر کا ضدی انسان جاگا تھا اس لیے اسے ساتھ لے جانے کے لیے انہوں نے ہامی بھر لی تھی اور انہیں دنوں ان پر یہ بھی انکشاف ہوا تھا کہ عمارہ ان کے بھائی کی بیٹی ہے ان کا خوف پھر سے امڈ آیا تھا پیروں تلے زمین ان کے جب نکلی تھی جب ان کے کام کے بارے میں معلوم ہوا تھا۔۔۔۔۔

کیان جس کی عمارہ سے دوستی ہو گئی تھی صوفیہ بیگ نے اسے اس سے دور رہنے کی تاکید کی تھی جس پر وہ فوراً مان گیا تھا کیونکہ اسے

بھی پتا تھا کہ وہ کس شخص کی بیٹی ہے اس لیے اس سے دور رہنے لگا تھا۔۔۔۔

سونیا نے جب کیان کے جانے کا سنا تو اس نے بھی ساتھ جانے کی رٹ لگا لی تھی چار و نا چار صوفیہ بیگ نے اس کو بھی اپنے ساتھ لے جانے کی حامی بھر لی لیکن ان کا دل گھبرا رہا تھا جیسے کچھ غلط ہونے والا ہو لیکن پھر بھی اپنے خیالات کی نفی کرتی وہ ان دونوں کے ساتھ پاکستان کے لیے پرواز کر گئی تھی۔۔۔۔

چار سال بعد اپنی بیٹی سے ملنے کی خوشی میں ان کی آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھی ایسا ہی حال ان دونوں کا بھی تھا۔۔۔۔۔

آخر کار ایک طویل سفر کے بعد انہوں نے پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھا تھا اپنے وطن کی ہوا میں سانس لیتے وہ دونوں آسودگی سے مسکرائی تھی البتہ کیان کو بس عینی سے ملنے کی جلدی تھی۔۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

گاؤں میں پہنچ کر صوفیہ بیگ کا رخ بڑی حویلی کی طرف تھا خوشی کا اندازہ ان کے چہرے سے لگایا جاسکتا تھا کیان جو یہاں آنے سے پہلے پرجوش تھا اب اس کی خوشی زائل ہوگئی تھی اس کو مسلسل محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی ان کے پیچھا کر رہا ہو اس نے بارہا گاڑی کے شیشے سے دیکھا تھا لیکن اپنے پیچھے کسی کو نہ موجود پا کر اسے ہر دفعہ حیرت ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

گاڑی ایک جھٹکے سے بڑی حویلی کے گیٹ کے سامنے رکی تھی صوفیہ بیگ ان دونوں کو گاڑی میں بیٹھنے کا کہتی ہیں خود نکل کر دروازے پہ کھڑے گارڈ کے پاس گئی تھی۔۔۔۔۔

اگراپ کو یاد ہو تو میں چار سال پہلے ایک بچی کو لے کر یہاں پر آئی تھی کیا وہ ابھی اندر ہے وہ گارڈ کے سامنے رک کر دھڑکتے دل کے ساتھ بولی تو گارڈ نے سر سے پیر تک ان کو عجیب نظروں سے دیکھا تھا اس کی نظروں میں چھپی ہوس کو محسوس کرتے کیان نے اپنی چھوٹی سی مٹھی بھینچی تھی وہ نیو یارک میں رہتا تھا لوگوں کی نظروں کو پہچاننا تو اس کو آ ہی گیا تھا۔۔۔۔۔

نہیں وہ لڑکی یہاں نہیں رہتی اسے سردار یوسف چھوٹی حویلی لے گئے تھے ان کو گھورتے ہوئے جواب دیا تو وہ مایوس ہو کر گاڑی میں بیٹھی تھی۔۔۔۔۔۔

انہوں نے گاڑی میں بیٹھتے ڈرائیور کو چھوٹی حویلی پہنچانے کا کہا تو وہ سر ہلاتا گاڑی سٹارٹ کرنے لگا اتنا تو ان کے علم میں تھا کہ یہاں دو حویلیاں ہیں لیکن افسوس اس بات کا تھا کہ اسفند بلوچ نے ان کی بیٹی کو یہاں سے کہی اور بھیج دیا۔۔۔۔۔

گاڑی چھوٹی حویلی کے سامنے رکی تو وہ تینوں فورا گاڑی سے نکلے تھے اس سے پہلے کہ ان کے قدم حویلی کا دروازہ عبور کرتے انہیں عینی لان میں بیٹھی نظر آئی جس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی

بچی بھی موجود تھی وہ تینوں حیران ہوتے اس کی طرف گئے تھے

بھائی یہ دیکھیں میں نے اسے سلا دیا اپنے قریب کسی کو پا کر عینی نے بغیر دیکھے چہکتی اواز میں اپنا کارنامہ بتایا تو وہ چونکتے اس کی گود میں موجود بچی کو دیکھنے لگے جو صرف چند دن کی ہی تھی ----

احتشام کی آواز نہ پا کر عینی نے سر اٹھایا تو اس کی نظریں پلٹنے سے انکاری ہوئی تھی وہ پہچان گئی تھی ان تینوں کو شہد رنگ آنکھوں میں آنسو چمکے تھے جو اس کے گال پر لڑھک کر کاظمہ کی پلکوں پر ٹھہرا تھا کیان نے مبہوت ہوتے اس کی پلک پر اٹکتا وہ آنسو کا قطرہ دیکھا تھا------

کون ہے آپ لوگ احتشام نے عینی کے سامنے غیر لوگوں کو دیکھ کر سخت آواز میں پوچھا تو وہ تینوں اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے جو سینے پر ہاتھ باندھے ان کو گھور رہا تھا۔۔۔۔

عینی کی مام ہوں میں صوفیہ بیگ نے نم آواز میں کہا تو اس کی تنے اعصاب ڈھیلے ہوئے اور سر ہلاتا کاظمہ کو عینی کی گود سے لینے لگا جس پر عینی نے خفگی سے اس کو دیکھا تھا بھائی یہ میں نے نہیں دے رہی ہے اور مجھے ان سے نہیں ملنا وہ غصے سے بولتی کاظمہ کو احتشام کو پکڑا کر کھڑی ہوئی۔۔۔۔

گڑیا ان کی بات تو سن لو احتشام نے نرمی سے کہا تو وہ شکوہ کن نگاہوں سے اس کو دیکھ کر آمادہ ہو گئی تھی صوفیہ بیگ نے آگے بڑھتے اس کو اپنے گلے سے لگایا تو عینی کے ہاتھ بھی ان کے گرد اپنا حصار باندھ گئے تھے۔۔۔۔

کیان کی نظریں احتشام سے ہوتی کاظمہ پر جا رہی تھی اسے پتا نہیں کیوں لیکن کاظمہ کا اس کے ہاتھ میں ہونا برا لگ رہا تھا اس کی نظریں خود پر محسوس کرتے ہیں احتشام نرمی سے مسکرایا تھا اور کاظمہ کو اس کی طرف بڑھایا تھا جس کو اس نے تھوڑا جھجک کر تھام لیا۔۔۔۔۔

اس کا نام کیا ہے کیان نے اس کی بند آنکھوں کو چھوتے پوچھا تو اس نے اسے نام بتایا تھا اس کا اپنا نام ایک ہی لفظ سے شروع ہونے پر اس کے ہونٹ مسکرائے تھے۔۔۔۔۔۔

یہ لو تمہارے لیے ایک چھوٹا سا گفٹ سونیا نے ایک نفیس سا برسلیٹ عینی کی کلائی میں باندھا تو وہ مسکرائی تھی۔۔۔۔

ان سے ملتے وہ پھر سے اپنی منزل کی جانب گامزن ہو گئے تھے صوفیہ بیگ کو تسلی تھی کہ ان کی بیٹی خوش ہے لیکن وہ پھر بھی پر سکون نہیں ہو پا رہی تھی وہ جو سوچوں میں گھوم تھی گاڑی کے رکنے پر انہوں نے سامنے دیکھا تھا جہاں تین بڑی گاڑیاں کھڑی تھیں۔۔۔۔

اسفند بلوچ کو اپنے سامنے دیکھ کر ان کی روح تک کانپ گئی تھی اس سے پہلے وہ کچھ کہتی وہ ان کی طرف اۓ تھے اور ان کو ہاتھ پکڑتے زبردستی باہر نکالا تھا ان کے آدمی نے سونیا کو باہر نکالا تھا جب کہ کیان سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ یہ لوگ کون ہے۔۔۔۔۔۔۔

احتشام جو عینی کے اصرار پر ان کے پیچھے ہی آرہا تھا اسفند بلوچ کو ان کے راستے میں دیکھ کر وہ وہی رک گیا تھا ڈرائیور سے گاڑی روکنے کا کہتے ہیں وہ عینی کو لے کر درخت کی اوٹ میں ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

تو یہ ہے میرا بیٹا جس کو تم چھپانے کی کوشش کر رہی تھی مجھ سے اسفند بلوچ نے کیان کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے کہا تو اس نے نفرت سے ان کا ہاتھ جھٹکا تھا جس پر وہ طنزیہ مسکراتے اپنے ساتھ کھڑے نعمان کو اشارہ کر گئے تھے جس نے اشارہ سمجھتے گولی سے صوفیہ بیگ کا نشانہ لیا تھا۔۔۔۔۔

کیان اور سونیا پتھرائی انکھوں سے صوفیہ بیگ کے وجود کو دیکھ رہے تھے جواب زمین پہ گر گیا تھا ان کے گرتے حیات بیگ نے سونیا کو گاڑی میں ڈالا تھا جو اپنے حواس کھو کر ان کے ساتھ گھسیٹتی چلی جا رہی تھی جب کہ کیان کو اسفند بلوچ اپنے ساتھ گاڑی میں ڈالتے وہاں سے لے گئے تھے۔۔۔۔۔

ان کے جانے کے کن دہانی کرتے تھے شام اور عینی پیڑ کے پیچھے سے نکل کر صوفیہ بیگ کے پاس ائے تھے اور ان کی نبض چیک کی تھی جو بہت دھیمی چل رہی تھی ان کو ڈرائیور کی مدد سے گاڑی میں ڈال کر وہ ہسپتال کی طرف لے گئے تھے۔۔۔۔۔

چند سال بعد__________

وہ سب الگ تھلگ بیٹھا تھا سارے کلب میں بے ڈھنکا میوزک گونج رہا تھا جب کہ وہ سگار سلگانے میں مصروف تھا اس کی سحر زیادہ شخصیت سارے ماحول پر چھائی ہوئی تھی کتنی لڑکیوں نے اسے دوستی کی آفر کی تھی لیکن صائم بلوچ نے ان پر ایک نظر کرم بھی نہیں کی تھی۔۔۔۔۔

اس کے ذہن اور دل میں تو اس سے سات سال چھوٹی وہ پری پیکر بسی تھی جس پر ہر لمحے اس کی نظر تھی جس کو دیکھ کر ہی اس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل جاتے تھے وہ خاص تھی کیونکہ صائم بلوچ کا انتخاب تھی ۔۔۔۔

اس کا باپ جس سے اس نے زندگی میں سب سے زیادہ نفرت کی تھی اس سے اس کی ماں اس کا دیا گیا نام سب کچھ چھین چکا تھا یہاں تک کہ اس کی خالہ کو بھی کہیں روپوش کرا چکا تھا جس کا پتہ اج تک نہیں جان پایا تھا سات سال سے سترہ سال کا عرصہ اس نے اس گھر میں گزارا تھا جہاں اس کی ماں کا قا*تل رہتا تھا ۔۔۔۔۔

اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کے باپ نے گھر میں کیا کہا تھا جو اسے کوئی اف تک بھی نہیں کہہ سکتا تھا یہاں تک کا ان کا رویہ اپنے بیٹے تک سے ٹھیک نہیں تھا جو اس سے بڑا تھا وہ نہیں سمجھ پایا تھا کہ ان کا اتنا مہربان رویہ ہے اس کے ساتھ ہی کیوں تھا اور نہ اس نے اب سمجھنا تھا۔۔۔۔۔

وہ انہیں سوچوں میں محو تھا جب اس کی کلاس فیلو اس کے ساتھ آکر بیٹھی تھی لیڈیز پرفیوم کی خوشبو اپنے پاس محسوس کر کے اس نے جھٹ سے انکھیں کھولی تھی جہاں کرسٹی اس کے بے حد قریب بیٹھی اس کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ اگلے لمحے صوفے سے اٹھا تھا اس سے پہلے وہ وہاں سے جاتا اسے اپنی گردن پر کچھ نوکیلا سا چبھتا محسوس ہوا تھا اس نے مڑتے کرسٹی کو دیکھا تھا جس نے اس کے دیکھنے پر آنکھ ونک کی تھی اور اپنے ساتھ کھڑے لڑکوں کو اس کو کمرے میں پہچانے کا کہا تھا۔۔۔

رمیز اور علی جو اس کے بلاوے پر کلب میں آئے تھے اس کو یہاں نہ پا کر اسے فون کرنے لگے تھے لیکن تیز میوزک میں اس کے فون کی کہی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی وہ پریشان ہوتے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے جب اس کی نظر کرسٹی کی طرف گئی جو مکروہ مسکراہٹ کے ساتھ کمرے کی طرف گئی تھی۔۔۔۔۔

رمیز اور علی فوراً الرٹ ہوتے اس کے پیچھے ہی گئے تھے وہ واقف تھے اس کی حرکات سے لیکن یہ ایسا قدم اٹھائے گی یہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا اس سے پہلے کرسٹی دروازہ لاک کرتی رمیز اپنا پیر دروازے میں رکھا تھا۔۔۔۔۔

کرسٹی نے ان دونوں کو دیکھتے گھبراتے ان کو راستہ دیا تھا لیکن پھر خود کو کمپوز کرتی وہ انہیں اپنی حرکت سے ساکت کر گئی تھی ان کی آنکھیں بے یقینی سے پھیل گئی تھی کرسٹی اپنی شرٹ کو جگہ جگہ سے پھاڑ چکی تھی جبکہ اپنے ہاتھ سے اپنی لپ اسٹک اور آنکھوں میں سجا کاجل بھی پھیلا چکی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں فق چہرے سے اس کی حرکت کو دیکھ رہے تھے جو صائم کو پانے کے لیے اس حد تک گر گئی تھی انہیں یقین تھا کہ اس کے ڈرامے کی وجہ سے صائم کی اتنے سالوں کی بنائی گئی امیج پر نقصان پہنچنا تھا۔۔۔۔۔

انہوں نے آگے بڑھ کر صائم پر پانی ڈالتے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی تھی جو اوندھے منہ سرٹ لیس بیڈ پر لیٹا تھا رمیز مسلسل اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹیں مار کر ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا کرسٹی شاطر مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اس کو دیکھ رہی تھی جب اس کے فون پر میسج بیپ بجی تھی۔۔۔۔

میسج پڑھتے ہی اس کی آنکھیں چمکی تھی وہ وہی دیوار سے لگتے رونا شروع ہوئی تھی علی جو باہر دیکھ رہا تھا اس کے رونے پر اچھنبے سے اسے تکا تھا جب اسے پرنسپل کے ساتھ باقی لوگ بھی آتے دیکھائی دے علی نے نفرت سے اس کے وجود کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

رمیز جو صائم کو کھڑے ہونے میں مدد دے رہا تھا پرنسپل کو سامنے دیکھ کر اس نے صائم کو دیکھا جو ادھ کھلی آنکھوں سے معاملے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا اور ایک حقارت بھری نظر زمین پر بیٹھی کرسٹی پر ڈالی تھی۔۔۔۔۔۔

سر اس نے کرسٹی کے ساتھ زبردستی کی ہے کرسٹی کے دوست نے آگے آتے کہا تو پرنسپل غصے سے صائم کی طرف دیکھا تھا صائم پوری کوشش کرتے اپنی آنکھیں کھلی رکھنے کی کوشش کر رہا تھا جن آنکھوں میں وہ ہمیشہ اپنے لیے احترام اور محبت دیکھتا آیا تھا اب وہ اسے نفرت سے تک رہے تھے اس کی آنکھوں میں نمی تیری تھی۔۔۔۔۔

معافی مانگے کرسٹی سے اگر اس نے آپ کو معاف کر دیا تو آپ کی فیملی کو ہم اس معاملے سے لاعلم رکھیں گے اگر اس نے معاف نہ کیا تو ہم آپ کے گھر میں اطلاع دے دیں گے پرنسپل آگے آتے غصے سے بولے تو صائم نے سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کو گھورا تھا جو معصوم بن کر کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔

آپ کو جو کرنا ہے آپ کر سکتے ہے میں کسی صورت معافی نہیں مانگوں گا صائم درشتگی سے کہتے رمیز کے ہاتھ سے اپنی شرٹ لیتے چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

کرسٹی نے حیران ہوتے اس کو دیکھا تھا وہ جو سمجھ رہی تھی کہ وہ اس سے معافی مانگے گا اور وہ بدلہ میں اس سے شادی کی شرط رکھے گی اس کو اب اپنا پلان خراب ہوتا محسوس ہو رہا تھا وہ بنا کسی کی موجودگی کا اثر لیے بنا باہر کی طرف گئی تھی جہاں وہ گاڑی سے ٹیک لگائے شراب پینے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔

تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو اس کا گریبان پکڑتے کرسٹی چلائی تو صائم بوتل زمین پر پھینک کر ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے چہرے پر مارا تھا کہ اس کا ہونٹ پھٹنے سے خون رسنے لگا تھا صائم نے آگے بڑھتے اس کے گلے کو اپنی پوری شدت سے دبوچا تھا کہ کرسٹی کی آنکھیں باہر ابل آئی تھی۔۔۔۔۔

تم جیسی عورتیں صائم بلوچ کی پسند نہیں ہو سکتی تم کبھی بھی مجھے اپنے سامنے نہیں جھکا سکتی یاد رکھنا تم میری نفرت کے بھی قابل نہیں ہو اس کو ایک جھٹکے سے چھوڑا تھا جس پر وہ لڑ کھڑاتے زمین پر گری تھی۔۔۔۔۔

پرنسپل نے اسفند بلوچ کو فون کرتے سب بتایا تو وہ سر جھٹک کر فون کر گئے کیونکہ ان کی نظر میں اس بات کی کوئی اہمیت نہیں تھی بلکہ انہوں نے تو یہ کہا تھا کہ وہ سردار ہے اور سرداروں کے لیے عام بات ہے۔۔۔۔۔

ان سب میں کسی کا دھیان مائرہ کی طرف نہیں گیا تھا جو وہاں موجود تھی جو کہ کرسٹی کی بہترین دوست تھی جو اس کے سارے پلان سے واقف تھی اور اس نے اس بات کو اس طرح استعمال کرتے صائم اور کاظمہ کے رشتے میں دراڑ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○○

اس کے چپ ہونے پر کاظمہ نے اس کو دیکھا تھا جو صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے لیٹا تھا وہ کتنا غلط سمجھی تھی اسے بنا اسکی سنے نفرت کی دعویدار بن گئی ضروری تو نہیں جو چیز ہمیں دیکھائی جا رہی ہو وہ ویسی ہو تصویر کے بھی تو دو رخ ہوتے ہیں ہر پہلو سے دیکھنا پڑتا ہے نہ کہ سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے کسی کو تکلیف پہنچانی چاہیے۔۔۔۔۔

لیکن وہ تو ان ساری چیزوں سے واقف نہیں تھی پھر کیو نکر صائم نے اسے اتنی تکلیف دی جب وہ پہلی بار اس سے باغ میں ملی تھی جب صائم نے اسے دھوپ میں کھڑا کر دیا تھا صرف اس بنا پر کہ وہ اس کے باغ میں آئی تھی اتنا ہی نہیں اس کی بہن کی غلطی کی سزا بھی اس نے اس سے لی تھی اس سے زبردستی نکاح کر کے

اسے اپنے ساتھ رشتے میں باندھا اس کا ہتک آمیز رویہ پہنے کو ملازمہ کے کپڑے دیے تھے سب کچھ جانتے پوچھتے اس سے حویلی کے کام کروانے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

اس کا کرتا جلنے پر اسٹور روم میں بند کرتے خود بھول گیا تھا لیکن اس نے اس کے ہر رویہ اور ناروا سلوک کو معاف کیا اس کے ہتک آمیز رویہ پر بھی اس سے ہی محبت کی ہر انسان کا ماضی ہوتا ہے صائم کا بھی تھا لیکن وہ تو واقف نہیں تھی ہاں وہ جانتی تھی اسفند بلوچ کے بارے میں رائیکہ نے بتایا تھا لیکن اتنی گہرائی سے نہیں جتنا صائم نے اسے بتایا تھا اس نے تو اسے یہ بھی نہیں بتایا تھا کہ صائم بھائی ہے اس کا یہ بات جان کر کاظمہ کو دکھ ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ واقف تھی صوفیہ بیگ کے ساتھ اسفند بلوچ کے سلوک سے اس لیے بے تحاشہ نفرت تھی ان سے رائیکہ نے اسے بتایا تھا کہ یوسف بلوچ کو انہوں نے ہی مروایا ہے اسے ماضی کا ہر راز بتایا گیا تھا سوائے اس کے شاہینہ بلوچ کیوں اس سے اتنی نفرت کرتی تھی اس نے کتنی بار پوچھنے کی کوشش کی لیکن ہر بار جواب ندارد

جب عمارہ نے کہا کہ صائم ایک ریپسٹ ہے تو اس کے دل میں اس کے لیے نفرت پیدا ہو گئی تھی اس نے ایسا ہمسفر تو نہیں چاہا تھا جو کسی کی عزت لوٹ چکا ہو ایسا نہیں تھا کہ اگر صائم اسے اپنی صفائی دیتا حقیقت بتاتا تو وہ اس کا یقین نہیں کرتی وہ ضرور اس کا

یقین کرتی لیکن صائم نے اسے حقیقت بتائے بھی نا اسے خود سے بدزن کر دیا تھا۔۔۔۔۔

وہ جو پہلے ہی عمارہ کی بات پر پریشان تھی رات صائم کا نشے کی حالت میں اس کے کمرے میں آنا اس سے حق مانگنا اس کے حواس مفلوج ہو گئے تھے اور محبت کی کنپل اس وقت ختم ہو گئی جب اس نے رات کے اندھیرے میں اسے گھر سے باہر نکال دیا وہ اتنی بری نہیں تھی کہ اسے اس طرح بے مول کر دیا جائے۔۔۔۔

لیکن جس سے دور جانا چاہتی تھی گھر سے نکلنے کے بعد بھی دوبارہ اسی کے پاس پہنچ گئی اور اس کو ڈیول روپ میں دیکھنا اس کی باتیں

اور سرد لہجہ سخت نظریں یہی وجہ تھی کہ وہ اسے دیکھنے سے کتراتی تھی اور اواز کپکپا جاتی تھی چاہے وہ ماسک کیوں نے لگائے رکھتا تھا لیکن اواز اور چہرے پر غور کر کے آسانی سے اس کی شناخت کی جا سکتی تھی۔۔۔۔۔

لیکن شاید وہ خود ایسا چاہتا تھا کہ کوئی اسے پہچان نہ سکے اتنا سب جاننے کے بعد اسے اتنا یقین ہو گیا تھا کہ جو یہ ان کا خاندان بکھرا ہے اس کے پیچھے کہیں نہ کہیں اسفند بلوچ کا ہی ہاتھ ہے لیکن جو بھی تھا اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اسے اتنی جلدی معاف نہیں کرے گی تھوڑی سزا اسے بھی ملنی چاہیے۔۔۔۔۔۔

تمہیں پتا ہے پاکستان آنے کے بعد مجھے سب سے زیادہ تکلیف کب ہوئی تھی وہ جو اس کے قریب سے اٹھ کر جانے لگی تھی اس کی بھیگی آواز پر کچھ چونکتے اس کی طرف متوجہ ہوئی جو ہنوز اسی پوزیشن میں تھا۔۔۔۔

جب تمہاری مام نے میرا یقین نہیں کیا تھا صائم ٹیک چھوڑتا آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگا جو حیرت زدہ سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

جب میں احتشام سے پہلی بار ملا تھا نہ عینی سات سال کی اور تم شاید کچھ دن کی تھی عینی سے ہم چار سال بعد نیورک سے ملنے

کے لیے آئے تھے جانتی ہو نہ صائم نے اپنی بات دہرائی تو اس نے غائب دماغی سے سر ہلایا تھا۔۔۔۔

اس روز جب اسفند بلوچ نے مام کو مار دیا تھا نہ صائم نے کرب سے آنکھیں میچی تھی منظر پھر سے آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا تھا اور ہمیں لے گئے تھے ہمارے جاتے ہی احتشام عینی کے ساتھ درخت کے پیچھے سے نکلا تھا جو ہمارا پیچھا کرتے وہاں آئے تھے اور ان کو ہسپتال لے گئے تھے وہاں ان کا علاج کرایا تھا لیکن مام بچ نہیں سکی تھی۔۔۔۔۔

اسفند بلوچ مجھے گھر لے گئے تھے اور حویلی سے زیادہ وقت میرا اسی باغ میں گزرتا تھا میری دعا مام پر شروع ہو کر خالہ پر ختم ہوتی

تھی جن کا پتا آج تک نہیں چلا احتشام بھی غالباً باغ میں آیا تھا اور مجھے اکیلے دیکھ کر اس نے مام کے بارے میں بتایا تو کچھ لمحے میں کچھ کہنے کے قابل نہیں ہوا تھا۔۔۔۔

احتشام نے میری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تو میں نے صاف منع کر دیا تھا کیونکہ میں احد اور اس کی دوستی کے بارے میں جانتا تھا اور اسفند بلوچ کے بیٹے سے میں بے تحاشہ نفرت کرتا تھا احتشام نے جب کہا کہ ہماری دوستی سب سے لاعلم رہے گی تو میں نے اس سے دوستی کی تھی۔۔۔۔

دس سال کی عمر سے میں حویلی آنا شروع ہوا تھا لیکن صرف شاہینہ آنٹی کے کمرے تک اس حویلی میں اپنی بہن تک سے نہیں

ملتا تھا میرا مطلب احتشام کے بعد تم سے اور شاہینہ آنٹی سے تھا جنھوں نے مجھے احتشام کی طرح محبت دی تھی مام کے بعد مجھے ان کے پاس سکون محسوس ہوتا تھا جن کی محبت میں کوئی کھوٹ نہیں تھی۔۔۔۔

احتشام چونکہ ہم سب سے بڑا ہے تو اس کا دھیان ہر طرف تھا اپنی عمر سے زیادہ اس نے محنت کی تھی یوسف انکل کے بہترین دوست زید انکل کے ساتھ مل کر ہر اچھی بری چیز ان سے ہی سیکھی ہے اس نے اور میرے یہ دو چہروں والا آئیڈیا بھی اس کا ہی تھا کیونکہ میرے اندر آج تک انتقام کی آگ جل رہی ہے۔۔۔۔

تم سے میں ہمیشہ کیان بن کر ملا ہو شروعات میں بہت مشکل ہوتی تھی لیکن پھر عادت ہو گئی تھی نیورک میں اپنی پڑھائی کے دوران میں نے علی اور رمیز کے ساتھ مل کر اپنی ایک ٹیم بنائی تھی جو سات لوگوں پر انحصار کرتی تھی۔۔۔۔

کیان، علی، رمیز، احد، احتشام، شہروز، فرازان میں سے رمیز اور علی تو دوست تھے میرے باقی ان سب کو شامل کرنے والا احتشام تھا ماسٹر مائینڈ احتشام تھا بس نام میرا استعمال ہوتا تھا۔۔۔۔

تمہیں پتا ہے فراز وہ لڑکا جو روشنہ کی یونی میں پڑھتا تھا اس کا جونئیر تھا اس نے احد اور روشنہ کو دور کرنے کے لیے روشنہ کا حلیہ ایسا بنا

دیا تھا کہ اس کے ساتھ زبردستی کی گئی ہے اور ہمارے پلان کے مطابق وہ دور ہو گئی تھی اس سے کیونکہ اسفند بلوچ کو معلوم ہو گیا تھا اور وہ اسے ختم کرنا چاہتے تھے اس لیے ہم نے یہ راستہ چنا ایک اور انکشاف تھا جو کاظمہ پر ہوا تھا اب روشنہ اور احد کے سوال اسے یاد آئے تھے جو پوری طرح سلجھ گئے تھے۔۔۔۔

احتشام چونکہ آ نہیں سکتا تھا اس لیے اس نے شہروز کو باہر پڑھنے کے لیے بھیجا تھا ہم چاروں نے مل کر حیات بیگ اور اسفند بلوچ کے ٹھکانوں کا پتا کیا تھا جہاں وہ اسلحہ، اور پاکستان سے لڑکیوں کو یہاں بھیجتے تھے۔۔۔

عمارہ کے زریعے میں نے حیات بیگ کی کافی انفارمیشن حاصل کی تھی جو ہمیں کام آئی تھی ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ سونیا خالہ کا پتہ چل گیا تھا لیکن جس روز ہمیں پتہ چلنا تھا اسی روز کرسٹی کی وجہ سے مجھے پاکستان آنا پڑا اور میں سیدھا چھوٹی حویلی آیا تھا۔۔۔۔

میرا کوئی ارادہ نہ تھا اسفند بلوچ کا لیکچر سننے کا میں جب حویلی آیا تو صرف شاہینہ آنٹی ہی جاگ رہی تھی پہلے پہل تو وہ مجھے دیکھ کے حیران ہوئی لیکن میں نے غصے میں اکے جب ان کو ساری سچائی بتائی یہ سوچ کر وہ میرا یقین کرے گے۔۔۔۔

لیکن جھٹکا اس وقت لگا جب انہوں نے مجھ پر ہاتھ اٹھاتے مجھے حویلی سے نکلنے کے لیے کہا کیونکہ ان کے خیال میں میں بھی اسفند بلوچ کے راستہ پر چل پڑا ہوں اور انہوں نے صاف لفظوں میں مجھے سب سے رشتہ ختم کرنا کہہ دیا تھا جس کے بعد میں نے کبھی حویلی کا رخ نہیں کیا صائم نے سب کچھ بتاتے اسے دیکھا تھا جو ہاتھوں میں سر تھامے بیٹھے تھی۔۔۔۔۔

کچھ اور کہنا نہیں چاہتا تھا لیکن اج ہر حقیقت سے اس کو روشناس کروانا چاہ رہا تھا اس لیے اپنا لب کاٹتے نرمی سے کہتا اسے پتھر کا کر گیا اس کا جھکا سر ایک جھٹکے میں اٹھا تھا تم جاننا چاہتی ہوں نا کہ وہ تم سے اتنی نفرت کیوں کرتی ہے تو ان کی نفرت کے پیچھے کی وجہ یوسف انکل کا چلے جانا ہے کیونکہ تمہاری پیدائش کے تین دن

بعد وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور آنٹی کو لگتا ہے یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا تھا اس لیے وہ تم سے دور رہتی تھی۔۔۔۔۔

کاظمہ کی آنکھوں سے گرم سیال بہنے لگا تھا اس کی ماں اس لیے اس سے اتنا برا رویہ رکھتی تھی اس کو ہی اس کے باپ کی موت کا زمہ دار ٹھراتی تھی اس کا دل چاہا وہ ان سے شکوہ کرے کہ اس میں اس کا کیا قصور اسے کیوں سزا دی وہ تو اپنے باپ کی محبت سے محروم ہو گئی تھی ان کو لمس کو محسوس نہ کر سکی اور ماں نے بھی اسے منحوس کہہ کر خود سے دور کر دیا۔۔۔۔

صائم نے اس کو اپنے حصار میں لینا چاہا تھا جب کاظمہ نے ہاتھ اٹھاتے اس کو روکا تھا صائم پریشان سا اس کا رویہ دیکھ رہا تھا

مطلب اتنا کچھ کہنے کے بعد بھی وہ اس سے ناراض ہو رہی تھی ایک تاسف بھری نظر اس کی پشت پر ڈالی تھی جو کمرے سے باہر نکل رہی تھی اس نے اس کے پیچھے جانا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ وہ ساری چیزوں کے لیے تیار نہیں تھی اس لیے اس کو تھوڑا وقت دینا چاہتا تھا۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

خیریت تم نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے احتشام شہروز سے بغلگیر ہوتا مستفسر ہوا۔۔۔۔

مجھے بات کرنی تھی تم سے مجھے معلوم ہے تم واقف ہو لیکن پھر بھی میں اپنی طرف سے بتانا چاہتا ہوں کہ رائیکہ نے مجھے نعمان کا

پتا کرانے کو کہا تھا جس کو کیان پہلے ہی اس کے انجام تک پہنچا چکا تھا لیکن میں ان ساری چیزوں میں الجھ چکا ہوں اب تمہارے علاوہ میری الجھن کوئی دور نہیں کر سکتا۔۔۔۔

مجھے معلوم ہے کہ رائیکہ نے تمہیں دو دفعہ فون کیا تھا اس کے بعد تم نے بھی کیا تھا جس کا جواب اس نے کافی اچھے طریقے سے دیا تھا اور اگر تم اس کے ماضی کے بارے میں جاننا چاہتے ہو تو مختصر تمہیں بتا دوں کہ اس کی موم اس دنیا میں نہیں ہے اور اس کا باپ اسفند بلوچ ہے احتشام میں سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

تو پھر وہ اپنے باپ سے اتنی نفرت کیوں کرتی ہے اور اگر اسفند بلوچ اس کا باپ ہے تو وہ تم لوگوں کے ساتھ کیوں رہتی ہے شہروز ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔۔۔۔

احتشام صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتا اس کو دیکھنے لگا پھر گہرا سانس خارج کرتے اس کو مختصر سب کچھ بتا دیا تھا جس سن کر شہروز کا غصے کا گراف بڑھا تھا اتنا بے حس شخص اس نے اپنی زندگی میں کبھی بھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔

میں سب کچھ تمہیں بتانا نہیں چاہتا تھا میں چاہتا تھا ایکہ تمہیں خود سے ہی ساری باتیں بتایا لیکن یہ سوچ کر بتا دیا کہ تمہیں اسے

اپنانے میں مسئلہ نہ ہو احتشام نے سنجیدگی سے کہا تو شہروز چونکتا اس کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

شہروز میں کبھی بھی کسی بات سے لاعلم نہیں ہوں خاص کر اپنی بہنوں کے بارے میں ان کے ساتھ جو کچھ ہوا میں سب سے واقف تھا سوائے کاظمہ اور صائم کے نکاح کے مجھے معلوم ہے کہ تمہیں کاظمہ سے محبت ہے احتشام نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا تو جو صائم اور کاظمہ کے نکاح کا سن کر ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

لیکن وہ محبت یک طرفہ تھی بہتر ہے کہ تم اپنی زندگی میں اگے بڑھ جاؤ مجھے پتہ ہے تم خود غرض نہیں ہو تمہارا دل میں کاظمہ

ہے لیکن یقین کرو رائیکہ تمہارے لیے بہترین ہمسفر ثابت ہو گی اگر تم اسے سوچنے اور سمجھنے کی کوشش کرو تو اس سے محبت ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔

تم کہتے ہو کہ تمہیں کاظمہ سے محبت ہے وہ کشش بھی تو ہو سکتی ہے میرا مشورہ یہی ہے کہ تم اس یکطرفہ محبت کو چھوڑ کر آگے بڑھ جاؤ اور اگر تم رائیکہ کو اپنانے کے لیے تیار ہو تو مجھے یقین ہے نکاح کے بول میں اتنی طاقت تو ہوتی ہے کہ وہ تمہیں اس سے محبت کرنے پر مجبور کر دے۔۔۔۔۔۔

شہروز کچھ نہیں بولا تھا بس چپ چاپ احتشام کی باتیں سن رہا تھا وہ غلط نہیں کہہ رہا تھا ساری زندگی اکیلے رہ کر نہیں گزر سکتی تھی

اسے کسی نہ کسی کو تو اپنی زندگی میں شامل کرنا ہی تھا پھر رائیکہ کیوں نہیں وہ کوشش کر سکتا تھا اسے بھی یقین تھا نکاح کی طاقت پر لیکن ایک ڈر تھا جو اس کے دل سے جدا نہیں ہو رہا تھا اگر وہ اسے نہ بھلا پایا تو یہاں آکر وہ بے بس ہو جاتا تھا۔۔۔۔۔

احتشام اس کے چہرے کو اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا ہاں وہ شہروز اور رائیکہ کو ایک ساتھ دیکھنا چاہتا تھا لیکن اس کی بہن اتنی گئی گزری نہیں تھی کہ وہ زبردستی کسی پر مسلط کرتا اس لیے ملازم کو ناشتہ لگانے کا کہتا وہ فون استعمال کرنے لگے۔۔۔۔۔۔

اسے بس صائم کی ایک عادت بری لگتی تھی جو اس کا غصہ تھا غصے میں وہ اپے سے باہر ہوتا اپنا ہی نقصان کرتا آیا تھا وہ جانتے تھے اس

حویلی میں کاظمہ محفوظ نہیں ہے اسفند بلوچ کی ساری گفتگو وہاں موجود ان کے بھیجے گئے بندہ سے مل جاتی تھی لیکن جب اسفند بلوچ نے حیات بیگ کو کاظمہ کے بارے میں بتایا ان کو اپنا غصہ ضبط کرنا مشکل لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

اس اشتعال کو عمارہ کی باتوں نے مزید بڑھا دیا تھا کہ صائم غصے میں تن فن کرتا ہوں وہاں سے نکل گیا تھا اور غصے میں آتے ہی اسے حویلی سے نکال دیا تھا اگر عین وقت پر رمیز نہ پہنچتا تو نا جانے کیا ہو جاتا۔۔۔۔۔

وہ جو ہر جگہ کاظمہ کو ڈھونڈ چکا تھا بس اپنے فارم ہاؤس نہ گیا تھا اگر صائم اسے نہ بتاتا تو اسے کبھی پتا بھی نہ چلتا وہ گھر میں بھی سب کو

بتاناچاہتا تھالیکن شہروز کا میسج دیکھ کر جلدی ہی گھر سے نکل گیا۔۔۔۔۔

احتشام میں تیار ہوں اس کی سوچوں میں خلل شہروز کی سنجیدہ آواز ڈالا جو غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا۔۔۔۔

اتنی جلدی تم نے فیصلہ بھی کر لیا شہروز سوچ لو یہ دو زندگیوں کا سوال ہے جذبات میں آ کر کوئی بھی فیصلہ نہ لینا جو آگے جا کر نقصان دے ثابت ہو احتشام نے سنجیدگی سے کہا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

احتشام میں سوچ سمجھ کر فیصلہ لے رہا ہوں جذباتی فیصلہ نہیں ہے میرا اس لیے تم بے فکر رہو شہروز تحمل سے گویا ہوا تو احتشام نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○○○

تم کیا سوچ رہے ہو رمیز نے گاڑی چلاتا علی سے پوچھا تھا جو نہ جانے کن سوچوں میں گم تھا اس کی بات پر اس کو دیکھتے سکون سے بولتے ہوا اس کا سکون غارت کر گیا۔۔۔۔

رمیز تمہیں وہ لڑکی یاد ہے جو احمد کی بہن ہے شاید مجھے اس محبت ہو گئی ہے ہر وقت ہی اس کو سوچتا رہتا ہوں جب پہلے اس سے ملا تھا تو وہ بہت بہادر بن رہی تھی لیکن آخری دفع وہ بھی ڈری سہمی

ہرنی کی طرح لگی تھی مجھے شاید اپنی عزت جانے کے خوف سے یہ ایسا خوف ہے جو ہر نڈر لڑکی کو بھی بزدل بنا دیتا ہے۔۔۔۔۔

علی تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا وہ تم سے کتنی چھوٹی وہ صرف 17 سال کی ہے اور تم کب سے ان پیار محبت میں پڑ گئے رمیز نے اس کو جھڑکا تھا جس پر اس نے برا سا منہ بنایا تھا۔۔۔۔۔

ویسے تم یہ احمد کے گھر کی طرف کیوں جا رہے ہو علی نے اس کو دیکھتے استفسار کیا تو وہ گہرے سانس ہوا کے سپرد کرتا اس کو بتانے لگا جو منہ کھولے اس کو سن رہا تھا۔۔۔۔

احمد چاہتا ہے کہ ہم اسے روشنہ کے گھر لے کر چلیں تاکہ وہ اس سے اپنی حرکت کی معافی مانگ سکے اس کے اور احد کے بیچ پھیلائی غلط فہمی کو ختم کر سکے وہ نادام ہے کیونکہ اسے لگتا ہے عرشیہ کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا ہے اس کو مکافات عمل کی صورت میں ملا ہے۔۔۔۔۔

لیکن یہ سب کچھ تو کیان کے کہنے پر کیا گیا تھا پھر وہ کیوں نادم ہو رہا ہے اور اس روشنہ کو تو اس کا شکر گزار ہونا چاہیے اس کی جان بچائی ہے اس نے لیکن یہاں تو الٹا ہو رہا ہے وہ بے قصور ہو کر بھی اس سے معافی مانگے گا علی جھنجلا کر بولا تو میز نے کو اس کو گھوری سے نوازا تھا۔۔۔۔

احمد کے گھر کے سامنے گاڑی روکی تو اس کو دروازے پر ہی اپنا منتظر پایا تھا علی کی نگاہ اس کے عقب میں اٹھی تھی لیکن وہاں اسے موجود نہ پا کر مایوس لوٹ آئی تھی۔۔۔۔

احمد مسکراتا گاڑی میں بیٹھا تھا اس کے بیٹھتے رمیز نے گاڑی سٹارٹ کی تھی علی جو کب سے عرشیہ کے متعلق سننے کو بے چین تھا رمیز کو نہ پوچھتے دیکھ اس نے خود استفسار کیا تھا۔۔۔۔

احمد تمہاری بہن مطلب عرشیہ کو کس کے پاس چھوڑ آئے ہو تم اس کے سوال پر رمیز نے اسے گھورا تھا جب کہ احمد اس کے سوال میں چھپی عرشیہ کے لیے فکر مندی دیکھ کر مسکراتے اسے جواب دینے لگا۔۔۔۔

اس حادثہ کے بعد سے اس نے نکلنا بند کر دیا ہے میں نے اسے ساتھ آنے کو کہا لیکن اس نے منع کر دیا اسکے تفصیل بتانے پر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا باقی کا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔۔۔۔

ooooooooo

مجھے معاف کر دو روشنہ میں نے وہ سب تمہیں احد سے دور کرنے کے لیے کیا تھا وہ لوگ اس وقت حویلی کے لان میں موجود تھے رمیز احتشام کو پہلے ہی اپنے آنے کا مقصد بتا چکا تھا اس لیے احتشام نے اس وقت سب کو وہی پہنچنے کا کہا تھا۔۔۔۔

چھوٹی حویلی کے لان میں اس وقت صائم اور کاظمہ کے علاوہ سب موجود تھے شاہینہ بلوچ تذبذب کا شکار تھی انہیں اتنے لوگوں کا یہاں موجود ہونا پھر ایک لڑکے کا روشنہ سے معافی مانگنا روشنہ کو احد سے دور کرنا کے لیے کیا تھا ان کی سمجھ سے بالاتر تھا وہ بس نا سمجھی سے سب کچھ دیکھ اور سن رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

روشنہ کہ حالت تو ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں اس کا سارا چہرہ سفید پڑ گیا تھا فراز کو یہاں دیکھ کر احتشام اور اپنی پھوپھو کے مان کو توڑ چکی تھی وہ جو اس سے محبت نہیں عشق کرتا تھا اس کے عشق کو بے رحم کہہ چکی تھی فریال کے اتنا سمجھانے پر بھی وہ احد کو ہی قصوروار ٹھہراتی رہی جو بے گناہ تھا آج وہ ہار گئی تھی محبت اور

یقین اس نے ایک ساتھ کھو دیا تھا وہ خالی ہاتھ رہ گئی تھی

اتنے عرصے بعد اپنے سامنے دشمن جاں کو دیکھ کر احد کا دل زوروں سے دھڑکا تھا اس نے کہہ تو دیا تھا کہ اس سے بے رخی برتے گا جس روز حقیقت واضح ہو گی وہ بھی بے حس بن جائے گا لیکن اب روشنہ کو اس حال میں دیکھ کر اس کا دل چاہا تھا سب کو پس و پشت ڈال کر اس کو یہاں سے لے جائے جہاں کوئی موجود نہ ہو لیکن دل کو ڈپٹ کر اپنی نظروں کا زاویہ بدل گیا اور مزید اس کے بہتے آنسو دیکھنا اس کے بس میں نہیں تھا۔۔۔۔

روشنہ کیا تم نے مجھے معاف کر دیا میں جانتا ہوں کہ تمہارے ساتھ جو کیا غلط کیا تھا لیکن ہم مجبور تھے اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا احد سے دور کرنے کے لیے ہم تمہیں اس سے بدگمان کرنے کی کوشش کرتے تو تم یقین نہیں کرتی اس لیے ہمیں یہی مناسب لگا کیونکہ کوئی بھی لڑکی اپنی عزت اور وقار کو ختم ہوتا برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔

بیٹا یہ کیا کہے جا رہے ہو تم میری روشنہ اور احد کا کوئی تعلق نہیں ہے تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے شاہینہ بلوچ رساں سے گویا ہوئی۔۔۔۔۔

نہیں ماں فراز ٹھیک کہہ رہا ہے وہ معافی مانگنے آیا ہے روشنہ سے کیونکہ روشنہ اور احد ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں جس یونی سے روشنہ پڑھ کر آئی ہے وہی احد بھی پڑھتا تھا لیکن ان کے آخری سال میں اسفند بلوچ کو پتا چلا تو انہوں نے احد کو روشنہ سے دور کرنے کے لیے اس کو مروانے کے لیے ایک بندے کو پیسے دیے تھے اس سے پہلے کے وہ روشنہ کو کوئی نقصان پہنچاتا ہم نے اسے احد سے دور کر دیا۔۔۔۔۔۔

احتشام کی بات پر شاہینہ بلوچ نے بے یقینی نظروں سے روشنہ کی طرف دیکھا تھا جو آنکھوں میں آنسو لیے انہیں ہی دیکھ رہی تھی وہ کین کی کرسی پر گرنے سے انداز میں بیٹھی تھی انہیں یقین

نہیں آرہا تھا کہ ان کے بھائی کا خون جسے انہوں نے اپنی بیٹی بنا کر پالا انہیں دھوکہ دے گا ان کے یقین کو توڑ دے گی۔۔۔۔

وہ اگر احد کو پسند کرتی تو وہ اسے منا نہیں کرتی باشرط یہ کہ وہ انہیں ایسی جگہ نہ پسند کرتی جہاں وہ تعلیم حصول کے لیے جاتی تھی کیونکہ ان کی نظر میں یہ غلط تھا انہوں نے اسے یقین کر کے اتنی دور بھیجا تھا کیونکہ اس کا خواب تھا شہر سے ڈگری لینے کا ان کے خاندان میں کوئی نہ گیا تھا لیکن انہوں نے روشنہ کو بھیجا لیکن اس نے کیا کیا ان کا سر جھکا دیا وہ مزید کچھ کہے وہاں سے اٹھ کر اندر چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

روشنہ کیا تم نے مجھے معاف کر دیا فراز نے پھر پوچھا تو روشنہ نے بے دردی سے اپنے گال رگڑے تھے۔۔۔۔۔

تم معافی مانگنے آئے ہو نا فراز میں نے کر دیا تمہیں معاف لیکن میں کس کس سے معافی مانگوں تمہاری اس حرکت نے تو مجھے میری نظروں میں گرا دیا تھا اور آج میں سب کی نظروں میں گر گئی اپنی پھوپھو کے مان کو توڑ دیا میں نے جاؤ کر دیا میں نے تمہیں معاف روشنہ بے بسی سے کہتی اٹھ کر اندر چلی گئی تھی احد کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔۔۔۔۔

ذوہا نے ایک نظر احتشام کو دیکھا تھا جو اس کو دیکھ رہا تھا اتنے عرصے بعد اپنے بھائی کو یہاں دیکھ کر روشنہ کو پہلے تو حیرت ہوئی

تھی لیکن پھر اپنے بھائی پر سے ہر الزام ہٹتے دیکھ اس کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا لیکن اب روشنہ کو دیکھ کر اسے برا لگ رہا تھا بس اب وہ یہی چاہتی تھی کہ احد روشنہ کی غلطی نہ دوہرائے اسے معاف کر دے وہ بات کرنا چاہتی تھی احد سے لیکن احتشام کی اجازت کے بغیر نہیں۔۔۔۔۔۔

احتشام جو ذوہا کو دیکھ کر اس کی آنکھوں رقم تحریر کو پڑھتے احد سے مخاطب ہوا تھا احد تم ذوہا سے نہیں ملو گے اس کی بات پر احد نے نرمی سے مسکراتا ذوہا کی طرف بڑھا اور اس کے کندھے کے گرد اپنا بازو پھیلائے وہی لان میں موجود جھولے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔۔

سب کو جاتے دیکھ رائیکہ بھی اٹھ کر جانے لگی تھی وہ کنفیوز ہو رہی تھی شہروز کی نظروں سے جو گاہ بے گاہ اس پر نظر ڈالتا اسے الجھن میں مبتلا کر رہا تھا احتشام اور سب کی موجودگی کی وجہ سے وہ صبر کے گھونٹ پی رہی تھی ورنہ اس کا دل چاہ رہا کہ آنکھیں نکال دے۔۔۔۔۔۔

شہروز جو اطمینان سے سب کی باتیں سن رہا تھا اس کی نظر رائیکہ پر پڑی تو اسے احتشام اور اپنی باتیں یاد آئی تھی جس پر وہ لب بھینجتا فراز کی طرف متوجہ ہو گیا تھا لیکن پھر کچھ سوچتا رائیکہ کو دیکھنے لگا جو اس کے دیکھنے پر بار بار اپنا ڈوپٹہ صحیح کر رہی تھی اس کی تاثرات دیکھتے اس کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا اپنی نظروں سے اس کا پریشان ہونا اسے مزہ دے رہا تھا اس کی حالت سے محظوظ

تھے وہ مستقل اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیے ہوا تھا اب اس کے اٹھنے پر بدمزہ ہوا تھا جو اس کو گھورتے اندر کی طرف جا رہی تھی۔۔۔۔۔

رائیکہ گڑیا رکو مجھے آپ کو کسی سے ملوانا ہے احتشام کی آواز پر وہ حیرت سے پلٹی اور اس کو دیکھنے لگی۔۔۔

جب سامنے سے صائم شان سے چلتا ہوا اس کے سامنے آ کر رکا تھا وہ یہاں نہیں آنا چاہتا تھا لیکن احتشام کے مسلسل اصرار کرنے پر آ گیا تھا احتشام سے بغلگیر ہوتے وہ اس کے برابر کھڑا ہوا تھا جب کہ رائیکہ پریشانی سے معاملے سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

ان سے تھوڑی دور فاصلے پر بیٹھے احد اور ذوہا بھی صائم کو یہاں دیکھ کر حیرت کا شکار تھے۔۔۔۔۔۔

عینی کیسی ہو تم صائم نے اس کے سامنے کھڑے ہوتے کہا تو رائیکہ نے بے یقین نظروں سے اس کا چہرہ دیکھا تھا اسے اس نام سے تو صرف اس کی مام خالہ اور بھائی نے ہی بلایا تھا تو کیا یہ کیان تھا رائیکہ نے بے تابی سے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما اس وقت صائم بلوچ سے کی گئی نفرت تو بہت دور تھی ابھی تو صرف محبت تھی اپنے بھائی سے جو اس سے چھوٹا تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن اب وہ کہی سے نہیں لگ رہا تھا کہ اس سے چھوٹا ہے دراز قد، کثرتی جسامت کے آگے یہ فرق تو بہت پیچھے رہ گیا تھا اس کے سینے سے لگتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔۔۔۔

اس کے چپ نہ ہوتے دیکھ صائم نے اسے خود سے علیحدہ کرتا اس کے آنسو صاف کیے تھے جو مسلسل بہہ رہے تھے آج اتنے عرصے بعد اپنی بہن کو دیکھنا اور اس کو روتا ہوئے دیکھنا صائم کی برداشت سے باہر تھا تم ہمیشہ روتی ہی رہا کرو اس کے سر پر ہلکی سی چت لگاتے نرمی سے کہا تو رائیکہ آسودگی سے مسکرائی تھی۔۔۔۔۔۔

ذوہا جو اٹھ کر ان کی طرف آ گئی تھی صائم کا کسی سے اتنی نرمی سے بات کرنے پر اس کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا اور کیا رشتہ تھا رائیکہ اور صائم کا وہ تو ان کا بھائی تھا جو کسی سے سیدھے منہ بات نہیں کرتا تھا اور اب وہ رائیکہ سے اتنی ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا ذوہا کو یہ خواب ہی لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

صائم تم کاظمہ کو نہیں لے کر آئے اچانک رائیکہ نے اس سے پوچھا تو سب کو ہی کاظمہ کا خیال آیا تھا جو اس کے ساتھ تو نہیں آئی تھی لیکن ذوہا کو اپنے بھائی کا نام اس طرح لیتے دیکھ برا لگا تھا لیکن یہاں پرواہ کسے تھے۔۔۔۔۔۔

نہیں وہ رونے کا شغل فرما رہی تھی تو اس لیے اس کو پریشان کرنا میں نے مناسب نہیں سمجھا اور اکیلا تم سے ملنے کے لیے آ گیا صائم نے شان بے نیازی سے کہا تو احتشام نے ایک مکا اس کی کمر میں مارا تھا جس پر وہ کراہ کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔

مطلب تم میری بہن کو روتا چھوڑتے ہوئے یہاں اپنی بہن سے ملنے کے لیے آ گئے احتشام نے اس کو گھورتے ہوئے چبا چبا کر پوچھا تو اس نے بلا تاخیر کے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

ہاں تمہاری بہن کو منانا ایک بہت بڑا معرکہ ہے ہر وقت تو وہ روتی رہتی ہے پتا نہیں کہاں سے لاتی ہے اتنے آنسو اور تم نے کہا تھا کہ جلد از جلد پہنچوں تو میں ایسے ہی آ گیا اس میں غلط کیا ہے

صائم نے دکھ بھرے لہجے میں کہا تو اب رائیکہ نے بھی اسے گھورا تھا جس پر اس نے کندھے اچکا دیے تھے۔۔۔۔۔۔

تم جیسا شوہر ملے گا تو رونا ہی آئے گا شہروز نے اس کو دیکھتے لطیف سا طنز کیا تو سب نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی البتہ صائم نے شہروز کو خونخوار نظروں سے دیکھا تھا جس پر اس نے آنکھیں گھمائی تھی۔۔۔۔

احتشام تم اس شخص کی میری بہن سے شادی کر رہے ہو جس کو بات کرنے کی تمیز نہیں ہے صائم نے سنجیدگی سے کہا تو رائیکہ اور زوہا نے حیرانگی سے احتشام کی جانب دیکھا تھا جو ان دونوں کی نوک جھوک پر اپنی ہنسی ضبط کر رہا تھا۔۔۔۔۔

رائیکہ نے صدمے سے اپنے سامنے بیٹھے شہروز کو دیکھا تو شہروز نے اس کے دیکھنے پر آنکھ ونک کی تھی جس پر اس نے سٹپٹاتے نگاہوں کا زاویہ بدلہ تھا۔۔۔۔

ہاں تو اس میں کچھ غلط نہیں ہے تم کاظمہ کو واپس حویلی چھوڑ کر جاؤ یہاں سب بہت یاد کر رہیں اسے اور تم اب جا سکتے ہو لیکن اگر ماں سے ملنا چاہو تم مل آؤ احتشام نے سنجیدگی سے کہا تو صائم بنا کچھ کہے ہی اٹھ گیا تھا وہ ویسے بھی جلد ہی کاظمہ کے پاس جانا چاہتا تھا اس کو روتا چھوڑ کر آنے اس کے لیے باعث تکلیف تھا لیکن اسے امید تھی کہ اب اس کا غم تھوڑا کم تو ہو گیا ہو گا۔۔۔۔۔۔

شہروز بھی احتشام سے ملتے حویلی سے چلا گیا تھا اس کے جاتے وہ سب بھی اپنے کمروں کی بڑھ گئے تھے۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○○○

احتشام جو اپنے کمرے کی طرف جایا تھا کچھ سوچتے اس نے اپنا رخ روشنہ کے کمرے کی طرف کیا تھا دروازہ کھٹکھٹانے پر جب اندر سے کوئی جواب نہ ملا تو وہ خود اندر داخل ہوا تھا جہاں روشنہ اپنے دونوں بازوں گھٹنوں پر لپیٹیں رونے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔۔

روشنہ اس کے سامنے بیٹھتے احتشام نرمی سے پکارا تو روشنہ نے اس کی جانب دیکھا تھا جو اس سے تھوڑے فاصلے پر اس کے ساتھ

زمین بیٹھ گیا تھا روشنہ کو اس کو دیکھتے نئے سرے سے رونا آنے لگا۔۔۔۔۔

روشنہ تمہیں گھبرانے اور پریشان ہونے کی بالکل ضرورت نہیں ہے اس سب میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے تمہیں شہر سے پڑھنا تھا اور میں تمہیں کبھی بھی وہاں اکیلے نہیں بھیج سکتا تھا گھر کی عورتوں کے معاملے میں کسی اور پر یقین نہیں کر سکتا تھا احد اسی یونی میں پڑھتا تھا اس لیے تمہیں بھی وہیں داخلہ دلوادیا تھا۔۔۔۔۔

احد بہترین دوست ہے میرا میں نے اسے تمہاری حفاظت کے لیے کہا تھا لیکن انہیں محبت ہو گئی تو اس میں تمہارا کوئی قصور

نہیں قصور ہے تو یہاں پر کہ تم نے ہمیں اس بارے میں پتہ نہیں چلنے دیا لیکن جو ہو گیا اسے چھوڑ دو اور یہ رونا بند کرو اب رونے سے کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو گا اگر تم ماں کی وجہ سے پریشان ہو تو تم ان سے معافی مانگ لو مجھے امید ہے وہ جلد معاف کر دیں گی احتشام نے نرمی سے سمجھاتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

بھائی پھوپھو معاف کر دیں گی لیکن احد وہ کیسے معاف کرے گے ان سے معافی مانگنے کی ہمت بھی نہیں ہے مجھ میں وہ جو کمرے سے باہر جا رہا تھا اس کی روہانسی آواز پر رکا تھا لیکن پلٹا نہیں وہ تم سے معافی کا طلبگار ہے بھی نہیں میری نظر میں وہ تمہیں جھکا کر خوش نہیں ہو گا اگر تمہیں پریشان ہونا تو صرف ماں کے لیے ہو۔۔۔۔۔۔

روشنہ حیرت سے اس کی باتیں سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی جو اسے اور الجھا کر چلا گیا تھا لیکن واقع اس کے لیے سب سے زیادہ شاہینہ بلوچ کو منانا ضروری ہے جو اس بات سے دلبر داشتہ ہو گئی۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○○

احتشام کمرے میں آیا تو ذوہا کو کمرے میں چکر کاٹتے پایا نفی میں سر ہلاتا الماری کے پاس رکتے اپنا سوٹ لیتا واشروم میں گھسا تھا ذوہا کو مکمل طور پر نظر انداز کیا تھا جس پر اس کی آنکھوں میں فوراً آنسو چمکے تھے منہ بسورتے وہ اپنی جگہ پر لیٹتی سر تک کمفرٹر تان گئی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ شاور لے کر نکلا تو اس کی نظر جیسے ہی ذوہا پر پڑی تو اس کی کشادہ پیشانی پر شکن ابھری تھی وہ ٹاول وہی صوفے پر پھینکتے اس کی طرف بڑھا اور ایک جھٹکے میں اس سے کمفرٹر اتارا تھا وہ جو سونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی احتشام کی حرکت پر گھبرا کر اٹھی تھی جو اسے ہی غصے سے گھور رہا تھا۔۔۔۔۔۔

ذوہا یہ کیا حرکت کی ہے تم نے دونوں بازو سینے پر لپیٹے اس کو گہری نگاہوں سے دیکھتے بولا تو ذوہا سختی سے آنکھیں میچی تھی جب کہ اس کے دوپٹہ سے بے نیاز وجود کو دیکھتے اس کے سینے میں جذباتوں کا طوفان اٹھا تھا جس پر بامشکل ضبط کیے کھڑا تھا۔۔۔۔۔

سائیں میں نے کیا حرکت کی ہے میں تو صرف سو رہی تھی زوہا
نے نرمی سے کہا تھا جس پر احتشام نے آنکھیں چھوٹی کرتے اسے
گھورا شوہر کو کھانے دیے بنا تم سونے کی تیاری کر رہی ہو کتنی ظالم
ہو تم یہاں تمہارا شوہر بھوکا ہے اور تمہیں اپنی نیند کی پڑی ہے
احتشام نے اسے شرمندہ کرنا چاہا تھا جس میں وہ کامیاب بھی ہوا
تھا۔۔۔

ایم سوری سائیں میں ابھی آپ کے لیے کھانا لاتی ہوں زوہا اپنا
دوپٹہ اٹھاتے عجلت میں بولتی اس کے قریب سے گزر رہی تھی
جب احتشام نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے ایک جھٹکے سے
اپنے قریب کیا تھا۔۔۔۔

اب میرا کھانے کا ارادہ نہیں ہے میرے کہنے پر تم کھانا لینے جا رہی ہو جب کہ تمہیں خود احساس ہونا چاہیے احتشام نے اس کی لٹ کو انگلی پر لپیٹتے مخمور لہجے میں کہا تو ذوہا اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

نن۔۔ نہیں سائیں میں تو

اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتی احتشام اس کے لبوں کو قید کرتا اس کو خاموش کرا گیا تھا کچھ توقف کے بعد پیچھے ہوتے اس کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھتے دلکشی سے مسکرایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اس کو بانہوں میں بھرتے بیڈ پر لایا تو ذوہا کو اس کے ارادہ جان کر گھبراہٹ ہونے لگی تھی بہت کچھ کہنے کی چاہ میں لب صرف پھڑپھڑا کر رہ گئے تھے احتشام نے نرمی سے اس کے گلے سے دوپٹہ الگ کرتے وہاں اپنے لب رکھے تھے جب ذوہا کی آواز پر خمار آلود نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

سائیں صائم بھائی کیوں آئے تھے اور رائیکہ بھائی کی بہن کیسے ہوئی ذوہا کے پوچھنے پر احتشام نے اسے خشمگیں نگاہوں سے دیکھا تھا اس بات کی اس وقت تو وہ بلکل توقع نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔

صرف اتنا جان لو کہ رائیکہ اور صائم سگے بہن بھائی ہیں رائیکہ کا اصل نام قرۃ العین تھا لیکن پھر بابا نے رائیکہ رکھ دیا تھا اور وہ

صائم سے تین ماہ بڑی ہے اور تم اور احد اس کے سوتیلے بہن بھائی ہو اس لیے اب تمہاری آواز نہ آئے احتشام سختی سے اس کو بولتا پھر سے اس کی گردن پر جھک گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے اب سمجھ آئی تھی کہ رائیکہ نے صائم کو نام سے کیوں پکارا تھا اور یہ جان کر جھٹکا لگا تھا کہ وہ اس کے سوتیلا بھائی ہے جبھی شاید اس سے اتنی دور رہتا تھا۔۔۔۔۔

تو کیا رائیکہ اور شہروز بھائی کی شادی ہونے والی ہے ذوہا نے پھر سے سوال کیا تو احتشام نے غصے اور اس قربت کی وجہ سے سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کو گھورا تھا جس پر ذوہا نے حلق تر کرتے منتظر نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔۔

احتشام نے بنا کچھ کہے اس کی گردن پر دانت گاڑھے تو ذوہا کے منہ سے سسکی نکلی تھی جس کو سنتے احتشام نے اسے دیکھا تھا جو خفگی سے اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

اگر اب تمہاری پھر سے کوئی آواز آئی نہ تو مجھ سے کسی بھی طرح کی نرمی کی امید نہ رکھنا اس کے نچلے لب کو انگوٹھے سے سہلاتے وارن کرتے انداز میں کہا تو ذوہا نے نگاہوں کا زاویہ بدلا تھا جس پر ایک جاندار مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آئی تھی۔۔۔۔

اس کا رخ اپنی جانب کرتے احتشام پوری شدت سے اس کے لبوں کو قید کر گیا تھا اس کی بڑھتی شدت سے تنگ آتے ذوہا نے

مزاحمت کرتے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اس کو پیچھے کرنا چاہا تھا جس پر وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے بیڈ کراؤن سے لگا گیا۔۔۔۔

اپنی مان پوری کرتے پیچھے ہوتے اس دیکھنے لگا جو کھینچ کھینچ کر سانس لیتی اپنا سانس ہموار کرنے کی کوشش کر رہی تھی احتشام اس قریب سے اٹھتے ایک جھٹکے میں اپنی شرٹ اتار کر پھینکتا اس کے وجود پر قابض ہوا تھا۔۔۔۔۔

ذوہا بھی بنا مزاحمت کیے اپنا آپ اس کے سپرد کر گئی تھی

۔۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○○

شہروز چوہدری حویلی پہنچا تو ثمینہ چوہدری اور رحیم چوہدری اسے ہال میں بیٹھے نظر آئے تھے وہ انہیں سلام کرتا ثمینہ چوہدری کے ساتھ بیٹھتے ملازمہ کو پانی کا کہنے لگا تھا جب رحیم چوہدری کی کرخت آواز گونجی تھی۔۔۔۔۔۔

شہروز تم نے دو دن بعد بھی حویلی آنے کی زحمت کیوں کی وہی رہتے جہاں تم دو دن سے موجود تھے۔۔۔۔۔

بابا میں شادی کرنا چاہتا ہوں شہروز نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے اپنا بات کہی تھی کیونکہ اور کوئی طریقہ نہیں تھا ان کے

سوالوں سے بچنے کا اس لیے سنجیدگی سے کہتا پانی کا گلاس اٹھا کر پینے لگا جو ابھی ملازمہ رکھ کر گئی تھی۔۔۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہو شہروز کیا کسی کو پسند کرتے ہو ثمینہ چوہدری نے محبت پاش لہجے میں پوچھا تو اس نے لب باہم پیوست کرتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

نہیں ماما پسند نہیں کرتا لیکن کیا پتا بعد میں کرنے لگوں آپ لوگ شادی تو کروائیں گے نہ تو اس سے کروادے جس سے میں چاہتا ہوں شہروز پانی کا گلاس رکھتے صاف گوئی سے بولتا اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا جب رحیم چوہدری کی غصے بھری آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔

جب سب کچھ سوچ کر ہی بیٹھے ہو تو یہ تو بتا دو کہ جانا کب ہے اس کا رشتہ مانگنے کے لیے ویسے اچھی بات ہے تمہارے عشق محبت کا بھوت جلدی اتر گیا ورنہ تم کیسے خود غرض بن سکتے تھے کسی اور کو دل میں بسا کر کسی اور سے شادی کرنا یہ تمہارے کام تو نہیں رحیم چوہدری کی استہزاء آواز پر شدت ضبط سے سرخ پڑتی آنکھوں کو بند کر کے کھولا تھا۔۔۔۔۔

مام چند دن بعد بتا دونگا آپ کو بنا پلٹے جواب دیتا سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے میں چلا گیا تھا ثمینہ چوہدری نے تاسف سے اپنے شوہر کی جانب دیکھا تھا پھر خود بھی اپنے کمرے کی طرف چلی گئ

تھی جس کا انتظار تھا وہ آ گیا تھا اب باہر بیٹھنا بے کار ہی تھا۔۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○

وہ کمرے میں داخل ہوا تو اسے ہنوز روتا دیکھ اس کے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھا تھا مضبوط قدم اٹھاتا اس کے نزدیک کھڑے ہوتے اسے دیکھنے لگا تھا جو تکیہ میں منہ چھپائے رونے میں مصروف تھی اب اس کے اتنا رونے پر صائم کو چڑ ہو رہی تھی ہاتھ میں تھامے شاپنگ بیگ وہاں رکھی کانچ کی ٹیبل پر رکھتے اس پر جھکتے اس کے کان میں سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔۔۔۔۔۔

ہنی کیا تمہیں پتا ہے کہ تم پورے دو گھنٹے اس گھر میں اکیلی رہی ہو۔۔۔۔۔۔

اس کی سرگوشی اپنے کان کے قریب سنتے اس نے فوراً اپنا منہ تکیہ سے نکلتے بے یقینی نظروں سے اسے دیکھا تھا جو ایک گھٹنہ فولڈ کر کے بیڈ پر رکھے اس پر جھکا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ اتنے برے ہے میں سوچ بھی نہیں سکتی آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر گھر سے باہر چلے گئے ضرور اس عمارہ چڑیل کے پاس گئے ہونگے کاظمہ نے منہ پھلاتے نروٹھے پن سے کہا تو جہاں صائم کو اس کی پہلی بات اور اس کے لہجے کی معصومیت پر اس پر پیار آرہا

تھا وہی اس کی آخری بات سن کر اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا وہ
سیدھے ہو کر بیٹھتا اسے غصے سے گھورنے لگا
تھا۔۔۔۔۔۔۔

کاظمہ اگر اب پھر سے تم نے آنسو بہائے نہ تو مجھے مجبوراً وہی
صائم بننا پڑے گا اور پھر تمہارا برا ہونا کا خطاب بھی میں خوشی سے
لونگا اس کو دوبارہ رونے کی تیاری کرتے دیکھ وہ اکتائے ہوئے
لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔۔۔۔

میری زندگی میں شاید سب کے آنسو صاف کرنا رہ گیا ہے تھوڑی
دیر پہلے رائیکہ کا روتا چہرہ یاد کرتے اس کا موڈ بری طرح آف ہوا
تھا اس کی بڑبڑاہٹ کاظمہ نے بغور سنی تھی۔۔۔۔۔۔

آپ مجھے اتنا رلا کر کس کے آنسو صاف کرنے گئے تھے کاظمہ نے اس کو کڑے چتونوں سے گھورتے پوچھا تو صائم اس کے لہجے میں چھپی جلن کو محسوس کرتے مسکرائے بنا نہیں رہ سکا تھا اس کا یہ بدلہ بدلہ انداز اسے بہت پسند آرہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اب جب تم نے کہہ دیا کہ میں عمارہ کے پاس گیا تھا تو تمہاری بات کی نفی کیسے کر سکتا ہوں اچھے شوہر تو اپنی بیوی کی ہر بات مانتے ہیں نہ صائم کہنی کو بیڈ پر ٹکائے ہتھیلی پر اپنا سر رکھتے نیم دراز ہو کر اس سے بولا تو کاظمہ منہ کھولے صدمے سے اسے دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ہاں تو یہ خصوصیات اچھے شوہر کی ہوتی ہے آپ کو کس نے کہہ دیا کہ آپ اچھے شوہر ہے زیادہ ہی خوش فہمی پال رکھی ہے آپ نے کاظمہ نے ناک سے مکھی اڑانے والا انداز میں کہا تو صائم نے پہلو بدلہ تھا اس کی بات ٹھیک ہی تھی وہ ابھی تک ایک برا شوہر ہی ثابت ہوا تھا جس کی ذات سے صرف کاظمہ کو تکلیف ہی پہنچی تھی۔۔۔۔۔۔

اچھا ہم اپنی لڑائی بعد میں کنٹینو کریں گے ابھی تم تیار ہو جاؤ صائم اٹھ کر وہ بیگ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا تو کاظمہ نا سمجھی سے اس بیگ کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔

یہ کیا ہے اس کے ہاتھ سے بیگ لیتی مستفسر ہوئی تو صائم نے جھک کر اس کی بھیگی پلکوں پر اپنے لب رکھے تھے جب کہ اس اچانک افتاد پر کاظمہ کچھ سمجھ ہی نہ سکی لبوں کو تر کرتے وہ خود سے ہی بیگ کے اندر موجود ڈریس کو دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔۔

اس کے سرخ چہرے اور ہاتھوں کی لرزش کو دیکھتے صائم کے چہرے پر ایک جاندار مسکراہٹ آئی تھی ہنی تم تو میری زرا سی قربت پر اتنا گھبرا رہی ہو آگے کیسے برداشت کرو گی صائم نے اس کو نظروں کے حصار میں لیتے ذو معنی انداز میں کہا تو کاظمہ نے بنا کوئی جواب دیے وہ ڈریس نکالنے لگی۔۔۔۔۔

میں چاہتا ہوں تم یہ پہنو کاظمہ نے ساڑھی جیسے ہی نکالی صائم نے خمار آلود لہجہ میں کہا تو کاظمہ کے ماتھے پر پسینہ چمکا تھا ایسے کپڑے پہنے تو دور کی بات تھی اس نے کبھی لینے کے بارے میں بھی نہیں سوچا تھا اور ان کو پہننا اس کے لیے کسی محاز پر جانے کے مترادف تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن میں نے یہ کبھی نہیں پہنی کاظمہ نے ایک بے بس اس کو دیکھ کہا تو صائم اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اس کے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے تو میں مدد کر دوں گا صائم نے اپنے لہجے کو سنجیدہ کرتے کہا البتہ آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی جو کاظمہ کی نظروں سے پوشیدہ ہی تھی۔۔۔۔

اس کی آفر پر کاظمہ کی آنکھیں پھیلی تھی حیرت سے کنگ چہرہ لیے اس کو دیکھ رہی تھی جب کہ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتے صائم کو اپنا قہقہہ ضبط کرنا مشکل ترین مرحلہ لگ رہا تھا ضبط کے باعث سارا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

توبہ آپ اتنے بے شرم انسان ہیں کاظمہ سرخ چہرہ لیے تپے ہوئے انداز میں بولی تو صائم کا فلک شگاف قہقہہ کمرے میں گونجا تھا جب کہ اس کو پہلی دفع کھل کر ہنستے دیکھ کاظمہ مبہوت ہوئی

تھی اس کی ہنسی واقع دلکش تھی اس کی نظر خود پر پڑتے ہی اس نے گھبرا کر نگاہوں کا زاویہ بدلہ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

صائم نے نفی میں سر ہلاتے دوسرے بیگ سے فراک نکالتے اس کی جانب بڑھائی تو کاظمہ نے سکون کا سانس خارج کرتے وہ فراک اس کے ہاتھ سے لی تھی لیکن وہ ابھی بھی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ صائم یہ سب اسے کیوں دے رہا ہے۔۔۔۔۔

بلیک کلر کی پیروں کو چھوتی فراک جس کے نیٹ کے بازوؤں پر وائٹ سٹون سے کام کیا گیا تھا ساتھ میچنگ ہیلز دیکھتے وہ پریشانی سے معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی جب صائم کی آواز اسے ہوش میں لائی۔۔۔۔۔۔۔

ہنی تم یہ چینج کر لو جب تک چینا آکر تمہارا لائٹ سا میک اپ کر دے گی صائم والہانہ نظروں سے اس کو دیکھ کر بولا تو کاظمہ کو اس سے پوچھنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نظر نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

لیکن یہ سب آپ مجھے کیوں دے رہے ہے کیا ہم کہی جا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔

ہمم تم تیار ہو جائے پھر بتاؤں نگا کہ کہاں جا رہے ہیں صائم نے اس کو کھڑا کرتے اس کے ہاتھ میں ڈریس پکڑا کر اسے واشروم کے

دروازے کی طرف بھیجا تو کاظمہ رک کر اس کو دیکھنے لگی جو اس کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

پہلے تو آپ نے مجھے ملازم کے کپڑے پہننے کے لیے دیے تھے اب یہ نئے کپڑے کیوں لے کر آئے ہے ایک ہاتھ کمر پر ٹکاتی لڑاکا عورتوں کی طرح بولی تو صائم نے اب کی بار غصے سے اسے گھورا تھا لیکن پھر خود کو پر سکون کرتے پیار سے اس کو کہنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔

تو تم کیا چاہتی ہو کہ میں پھر سے ملازمہ کے کپڑے تمہیں دوں نہیں نہ اس لیے یہ پہن لو۔۔۔۔۔۔

ہنہہ ضرور خود کا کوئی مقصد ہو گا ورنہ اتنا اچھے تو نہیں ہے کاظمہ دھیرے سے بڑبڑائی تھی۔۔۔۔۔

کچھ کہا کیا آپ نے جانم صائم نے اس کے پیچھے کھڑے ہوتے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

جی نہیں میری اتنی مجال نہیں ہے جو میں آپ کو کچھ کہہ سکوں زکوٹا جن کہی کے پہلی بات بلند اواز میں کہی تھی جب کہ اخری بات ہلکے سے ہی کی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اچھی بات ہے ویسے بھی اچھی بیویاں اپنے شوہر سے زبان درازی نہیں کرتی صائم نے اس کے گال پر اپنی ناک ٹیرس کرتے کہا تو کاظمہ بدک کر پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اچھی بیویاں اچھے شوہروں کو ملتی ہیں میں پتا نہیں آپ کو کیسے مل گئی کاظمہ مسکراہٹ روکتے اس سے کہتی صائم کو بری طرح چونکا گئی تھی وہ حیران سا اس کی زبان کے جوہر سن رہا تھا ایک نظر اس کے بند دروازے کو دیکھتے وہ بعد میں نمٹنے کا سوچتے خود کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔۔۔

کاظمہ نے یہ فراک پہن تو لی تھی لیکن اب اسے صائم کے سامنے جانے کا سوچتے ہی گھبراہٹ ہو رہی تھی پیروں کو چھوتی فراک

جس کا گلا کافی ڈیپ تھا جب کہ بیک پر لگی ڈوریاں جس کی مدد سے گلے کو سیٹ کیا تھا نیٹ کے بازؤوں جو اس نے آج اس سے پہلے کبھی نہیں پہنے تھے خود کو شیشے میں دیکھتے وہ نا جانے کتنی بار اس ڈریس بنانے والے کو صلواتیں سنا چکی تھی۔۔۔۔

خود میں ہمت مجتمع کرتے اس نے ایک آخری نظر خود پر ڈالی تھی لیکن پیچھے سے نظر آتی اپنی کمر کو دیکھتے اس نے غصے اور بے بسی کے ملے جلے تاثرات لیے دوپٹے کو اپنے اوپر اچھے سے پھیلاتے تھوڑا سا دروازہ کھولتے جھانک کر ایک نظر کمرے میں دوڑائی تھی صائم کو نہ پا کر اس نے شکر کا سانس لیتے اپنے قدم کمرے میں رکھے تھے۔۔۔۔۔۔

جلدی سے دوپٹہ اترتے ڈرائیر نکالتے بال سکھانے لگی تھی گاہ بے گاہ نظر دروازے پر بھی ڈال لیتی تھی صائم کا موبائل بیڈ پر بجتے اس کے ہاتھوں میں تیزی آئی تھی صائم جو ڈریسنگ روم سے اپنے کپڑے نکال رہا تھا رنگ ٹون کی آواز پر باہر آتا بیڈ کی طرف بڑھنے لگا تھا جب اس کی نظر کاظمہ پر اٹھتے وہی جم گئی تھی۔۔۔۔۔۔

جب کہ کاظمہ اس کے اچانک سے نمودار ہونے پر حواس باختہ اپنے دوپٹہ کی طرف بڑھی تھی لیکن اس کو شرٹ لیس دیکھتے دونوں آنکھیں سختی سے میچتی اپنا رخ دیوار کی طرف کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔

صائم کی نگاہیں اس کے سراپے کا طواف کر رہی تھی کمر پر بکھری گیلی زلفیں جن سے پانی کے قطرہ نکلتے زمین پر گر رہے تھے پیچھے کے گلے سے جھانکتی اس کی دودھیا کمر دیکھتے اس کی آنکھوں میں خمار اترا تھا وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا اس کے بالوں سے آتی بھینی بھینی خوشبو اس کے حواس سلب کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اس کے بالوں میں چہرہ چھپاتے وہ گہرہ سانس کھینچتے کاظمہ کا سانس سینے میں اٹکا گیا تھا اپنی گردن پر اس کے لبوں کا لمس محسوس کرتے اس کی ہتھیلیاں عرق آلود ہوئی تھی اپنے بالوں کو کمر سے سرکتے دیکھ کاظمہ تیزی پلٹی تھی۔۔۔۔۔

اس کے پلٹنے پر صائم کی نگاہیں اس کے چہرے کے نقش میں الجھتی کپکپاتے سرخ لبوں پر اٹکی تھی جس کو دیکھتے اس کے حلق میں کانٹے چبے تھے وہ ایک ہاتھ اس کی گردن کے گرد لپیٹتا پوری شدت سے اس کے لبوں پر جھکا تھا کہ اس کے عمل سے کاظمہ کی آنکھیں پھیلی تھی اس کے لمس میں بڑھتی شدت کو محسوس کرتے کاظمہ نے اس کے کندھے کو تھاما تھا۔۔۔۔۔۔

کچھ توقف بعد وہ پیچھے ہوتے اس کو گہرے گہرے سانس لیتا دیکھنے لگا تھا شدت بھرا لمس اس کے گال پر چھوڑتے وہ اسے اپنے حصار سے آزادی دیتے ڈریسنگ روم میں بند ہوا تھا جب کہ کاظمہ ابھی بھی اسی پوزیشن میں کھڑی تھی جب چینا اندر آئی تھی۔۔۔۔۔۔

میم آپ بیٹھ جائے میں آپ کو تیار کر دو نگی چینا مسکراتے بولے تو کاظمہ اپنی شور کرتی دھڑکنوں کو سنبھالتی بیٹھ گئی تھی اس کے بیٹھتے ہی چینا اسے بغور دیکھنے لگی تھی جب کہ اس کے اتنے غور سے دیکھنے پر گھبراہٹ ہونے لگی تھی کہ کہی وہ اس سے کچھ پوچھ ہی نہ لے۔۔۔۔۔۔

آپ کو تو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے لیکن پھر بھی سر کے کہنے پر میں آپ کو صرف مسکارا اور لپ سٹک لگا دیتی ہوں چینا خود سے بولتی ہی اس کی لانبی پلکوں کو مسکارے سے کوٹ کرنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔۔

لپ سٹک ریڈ لگا ناوہ جو پنک کلر کی لپ سٹک اٹھا رہی تھی اس کی سنجیدہ آواز پر پیور ریڈ کلر سے اس کے لبوں کو رنگتے سبز نگینوں میں کاجل ڈالے اس نے اس کے بالوں کو ڈھیلے سے جوڑے میں قید کرتے چند لٹیں نکالی تھی۔۔۔۔۔۔۔

آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہے چینا اس کی تعریف کرتے چلی گئی تھی لیکن کاظمہ کی نظریں شیشے میں نظر آتے اپنے عکس پر تھی وہ آج پہلی بار تیار ہوئی تھی وہ بھی صائم کی فرمائش پر جب کے اس کے ارادوں کا سوچ سوچ کر ہی اس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔

چینا کے کہنے پر وہ کمرے سے نکلتی پورچ میں آئی تھی جہاں وہ گاڑی میں بیٹھے اس کا منتظر تھا وہ دونوں ہتھیلیوں کو آپس میں مسلتے گاڑی میں بیٹھی تھی صائم کے ساتھ اس کا دوسرا سفر تھا پہلے کو یاد کرتے اس بے جھرجھری لی تھی۔۔۔۔۔

اس کی غائب دماغی کو محسوس کرتے صائم جیسے اس کے دماغ تک جا پہنچا تھا لب باہم پیوست کرتے اس نے گاڑی سٹارٹ کی تھی اسے اس وقت خود پر غصہ آرہا تھا کہ اس کی محبوب بیوی کے ذہن میں بس اس کی ذات سے متعلق چند یادیں تھی جن میں بھی اس نے اسے تکلیف سے دوچار ہی کیا تھا۔۔۔۔۔

ہم کہاں جارہے ہیں کاظمہ نے ایک چور نگاہ اس کو دیکھتے دوبارہ اپنا رخ کھڑکی کی جانب کیا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ جو سوچوں میں محو تھا اس کی آواز پر ہوش میں آتے اسے دیکھنے لگا جو پوری دلجمعی سے باہر کے نظارے دیکھ رہی تھی صائم نے بگڑے ہوئے موڈ کے ساتھ گاڑی کی سپیڈ مزید تیز کی تھی جس پر کاظمہ ڈرتے اسے دیکھنے لگی جو سرد تاثر چہرہ پر سجائے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔

میں نے پوچھا ہے کہ آپ مجھے کہاں لے کر جارہے ہیں کاظمہ نے اب کی بار چلا کر پوچھا تو صائم نے اس کی طرف دیکھا تھا جو اس کے دیکھتے ہی نگاہوں کا زاویہ بدل گئی تھی۔۔۔۔۔۔

یہ تم نگاہیں کیوں چرا رہی ہو صائم نے مسکراہٹ روکتے پوچھا تو کاظمہ گڑ بڑائی تھی۔۔۔۔۔

نن۔۔ نہیں تو میں کیوں نگاہیں چراؤں گی کاظمہ نے ٹھیک دوپٹہ کو ٹھیک کرتے صائم سے زیادہ خود کو یقین دلایا تھا جب کہ صائم کی شوخ نظریں اسے کہی بھاگ جانے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں صائم نے ایک جگہ گاڑی روکتے اس سے کہا تو کاظمہ بھی اس کی پیروی کرتی دروازے کھولتے باہر نکلی تھی بس تھوڑی سی دور ہمیں پیدل جانا ہے صائم

نے اس کا ہاتھ تھامے نرمی سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا یا تھا۔۔۔۔۔۔۔

بس یہی لانا چاہتا تمہیں صائم نے اس کو دیکھتے محبت پاش لہجے میں کہا تو وہ جو اپنے فراک سنبھالتی آرہی تھی اس کی آواز پر نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تھا سامنے کا منظر دیکھتے آنکھیں اسی منظر جم گئی تھی

۔۔۔۔۔۔

دور دور تک پھیلی ریت جس پر چھوٹے چھوٹے دیے ہارٹ شیپ میں رکھے تھے ان کے بیچ میں لکھا صائم لو کاظمہ اس کا دل دھڑکا گیا تھا اس سے کچھ فاصلے پر موجود سفید پردوں سے سجا ایک ہٹ جس کے چاروں طرف لگے پردے ہوا کے دوش سے لہرا رہے

تھے وہاں تک پہنچنے کے لیے پھولوں سے روش بنائی گئی تھی زمین پر لگے مخملی بستر پر سرخ گلابوں کی پتیاں دیکھتے کاظمہ ایک نظر صائم کو دیکھا تھا جو بہکی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

کاظمہ نے اپنی دوسری طرف دیکھا تو وہاں بھی پھولوں اور سفید پردوں سے سجائی جگہ تھی جس کے بیچ میں موجود ایک چھوٹی سے ٹیبل اور دو کرسیاں رکھی تھی یہ سب دیکھتے اس کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی اس کے ارادے جان کر اس کی پیشانی پر پسینہ چمکنے لگا تھا جب کہ دل تو پسلیوں میں دھڑک رہا تھا۔۔۔۔

تو پھر کیسا لگا تمہیں یہ سب صائم نے اس کو پیچھے سے حصار میں لیتے اس کی گردن پر لب رکھے تو کاظمہ نے سختی سے اپنی مٹھیاں بند کی تھی۔۔۔۔۔۔

صص۔۔صائم۔۔گگ۔۔۔گھر۔۔۔چلے اس کے لبوں کا لمس جابجا اپنی گردن پر محسوس کرتے کاظمہ نے کپکپاتے پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔

اس کی بات صائم اسے ایک جھٹکے سے گھماتا اپنا سامنے کر گیا تھا کہ کاظمہ کے ہاتھ بے ساختہ اس کے سینے پر آئے تھے جس پر سنبھالتے اس نے فوراً ہٹائے تھے۔۔۔۔۔۔

کیا کہا تم نے کہ گھر چلیں مطلب کاظمہ میری سارے دن کی محنت تم اس طرح برباد کرو گی صائم نے صدمے سے پوچھا تو کاظمہ حیران ہوتی اس کو دیکھنے لگی سارا دن تو وہ اس کے ساتھ تھا اور اس نے خود کہا تھا کہ وہ دو گھنٹے کے لیے باہر گیا تھا تو یہ سب کچھ دو گھنٹے میں کیا تھا کاظمہ کے لیے یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔۔

آپ نے کیا ہے یہ سب کچھ کاظمہ نے اپنی حیرت چھپائے بنا پوچھا تو صائم نے بہت ضبط سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

یہ سب جس نے بھی کیا ہے تم یہ سب سوچ کر اپنے ذہن پر زیادہ زور نہ ڈالو آجاؤ کھانا کھالو صائم غصے سے اس کو گھورتا اس کا ہاتھ تھامے ٹیبل کی طرف گیا تھا اس کے کندھے سے ڈھلکتی چادر کو ٹھیک کرتے اس کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھتے کسی کو میسج ٹائپ کیا تھا۔۔۔۔۔

جب دس منٹ بعد دو لوگ جو ویٹر کے لباس میں تھے ان کے آگے کھانا رکھتے وہاں سے چلے گئے تھے کاظمہ داد دیتی نظروں سے صائم کی طرف دیکھا تھا جو اس کی پلیٹ میں فرائد رائز اور منچورین نکال رہا تھا۔۔۔۔۔

اپنے سامنے اپنا پسندیدہ کھانے دیکھتے اس کی بھوک چمکی تھی اس نے صائم کے اشارہ کرنے پر کھانا شروع کیا تھا۔۔۔۔۔

خود پر مسلسل اس کی نظروں کی تپش محسوس کرتے کاظمہ کے حلق میں نوالہ اٹکا تھا اس نے زرا سی نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ سگریٹ سلگانے میں مصروف تھا جس کو دیکھتے اس کے چہرے پر ناگوار تاثرات آئے تھے کاظمہ نے پلیٹ پیچھے کھسکھائی تو صائم نے اس کی پلٹ میں دیکھا تھا جہاں سے ایک دو چمچہ ہی کھایا تھا۔۔۔۔۔

صائم گھر چلے اب کاظمہ نے ادھر ادھر نظر دوڑاتے کہا تو اس نے سگریٹ جوتے سے مسلتے اس کو دیکھتے اٹھ کھڑا ہوا تھا کاظمہ بھی

جلدی سے اٹھتے اس کے پیچھے ہی گئی تھی ایک افسوس بھری نظر اس نے ٹیبل پر ڈالی تھی جہاں سب کچھ ویسا ہی رکھا تھا یہ دیکھ کر اس کو افسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔

ویسے آپ نے کھانا کیوں نہیں کھایا اس کے ساتھ چلتی تفکر سے پوچھا تو صائم دھیرے سے مسکرایا تھا کیونکہ میرا آج تمہیں کھانے کا ارادہ ہے اس کو اپنے قریب کرتے کان کی لو پر اپنے ہونٹ رکھتے بے باک سرگوشی کی تو کاظمہ کے گال تپ اٹھے تھے۔۔۔۔۔۔

ویسے تمہیں پتا ہے میں نے تمہارے ساتھ ڈانس کا بھی پروگرام بنا رہا تھا لیکن پھر میں نے سوچا کہ تمہیں آتا نہیں ہوگا اس لیے

وقت ہی برباد ہوگا میرا بھی اور تمہارا بھی اس کے گال پر لب رکھتے خمار آلود لہجے میں کہتے اس کے لبوں پر اپنے لب رکھ گیا تھا کاظمہ نے سختی سے آنکھیں میچے اس کے کالر کو مٹھیوں میں دبوچا تھا۔۔۔۔۔

کاظمہ تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں نے تمہیں ملازمہ کے کپڑے پہننے کے لیے دیے تھے اس کو کمر سے تھامتے اپنے قریب کرتے پوچھا تو کاظمہ چونکی تھی کچھ کہنا چاہا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں شوریدہ جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھتے دوبارہ اپنا سر جھکا گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ کپڑے نئے تھے ہنی تمہیں میں کسی کو ہاتھ نہ لگانے دوں گویا کہ کسی کی اترن تمہیں پہناؤں گا وہ سب میں نے اسفند بلوچ کو دیکھانے کے لیے کیا تھا تاکہ وہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچادیں اس کو نہ بولتے دیکھ صائم نے خود سے کہا تو اس کے لہجے کی جنونیت محسوس کرتی کاظمی نے لب کچلے تھے۔۔۔۔۔۔

اپنے ہر اس رویہ کی معافی مانگتا ہوں تم سے جس سے تمہیں تکلیف ہوئی تھی جتنی تکلیف تمہیں ہوتی تھی نہ اس سے زیادہ تکلیف مجھے ہوتی تھی کیا تم مجھے معاف کرو گی اس کے لبوں کو ہلکے سے چھو کر پوچھا تو کاظمہ نے نفی میں سر ہلاتے زبان سے ہاں میں اقرار کیا تھا جب کہ اس کی حرکت دیکھتے صائم کا جاندار قہقہہ گونجا تھا۔۔۔۔۔۔

اس کا جواب سنتے صائم نے محبت سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اسے ایک جھٹکے میں باہوں میں اٹھاتا مخصوص جگہ کی طرف گیا تھا اس کو نرمی سے لیٹاتے اس کے گرد لپٹی چادر کو اترتے ایک طرف پھینکا تھا جب کہ اس کے عمل پر کاظمہ کا دل دھڑکتا اپنے ہونے کا احساس دلانے لگا تھا۔۔۔۔۔۔

تم وہ ہو
جسے دیکھ کر میرے دل کی خالی ٹہنی پر پھول گلاب کے کھل جاتے ہیں جسے دیکھ کر مجھے اپنی مرضی کے سارے موسم مل جاتے ہیں !
تم روحِ من ہو۔۔۔۔۔

اس کی کان کو لو چومتے سر گوشی نما آواز میں بولا تو اس کی بھاپ اڑاتی سانسیں اس کے چہرے کو جھلسا رہی تھی اس کا وجود لرزنے لگا تھا اس کی آنکھوں میں نظر آتے جذبات کو دیکھتے کاظمہ اپنا رخ بدل گئی تھی صائم نے دلچسپی سے اس کو دیکھا تھا اس کی کمر پر باندھی ڈوریوں کو دیکھتے اس نے ایک جھٹکے میں انہیں کھولا تھا۔۔۔۔۔۔

روح من آج فرار ممکن نہیں ہے آج تم میں کھو کر صائم بلوچ اپنی ذات کو بھی بھولنا چاہتا ہے اس کا رخ اپنی جانب کرتے اس کی گردن سے دوپٹہ نکالا تو کاظمہ آنکھیں میچتی بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں جکڑ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اپنی گردن پر اس کے لبوں کو جابجا محسوس کرتے کاظمہ کا تنفس بگڑنے لگا تھا دونوں ہاتھوں کا زور لگاتے اس کو پیچھے کیا تو صائم نے ضبط سے اس کی حرکت کو دیکھا تھا جو انگلیوں کو مڑوڑتی پریشان نظر آرہی تھی۔۔۔۔۔

اس کے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے پوری شدت سے اس کے لبوں پر جھکا تھا کہ اس کی گرفت میں وہ پھڑپھڑا کر رہ گئی تھی کئی آنسو سبز نگینوں سے ٹوٹ کر اس کے چہرے پر بھی گرے تھے جنہیں محسوس کرتے وہ نرمی سے پیچھا ہوتا ایک جھٹکے میں اپنی شرٹ اتار کر گیا تھا۔۔۔۔۔

شدت بھری جسارت کرتا وہ اس کے رہے سہے حواس بھی سلب کر گیا تھا کاظمہ کو دل اچھل کر حلق میں آیا تھا جب کہ وہ اس کے کندھے سے شرٹ سرکاتا خود کو اس وجود میں گم کر گیا تھا اپنی شدتوں کی بارش میں بھگوتا وہ اسے اپنے ساتھ کسی اور ہی دنیا میں لے گیا تھا۔۔۔۔۔۔

اس کی بانہوں میں پگھلتی وہ خود کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ گئی تھی جو سارے پردے گراتا اسے اپنے نام کر گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOO

صائم جو پر سکون سا سو رہا تھا موبائل کی چنگھاڑتی آواز پر اس نے منہ بناتے موبائل اٹھایا تھا جہاں احتشام کا نمبر سکرین پر بلنک کر رہا تھا اس سے پہلے وہ اسے کال کرتا اپنے سینے پر پڑتی مدھم

سانسوں کو محسوس کرتے گردن نیچے کرتے اسے دیکھنے لگا جو اس کے سینے پر سر رکھے سکون سے سو رہی تھی اس کو دیکھتے ہی صائم کی آنکھوں کے پردوں پر رات کے مناظر کسی فلم کی طرح چلنے لگے تھے جس پر ایک جاندار مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اس کو نرمی سے تکیہ پر منتقل کرتے اس نے فون کو گھورا تھا بے دلی سے فون اٹھایا تھا اس کے بولنے سے پہلے ہی احتشام کی غصے بھری آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی جس پر اس کی تیوری چڑھی تھی۔۔۔۔۔۔۔

تم جہاں کہی بھی ہو حویلی جاؤ اور کاظمہ کو یہاں چھوڑ کر جاؤ اور کوشش کیا کرو کہ پہلی بیل پر فون اٹھالیا کرو سب کو اپنی طرح فارغ مت سمجھا کرو احتشام تحکمانہ لہجے میں کہا تو اس نے کان سے فون ہٹاتے وقت دیکھا تھا جہاں سات بھی نہیں بجے تھے۔۔۔۔۔۔۔

میں جہاں کہیں بھی ہوں اکیلا نہیں ہو تمہاری بہن ساتھ ہے اور میں کیوں چھوڑ کر جاؤں اسے حویلی جب وہ شہروز اور اس کے گھر والے آکر چلے جائیں گے نہ پھر میں کاظمہ کو تھوڑی دیر کے لیے چھوڑ دونگا صائم نے احسان کرنے والے انداز میں بولا تو احتشام نے دانت پیستے اس کی ہٹ دھرمی برداشت کی تھی جو بنا اس کی سنے فون بھی رکھ چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔

فون کو ایک طرف رکھتے وہ کاظمہ کی طرف متوجہ ہوا تھا اس کی گردن پر اپنی شدتوں کے نشان دیکھتے صائم نے ہونٹ دانتوں تلے دبایا تھا گردن سے نظر اس کے چہرے کی سمت گئی تھی خون چھلکاتے ہونٹوں کو دیکھ کر صائم کی آنکھوں میں پھر سے خمار اترا تھا نرمی سے اس کو ہونٹوں پر جھکتے وہ اس کی سانسوں پر تسلط جما گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنے وجود پر وزن محسوس کرتے کاظمہ نے پٹ سے آنکھیں کھولی تھی صائم کو اپنے ہونٹوں پر جھکا دیکھتے اس کی آنکھیں پھیلی تھی ساری رات اس کی شدتوں کو سہتے وہ تھوڑی دیر پہلے ہی سوئی تھی کجا کہ پھر سے اس کی قربت کو برداشت کرنا اس کو سوچتے ہی

گھبراہٹ ہونے لگی تھی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اس کو پیچھے کیا تھا جس پر وہ آرام سے پیچھے ہوتے اسے دیکھنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اتنی حسین صبح کے لیے شکریہ جانم اس کے پیشانی پر بوسہ دیتے محبت سے چور لہجے میں کہا تو حیا کے بوجھ سے کاظمہ کی پلکیں جھکی تھی جب کہ چہرہ لال قندھاری ہو گیا تھا جس کو صائم نے والہانہ نظروں سے تکا تھا۔۔۔۔۔۔۔

میرے خیال میں ہمیں اب گھر چلنا چاہیے باقی وہاں کنٹینو کریں گے صائم نے شرارت سے کہا تو کاظمہ نے سٹپٹاتے اپنی چادر تلاش کی تھی ورنہ اس کی بے باک نگاہیں تو اسے کہی چھپ جانے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

گاڑی میں بیٹھتے صائم نے کار سٹارٹ کی تھی جب کہ کاظمہ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے سونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

oooooooooo

صائم نے ایک جھٹکے سے گاڑی حویلی کے آگے روکتے کاظمہ کو دیکھا تھا جو کھڑکی سے ٹیک لگائے آرام سے سو رہی تھی اس نے نفی میں سر ہلاتے اس کی طرف آتے اس کا سیٹ بیلٹ کھولتے کاظمہ کو باہوں میں بھرتے اندر کی طرف قدم بڑھائے تھے اس کو اس طرح سے لے جاتے دیکھ ملازموں نے فوراً و بیشتر اپنی

نگاہیں جھکائی تھی ورنہ اس سر پھرے بلوچ کا کوئی بھروسہ نہ تھا انہیں بھی اشرف کی طرح دنیا سے رخصت کر دیتا۔۔۔۔۔۔

اس نے اندر قدم رکھا تو عمارہ اور احد جو صوفے پر بیٹھے تھے صائم کو کاظمہ کو اس طرح لاتے دیکھ وہ دونوں حیران و پریشاں سے اس کی طرف بڑھے تھے لیکن وہ ایک اچٹتی نظر عمارہ پر ڈالتا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا عمارہ نے نم نگاہوں سے اس کی پشت کو دیکھا تھا جب احد کی اواز نے اس کو چونکنے پر مجبور کیا تھا۔۔۔۔۔۔

عمارہ تم ایک سیراب کے پیچھے نہ بھاگو تمہارا باپ اور میرا باپ صرف تمہیں استعمال کر رہے ہیں صائم کے خلاف اصل میں وہ

بھی جانتے ہیں کہ صائم تمہارا کبھی نہیں ہو سکتا کسی کی نظروں میں خود کو اتنا مت گراؤ کہ وہ تمہیں حقیر اور خود کو تمہارا مالک سمجھے تم پڑھی لکھی ہو کسی کے ہاتھ کی کٹ پتلی نہ بنو صرف خسارہ ہاتھ آئے گا احد نے نرمی سے اس کو سمجھاتے کچن کی طرف چلا گیا تھا لیکن عمارہ اس کی باتوں کے اثر میں کھو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

وہ صحیح کہہ رہا تھا وہ صائم کے پیچھے صرف اسفند بلوچ اور حیات بیگ کے کہنے پر تھی کیونکہ ان کو لگتا تھا کہ وہ ان کے لیے خطرہ ثابت ہو سکتا ہے اس لیے وہ اسے عمارہ کے قریب کرنا چاہتے تھے تاکہ وہ ان کے کام میں ان کا ساتھ دے لیکن وہ جب جب اس کے قریب گئی تھی صائم نے اسے دھتکارا ہی تھی لیکن وہ پھر بھی اپنی وقار اور نسوانیت کو روندتے ہر بار اسے پانے کی جستجو

کرنے لگی تھی لیکن ہر بار کی طرح ہار ہی اس کا مقدر بنی تھی۔۔۔۔۔۔

اب احد کی باتیں سنتے اس نے لوٹ جانا ہی مناسب سمجھا تھا کیونکہ وہ کسی کی خوشیاں نہیں چھین سکتی تھی وہ اتنی بری نہیں تھی لیکن حیات بیگ کے اصرار پر وہ ان کی ہر بات مان جاتی تھی لیکن اب مزید اسے یہاں رہنا گوارہ نہیں تھا وہ اب کسی کی باتوں میں آئے بنا یہاں سے جانا چاہتی تھی اس کا باپ کہتا تھا کہ وہ صائم کے ساتھ خوش رہے گی لیکن صائم کی خوشی کاظمہ میں تھی تو وہ اس سے اس کی خوشیاں نہیں چھین سکتی تھی اس نے اب تک جو کچھ کیا اسفند بلوچ کے کہنے پر کیا تھا لیکن اب وہ لوٹ جائے گی کبھی نہ آنے کے لیے وہ حتمی فیصلہ کرتی اپنے کمرے کی جانب گئی

تھی لیکن اسے پہلے کاظمہ سے معافی مانگنی تھی اس کی وجہ سے
ناجانے اس نے کتنی مصیبت جھیلی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

صائم نے اسے لاتے بیڈ پر لٹاتے اس پر کمفرٹر ڈالا تھا خود گھڑی پر
نظر ڈالتا اپنے کپڑے لیتے واشروم میں جا بند ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

بیس منٹ بعد باہر آتے اس نے بالوں کو ٹاول سے رگڑتے
صوفے پر پھیکا تھا اور بالوں میں کنگھی کرتے اس کی نظریں کاظمہ
پر تھی جو مزے سے اپنی نیند پوری کررہی تھی صائم کو رشک آرہا
تھا اس کی نیند پر ایک پل کو تو اس کا دل چاہا کہ اسے جگادے لیکن
پھر خیال کی نفی کرتے گھڑی پہنتے اپنا موبائل اٹھائے باہر نکل گیا

تھا جہاں پر علی اور رمیز کے ڈھیر سارے میسج آرہا

تھے۔۔۔۔۔۔۔

صائم بیٹا کاظمہ کو نہیں لے کر آئے نصرت بلوچ نے محبت سے

پوچھا تو اس کا میسج ٹائپ کرتا ہاتھ ایک لمحے کے لیے رکا تھا زرا سی

نگاہیں اٹھائے انہیں دیکھا تھا جو جواب کی منتظر تھی۔۔۔۔۔۔۔

ماں وہ اوپر کمرے میں ہے اور جب وہ اٹھ جائے تو احد سے کہیے گا

کہ اسے حویلی چھوڑ آئے میں کسی کام سے جارہا ہوں صائم

سنجید گی سے کہتا ان کے پاس سے گزر کر جانے لگا تھا لیکن کچھ یاد

آنے پر رکتا ان سے مستفسر ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔

بابا کہاں ہے دانت پیستے پوچھا تو نصرت بلوچ نے اس کو دیکھا تھا جس کے لہجے میں ان کے لیے نفرت آسانی سے محسوس کی جاسکتی تھی اور اس نفرت کے پیچھے کی وجہ وہ کبھی سمجھ نہیں سکی تھی۔۔۔۔۔۔

پتا نہیں وہ دو دن سے گھر نہیں آئے ہے ان کے دوست کے ساتھ گئے ہے باقی تم احد سے پوچھ لینا اسے شاید علم ہو نصرت بلوچ تحمل سے جواب دیتی وہی لاؤنج میں رکھے صوفے پر بیٹھ گئی تھی جب کہ ان کی گمشدگی کا سن کر ایک جاندار مسکراہٹ آئی تھی اس کے لبوں پر۔۔۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOO

آج حویلی میں افرا تفری کا ماحول تھا صبح سے
تیاریاں ہوتی نت نئے قسم کے پکوان تیار ہو رہے تھے تو کہی
شاہینہ بلوچ ملازموں کو ہدایت دیتی حویلی کی صفائی میں مصروف
تھی وجہ رحیم چوہدری اپنے فرزند کا رشتہ لے کر آرہے تھے جس
خبر نے سب کو ہی سرشار کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔

اس خبر سے باقی سب جتنے خوش نظر آرہے تھے رائیکہ اتنی ہی
پریشان تھی اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ ایسا کچھ ہو جائے اسے لگ
رہا تھا کہ یہ سب کچھ شہروز سے مدد مانگنے کی وجہ سے ہوا ہے جس
پر وہ خود کو نا جانے کتنی بار کوس چکی تھی اسے حیرت اس بات پر
بھی تھی کہ یہ سب اتنی جلد بازی کیوں دیکھا رہے ہیں سوچ

سوچ کر اس کو اپنے سر میں درد کی ٹیس اٹھتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

رائیکہ یہ لے آپ کے کپڑے پھوپھو چاہتی ہے کہ آپ شام کو یہی جوڑا پہنے روشنہ نے اس کی طرف پستہ کلر کا سوٹ اور کپری ٹراؤزر پکڑیا تو رائیکہ نے ایک نظر سوٹ کو دیکھتے خفگی سے روشنہ کو دیکھا تھا جو نگاہیں چراتی سوٹ کو بیڈ پر رکھتے وہی بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

آپو یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے میری کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے ابھی تک تو ہم سب کے ہی مسائل حل نہیں ہوئے پلیز آپ کہے نہ

احتشام بھائی کو مجھے نہیں کرنی شادی رائیکہ روشنہ کے ہاتھوں کو تھامے بولی تو روشنہ چونکتی اس کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

کیوں رائیکہ ہمارے کون سے مسائل ہیں جو حل نہیں ہوئے روشنہ نے الجھتے ہوئے کہا تو رائیکہ نے بے بس نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا جو شاید جانتے بوجھتے انجان بن رہی تھی۔۔۔۔۔

آپو اتنا عرصہ ہو گیا ہم کاظمہ سے نہیں ملے آپ اور احد بھائی کے بیچ بھی کچھ ٹھیک نہیں ہوا اگر بھائی کو احد بھائی اور آپ کے رشتے پر کوئی اعتراض نہیں ہے تو پہلے آپ کی شادی ہونی چاہیے تھی نہ

کے میری رائیکہ نے رساں سے اس کو سمجھانی کی کوشش کی تھی۔۔۔۔۔۔

کیا میں اندر آجاؤ

اس سے پہلے روشنہ کچھ کہتی زوہا کی آواز پر وہ دونوں اس کو دیکھنے لگی جو دروازے میں کھڑی ان کی اجازت کی منتظر تھی اثبات میں سر ہلاتے اس کو اندر آنے کی اجازت دی تو سمائل پاس کرتے اندر آئی تھی دو مہینے ہو گئے تھے اسے یہاں رہتے ہوئے لیکن وہ ابھی تک ان کے ساتھ ایڈجیسٹ نہیں ہو پائی تھی۔۔۔۔۔۔

رائیکہ کیا آپ کو شہروز بھائی میں کوئی برائی نظر آرہی ہے جو آپ اس رشتے کی مخالفت کر رہی ہے زوہا نے نرمی سے پوچھا تو روشنہ نے بھی اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

مجھے اس رشتے سے کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن پہلے میں چاہتی ہوں کہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے پھر یہ شادی ہو جس میں سب شامل ہوں کوئی غمگیں نہ ہو سب خوش ہونگے تو میں بھی خوش رہو گی رائیکہ نرمی سے اپنی بات ان کے گوش اترا تی کمرے سے نکل گئ تھی۔۔۔۔۔۔۔

آپو میرے خیال سے تو وہ آپ کی وجہ سے پریشان ہے کیا ماں نے آپ کو معاف کر دیا زوہا نے نرمی سے پوچھا تو روشنہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

نہیں نہ پھوپھو نے معاف کیا ہے اور نہ احد نے میں کتنی ہی بار احد سے معافی مانگ چکی ہوں لیکن وہ تو میرے میسج دیکھنے تک روادار نہیں ہے اور پھوپھو ان کے کمرے میں جاؤ تو وہ دیکھتے ہی رخ پھیر لیتی ہے اگر گھر میں شادی ہو گی تو کم از کم گھر کا ماحول تبدیل ہو جائے گا لیکن رائیکہ یہ بات سمجھنا ہی نہیں چاہتی روشنہ ہاتھوں میں سر گرائے بولی تو زوہا نے افسوس بھری نظروں سے اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

اس کا بھائی بھی وہی سب کر رہا تھا جو روشنہ نے کیا تھا اس کو نظر انداز کرتا وہ دونوں کو اذیت دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○

چھوڑو ہمیں کیوں قید کر کے رکھا ہے شاید تم لوگ جانتے نہیں ہو ہمیں ایک بار یہاں سے باہر نکل جائیں تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گے حیات بیگ چلاتے علی اور رمیز سے مخاطب تھے جو وہاں موجود ہوتے ہوئے موجود نہیں تھے جب کہ ان دونوں کا گلا رندھ گیا تھا اتنا چلاتے ہوئے۔۔۔۔۔۔

یک دم ہی دروازے کھلا تھا جس سے اس اندھیرے کمرے میں روشنی آئی تھی جس پر ان دونوں نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کی

تھی دو دن سے اندھیرے میں رہتے ہوئے اب اتنی روشنی پر بھی ان کی آنکھیں چندھیا گئیں تھیں۔۔۔۔۔۔

لائٹ کھولو احتشام کی گھمبیر آواز گونجی تو اسفند بلوچ نے پٹ اپنی آنکھیں کھولی تھی جہاں وہ وجیہہ چہرے پر پتھریلے تاثرات سجائے انہیں گھور رہا تھا جب کہ اس کو یہاں دیکھ کر اسفند بلوچ گھبرائے تھے۔۔۔۔۔

اح۔۔۔احتشام۔۔۔بیٹا۔۔۔مجھے بچالو اسفند بلوچ اس کو دیکھتے بولے تو اس کے ساتھ ساتھ وہاں موجود سب لوگوں نے پہلے حیرت سے انہیں دیکھا تھا لیکن پھر اچانک سب کے قہقہہ گونجے

تھے اور ان کو اس طرح ہنستے دیکھ توہین کے احساس سے ان کا سارا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ویسے آپ اداکاری اچھی کر لیتے ہے صائم ان کی کرسی کے پیچھے سے ہوتا ان کے سامنے آیا تو اس کو یہاں دیکھ کر اسفند بلوچ اور حیات بیگ کو سو والٹ کا کرنٹ لگا تھا انہیں ایک لمحہ لگا تھا سب کچھ سمجھنے میں جس پر وہ دانت بھینچ کر رہ گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔

میری خالہ کہاں ہے حیات بیگ کے گلے کو دبوچتے غرا کر پوچھا تو حیات بیگ نے ہراساں نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا جو خون آشام نگاہوں سے انہیں کو گھور رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

مم۔۔۔مجھے۔۔۔۔نن۔۔نہ۔۔ نہیں۔۔۔۔ معلوم

حیات بیگ نے اٹکتے جواب دیا تھا انہیں سچ میں نہیں معلوم تھا کہ وہ کس کی بات کر رہا ہے اور ان کی صوفیہ کے علاوہ کوئی بہن نہیں تھی پھر اس کی خالہ کون تھی اور وہ کیوں اس سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ان کی بات پر صائم نے جھٹکے سے ان کو چھوڑتا اپنے فون میں سے ایک تصویر نکالتا ان کے سامنے کر گیا تھا جس کو حیات بیگ کے ساتھ اسفند بلوچ بھی پہچان گئے تھے کہ یہ کس لڑکی کی بات کر رہا ہے لیکن اب اس کے بارے میں بتاتے انہیں خوف محسوس

ہو رہا تھا کہ کہیں نعمان کی طرح ہمارا حال بھی وہی نہ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔

مم۔۔۔ مر گئی یہ حیات بیگ نے حلق تر کرتے بتایا تو صائم نے کرب سے آنکھیں میچی تھی وہ پہلے سے جانتا تھا بس یقین نہیں کر پاتا تھا لیکن آج بھی وہی حقیقت اس کے سامنے آئی تھی جس کو وہ پچھلے دس سال سے جھٹلا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں بھی مارنا ہو گا یہی قید رہو گے جس طرح تم لڑکیوں کو قید رکھتے تھے نہ اب تم بھی اس طرح رہو گے صائم نفرت بھری نگاہ ان دونوں کے وجود پر ڈالتا ڈارک روم سے نکل گیا تھا اس کے جاتے ہی احتشام اسفند بلوچ کی طرف آیا تھا۔۔۔۔۔۔

رمیز انہیں ہر گھنٹے بعد الیکٹرک شاک دینا تاکہ یہ بھی جان سکے کہ موت کے قریب جا کر کیسا لگتا ہے یہ سزا میری بہن کو مروانے کی کوشش میں دے رہا ہوں اپنے بابا کے قت*ل کا حساب بھی میں بہت جلد لونگا درشتگی سے کہتا وہ بھی کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

جب کہ اس کے نکلتے ہی ان دونوں کی چیخے سارے کمرے میں گونج رہی تھی رمیز نے ان کے جاتے ہی الیکٹرک چیئر کا بٹن آن کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOOO

کاظمہ اپنی نیند پوری کرتی اٹھی تو صائم کو نہ پا کر اسے حیرت اور خوشی دونوں ہوئی تھی لیکن خود کو صائم کے کمرے میں دیکھتے اس نے بری طرح اپنے ہونٹ کچلے تھے وہ پھر سے حویلی آگئی تھی پتا نہیں اب صائم کا رویہ پھر سے پہلے جیسے ہو جائے گا یا پھر عمارہ کی باتیں سننی پڑی گی یہ دونوں باتیں سوچتے اس کا موڈ خراب ہوا تھا بے دلی سے اٹھتی وہ الماری تک گئی تھی اورنج کلر کا ہلکی سی ایمبرائیڈری والا سوٹ لیتے واشروم میں بند ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

شاور لے کر آتے اس نے کمرے میں قدم رکھا تو وہاں عمارہ کو موجود پا کر اس کی آنکھوں میں ناگواری در آئی تھی جس کو عمارہ نے شدت سے محسوس کیا تھا اسے شرمندگی سے ہونے لگی تھی

اپنا پچھلا رویہ یاد کرتے لیکن جب اس نے صائم کو کہتے سنا تھا کہ وہ حویلی میں ہے تو وہ جب سے کاظمہ سے بات کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اب اس کی نظروں میں خود کے لیے ناپسندیدگی دیکھ کر اسے دکھ ہوا تھا لیکن بات کرنی تھی اس لیے ساری سوچوں کو جھٹک کر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی جو شیشہ میں نظر رکھتی اپنی گردن کو گھور رہی تھی اس نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو سرعت سے اپنی نگاہوں کا زاویہ موڑا تھا لیکن اس کے چہرے کے کیوٹ ایکسپریشن دیکھ کر اس کو ہنسی آرہی تھی۔۔۔۔۔۔

کاظمہ مجھے تم سے کچھ بات کرنی تھی اگر تمہارے پاس ٹائم ہو تو عمارہ اس کے ساتھ کھڑے ہوتے نرمی سے گویا ہوئی تو کاظمہ نے چونک کر اسے دیکھا تھا جو ہر وقت انگارے چبائے رکھتی تھی لیکن آج اس کے لہجے میں کہی بھی غصے کا عنصر موجود نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔

جی کہے کیا کہنا ہے کاظمہ نے خود کو نارمل کرتے کہا تو عمارہ ایک سرد سانس ہوا کے سپرد کرتے گویا ہوئی کاظمہ میں تم سے معافی مانگنا چاہتی ہو اور آج میں نیورک واپس جا رہی ہوں اس لیے چاہتی ہوں کہ تم مجھے معاف کر دو تاکہ میرا ضمیر مجھے ملامت نہ کرے کہ میں نے ایک پیاری سی لڑکی سے لڑائی کی ہے عمارہ نے

اس کے گال کھینچتے کہاتو کاظمہ تو اس کے انداز پر ہی عش عش کر اٹھی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں نے آپ کو معاف کیا لیکن آپ جا کیوں رہی ہے اور وہاں رہیں گی کس کے ساتھ کاظمہ نے فکر مندی سے پوچھا تو اس کی فکر پر گہری مسکراہٹ آئی تھی عمارہ کے چہرے پر۔۔۔۔۔۔۔

میں کوئی چھوٹی بچی نہیں ہوں جو اکیلے نہیں رہ سکتی اس لیے تم پریشان نہ ہو اور تمہارا شکریہ کے تم نے مجھے معاف کر دیا عمارہ اس کے ہاتھوں پر دباؤ دیتی تشکر بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھتی کمرے سے نکل گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

کاظمہ بھی حسین مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اپنے بال سکھانے لگی تھی جس کی ٹینشن وہ لے رہی تھی جب وہ ہی ختم ہو گئی تھی تو کاظمہ بھی پر سکون ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

بالوں کو جوڑے میں قید کرتی سر پر دوپٹہ ٹکائے کمرے سے باہر نکلتے اس نے گرل سے نیچے جھانکا تو نصرت بلوچ کو وہی صوفے پر بیٹھا دیکھ کر وہ مسکراتی نیچے کی طرف گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اسلام علیکم کاظمہ کے سلام کرنے وہ مسکراتی جواب دے کر اسے دیکھنے لگی جو نکھری نکھری سی لگ رہی تھی اس کو دیکھتے نصرت بلوچ نے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تھا جس پر وہ فوراً ان

کے پاس آئی تھی جنہوں نے اس کا ماتھا چومتے اسے صدا خوش رہنے کی دعا دی تھی۔۔۔۔۔۔

کاظمہ گڑیا آجاؤ آپ کو حویلی چھوڑ دو آج رائیکہ کو دیکھنے کے لیے کوئی لوگ بلکہ آپ جانتی ہی ہو نگی شہروز چوہدری کو تو وہ اپنا رشتہ رائیکہ کے لیے لا رہا ہے احد اس کے سامنے روکتے تفصیل دینے لگا تو کاظمہ کا منہ کھول گیا تھا مطلب رائیکہ اس کے بغیر شادی کرنے والے تھی یہ سوچتے ہی اس کی آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا رو کیوں رہی ہو اس کی نم آنکھیں دیکھتے وہ دونوں پریشان ہوتے اس سے پوچھنے لگے تھے جو نفی میں سر ہلاتے اپنی کمرے

کی طرف گئی تھی اور دو منٹ میں چادر لیتے اس کے سامنے رکی تھی جب کہ اس کی اتنی پھرتی دیکھ کر وہ دونوں ہولے سے مسکرا دیے تھے۔۔۔۔۔۔۔

ooooooooo

گاڑی حویلی کے سامنے رکی تو کاظمہ جو جلدی سے اتر رہی تھی کچھ یاد آنے پر رکتی احد کو دیکھنے لگی جو اس کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

کچھ کہنا ہے اس کی جانب سوالیہ سے دیکھ کر کہا تو کاظمہ اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

آپ اور روشنہ آپو ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں تو آپ دونوں بھی رائیکہ کے ساتھ ہی شادی کر لے کتنا مزہ آئے گا روشنہ آپو میرے ساتھ رہا کرے گی کاظمہ نے چہکتے اس سے کہا تو اس کے پر جوش ہونے پر احد مبہم سا مسکرایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

پہلے گھر میں سب کو منا تو لے اس بات کے لیے شادی تو پھر ہو گی نہ اور ویسے بھی میں ابھی ناراض ہوں آپ کی آپو سے احد نے شرارت سے کہا تو کاظمہ کھل کر مسکرائی تھی اچانک ہی ایک خیال بجلی کی تیزی سے اس کے دماغ میں آیا تھا جس پر اس کی آنکھیں چمکی تھیں۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے آپ ناراض رہے ان سے میں ابھی بھائی سے کہوں گی روشنہ آپو کی بھی شادی کرادیتے ہیں کیونکہ آپ تو ناراض ہے نہ کاظمہ افسوس سے کہتی گاڑی سے نکل گئی تھی جب کہ احد اچھا خاصا پریشان ہو گیا تھا احتشام کا کوئی بھروسہ نہیں تھا وہ اپنی بہن کو خوش کرنے کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔۔۔

وہ بھی گاڑی کو لاک کرتے اندر کی طرف گیا تھا اس کا ارادہ روشنہ سے بات کرنے کا تھا معاف تو وہ اسے جب ہی کر چکا تھا جب یہاں سے جانے کے بعد اس کا پہلا میسج آیا تھا بس اقرار نہیں کر رہا تھا لیکن اب اسے لگ رہا تھا کہ اس سے بات کرنا ضروری ہے کہی وہ کوئی اور فیصلہ نہ کر لے۔۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○

کاظمہ حویلی میں داخل ہوئی تو رائیکہ باہر تخت پر گم صم سا بیٹھا دیکھ کر آسودگی سے مسکرائی تھی ان دو مہینوں میں اس نے رائیکہ سے زیادہ کسی کی کمی محسوس نہیں کی تھی اور اسے اس بات کا بھی یقین تھا کہ رائیکہ نے بھی اسے اتنا ہی یاد کیا ہو گا وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اس کے پاس جا کر رکی تھی۔۔۔۔۔۔۔

رائیکہ جو زمین کو گھور رہی تھی کسی کو اپنے پاس دیکھ کر اس نے نگاہیں اوپر کی تو وہی جم گئی تھی جہاں وہ اس کو دیکھتی مسکرا رہی تھی فرط جذبات میں آتے رائیکہ نے کاظمہ کو گلے سے لگایا تھا جو اس کے گلے لگتے ہی بے آواز رو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دل کا غبار کم کرتے رائیکہ نے کاظمہ کو سامنے کرتے اس کے آنسو صاف کیے تھے جب کہ صبح سے وہ جو بے زار سی بیٹھی تھی اب ساری بے زاری کہی اڑان چھو ہو گئی تھی اس کو اپنے پاس دیکھ کر وہ خوشی سے نہال ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

رائیکہ یہ زوہا جو اپنے دھیان میں بولتی کچن سے نکل رہی تھی سامنے کاظمہ کو دیکھتے سٹل ہو گئی تھی احساس ندامت نے سر اٹھایا تھا اس کو وہی کھڑے دیکھ کر کاظمہ خود سے آگے بڑھ کر اس کی طرف گئی تھی جس کے آنکھوں میں اشک بہنے کو بے تاب تھے۔۔۔۔۔۔

زوہا آپو کیسی ہے آپ اس کے ہاتھوں کو تھامتے محبت سے پوچھا تو زوہا نے اس سے ہاتھوں کو چھوڑواتے گلے سے لگایا تھا اس کو خوش دیکھ کر زوہا کو خوشی ہوئی تھی اس کی مسکراہٹ اس کے ضمیر سے بوجھ ہٹا گئی تھی۔۔۔۔۔۔

کاظمہ آپ نے مجھے معاف کر دیا نہ آپ کو میری وجہ سے بہت کچھ برداشت کرنا پڑا اس کے ہاتھوں کو تھامتے امید سے پوچھا تو کاظمہ نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

مجھے کسی سے بھی گلا نہیں ہے آپو جو کچھ بھی ہوا میں اسے قسمت کا لکھا سمجھ کر قبول کر چکی ہو اس لیے آپ خود کو ہلکان نہ کرا میرے دل میں کسی کے لیے کوئی برائی نہیں ہے میں ویسی ہی ہو

جیسی میں آپ سے کالج میں ملتی تھی اس لیے روئے مت کاظمہ محبت سے اس کے آنسو صاف کرتی گویا ہوئی تو زوہا نے مسکراتے اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

روشنہ آپو کہاں ہے اس کو نا پا کر کاظمہ نے پوچھا تو ان دونوں بھی ارد گرد دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

پتا نہیں ابھی تو ہمارے ساتھ تھی شاید اپنے کمرے میں ہو زوہا نے اس کو دیکھتے کہا تو وہ سر ہلا کر تخت پر بیٹھ گئی تھی جہاں اسے رائیکہ سے دنیا جہاں کی باتیں کرنی تھی لیکن دل بار بار شاہینہ بلوچ کا پوچھنے پر مجبور کر رہا تھا جس کو وہ سختی سے ڈپٹ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

روشنہ جوزوہا کے ساتھ شام کے کھانے کے انتظامات دیکھ رہی تھی احد کا میسج ملتے وہ پہلے تو حیران ہوئی تھی لیکن اس کو باہر اپنا انتظار کرتے دیکھ وہ صحیح معنوں میں پریشانی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

رمیز سنجیدگی سے گاڑی چلا رہا تھا اس کی نظریں باہر سڑک پر ہی جمی تھی جب کہ عمارہ کی نظریں صرف اس کے وجہیہ چہرے کا طواف کر رہی تھی سرخ و سفید رنگت، کثرتی جسامت، نیلی آنکھیں، ستون ناک، عنابی لب جو باہم پیوست تھے کشادہ پیشانی جس پر براؤن بال بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے تھے عمارہ کا شدت سے دل چاہا تھا کہ وہ ان بالوں کو اپنے ہاتھوں سے

سنوارے لیکن یہ خواہش ہی رہی تھی عمارہ کے دل نے گواہی دی تھی کہ ساتھ بیٹھا شخص کسی کا بھی دل دھڑکا سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کہتی تھی کہ اسے صائم سے محبت ہے لیکن اس نے کبھی صائم کے لیے خود کے دل کو دھڑکتے ہوئے محسوس نہیں کیا تھا لیکن رمیز کو دیکھ کر ہی اس کا دل الگ ہی لے پر ڈھرک رہا تھا یا شاید یہ اس وجہ سے بھی تھا کہ اس نے اسے تحفظ دیا تھا جو اسے آج تک اس کے باپ نے بھی نہیں دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

آٹھ سال کی تھی وہ جب اس کی ماں اسے چھوڑ کر چلی گئی تھی اس کے بعد اس کے باپ نے اسے ملازموں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا

تھا دن رات وہ بس پیسہ کمانے کے لیے ہر غلط کام کرتے تھے

مہینوں گھر سے باہر رہتے تھے یہ بھی نہ سوچتے تھے کہ ایک بیٹی

بھی ہے ان کی جس کو ان کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھائی اور برائی بتانے والے کوئی نہیں تھا جب باپ کو کوئی پرواہ

نہیں تھی تو ملازمہ کیوں اس کی فکر کرتی وہاں کے ماحول کو دیکھتے

جو اسے سمجھ آیا اس نے خود کو ویسا ہی بنا لیا تھا پردہ کرنا اپنی

حفاظت کرنا تو اسے بتایا ہی نہیں گیا تھا کیونکہ کوئی بتانے والا جو نہ

تھا۔۔۔۔۔۔۔

آج جب رمیز نے اس کو کہا کہ لڑکی چھپی ہوئی اچھی لگتی ہے تو

اس کو کاظمہ اور زوہا کا ہر وقت اپنا گرد دوپٹہ لپیٹنا یاد آیا تھا شاید

لڑکی کہ عزت اور وقار اس کے دوپٹہ اس کے پردہ کرنے سے ہوتی ہے تبھی وہ خود کو چھپا کر رکھتی ہے اسے رشک آیا تھا ان کی قسمت پر جس کو پردے کے لیے چنا گیا تھا۔۔۔۔۔

مسلمان تو وہ بھی تھی لیکن صرف نام کی آج تک تو اس نے کبھی نماز نہیں پڑھی تھی وہ دنیا میں گم تھی اس نے دیکھا تھا کاظمہ کو نصرت بلوچ کو نماز پڑھتے ہوئے اس کے جسم بے چینی پھیل جاتی تھی زیادہ دیر وہ دیکھ نہیں پاتی تھی وہ بری تھی برائی میں پور پور ڈوبی ہوئی کیا کبھی کوئی اس محبت کر پاتا کیا وہ کسی کی محبت کے لائق تھی نہیں وہ نہیں تھی اسے تو اس کے باپ نے ہی اپنے مطلب کے لیے استعمال کیا تھا تو کوئی اور اس سے کیا محبت کرتا

گرے آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر گرے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر تمہیں بھوک لگی ہے تو کھانا کھا لو رمیز نے ایک ڈھابے کے آگے گاڑی روکتے کہا تو عمارہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا جو موبائل مصروف تھا۔۔۔۔۔۔

اس کے جواب نہ دینا پر رمیز نے اس کی جانب دیکھا تو اس کی روئی آنکھوں کو دیکھ کر اس کو پریشانی ہوئی تھی اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے اس نے اپنی کوئی بات یاد کرنے کی کوشش کی تھی جو اس کے رونے کا سبب بنی ہو لیکن اس نے تو اس کوئی کلام

نہیں کیا تھا پھر کیوں روئی تھی رمیز نے پیشانی مسلتے

سوچا۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا تم کیوں رو رہی ہو دیکھو عمارہ میں نے تمہیں کچھ نہیں کہا اگر بھوک لگنے کی وجہ سے رو رہی ہو تو یہاں سے کھانا کھالو لیکن خدارا یہ رونا تو بند کرو رمیز اس کی آنکھوں کو مسلسل برستے دیکھ بے چینی سے بولا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں نہیں کچھ نہیں مجھے بلکل بھوک نہیں ہے عمارہ اس سے نظریں چراتے بولی تو رمیز کی پیشانی پر بل پڑے تھے وہ بنا کچھ کہے گاڑی سے نکلتا ڈھابے کی طرف جا رہا تھا جب عمارہ کی آواز نے اسے رکنے پر مجبور کیا تھا وہ ٹھٹک کر پلٹا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر یہاں پاستہ ملتا ہے تو وہ لینا ورنہ صرف ایک چائے کا کپ ہی عمارہ خود کو کمپوز کر چکی تھی اس لیے آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت سے بولی تھی۔۔۔۔۔۔۔

جب کہ رمیز کو اس وقت خود سے ویٹر والی فیلنگ آرہی تھی وہ دانت کچکچاتا اندر کی طرف چلا گیا تھا تھوڑی دیر بعد اس کے ہاتھ میں صرف چائے کا کپ ہی تھا جس کو وہ عمارہ کی جانب بڑھا چکا تھا جس کو عمارہ نے مسکراتے تھام لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ایک گھنٹے مزید سفر کرتے رمیز نے گاڑی ایک ہوٹل کے باہر روکی تھی اور عمارہ کو دیکھا تھا جو سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے

سونے میں مصروف تھی جس کو دیکھتے رمیز کا دل چاہا کہ وہ اسے اٹھا دے لیکن دل نے فوراً نفی کی تھی وہ سوتے ہوئے اتنی حسین لگ رہی تھی کہ رمیز کا دل ہی نہیں چاہا کہ وہ اسے اٹھا دے۔۔۔۔۔۔

اس کی نظریں بھٹک بھٹک کر اس کے چہرے پر جا رہی تھی جس پر جھنجھلاتے وہ گاڑی سے باہر نکلا تھا جب کہ عمارہ اب تک نیند کے مزے لوٹ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

رمیز نے چلتے کرتے اس کا بیگ نکال کر ایک طرف رکھا تھا اور اس کی طرف آتے گاڑی کا دروازہ کھولتے زور سے بند کیا تھا کہ عمارہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی اور نیند کے خمار سے سرخ ہوتی آنکھوں

سے اسے دیکھنے لگی تھی کہ اس کی سرخ آنکھیں دیکھتے رمیز ایک پل کے لیے مبہوت ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں اٹھادیا مجھے اتنی اچھی نیند آرہی تھی عمارہ آنکھیں مسلتے شکوہ کیاتواس کی معصوم حرکت اس کے لبوں پر مسکراہٹ رقصاں ہوئی تھی جس کو وہ عمارہ کے دیکھنے سے پہلے چھپا گیا۔۔۔۔۔۔۔

محترمہ ہوٹل کے کمرے میں آپکوایک عدد بیڈ میسر ہوگا جس پر سکون سے اپنی نیند پوری کرسکتی ہے تومہربانی کرکے گاڑی سے اتر جائے رمیز نے بھگو کر طنز کیاتو جانے کاسن کر عمارہ کے چہرے پراداسی پھیل گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

تمہارے ساتھ سفر اچھا رہا میں دعا کروں گی کہ پھر سے ملاقات ہو جس کا اختتام کبھی نہ ہو عمارہ اس سے بولتی اس کے ہاتھ سے اپنا بیگ لے کر ہوٹل کے اندر داخل ہو گئی تھی جب کہ رمیز اس کے لفظوں پر الجھ گیا تھا پھر سر جھٹک کر گاڑی میں بیٹھتا وہاں سے گاڑی لے گیا۔۔۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○○

گھر چلو کاظمہ یا یہی رہنا صائم نے کاظمہ کو زوہا اور رائیکہ سے باتیں کرتے دیکھ اسے وقت کا احساس دلایا تو کاظمہ نے منہ کے زاویے بگاڑے تھے اس کا جانے کا بلکل دل نہیں تھا وہ آج یہاں

ہی رکنا چاہتی تھی جس کا اظہار وہ صائم سے بھی کر چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

صائم آپ چلے جائے میں آج حویلی میں ہی رک جاؤں پلیز آخر میں منت بھرے انداز میں کہا تو صائم نے خشمگی نظروں سے اس کو دیکھا تھا جس پر کاظمہ احتشام کی طرف مدد بھری نظروں سے دیکھا تھا جس پر وہ صاف کندھے اچکا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کاظمہ تم اٹھ رہی ہو یا اٹھا کر لے کر جاؤ صائم نے دھونس بھرے لہجے میں کہا تو کاظمہ نے منہ پھیلائے اٹھی تھی اور اندر گئی تھی اس کے جاتے ہی رائیکہ نے صائم کو گھورا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اگر وہ رک رہی تھی تو تمہیں کیا مسئلہ ہے رائیکہ نے دانت پیستے پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔

مسئلہ ہے نہ وہ اصل میں مجھے میری بیوی کے بنا نیند نہیں آتی اس لیے صائم نے احتشام کے تپے چہرے کی طرف دیکھتے شوخ لہجے میں کہا تو زوہا اور رائیکہ کے کانوں سے دھواں نکلے تھے۔۔۔۔۔۔۔

کاظمہ اندر آئی تو شاہینہ بلوچ کچن کی سیلب سے پانی کا جگ اٹھاتے اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی اس کو دیکھتے اپنے قدم روکے تھے آنسو آنکھوں میں چمکے تھے انہیں یقین تھا کہ کاظمہ ان کے

پاس آئی گی جیسے ہمیشہ آتی تھی ان کے لاکھ منا کرنے کے بعد بھی وہ ان کو اپنے قریب کرنے کی کوشش کرتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

کاظمہ اپنے دل پر جبر کرتی ان کے پہلو سے گزرتی اپنے کمرے میں جا رہی تھی لیکن لاکھ دل کو سمجھانے کے باوجود بھی دل انہیں کی جانب لپک رہا تھا شاہینہ بلوچ کی آنکھوں میں امید ٹوٹی تھی اشک رواں ہوئے تھے وہ ہار رہی تھی اپنی بیٹی کی اتنی سی بے رخی برداشت نہ کر پائی تھی جس نے اٹھارہ سال ان کی بے اعتنائی برداشت کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

ماں کاظمہ سے جب مزید نہ رہا گیا تو وہ ان کے سینے سے لگتے انہیں پکار گئی تھی اس کی پکار میں اتنی تڑپ دیکھتے شاہینہ بلوچ کا دل

چھلنی ہوا تھا وہ جگ رکھتی اس کو اپنے سینے میں بھینچ گئی تھی بچپن کے بعد آج ماں کے لمس کو محسوس کرتے کاظمہ کی آنکھوں سے گرم سیال بہہ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ماں آپ نے کیوں کیا میرے ساتھ ایسا میں اتنی بری تو نہیں تھی میں نے تو نہیں مارا تھا بابا کو پھر کیوں آپ نے مجھے اتنی سزا دی کاظمہ نے ان کے ہاتھوں کو لبوں سے لگاتے شکوہ کیا تو شاہینہ بلوچ نے پھر سے اسے گلے سے لگایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کاظمہ مجھے معاف کر دو بیٹا میں مے بہت برا کیا تمہارے ساتھ لیکن میری جان میں مجبور تھی مجھے لگتا تھا کہ تمہارے بابا کی جان تمہاری وجہ سے چلی گئی ہے اس لیے تمہیں خود سے دور کر دیا

لیکن بیٹا میں محبت کرتی ہوں بہت محبت کرتی ہوں تم سے مجھ سے خفا نہ ہو اس کے معصوم چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں تھامے وہ روتے ہوئے اپنی وضاحت دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ماں آپ پھر سے تو میرے ساتھ ایسا نہیں کریں گی نہ ان کی آنکھوں میں دیکھتے آس بھرے لہجے میں پوچھا تو شاہینہ بلوچ نفی میں سر ہلاتے اس کے ماتھے پر اپنا ممتا بھرا لمس چھوڑ گئی تھی جس پر سکون کی لہر اس کے رگ و پے میں سرایت کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

کاظمہ کیا اب چلیں ہم گھر صائم جو کاظمہ کے آنے پر اس کے پیچھے آیا تھا اسے شاہینہ بلوچ کے ساتھ گلے شکوہ کرتے دیکھ وہی رک گیا تھا اپنی زندگی کو خوش ہوتے دیکھ صائم پر سکون ہو گیا تھا اٹھارہ سال اپنی ماں کی بے رخی سہن کرتے آج شاہینہ بلوچ کاظمہ کی صرف چند گھنٹوں جی بے اعتنائی کے آگے ہار گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

صائم کی آواز پر کاظمہ اور شاہینہ بلوچ نے ایک اس کی طرف دیکھا تو کاظمہ نے اثبات میں سر ہلایا تھا جب کہ شاہینہ بلوچ سپاٹ تاثرات چہرے پر سجائے اسے دیکھ رہی تھی جس کو محسوس کرتے کاظمہ نے ان کے دونوں ہاتھوں پر دباؤ دیتے ان کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

ماں صائم بے قصور ہے ان کے لیے اپنے دل سے بد گمانی نکال دے کاظمہ کی آواز پر صائم کے قدم ٹھٹھک کر رکے تھے جب کہ شاہینہ بلوچ نے کنگ چہرے کے ساتھ کاظمہ کو دیکھا تھا جس نے ان کے دیکھنے پر اثبات میں سر ہلاتے انہیں یقین دہانی کروانی چاہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا مطلب کاظمہ شاہینہ بلوچ نے کپکپاتی آواز میں پوچھا تو کاظمہ نے ایک نظر صائم کو دیکھا تھا جس نے نفی کی تھی مانو اسے بتانے سے روکنا چاہتا ہو لیکن کاظمہ اس کی بات نظر انداز کرتی شاہینہ بلوچ کو سب کچھ بتا گئی تھی کہ کس طرح کرسٹی نے صائم کو

حاصل کرنے کے لیے اس پر بہتان لگایا تھا جو حقیقت صائم نے انہیں بتائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

آج وہی حقیقت ان کی اپنی بیٹی کے ذریعے پھر سے ان کے سامنے آئی تھی اپنی غلطی یاد کرتے انہوں نے آنکھوں میں نمی لیے صائم کو دیکھا تھا جو مسکراتا ان کے تھامتا لبوں سے لگا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا مجھے معاف کر دو میں نے بہت برا بھلا کہا تھا تمہیں اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتے امید سے بولی تو صائم نے ان کا ہاتھ چہرے سے ہٹاتے اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ کو معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے ماں اولاد سے معافی نہیں مانگتی آپ کو ماں صرف کہا ہی نہیں بلکہ سمجھا بھی ہے اس لیے معافی مانگ کر مجھے گناہگار نہ کریں عقیدت سے ان کے ہاتھوں پر بوسہ دیتے محبت بھرے لہجے میں کہا تو شاہینہ بلوچ اس کا ماتھا چوما تھا جس پر کاظمہ کے ساتھ باقی سب مسکرائے تھے۔۔۔۔۔۔۔

ماں ایک بات مانے گی میری کاظمہ نے روشنہ کو کمرے سے نکلتے ہوئے دیکھ کر کہا تھا جس پر روشنہ کے ساتھ سب چونکے تھے۔۔۔۔۔۔۔

کیا بات بیٹا کہو شاہینہ بلوچ نے محبت سے کہا تھا جس پر کاظمہ کو کچھ حوصلہ ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔

آپ روشنہ آپو کو معاف کر دیں اور احد بھائی اور آپو کی بھی شادی رادیں رائیکہ کے ساتھ کاظمہ نے ایک سانس میں کہا تو وہاں مکمل خاموشی ہو گئی تھی جب کہ روشنہ کا سانس تو مانو سینے میں اٹک گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہینہ بلوچ نے ایک نظر روشنہ کو دیکھا تھا جو نم نظروں سے ان کی دیکھ رہی تھی جس پر انہوں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا جس کو روشنہ فوراً تھامتے ان کے سینے سے لگے گی۔۔۔۔۔۔۔۔

احتشام اگر احد کو ہماری روشنہ سے شادی کرنی ہے تو اسے کہے کہ رشتہ لے کر آئے شاہینہ بلوچ نے سنجیدگی سے کہا تو سب کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی غم کے بادل چھٹتے وہاں پھر سے خوشیاں رقصاں کرنے لگی تھیں۔۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOO

کاظمہ اور صائم حویلی میں داخل ہوئے تو ملجگا سا اندھیرا تھا وہ سیدھا اپنے کمرے کی طرف جا رہے تھے جب کاظمہ نے نصرت بلوچ کے کمرے کی لائٹ کو آن دیکھتے صائم کو دیکھا تھا جو سوالیہ نظروں سے اس کے رو کنے کی وجہ جاننا چاہ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

صائم آپ چلیں میں آنی کے پاس سے ہو کر آتی ہوں کاظمہ اس کو بولتی وہاں سے چلی گئی جب کہ صائم کچھ دیر اس جگہ کو گھورتا جہاں کاظمہ کھڑی تھی اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

آنی کاظمہ نے نیم وا دروازے سے انہیں پکارا تھا جو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے مضطرب سی نظر آ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

کاظمہ بیٹا آ جاؤ اس کی آواز پر وہ اپنے تاثرات نارمل کرتی اسے اندر آنے کی اجازت دے چکی تھی جو چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ان کے پاس بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

آپ پریشان لگ رہی ہے کچھ سب ٹھیک ہے نہ کاظمہ کے نرم لہجے پر انہوں نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

کاظمہ اسفند سائیں پتا نہیں کہاں دو دن ہو گئے ہیں آج لکین ان کا کچھ پتا نہیں ہے ان کے لہجے سے پریشانی جھلک رہی تھی جب کہ اسفند بلوچ کے نام پر کاظمہ نے کاظمہ کے چہرے پر سختی آگئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

آنی آپ ایک سوال کا جواب دے گی میرے کاظمہ نے ان کے ہاتھ کو تھام کر پوچھا تو انہوں نے ہاں میں سر ہلایا دیا۔۔۔۔۔۔

ایک انسان اتنا برا ہے کہ وہ اپنے ہی بھائی سے حسد کرنے لگے پھر وہ جلن نفرت کی جگہ لے لے جس پر وہ سب اچھے برے کی پہچان بھول کر غلط راستے پر چل پڑے کوئی بھی برا کام کرتے وقت اس کے ہاتھ نہ کانپے خواہ وہ کسی کا قتل کروانا ہو یا کسی لڑکی کی عزت پامال کرنا ہو یا پھر معصوم بچیوں کو بے جان شے سمجھ کر انہیں کسی اور کو بیچ دینا ہو شراب پینے محض کے وہ صرف شر پھیلانا جانتا ہو کیا ایسا شخص اگر لا پتہ ہو جائے تو کیا یہ غلط ہے کاظمہ نے بنا اسفند بلوچ کا نام لیے انہیں سب کچھ بتایا جسے سمجھ کر وہ بھی سمجھنا نہیں چاہتی تھی البتہ آنسو رواں ہو گیا تھا اتنا وحشی روپ سن کر ۔۔۔۔۔۔۔۔

کاظمہ اس شخص کی کسی کو پرواہ نہیں ہو گی لیکن اس شوہر کی پرواہ ہر بیوی کو ہو گی نصرت بلوچ دھیمی لہجے میں کہتے کاظمہ کو لاجواب کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا ایک بیوی اپنے شوہر کی ساری برائیاں برداشت کرتی ہے کیونکہ اس کے پاس اس کے سر کا سائیں ہوتا ہے جو چاہے کیسا بھی کیوں نہ ہو لیکن عورت کا سائباں ہوتا ہے اس کا بغیر عورت کچھ بھی نہیں ہے ہاں لیکن جس شخص نے اتنے گناہ کیے ہو اسے جینے کا حق نہیں ہے جو خدا کو بھلا بیٹھا ہے نہ اسے خدا کی پکڑ میں آنا چاہیے تاکہ یہ معاشرہ ان جیسے لوگوں سے پاک ہو جائے نصرت بلوچ انتہائی سفاکی سے بولی تھی کہ کاظمہ انہیں دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا اگر بات شراب اور قتل تک کہ ہوتی نہ تو میں برداشت کر لیتی لیکن بات معصوم بچیوں کی ہے جن سے جینا کا حق چھینا گیا ہے اور میں ظلم کا ساتھ دے کر خود بھی ظالم نہیں بننا چاہتی اگر اسفند سائیں اپنے کیے گئے گناہوں کی سزا کاٹ رہے ہیں نہ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اگر ان کی زندگی میں اللہ کی طرف سے ہدایت ہے تو انہیں مل جائے گی ورنہ وہ اپنے تعین کردہ وقت پر ہی اس دنیا سے جائے گے اور میرے آنسو میری شوہر کی وفات پر بہے گے ایک گناہگار کے دنیا سے جانے پر نہیں کیونکہ ہر فرعون کو مو*ت آتی ہے ہر برائی کا خاتمہ ہوتا ہے یہ اصول ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔۔۔۔۔۔۔

کاظمہ نے حیرت سے ان کے چہرے کی طرف دیکھا تھا وہ واقع میں بہت مضبوط تھی جو اپنے شوہر کی برائی کو جھٹلا نہیں رہی تھی یہ نہیں کہہ رہی تھی کہ ہم کون ہوتے ہیں انہیں سزا دینے والے بلکہ وہ تو اطمینان سے کہہ رہی تھی کہ ہر چیز کا خاتمہ ہے جس طرح مدد کے لیے اچھائی پھیلانے کے لیے اللہ پاک نے دنیا میں لوگوں کو بھیجا ہے اسی طرح برائی کو ختم کرنے کے لیے بھی دنیا میں لوگوں کو چنا گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا بیٹا کہاں کھو گئی شاہینہ بلوچ نے اسے سوچوں میں گم دیکھتے اس کے شانے کو ہلایا تو وہ سیدھی ہوتی انہیں دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔

آنی وہ احد بھائی کسی کو پسند کرتے ہے تو کیا آپ ان کی شادی اس لڑکی سے کرادے گی کاظمہ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تو ان کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

کس کو پسند کرتا ہے احد نصرت بلوچ خوش ہوتے پوچھا تو کاظمہ ان سے بھی پرجوش طریقہ سے انہیں نام بتایا تھا۔۔۔۔۔۔

روشنہ آپو کو اور آپو بھی ان کو پسند کرتی ہے رائیکہ کی شادی ہو رہی ہے نہ تو ہم چاہتے ہیں کہ روشنہ آپو کی بھی ساتھ ہو کاظمہ نے ساری تفصیل بتائی تو اس کی ایکسائٹمنٹ پر وہ مسکرادی تھی۔۔۔۔۔۔

روشنہ نام دہراتے یقین دہانی چاہی تو کاظمہ نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

روشنہ میری بھائی کی بیٹی ہے مجھے بہت خوشی ہو گی کہ وہ میرءمے گھر کی بہو بنے گی انہوں نے مسرور ہوتے کہا تو کاظمہ نے انہیں گلے سے لگایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا آپ اب آرام کر لو رات بہت ہو گئی ہے نصرت بلوچ نے اس کی توجہ وقت کہ طرف دلائی تھی جہاں رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا جس پر کاظمہ کو صائم کا خیال آیا تھا وہ فوراً انہیں شب بخیر کہتی کمرے سے نکل گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

دروازے کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھ کے اس نے ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کری تھی اور ہلکے سے دروازہ کھول کے اندر داخل ہوئی تھی جہاں وہ بیٹھ کراؤن سے ٹیک لگائے سگریٹ سلگا رہا تھا جس کو دیکھتے اس کی پیشانی پر بل پڑے تھے۔۔۔۔۔۔۔

وہ چادر کو صوفے پر پھینکتی اپنے کپڑے لے کر باتھ روم میں بند ہوئی تھی اس کے کمرے میں اتے ہی صائم نے سگریٹ کو ایش ٹرے میں مسئلہ تھا جہاں پر پہلے ہی چھوٹے ٹکڑے موجود تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کاظمہ باہر آئی تو صائم ہنوز اسی پوزیشن میں تھا وہ دوسری نگاہ ڈالے بنا اس کے پاس سے تکیے اٹھاتی ہے صوفے کی طرف بڑھ

رہی تھی صائم نے اس کا تکیہ کی طرف بڑھا ہاتھ کھینچ کر اسے اپنے اوپر گرایا تھا کہ کاظمہ کسی بے جان گڑیا کی طرح سیدھا اس کے سینے پہ ان گری تھی۔۔۔۔۔۔۔

کہاں جا رہی تھی تم اس کو بیڈ پر لٹاتے خود اس کے اوپر سایہ فگن ہوا تو کاظمہ کی پلکیں لرزی تھی۔۔۔۔۔۔۔

کہی بھی نہیں کاظمہ نے نظریں اٹھاتے اسے دیکھ کر جواب دیا تھا جب کہ اس کی آنکھوں میں اپنی طلب دیکھتے وہ فوراً نگاہیں جھکا گئی تھی۔۔۔۔۔۔

اتنی دیر سے کمرے میں کیوں آئی ہو صائم نے اس کی گردن پر ناک ٹیرس کرتے استفسار کیا تو کاظمہ .جی جان سے کانپی تھی جب کہ وہ اس کی حالت سے انجان اس کی گردن پر جا بجا اپنے لبوں کا لمس چھوڑ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ۔۔آنی کک۔۔۔کے پاس گئی تھی وہ پریشان

اپنے دل کے مقام پر اس کے ہونٹوں کا لمس محسوس کر کے کاظمہ کی آواز حلق میں ہی کہی دب گئی تھی سختی سے آنکھیں میچے وہ اس کی گرفت میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

تم نے اتنی دور سے ان کی پریشانی بھانپ لی خمار آلود نظریں اس کے خون چھلکاتے چہرے پر ٹکائے اس نے بوجھل لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسفند

اس پہلے کاظمہ اپنی بات پوری کرتی صائم اس کے لفظوں کا گلا گھونٹ گیا تھا جب کہ اس کی ساری مزاحمت اس کی بانہوں میں دم توڑ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

احتشام سائیں سب کچھ ٹھیک ہو گیا نہ زوہا نے احتشام کے سینے سے سر اٹھاتے اسے دیکھتے لاڈ سے کہا تو احتشام نے بھی ہاں میں سر ہلاتے اس کا سر دوبارہ اپنے سینے پر رکھا تھا۔۔۔۔۔۔

آپ کو کیا لگتا ہے کہ ماں روشنہ آپو اور احد بھائی کی شادی کے لیے راضی ہو جائیں گی زوہا نے سوچتے ہوئے پوچھا تو احتشام نے نیند سے بند ہوتی آنکھوں سے اپنی بیوی کو گھورا تھا جس کا آج سونے کا ارادہ نہیں تھا اس لیے اپنے ساتھ اس کو بھی جگا کے رکھنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔

جاناں تم زیادہ سوچ رہی ہوں میرے خیال میں تو کاظمہ اب تک انہیں منا بھی چکی ہو گی اور انہوں نے ہاں بھی کر دی ہو گی احتشام

نے اس کے سر میں انگلیاں چلاتے ہوئے یقین سے کہا تو زوہا اٹھ کر بیٹھی تھی جس پر احتشام نے اب کی بار اسے غصے سے گھورا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر آپ اتنے یقین سے کہہ رہے ہیں تو پھر تو ہمیں رائکہ کے ساتھ آپو کی بھی شادی کی تیاریاں کرنی ہو گی نازوہا نے پر جوش ہو کر پوچھا تو احتشام نے سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کو گھوری سے نوازتے اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔۔۔۔۔۔۔

آج تمہیں نیند نہیں آرہی کیا اس کے چہرے کے قریب چہرہ کرتے پوچھا تھا اس کی گرم سانسیں اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتے زوہا کو شدت سے اپنی غلطی کا ادراک ہوا تھا جب کہ

احتشام اپنی نیند خراب ہونے پر اس کے ہونٹوں پر جھلکتا سارا غصہ ان پر نکال گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اس کی شدت بھرے لمس پر زوہا تڑپ کر رہ گئی تھی جو اس کی سانسوں کو اپنی دسترس میں لیتا ہٹنا ہی بھول گیا تھا مزاحمت کرتے ہاتھ اس کے ہاتھ گرفت میں تھے جس پر وہ بن آب کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس کر کے احتشام پیچھے ہٹا تھا اور اس کے بھیگے لبوں کو دیکھتے دلکشی سے مسکرایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں نیند نہیں آرہی تھی اور میری تم برباد کر چکی ہو تو اب میری شدتوں کو برداشت کرنا فرض ہے تم پر اس کی آنکھوں پر محبت سے لب رکھتا اپنی شرٹ اتار کر ایک طرف پھینکتے اس پر جھکتا چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOOO

رمیز واپس فارم ہاؤس آیا تو علی کو باہر صوفے پر بیٹھا دیکھ کر اس کے پاس ہی بیٹھ گیا تھا جو چپس کھانے میں مصروف تھا اس کے بیٹھنے پر علی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا چپس کا پیکٹ اس کی طرف بڑھایا تھا جس کو تھام کر رمیز نے خود بھی کھانا شروع کر دیا تھی۔۔۔۔۔۔

اس وقت اسے شدید بھوک لگ رہی تھی جس کا اندازہ علی کو اس کے چپس کھانے پر ہو گیا تھا ورنہ وہ کبھی بھی اس طرح سے نہ کھاتا علی اٹھ کر کچن میں گیا تھا اور وہاں سے کھانا مائیکرو ویو میں گرم کرتے اس کے آگے رکھا تو میز نے اس کو چپس کا پیکٹ پکڑاتے کھانا کھانا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا چھوڑ آئے تم عمارہ کو علی نے اس سے پوچھا تو میز کے گلے میں اس کے نام پر نوالہ اٹکا تھا جس پر گھبراتے علی نے فوراً پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا تھا جس کو لے کر میز ایک سانس میں سارا پانی پی گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا تمہیں علی نے جانچتی نظروں سے اسے دیکھ کر پوچھا تو رمیز نے ایک نظر اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

پتہ نہیں کیا ہوا ہے مجھے لیکن جب سے اس کو چھوڑ کر آیا ہوں اسی کے بارے میں سوچ رہا ہوں تمہیں پتہ ہے وہ مجھے کہہ کر گئی تھی کہ میں دعا کروں گی کہ پھر ملاقات ہو جس سفر کا اختتام نہ ہو اس کا کیا مطلب ہے مجھے سمجھ نہیں آ رہا رمیز نے جھنجھلاتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔۔

اہمم میرے خیال تو تم اسے اچھے لگ گئے ہو گے اور وہ تم سے شادی کرنا چاہتی ہے میری نظر میں تو ایک شادی ہی ہے جس میں ملاقات تو روز ہوتی لیکن اس میں سفر کا اختتام نہیں ہوتا علی نے

اس کو دیکھتے لاپرواہ انداز میں کہا تو رمیز نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

میری اور عمارہ کی شادی رمیز نے اپنی حیرت چھپائے پوچھا تو علی نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

کیوں تمہیں کوئی اعتراض ہے کیا اتنی پیاری لڑکی مفت میں مل رہی ہے قدر کرو اس کی علی نے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

تمہیں کیسے پتہ کہ اس کی بات کا یہ مطلب ہے رمیز نے پھر سے سوال کیا تھا اس کا دل مان رہا تھا جب کہ دماغ نفی کر رہا تھا اسے

خود نہیں پتا تھا کہ اسے کیا ہوا ہے بس اس کے بارے میں بات کرنا اچھا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

بے وقوف انسان وہ لڑکی ہے شرمارہی ہو گی اس لیے تمہیں کورڈ ورڈ میں بتایا ہے علی نے سیانوں کی طرح کہا تو میز کا منہ حیرت کھل گیا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موند گیا تھا جب اس کے کانوں میں پھر سے عمارہ کے جملے گونجے تھے جنہیں محسوس کر اب کی بار اس کے لبوں پر ایک مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ooooooooooo

اس کی یہاں موجودگی اسے پریشان کر گئی تھی اگر شاہینہ بلوچ کو پتا چل جاتا تو وہ نا جانے اس کے ساتھ کیا کرتی لیکن روشنہ اسے جانے کے لیے بھی نہیں بول سکی وہ خود اس سے معافی مانگنا چاہتی تھی اب جب اسے موقع مل رہا ہے تو وہ کیا گنواتی اس لیے ساری سوچوں کو جھٹک کر وہ جلدی سے باہر لان میں گئی تھی جہاں وہ اسے جھولے پر بیٹھا نظر آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اسلام علیکم احد آپ یہاں کیوں آ گئے آپ کو اندازہ بھی نہیں ہے کہ پھوپھو مجھ سے کتنی ناراض ہے اگر انہوں نے آپ کو یہاں دیکھ لیا نہ تو وہ اور خفا ہو جائے گی روشنہ اس کے سامنے روکتی ایک سانس میں ساری بات اس کے گوش اتار گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

احد جو اس کو اپنے قریب دیکھتے اپنی آنکھوں کی پیاس بجھا رہا تھا اس کی روہانسی آواز سن کر ایک گہرہ سانس کھینچ گیا جس کو اس سے زیادہ شاہینہ بلوچ کی فکر ستائے جا رہی تھی لیکن وہ بھی تو کاظمہ کی بات کی وجہ سے اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر آیا تھا ورنہ اس کا ارادہ تو یہاں سے جانے کا تھا لیکن کاظمہ اسے ایک نئ پریشانی دے گئ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

وعلیکم السلام روشنہ میں صرف تم سے یہ کہنے کے لیے آیا تھا کہ میں تم سے ناراض نہیں ہوں اس لیے کوئی بھی الٹا سیدھا فیصلہ نہ لینا میں تمہیں معاف کر چکا ہوں اب تم جلدی سے آنی کو مناؤ تاکہ میری بھی شادی ہو سکے احد اس سے تھوڑے سے فاصلے پر

کھڑا ہوتا سنجیدگی سے بولا تو روشنہ کی چہرہ پر چمک آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

آپ نے مجھے معاف کر دیا اس نے یقین دہانی چاہی تو احد نے مسکراتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔۔

بہت شکریہ احد مجھے لگا تھا کہ آپ معاف نہیں کریں گے میں پھوپھو کو ضرور منالو نگی لیکن آپ یہاں کیوں آئے ہے روشنہ نے الجھتے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

میں کاظمہ کو چھوڑنے کے لیے آیا تھا احد نے تحمل سے جواب دیا تو روشنہ کی چیخ نکلی تھی کیا کاظمہ اندر ہے روشنہ پر جوش لہجے میں

پوچھتی اس کا جواب سنے بنا ہی اندر کی طرف گئی تھی پیچھے احد اس کی خوشی دیکھتا مسکراتے باہر کی طرف نکل گیا تھا جو بات وہ کرنے آیا تھا وہ ہو گئی تھی لیکن اب مسئلہ اسفند بلوچ کا تھا جو نا جانے کہاں تھے ۔۔۔۔۔۔۔

روشنہ تقریباً بھاگتی ہوئی اندر آئی تھی سامنے کاظمہ کو رائیکہ کے ساتھ باتیں کرتے دیکھ کر اس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے وہ جلدی سے اس کے قریب پہنچتی اس کو گلے سے لگا گئی تھی جب کہ کاظمہ جو اپنی باتوں میں گم تھی اچانک گھبرا گئی تھی لیکن روشنہ کی آواز سن کر وہ پر سکون ہوئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

کتنی بے وفا ہو سب سے مل لی اور میں تمہیں یاد بھی نہیں آئی روشنہ نے شکوہ کناں لہجے میں کہا تو کاظمہ کے ساتھ رائیکہ بھی مسکرائی تھی۔۔۔۔۔۔۔

میں نے آتے ہی آپ کو پوچھا تھا لیکن شاید آپ مصروف تھی کہی اور کاظمہ نے شرارت سے کہا تھا کیونکہ وہ اسے باہر جاتے ہوئے دیکھ چکی تھی جب کہ اس کی بات پر روشنہ خجل سی ہوتی آنکھیں بند کر گئی تھی اسے اب سمجھ میں آیا تھا کہ ضرور کاظمہ ایسی کوئی بات احد کو کہہ کر آئی تھی جس وجہ سے وہ اسے معاف کر گیا تھا لیکن جو بھی ہو احد کی معافی کے بعد اس وہ خود کو ہواؤں میں اڑاتے محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اچھا کاظمہ کیا تمہیں پتا ہے شہروز بھائی اور رائیکہ کی شادی کی بات ہو رہی ہے لیکن رائیکہ نہیں مان رہی شاید یہ کسی اور کو پسند کرتی ہے روشنہ نے رائیکہ کی طرف دیکھ کر کہا تو رائیکہ اس کی چلاکی سمجھتے اسے گھور کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

کیوں رائیکہ آپ کیوں نہیں مان رہی کیا آپ سچ میں کسی اور کو پسند کرتی ہے کاظمہ نے رائیکہ کی طرف رخ کرتے پوچھا تو اس نے روشنہ کو غصے سے گھورا تھا جس پر روشنہ نے اسکو آنکھ ونک کرتے کچن کی راہ لی تھی اس کو جاتے دیکھ کر رائیکہ کاظمہ کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔

ارے ہاں مجھے یاد آیا تم تو میری بھابھی ہو نہ اب پھر کیسا لگا تمہیں میرا بھائی اور تم کل رات کہاں گئی تھی میں نے فون کیا تو وہ کہہ رہا تھا کہ ہم گھر سے باہر ہے رائیکہ نے اچانک یاد آنے پر پوچھا تو کاظمہ بری طرح سٹپٹائی تھی چہرہ لال قندھاری ہوا تھا جس کو رائیکہ نے شریر نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اہمم تو پھر کب بنا رہی ہو مجھے پھوپھو پلس خالہ رائیکہ نے شوخی سے پوچھا تھا جس پر کاظمہ کا چہرہ خون چھلکاتے ہوا تھا وہ بنا کچھ کہے اپنے کمرے کی طرف گئی تھی اس کو اس طرح جاتے دیکھ رائیکہ کا قہقہہ اسے اپنے پیچھے سنائی دیا تھا جس پر وہ خوامخواہ ہی شرمندہ ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اس کو اپنے موضوع سے ہٹانے کے لیے رائیکہ نے اس کو یہاں سے بھیجنا ہی مناسب سمجھا تھا لیکن ایک بات اس کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کاظمہ اب تک شاہینہ بلوچ سے کیوں نہیں ملی۔۔۔۔۔

OOOOOOOO

احتشام سائیں آپ نے بلایا مجھے زوہا جو نیچے کچن میں روشنہ کے ساتھ مل کر میٹھا بنا رہی تھی ملازمہ کے اطلاع دینے پر اوپر آتے اس سے پوچھنے لگی تھی جو الماری کے سامنے کھڑے ہوتے اپنے کپڑوں کو گھور رہا تھا۔۔۔۔۔۔

جی بلکل آپ کو ہی بلایا ہے میرا بلیک کلر والا سوٹ نہیں مل رہا مجھے احتشام نے اس کو دیکھتے مسکین صورت بناتے ہوا کہا تو زوہا حیرانگی سے اس کی بات سنتی الماری تک گئی تھی جہاں سب سے آگے ہی بلیک شلوار قمیض ہینگ تھا۔۔۔۔۔۔۔

احتشام سائیں یہ تو رہا سوٹ نکلتے اس کے سامنے کیا تو احتشام نے سوٹ لیتے بیڈ پر رکھتے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کے کیچر میں مقید بالوں کو کھولتے ان میں چہرہ چھپا گیا تھا اس کی چلاکی سمجھتے زوہا صبر کے گھونٹ بھر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

سائیں آپ کو پتا ہے کاظمہ آگئی ہے اپنی گردن پر اس کے لبوں کو گردش کرتے دیکھ زوہا کو یہی ایک راستہ نظر آیا تھا اپنی آزادی کا

جو کارآمد ثابت ہوا تھا اس کی بات سن کر احتشام شدت بھرا لمس اس کی گردن پر چھوڑتا نیچے کی طرف گیا تھا۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی زوہا نے نیچے گری ہوئی شرٹ کو تے کرتے دوبارہ الماری میں رکھا تھا اور خود بھی کمرے سے نکلی تھی۔۔۔۔۔۔

لیکن کچھ سوچتے اندر آتے اس نے سائیڈ ٹیبل پر نظر دوڑائی تھی جہاں احتشام کا موبائل رکھا تھا

وہ نیچے جانے کا ارادہ منسوخ کرتی ٹیبل تک آتی موبائل اٹھاتے احد کا نمبر ملا گئی تھی جو تیسری بیل پر اٹھا لیا گیا تھا۔۔۔۔۔

اسلام علیکم بھائی کیسے ہے آپ زوہا نے چہکتے پوچھا تو احد کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

میں بلکل ٹھیک ہو میری گڑیا کیسی ہے آج بھائی کی یاد کیسے آ گئی اور کیا تم کاظمہ سے ملی اس نے معاف کر دیا تمہیں احد نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔

جی بھائی میں بھی ٹھیک ہو اور کاظمہ سے ملی بھی ہوں اور اس نے معاف کر دیا میں بہت خوش ہو لیکن کیا آپ نے روشنہ آپو کو معاف کر دیا زوہا نے فکر مندی سے پوچھا تو احد کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

جی بلکل کر دیا معاف اور کوئی حکم خادم کے لیے احد شریر سا گویا ہوا تو زوہا کھلکھلا کر ہنسی تھی اور اس کی خوشی نے احد کے دل سے سارے خدشات نکال دیے تھے جو وہ باقی گھر والوں کو لے کر سوچتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

بھائی کیا آپ گھر پر ہو ماں سے بات کروا دے اگر وہ کرنا چاہتی ہے تو مجھ سے زوہا نے جھجھکتے پوچھا تو احد ایک لمحے کے لیے چونکا تھا کیونکہ اس نے کبھی نصرت بلوچ سے پوچھا ہی نہیں کہ وہ زوہا سے ناراض ہے یا نہیں اور نہ کبھی ان کی بات کرانے کی کوشش کی وہ خود تو کئی بار بات کر چکا تھا لیکن نصرت بلوچ نے

ایک دفعہ بھی نہیں کی تھی اور یہاں آکر اسے لگ رہا تھا کہ وہ بھی کہی شاہینہ بلوچ کی طرح زوہا سے ناراض نہ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔

بھائی کہاں کھو گئے وہ جو اپنی سوچوں میں گھرا تھا زوہا کی آواز پر ہوش میں آتا چہرہ پر ہاتھ پھیرتا خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگے تھا۔۔۔۔۔۔

زوہا میں گھر جا کر تمہاری ماں سے بات کروا دوں گا احد محبت سے کہتے اس کا مثبت جواب ملتے کال کٹ کر گیا تھا اسے پہلے اسفند بلوچ کو ڈھونڈنا تھا جو دو دن سے گھر نہیں آئے تھے۔۔۔۔۔۔

زوہا بھی فون رکھتی کمرے سے نکل گئی تھی لیکن اسے احد کچھ

پریشان سا لگا تھا لیکن جب اس نے کہا کہ روشنہ کو معاف کر چکا

ہے تو اپنی سوچ کو جھٹک دیا۔۔۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOOO

کیا میں اندر آجاؤں احتشام نے دروازے پر کھڑے ہوتے

اجازت چاہی تو کاظمہ خود سے دروازے کھولتے اسے لینے کے

لیے آئی تھی

۔۔۔۔۔۔

بھائی آپ کو بھی اجازت کی ضرورت ہے کیا خفگی بھرے

تاثرات چہرے پر سجائے نم آواز میں بولی تو احتشام نے اسے اپنے

سینے سے لگایا تھا جس پر کاظمہ اس کے سینے سے لگتے پھوٹ

پھوٹ کر رو دی تھی اتنے عرصے بعد اپنی بہن کو اپنے پاس دیکھتے

احتشام کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

بھائی کیا میں آپ کو یاد نہیں آئی تھی آپ ایک دفع بھی مجھے لینے

کے لیے نہیں آئے آپ کو پتا ہے صائم نے مجھ سے کھانے بھی

بنوانا چاہا تھا جس پر میرا ہاتھ جل گیا تھا مجھے سٹور روم میں بھی بند

کر دیا اور گھر سے بھی نکال دیا تھا میں نے بہت بلایا آپ کو لیکن

آپ نہیں آئے کاظمہ اس کے سینے سے لگی صائم کی شکایات

لگانے مصروف تھی یہ جانے بنا کے کوئی اسے بہت غور سے سن

رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

احتشام نے اس کے گرد اپنا حصار باندھے اس کی باتیں سن رہا تھا جو بچوں کے انداز میں اس سے شکایت لگاتی اس کی مسکراہٹ کی وجہ بن رہی تھی لیکن اس کے ہاتھ جلنے والی بات پر اس نے سرخ نظروں سے صائم کو گھورا تھا جو ان دونوں سے تھوڑے سے فاصلے پر کھڑا خود کو لاپرواہ ظاہر کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔

بس گڑیا اب آپ یہی رہنا کہی جانے کی ضرورت نہیں ہے آپ کو احتشام محبت سے اس کے آنسو صاف کرتا اس کو پچکارتے ہوئے بولو تو کاظمہ نے بھی سوں سوں کرتے اثبات میں سر ہلایا تھا جس پر صائم کے چہرے پر سختی آئی تھی جب کہ احتشام نے ایک جتاتی نظر اس پر ڈالی تھی جو کھا جانے والی نگاہوں سے اسے ہی گھور رہا تھا۔۔۔۔۔

صائم سے جب زیادہ برداشت نہ ہوا تو وہ کاظمہ کا ہاتھ کھینچتے اسے اپنے حصار میں لے گیا تھا کاظمہ جو احتشام کے سینے پر سر رکھے کھڑی تھی اچانک اس افتاد پر گھبرا گئی تھی لیکن صائم کو دیکھتے اس کے ہوش اڑے تھے جو باتیں وہ کر چکی تھی اگر اس نے سن لی تو کاظمہ نے چور نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا جو اس کی کمر کے گرد اپنا ہاتھ لپیٹتا اسے اپنے حصار میں لے گیا تھا جب کہ اس کی اپنے بھائی کے سامنے اس بے باکی پر کاظمہ کا سر شرمندگی سے جھک گیا تھا چہرہ خفت کے مارے سرخ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔

جب کہ وہ دونوں اس کی حالت سے انجان ایک دوسرے کو گھور رہے تھے کاظمہ گڑیا آپ باہر جاؤ احتشام کی بات پر کاظمہ فوراً

سے اس کے حصار سے نکلی تھی لیکن صائم اپنی گرفت سخت کر گیا تھا کہ کاظمہ کو اس کی انگلیاں اپنی کمر میں دھنستی ہوئی محسوس ہو رہی تھی کاظمہ نے بے بس نظروں سے اس کی جانب دیکھا تو صائم نے اس کے حال پر رحم کھاتے اس کی پیشانی محبت سے مہر ثبت کرتا اسے آزاد کر گیا تھا۔۔۔۔۔

جب کہ کاظمہ احتشام کی موجودگی کی وجہ سے اسے گھور بھی نہ سکی تھی جس کو سمجھتے صائم نے ہونٹوں کا کنارہ دانتوں تلے دبایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی احتشام نے اس کی طرف قدم بڑھائے تھے اس سے پہلے احتشام کا مکا اس کو لگتا صائم اس کا وہی ہاتھ تھامے

نیچے کیا تھا کیا ہو گیا کچھ تو شرم کر لو اس گھر کا داماد ہوں میں صائم اس کا ہاتھ چھوڑتا اس کو جتاتے ہوئے بولا تو احتشام نے اسے خشمگیں نگاہوں سے گھورا تھا۔۔۔۔۔۔۔

مجھے نہیں شرم کرنے کی ضرورت تمہیں ہے ڈھیٹ تو تم پہلے بھی تھے اب بے شرم بھی ہو گئے احتشام دانت پیستے گویا ہوا تو صائم نے آنکھیں گھمائی تھی۔۔۔۔۔۔

ہاں تو تمہیں کس نے کہا تھا کہ اس طرح میاں بیوی کے کمرے میں آؤ میری زاتی پراپرٹی ہے جب چاہے اسے اپنے قریب کر سکتا ہوں صائم نے دوبدو بولا تو احتشام کی پیشانی پر بلوں کا جال بچھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

میں اپنی بہن سے ملنے کے لیے آیا تھا یہ نہیں معلوم تھا کہ تم موجود ہو اندر پتا نہیں کہاں سے آ گئے اور یہ تم نے کاظمہ کو سٹور روم میں کس کی اجازت سے بند کیا تھا اور کچن میں بھی بھیج دیے صائم اگر تمہارا پھر سے ایسا کوئی ارادہ ہے نہ تو بتا دو مجھے میری بہن کو اب مزید بے مول ہوتا نہیں دیکھ سکتا میں احتشام نے غصے سے استفسار کیا تو صائم نے ضبط سے آنکھیں میچی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ایسا کچھ نہیں ہوگا تم پریشان نہ ہو اس کو دیکھتے نرمی سے بولا تو احتشام سر ہلاتا کمرہ سے نکل گیا اس کے جاتے ہی صائم بیڈ پر لیٹتے چھت کو گھورنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOOO

لاؤنج میں اس وقت سب بڑے بیٹھے باتیں کر رہے تھے شہروز چوہدری رحیم اور ثمینہ چوہدری کے ساتھ کچھ دیر پہلے ہی ان کے گھر آیا تھا چونکہ شاہینہ بلوچ پہلے سے ہی شہروز اور اس کے گھر والوں کو جانتی تھی اس لیے انہیں اس سے کچھ پوچھنے کی ضرورت پیش نہ آئی لیکن ایک چیز پر ان کا دل مطمئن نہیں تھا وہ رحیم چوہدری اور اسفند بلوچ کی دوستی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

انہیں یہی ڈر لگ رہا تھا کہیں رحیم چوہدری کی عادات شہروز کے اندر بھی نہ ہو لیکن احتشام کو اس سے اتنے سکون سے بات کرتے

دیکھ انہیں اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ پہلے سے ہی شاید شہروز کو جانتا ہے اس لیے اتنے سکون سے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

رائیکہ کو سامنے سے آتے دیکھ شہروز کی نگاہیں اس کی جانب اٹھی تھی جہاں وہ پستہ کلر کے سوٹ میں ملبوس لائٹ سی پنک لپ سٹک لگائے بہت پیاری لگ رہی ہو تھی لیکن اس کے پیچھے کاظمہ کو آتے دیکھ کہ اس نے سرعت سے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلا تھا وہ پہلے ہی اس رشتے میں کشمکش میں مبتلا تھا وہ جب بھی رائیکہ کو سوچتا تھا اس کے سامنے جھٹ سے دوہری آنکھیں لہرا جاتی تھی کہ اس کا دھیان پھر سے کاظمہ کی طرف چلا جاتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

رحیم چوہدری کی نظر زویا پہ پڑی تو اسے یہاں دیکھ کر ان کو خاصی حیرانگی ہوئی تھی وہ یہ تو جانتے تھے کہ اس کی شادی ہو گئی لیکن یہ نہیں جانتی تھی کہ یہاں احتشام سے ہوئی ہے۔۔۔۔۔

رائیکہ کے ساتھ کاظمہ کو دیکھ کر شاہینہ بلوچ کی آنکھیں نم ہوئی تھی انہیں ملازمہ نے بتایا تھا کہ کاظمہ آگئی ہے لیکن وہ اس سے ملنے کے لیے نہیں آئی تھی اور نہ ہی کاظمہ ان سے ملی تھی اس بات سے ان کو دکھ ہوا تھا لیکن انہوں نے اسے خود ہی دور کیا تھا اس سے کیا شکوہ کرتی۔۔۔۔۔۔۔

رائیکہ شاہینہ بلوچ کے ساتھ بیٹھی انگلیاں مڑور رہی تھی ایسا نہیں تھا کہ وہ پہلی دفعہ ان سے مل رہی تھی لیکن آج اسے نہ جانے

کیوں اتنی گھبراہٹ ہو رہی تھی وہ تو ان کے سامنے بھی نہیں آنا چاہتی تھی لیکن کاظمہ اور روشنہ کے زور دینے پر وہ آ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اس کو اس طرح بیٹھے دیکھ کر شہروز کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی جو کسی بھی وقت رو سکتی تھی اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ یہ وہ لڑکی جو اسے فون پر باتیں سناتی تھی اور اب اتنی معصوم لگ رہی تھی کہ شہروز کی ہنسی نہیں رک رہی تھی۔۔۔۔۔

ماشاءاللہ بچے آپ بہت پیاری ہے اور میرے شہروز کے ساتھ اور زیادہ پیاری لگے گی ثمینہ چوہدری اس کے ہاتھ پر دباؤ دیتے محبت سے بولی تو رائیکہ نے ایک نظر شہروز کو دیکھا تھا جس کے

چہرہ پر اس کی حالت دیکھتے دل جلانے والی مسکراہٹ تھی اور اس کی یہی مسکراہٹ رائیکہ کو زہر سے بھی زیادہ بری لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

ہم ایک مہینے میں شادی چاہتے ہیں ایسا نہ ہو کہ کہی ہمیں بیٹے کا ارادہ بدل جائے رحیم چوہدری شہروز کو دیکھتے طنزیہ کہا تو اس نے اپنی مٹھیاں بھینچی تھی جب کہ ثمینہ چوہدری نے افسوس سے اپنے شوہر کو دیکھا تو جو یہاں بھی طنز کرنے سے باز نہیں آئے تھے۔۔۔۔۔۔۔

لیکن اتنی جلدی سارے انتظامات کیسے ہونگے شاہینہ بلوچ نے پریشانی سے کہا تو رحیم چوہدری نے ان کو ایک نظر دیکھتے احتشام کو دیکھا تھا۔۔۔۔

اس میں اتنی مشکل تو نہیں ہے آج کل بازار میں سب کچھ مل ہی جاتا ہے تو پھر مسئلہ کیا ہے وہ ابھی بھی اپنی بات پر قائم تھے۔۔۔۔۔

ان کی اتنی جلد بازی اس کی سمجھ سے باہر تھی یہ لوگ ایسے جلد بازی مجا رہے تھے جیسے وہ کہیں جا رہی ہو لیکن اس کی سننے والا کون تھا اس لیے وہ بھی چپ چاپ ہی بیٹھی رہی جب کہ ثمینہ

چوہدری اس کے ہاتھوں میں سونے کے گنگن ڈال گئی تھی جو کہ شاید ان کے خاندانی تھے۔۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOOO

ان لوگوں کے جانے کے بعد رائیکہ صائم کے لیے کافی کا کپ بنا کر لان میں لے کر گئی جہاں وہ پریشانی سے چکر کاٹ رہا تھا کپ کو ٹیبل پر رکھتے وہ اپنا چائے کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگا گئی۔۔۔۔۔۔۔

صائم کیا ہوا تم اتنے پریشان کیوں ہے کیا اس رشتے سے خوش نہیں ہو رائیکہ نے اس سے پوچھا تو وہ ایک جگہ رکتے اس کو دیکھ کر نفی میں سر ہلا یا گیا۔۔۔۔۔

نہیں مجھے اس رشتے سے کوئی مسئلہ نہیں ہے مسئلہ اسفند بلوچ کا ہے احد کہی بار مجھ سے ان کے بارے میں پوچھ چکا ہے اور میں ہر بار خود کو لاعلم ظاہر کر رہا ہوں لیکن وہ بھی جانتا ہے کہ کوئی بات ایسی نہیں جو مجھے معلوم نہ ہو صائم کین کی کرسی پر بیٹھتا کافی کا کپ اٹھا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

توکیا تم جانتے ہو ان کے بارے میں بتارا ئیکہ نے بے زاری سے کہا تو صائم نے نفی میں سر ہلاتے کپ کے کنارے پر انگلی پھیری تھی۔۔۔۔۔۔۔

اچھا تم ماں سے ملے ہو اب جب سب ٹھیک ہو گیا تو ان سے مل لو جیسے پہلے ملا کرتے تھے اس نے اس کو مشورہ دیا تو صائم بنا کوئی جواب دیے کافی پینے لگا تھا جب انہوں نے اپنی بیٹی کو ہی ابھی تک مخاطب نہیں کیا تھا تو وہ اس سے ملنے کیوں چاہے گی صائم نے کرب سے سوچا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اس نے دیکھا تھا کاظمہ کو جو بار بار شاہینہ بلوچ کی طرف دیکھ رہی تھی جنہوں نے ایک نظر بھی اس کو نہیں دیکھا تھا اس کا بس نہیں

چل رہا تھا کہ وہ ان کا رخ زبردستی کاظمہ کی طرف موڑ دے-------

ویسے روشنہ اور احد کی شادی بھی اگر ساتھ ہو جائے تو اچھا ہو جائے گا صائم اپنی سوچوں کہ سے نکل کر اس سے بولا تو رائیکہ نے بھی اس کی تائید میں سر ہلایا تھا کیونکہ وہ خود یہی چاہتی تھی لیکن ایک روشنہ تھی جو پھر سے شاہینہ بلوچ کے کمرے میں نہیں گئی تھی--------

کیا باتیں ہو رہی ہے احتشام زوہا اور کاظمہ بھی لان میں آتے وہی بیٹھ گئے تھے جہاں وہ دونوں بہن بھائی ایک اہم مسئلہ پر بات کر رہے تھے------

بھائی روشنہ آپو کی بھی شادی کرادے اگر آپ کو احد بھائی پسند ہے تو پھر آپ منائیں نہ ماں کو کیونکہ مجھے تو نہیں لگتا کہ آپو منا پائیں گی اگر وہ انہیں غصے سے کہہ دیتی ہیں کہ کمرے سے چلی جاؤ تو وہ بھی فورا بات مان کر چلی جاتی ہیں مجھے لگتا ہے اس طرح وہ کبھی بھی انہیں احد بھائی کے لیے راضی نہیں کر پائیں گی رائیکہ احتشام کو دیکھتے تفصیل سے بولی تو زوہا اور کاظمہ نے بھی سر ہلایا تھا۔۔۔۔

بھائی آپ کو معلوم ہے جب صبح مجھے احد بھائی چھوڑنے کے لیے آئے تھے تو میں نے ان سے کہا تھا کہ اگر آپ نے آپو کو معاف نہیں کرا تو ہم ان کی شادی کسی اور سے کرادیں گے پھر وہ میری

یہ بات سن کر انہیں معاف کر چکے ہیں لیکن اب بھی روشنہ آپو نے ماں کو نہیں منایا کاظمہ نے خوش ہوتے اپنا کارنامہ بتایا تو سب کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے پھر ہم خود ماں کو منانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن پہلے آنی کو بھی تو منانا ضروری ہے نہ کہ ہم لوگ کیا سوچ رہے ہیں احتشام نے ایک نظر سب کے چہروں کو دیکھ کر کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○○

عمارہ اس وقت ائیر پورٹ پر موجود تھی وہ کاظمہ سے معافی مانگتے ہی حویلی سے نکل گئی تھی پچھلے تین گھنٹوں سے وہ یہاں بیٹھی تھی لیکن اب جب معلوم کرنے پر پتہ چلا تو اگلے ایک ہفتے تک کوئی فلائٹ نہیں تھی جس پر عمارہ پریشان ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ حویلی میں نہ کسی کو بتا کر آئی تھی اور نہ ہی اس کے ہونے یا نہ ہونے سے کسی کو فرق پڑے گا وہ جب بھی پاکستان آئی تھی ہمیشہ اسفند بلوچ کے گھر میں ہی رہی تھی اور اس وقت حیات بیگ کہاں تھے اسے معلوم نہیں تھا اور نہ ہی وہ کوئی دلچسپی رکھتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اپنا بیگ لیتی وہ ائیر پورٹ سے نکلی تھی جب سامنے سے آتے شخص سے اس کا زوردار تصادم ہوا تھا اس سے پہلے وہ لڑکھڑا کر گرتی رمیز نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے گرنے سے روکا تھا عمارہ نے سنبھلتے ایک ہی جھٹکے میں اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اگر میں غلط نہیں تو تم عمارہ ہو رمیز نے دونوں بازو سینے پر باندھتے استفسار کیا تو عمارہ نے نیچے سے اوپر تک اس کو دیکھا تھا اسے یاد نہیں آرہا تھا کہ اس نے اسے کہاں دیکھا ہے اس لیے اس کی بات ان سنی کرتی وہ اپنا بیگ گھسیٹتے باہر نکلی تھی جب کہ اس کی ہٹ دھرمی پر رمیز کلس کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

صائم کو جب حویلی کے گارڈ نے بتایا کہ عمارہ حویلی سے ایک بیگ لے کر نکلی ہے تبھی ہی صائم نے رمیز کو فون کرتے اس کے پیچھے جانے کو کہا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ موسم کی خرابی کی وجہ سے فلائیٹ کنسیل ہو گئی ہے۔۔۔۔۔۔۔

او ہیلو عمارہ میری بات سنو میں اس گرمی میں تین گھنٹے مسلسل ڈرائیونگ کرتا یہاں تمہارے نخرے دیکھنے نہیں آیا صائم نے کہا تھا کہ تمہیں ایک محفوظ مقام پر چھوڑ دوں تاکہ تمہیں کوئی مسئلہ نہ ہو رمیز اس کے چلنے پر اس کا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لیتے اب کی بار سختی سے بولا تو عمارہ صائم کے نام پر چونک کر رکی تھی۔۔۔۔۔۔

کیا مطلب صائم کو کیسے پتا کہ میں کہاں ہوں اور کہاں جا رہی ہو

عمارہ رمیز کی طرف رخ کرتے حیرانگی سے بولی تو رمیز نے سر تا

پیر اس کو دیکھا تھا بلیک جینز جو گھٹنوں سے پھٹی ہوئی تھی بلیک

ٹاپ جو صرف پیٹ تک آ رہا تھا اور گلے میں مفلر سٹائل میں لپٹا

اسٹالر رمیز کی آنکھوں میں ناگواری در آئی تھی۔۔۔۔۔۔

تمہیں کچھ کہنے کا حق تو نہیں رکھتا لیکن ایک بات کہنا چاہو گا کہ

لڑکی چھپی ہوئی اچھی لگتی ہے کیونکہ وہ ہر غلیظ نظر سے محفوظ ہوتی

ہے اس طرح اپنی نمائش کرتی ہوئی نہیں اور رہی بات صائم کو

کیسے پتا چلا تو وہ کبھی کسی سے غافل نہیں ہوتا کہتے ساتھ ہی رمیز

نے اپنی اپنی شال اس کی طرف بڑھائی تھی۔۔۔۔۔۔

یہ لو اور اپنے اوپر کو ور کر لو کیونکہ میں اس طرح تمہارے ساتھ سفر نہیں کر سکتا اس کے ہاتھ میں زبردستی وہ شال تھما کر رمیز اس کا بیگ گاڑی میں رکھتے بیٹھ گیا تھا جب کہ عمارہ ابھی تک اس کی شال کو ہی گھور رہی تھی اور پھر کچھ سوچ کر اس نے وہ شال اپنے اوپر پھیلا لی تھی۔۔۔۔۔۔۔

آگے آکر بیٹھو ڈرائیور نہیں ہوں تمہارا اس کو پیچھے بیٹھتے دیکھ کر رمیز نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمارہ آگے آکر بیٹھ گئی تھی اس کے بیٹھتے ہی رمیز نے گاڑی سٹارٹ کر دی تھی جب کہ عمارہ کو اس کی چادر سے ایک عجیب سے تحفظ مل رہا تھا۔۔۔۔۔

ooooooooooo

دونوں حویلیوں میں شادی کی تیاری زور و شور سے ہو رہی تھی شاہینہ بلوچ نے روشنہ کے رشتے کے لیے بھی ہاں کر دی تھی اور ایسا ممکن بھی نہ تھا اتنے سالوں بعد ان کی بہن ان کے گھر آتی اور وہ انہیں خالی ہاتھ لوٹا دیتی جب کہ دونوں حویلیوں میں آنا جانا ایک بار پھر سے شروع ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اسفند بلوچ کی وجہ سے جو تعلق ٹوٹے تھے آج وہ پھر سے جڑ گئے تھے جس پر سب ہی سرشار تھے۔۔۔۔۔۔

مہندی والے روز ہی ان دونوں کا نکاح رکھا گیا تھا جس پر کسی کو بھی اعتراض نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

زوہا کو لگتا تھا کہ نصرت بلوچ نے اسے معاف نہیں کیا ہو گا وہ اس سے خفا ہوں گی لیکن جب نصرت بلوچ نے اس کو دیکھا تھا تو اسے اپنے سینے سے لگا کے ساری ناراضگی دور کر دی تھی جس پر زوہا پر سکون ہو گئی تھی بے شک ہر مشکل کے بعد آسانی ہے اس بات پر زوہا کا یقین اور پختہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔

شاہینہ بلوچ اور نصرت بلوچ تو چاہتی تھی کہ زوہا اور کاظمہ کی شادی بھی پھر سے ہو لیکن صائم اور احتشام نے صاف منع کر دیا تھا کہ جن کی شادی ہو رہی ہے ان پر ہی دھیان دیں۔۔۔۔۔۔

آج رائیکہ اور شہروز کو شاپنگ پر جانا تھا جس پر رائیکہ نے خوب ہنگامہ مچایا تھا کہ اس نے اکیلے شہروز چوہدری کے ساتھ کہیں نہیں جانا لیکن اس کی روشنہ نے نہیں سنی تھی زبردستی اس کو تیار کیا تھا جس پر وہ منہ پھلا کر پھر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اکیلے بھیجنا تو شاہینہ بلوچ بھی نہیں چاہتی تھی لیکن احتشام کے کہنے پر بھیج رہی تھی اور رائیکہ صرف یہ سوچ رہی تھی کہ ان کا بھائی اتنی آسانی سے مان کیسے سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔

ملازمہ نے شہروز چوہدری کے آنے کی اطلاع دی تو رائیکہ اپنے گرد چادر لپیٹتے باہر چلی گئی تھی جہاں وہ اس کا گاڑی میں انتظار کر

رہا تھا اس کے بیٹھتے گاڑی شہر کی طرف دوڑا دی تھی۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

گاڑی میں خاموشی کا راج تھا جس سے رائیکہ سمیت شہروز خود بھی اکتا گیا تھا اس نے کبھی اکیلے سفر نہیں کیا تھا جب پہلے انہیں لے کر آیا تھا تب ساتھ کاظمہ تھی جو چپ ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی اور آج وہ رائیکہ کے ساتھ آیا تھا جو اس کی شریک حیات بننے جا رہی تھی اور اس طرح چپ بیٹھی تھی جیسے بول نہ سکتی ہو۔۔۔۔۔۔

تم بولتی نہیں ہو کیا منہ میں دہی جما کر کیوں بیٹھی ہو آخر کار شہروز اس خاموشی سے تنگ آتا اس کے نا بولنے پر ٹونٹ کر گیا تھا جس پر رائیکہ نے حیرانگی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ہاں تو میں آپ سے کیا بات کروں جس کو لڑکیوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے پہلے آپ بولنا سیکھ لیں پھر یہ فرمائشی پروگرام بھی رکھ دیجئے گا رائیکہ نے تپے ہوئے انداز میں کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

مطلب تم کہہ رہی ہو کہ مجھے تم سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے زرا یہ بتانا میں نے تم سے کیا بدتمیزی کی ہے شہروز نے ایک نظر اس کے لال ہوتے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔۔

ہاں تو کیا لڑکیوں سے اس طرح بات کرتے ہے کہ کیا منہ میں دہی جما کر بیٹھی ہو رائیکہ نے اس کی غلطی بتائی تو شہروز کے ہونٹ او کی شیپ میں گول ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔

مطلب تمہیں اصل غصہ اس بات پر آرہا ہے کہ میں نے تمہیں یوں کیوں کہا کہ تم منہ میں دہی جمع کر بیٹھی ہو اس نے اپنے بات کی تائید چاہی تو کارائیکہ نے زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اگر تمہیں میرا یہ بولنا اتنا ہی برا لگا تو تم بول لیتی کیوں اتنی دیر سے چپ چاپ بیٹھی تھی شہروز نے سارا الزام اس کے سر ڈالا تو

رائیکہ نے صدمے سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اگر آپ مجھ سے کچھ پوچھتے تو میں آپ کو کسی بات کا جواب دیتی اور اگر میں زیادہ بولتی ناتب بھی تو آپ کو مسئلہ ہوناتھا رائیکہ نے اہم وجہ بتائی تو شہروز نے سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔۔۔۔۔

ویسے یہ آپ کو اچانک مجھ سے شادی کرنے کی نوبت کیوں پیش آئی کہیں آپ مجھ سے بدلہ لینے کے لیے تو نہیں شادی کر رہا ہے رائیکہ کے بے تکے سوال پر شہروز نے اس کی جانب دیکھا تھا جیسے اس کی بات کا مقصد سمجھنا چاہ رہا ہو۔۔۔۔۔

میں کس چیز کا بدلہ لونگا تم سے شہروز نے سنجیدگی سے پوچھا تو رائیکہ نے آنکھیں گھمائی تھی۔۔۔۔۔۔۔

یہ تو آپ کو ہی پتہ ہوگا رائیکہ نے انتہائی معصومیت سے جواب دیا تھا کہ شہروز اسے دیکھ کر رہ گیا تھا یہ لڑکی ہر دفع اسے مختلف لگی تھی کبھی اتنی بہادر تو کبھی اتنی ہی بزدل لیکن اس کا دھوپ چھاؤں جیسا انداز شہروز چوہدری کو پسند آ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

کیا میں تمہیں ایک بات بتاؤ شہروز نے کچھ سوچتے اسے کاظمہ والی بات بتانی چاہی تھی جس پر رائیکہ نے کچھ دیر اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اگر وہ بات آپ کے ماضی کا حصہ ہے تو مجھے نہیں جاننا کیونکہ میں حال میں جینے والی لڑکی ہوں ماضی سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہر شخص کا ایک ماضی ہوتا ہے آپ کا بھی ہے اور میرا بھی تھا اس لیے میں حال میں رہنا زیادہ پسند کروں گی رائیکہ کندھے اچکا کر بولتی سڑک پر دوڑتی گاڑیوں کو دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔

اگر میں کہوں کہ میں کسی اور سے محبت کرتا تھا تو شہروز نے متاثر کردہ نظروں سے اس کی جانب دیکھ کر سوال کیا تو رائیکہ نے بھی اسے دیکھا تھا لیکن نگاہیں ملنے پر سٹپٹا کر زاویہ بدل لیا تھا۔۔۔۔۔۔

پہلے کرتے تھے نہ اور یکطرفہ محبت تھی تو مجھے یقین ہے نکاح کے بعد میں آپ کو خود سے محبت کرنے پر مجبور کردو گی رائیکہ مسکراتے ہوئے اس سے بولتی اس کے گاڑی روکنے پر گاڑی سے اتر گئی تھی۔۔۔۔۔۔

جبکہ اس کی مسکراہٹ شہروز چوہدری کی دھڑکنوں کو الگ ہی لے پر دھڑکا گئی تھی وہ خود بھی مسکراتا گاڑی سے باہر نکلتا مال میں گیا تھا۔۔۔۔۔۔

رائیکہ خاموشی سے بیٹھی تھی جب کہ شہروز نا جانے کتنے جوڑے ریجیکٹ کر چکا تھا جس پر اب رائیکہ کو غصہ آ رہا تھا اس کا بس نہیں

چل رہا تھا کہ اس کا سر پھاڑ دے لیکن خود پر جبر کیے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔۔۔

سریہ والا دیکھیں سیلز گرل نے بھی اب اکتائے ہوئے لہجے میں ایک خوبصورت وائٹ سوٹ اس کے آگے رکھا تو رائیکہ اور شہروز نے چونک کر اس ڈریس کو دیکھا تھا وائٹ شارٹ شرٹ کے ساتھ شرارہ اور اس کے ساتھ لال چنزی ان دونوں کو ہی پسند آئی تھی جس پر سیلز گرل نے شکر کا سانس لیتے وہ ڈریس پیک کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

جس کو لیتے ان دونوں نے گھر کی راہ لی تھی جب کہ رائیکہ نے گھر جا کر روشنہ کو سنانے کا پکا ارادہ کر لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOOO

احتشام سائیں آپ نے رائیکہ کو اجازت دے دی یا پھر درستگی کرو اپنے جملے کی تو وہ یہ کہ آپ نے شہروز بھائی کا اجازت دے دی کہ وہ رائیکہ کو شاپنگ پر لے کر جا سکتے ہے لیکن میرے بھائی سے آپ کونسی دشمنی نکال رہے ہے۔۔۔۔۔۔۔

احد نے جب روشنہ کو شاپنگ پر لے جانے کی اجازت احتشام سے چاہی تھی لیکن اس نے صاف منع کیا تھا جس پر احد نے زوہا کو فون کرتے اسے منانے کو کہا تھا اور پچھلے آدھے گھنٹے سے زوہا یہ کام باخوبی انجام دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

جاناں اسے کچھ بات کرنی تھی یار اس لیے میں نے اجازت دے دی اب احد تو فضول زد پالے بیٹھا ہے ہم سب اپنی شاپنگ مکمل کر چکے ہے روشنہ کی بھی مکمل ہے تو میں اسے کیا کہہ کر اجازت دیتا بجائے اپنے بھائی کو سمجھانے کے تم مجھے منا رہی ہو احتشام نے موبائل پر میسج ٹائپ کرتے مصروف انداز میں جواب دیا تو زوہا نے خفگی سے اسے گھورا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں ہی غلط ہوں آپ کریں اپنا کام نروٹھے پن سے بولتی اس نے احتشام کے آگے ہاتھ پھیلایا تھا جس کو دیکھ کر احتشام نے اس کا ہاتھ کھینچ تھا جس پر وہ سیدھا اس کی گود میں آ گری تھی۔۔۔۔۔۔

احتشام سائیں میں نے موبائل مانگا تھا اب بھائی کو جواب بھی تو دوں نہ وہ انتظار کر رہے ہونگے زوہا نے اس کی گرفت میں مچلتے دہائی دینے والے انداز میں کہا تو اس کے انداز پر احتشام کو ہنسی آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اس کا اپنی گرفت سے آزاد کرتے موبائل اس کے ہاتھ میں دیا تھا جسے لیتے اس نے احد کے نمبر ٹیکسٹ چھوڑتے منہ پھلاتے موبائل اس کے ہاتھ میں دیا تھا جسے تھام کر احتشام پھر سے موبائل مصروف ہو گیا تھا زوہا پیر پٹختی کمرے سے نکل گئی تھی کہ یک دم سر چکرانے پر ریلنگ کا سہارا لیا تھا۔۔۔۔۔۔

زوہا کیا ہوا ٹھیک ہو آپ رائیکہ جو ابھی اندر آئی تھی اس کو سر پر ہاتھ رکھتے پریشان سی اس تک آتے اس کا ہاتھ تھام کر صوفے پر بٹھایا تھا۔۔۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں بس چکر آ گیا تھا آپ بتائے آپ لے آئی نکاح کا جوڑا زوہا اس کی فکر مندی پر مسکراتے اس کا دھیان ہٹایا تو رائیکہ نے شاپنگ بیگ کی طرف اشارہ کیا تھا جب کہ اس کے پھولے منہ کو دیکھ کر زوہا نے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔۔۔۔۔۔

رائیکہ آپ کب آئی ماشاءاللہ بہت خوبصورت ڈریس ہے روشنہ نے ایک نظر رائیکہ کو دیکھنے کے بعد سوٹ کی طرف دیکھتے اس کو سراہا تھا جسے ابھی زوہا نے نکالا تھا۔۔۔۔۔۔۔

روشنہ آپو اس ایک سوٹ کو لینے کے لیے ہمارا سارا دن برباد کر دیا ہو گیا اللہ معاف کرے اتنے کپڑے ریجیکٹ کر کے ان چوہدری صاحب کو یہ سوٹ پسند آیا ہے ورنہ مجھے تو اس سیلز گرل کی شکل دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ کسی بھی وقت رو دے گی اور اتنا ہی نہیں وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ کیا منہ میں دہی جما کر بیٹھی ہو انہیں بات کرنے کی تمیز نہیں ہے آگے پتا نہیں کیا ہو گا میرا رائیکہ ایک سانس میں بولتی انہیں اپنے دکھ سنا رہی تھی جو آنکھیں پھیلائے اس کی باتیں سن رہے تھے اس کے چپ ہونے پر ان دونوں نے ایک شکوہ خود کو دیکھتے قہقہہ لگا کر ہنسی تھی۔۔۔۔۔۔

ہاہاہاہاہارائیکہ ہم تو یہ سوچ رہے ہے کہ شہروز بھائی کہ کیا ہو گا روشنہ نے اس کے گال کو کھینچتے ہوئے کہا تو رائیکہ ناراضگی سے رخ پھیرا تھا۔۔۔۔۔

اچھا نا سوری مذاق کر رہے ہیں ہم ویسے دیکھو بھائی نے کتنی محبت سے تمہارے لیے جوڑا پسند کیا ہے اور ایک تم ہو جو ناراض ہو رہی ہو زوہا نے تحمل سے کہا تو روشنہ بھی اس کی بات سے متفق ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اچھا اور جو انہوں نے میری بے عزتی کی اس کا کیا رائیکہ نے پھر سے پرانی بات یاد دلائی تو روشنہ نے اس کے سر پر چت رسید کی تھی۔۔۔۔۔۔

بے وقوف لڑکی وہ تمہاری خاموشی سے زچ ہو گئے ہونگے اس لیے کہہ دیا تم تو دل پر ہی لے کر بیٹھ گئی ویسے کیا باتیں ہوئی روشنہ نے آخر میں شرارت سے پوچھا تو رائیکہ نے ان دونوں کو دیکھا تھا جو جواب کی منتظر تھی۔۔۔۔۔۔۔

جیسا آپ دونوں سمجھ رہی ہو نہ ویسی کوئی بات نہیں ہوئی ہم الحمدللہ لڑتے ہوئے گئے تھے اور بے زبان بن کر واپس آگئے اب بتائیں کھانے میں کیا ہے مجھے بہت بھوک لگ رہی رائیکہ مزے سے ان کو بتاتی خود ہی اٹھ کر کچن کی طرف چلی گئی تھی جب کہ ان دونوں نے اس کے کارنامے سنتے صدمے سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

ooooooooo

صائم آپ چھوڑ آئے نہ مجھے حویلی میں یہاں طور ہو جاتی ہوں کچھ بھی نہیں ہے یہاں کل مہندی کا فنکشن ہے وہاں پر سب کتنا مزہ کر رہی ہو نگی اور آپ نے مجھے یہاں قید رکھا ہوا ہے کاظمہ صائم کی منتیں کرتے بولی تھی جو سکرین پر چلتی فلم دیکھنے میں محو تھا۔۔۔۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہنی وہاں جانا کی آپ یہاں ہی رہے اپنے شوہر کے پاس وہاں تو وہ تینوں موجود ہے نہ ایک دوسرے لیے آپ اپنے شوہر کے پاس رہے جس کو تمہاری زیادہ ضرورت ہے

صائم نے سہولت سے انکار کیا تو کاظمہ نے آنکھوں میں نمی لیے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

کل بھی نہیں جاؤ گی میں یہی رہوں گی میں کاظمہ نے جلتے کڑتے کہا تو صائم دلکشی سے مسکرایا تھا۔۔۔۔۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہنی وہ وہاں اپنا فنکشن انجوائے کریں گے اور ہم دونوں یہاں انجوائے کریں صائم نے بے باک نظروں سے اس کو گھورتے معنی خیزی سے کہا تو کاظمہ سٹپٹا کر کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔۔۔۔۔

جب کہ صائم رمیز کا میسج ملتے ہی اپنی والٹ اور گاڑی کی چابی اٹھاتا کمرے سے باہر نکلی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

صائم اب آپ خود گھر سے باہر کیوں جا رہے ہے اب جب مجھے نہیں جانے دے رہے اس کو باہر جاتے دیکھ کاظمہ تیزی سے اس کے راستے میں حائل ہوئی تھی کہ صائم نے مسکراتے اپنے قدم روکے تھے ۔۔۔۔۔۔۔

تم کمرے سے باہر آگئی تھی نہ اس لیے میں باہر جا رہا ہو اور ایک بہت ضروری کام سے اس کے ماتھے کو چوم کر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر چلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○

دو گھنٹے بعد۔۔۔۔۔۔۔

احتشام اور صائم فارم ہاؤس میں پہنچتے تیزی سے ڈرا ک روم میں داخل ہوئے تھے جہاں اسفند بلوچ اور حیات بیگ نڈھال سے کرسی پر بیٹھے تھے وہ تین دن میں ہی اتنے کمزور ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔

کیاں احتشام بھائی حیات بیگ کی حالت بہت خراب ہے ان کو ہسپتال لے جائے کیا رمیز نے ہمدردی سے کہا تو احتشام نے کٹیلی نظروں سے اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

تمہیں اتنی ہمدردی کرنے کی ضرورت ہے رمیز یہ اپنے کیے کی سزا بھگت رہے ہیں اور انہیں یہی سزا ملے گی کہ تڑپ تڑپ اس دنیا سے جب تک اپنے گناہوں کی معافی نہ مانگ لے احتشام انتہائی سفاکی سے بولا تھا۔۔۔۔

ا۔۔احت۔۔۔شام۔۔۔ا۔۔ایک۔۔۔دد۔۔۔دف۔۔ع ۔۔دفعہ۔۔۔ہی ماردو

اسفند بلوچ نقاہت زدہ آواز میں اٹک اٹک کر بولے تھے تین دن سے وہ انہیں الیکٹرک شاک دے رہے تھے اناج کا ایک دانا

نہیں دیا تھا جن پر ان کی آدھی ویسے ہی ختم ہو گئی تھی صرف پانی دے رہے تھے جو شاید ان کو زندہ رکھنے کے لیے تھا۔۔۔۔۔۔

ہر گز نہیں ابھی بھی وقت ہے معافی مانگ لو ہو سکتا ہے تمہاری آخرت آسان ہو جائے احتشام درشتگی سے بولتا باہر نکال گیا تھا صائم بھی نفرت بھری نظریں ان کے وجود پر ڈالتا چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

رمیز مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے صائم نے اپنے ساتھ چلتے رمیز سے کہا تو اس نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا صائم ایک گہرہ سانس کھینچتے خود کو پر سکون کرتا اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔

رمیز تم سے جو بات کر رہا ہو اس کا فیصلہ کرنے کے لیے تمہیں مجبور نہیں کروگا لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم عمارہ سے نکاح کرلو وہ اکیلی ہے کوئی بھی نہیں ہے اس کے پاس تم اسے اپنی زندگی میں شامل کرلو اس طرح تم دونوں کی ایک فیملی مل جائے گی۔۔۔۔۔۔

صائم کی بات پر رمیز کی تو خوشی سے باچھیں کھل گئی تھی وہ تو خود اس سے یہ بات کرنا چاہتا تھا بہت سوچ کر اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کیا وہ اس کا محرم بن کر اسے تحفظ دے گا۔۔۔۔۔۔

کیاں تم سچ کہہ رہے ہو رمیز نے مسرور ہوتے پوچھا تو صائم نے

ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

رمیز تمہاری خوشی دیکھ کر لگ رہا ہے کہ تم راضی ہو عمارہ سے

نکاح کرنے کے لیے احتشام نے اس کی مسکراہٹ دیکھ کر پوچھا تو

رمیز نے خوشی سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

تو پھر کیا مجھ سے نکاح کر کے مجھے ہمیشہ ویسا ہی تحفظ دو گے جیسے

اس روز دیا تھا عمارہ کی آواز سن کر رمیز جھٹکے سے پیچھے مڑا تھا

جہاں وہ اس کی شال کو اپنے گرد لپیٹے کھڑی تھی دوسرے جھٹکا

اسے شلوار قمیض میں دیکھ کر لگا تھا رمیز کو رشک آیا تھا اپنی

قسمت پر کہ کوئی اس سے اتنی محبت بھی کر سکتا ہے اس کی خاطر خود کو بدل دے۔۔۔۔۔۔

بھائی نکاح کر لے باقی سارے زندگی دیکھتے رہنا اسے کہی ایسا نہ ہو اس کا ارادہ بدل جائے اس کی محویت نوٹ کرتے علی نے اس کی کان میں سرگوشی کی تو رمیز ہوش میں آیا تھا۔۔۔۔۔۔

احتشام کے اشارے پر نکاح شروع ہوا تو عمارہ کی آنکھوں میں پانی بھرا تھا نکاح نامہ پر سائن کرتے اس کے ہاتھ کانپے تھے اپنی ماں اور باپ کی یادشدت سے آئی تھی لیکن وہ ان رشتوں سے محروم تھی اس کے پاس صرف ایک ہی رشتہ تھا جو اس کا محرم تھا اور جس کی سنگت پاتے وہ خوش تھی۔۔۔۔۔۔

نکاح ہوتے ہی سب رمیز سے ملتے چلے گئے تھے البتہ علی فارم ہاؤس میں ہی تھا وہ اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

سب کے جاتے رمیز نے عمارہ کو دیکھا تھا جو ریڈ کلر کی شورٹ فراک کے ساتھ چوڑی دار پاجامے پہنتے لال ہی دوپٹہ سر پر ٹکائے ہونٹوں کو پیور ریڈ لپ سٹک سے رنگتے سادگی میں بھی اس کا دل دھڑکا گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

رمیز نے کھینچ کر اسے اپنے قریب کرتے پہلا محبت بھرا لمس اس کے ماتھے پر چھوڑا تھا کہ عمارہ نے اس کے لمس پر سکون سے

آنکھیں بند کرتے اس کے لمس سے سکون محسوس کیا
تھا۔۔۔۔۔۔

میری تنہا زندگی میں آنے کے لیے شکریہ عمارہ اس کے کان میں
سرگوشی کرتے اس کی کان کی لو کو لبوں سے کاٹا تھا کہ عمارہ نے
اس کی شرٹ کے کالر کو سختی سے مٹھیوں میں دبوچا
تھا۔۔۔۔۔۔۔

رمیز اس کے لبوں کو اپنے چہرے کے نقش پر محسوس کرتے عمارہ
ہلکی آواز میں منمنائی تھی جس پر رمیز نے اس کو بانہوں میں
اٹھاتے اپنے قدم کمرے کی طرف بڑھائے تھے کہ عمارہ گرنے

سے ڈر سے اس کے گردن میں بازو ہمائل کرتی اس کے سینے پر سر رکھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

رمیز نے کمرے میں قدم رکھا تو گلاب کی خوشبو نے اس کا استقبال کیا تھا جس پر اس کے لب مسکرائے تھے مطلب ان کا ارادہ پہلے سے ہی تھی تبھی علی اسے کمرے میں آنے نہیں دے رہا تھا وہ مسکراتے عمارہ کو بیڈ پر لٹاتے اپنی شرٹ اتارتا اس کی گردن پر جھکتا اپنے لبوں سے معطر کرنے لگا تھا۔۔۔۔۔

جب کہ اس کی قربت پر عمارہ جیسی بولڈ سی لڑکی بھی گھبرا کر ہاتھ بڑھاتے لیمپ آف کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

❤✸مہندی سپیشل

○○○○○○○○○○○

کھڑکی سے آتی روشنی پر اس نے کسمکسا کر کروٹ بدلی تو نظر رمیز پر گئی حسیات بیدار ہوئی تو رات کے مناظر یاد کرتے لبوں پر شرمگیں مسکراہٹ پھیل گئی اس کے بکھرے بالوں کو دیکھتے عمارہ نے نرمی سے انہیں پیچھے کرتے اس کی کشادہ پیشانی پر لبوں کا لمس چھوڑا تھا۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ اٹھ کر جاتی رمیز نے اسے اپنی گرفت میں لیا تھا جو منہ پھلاتے اس کے سینے پر سر ٹکا گئی تھی۔۔۔۔۔

آج بڑی حویلی جانا ہے احد کا نکاح ہے اور تم صائم کی بہن سے بھی مل لینا کروٹ بدلتے اس کو تکیہ پر منتقل کرتے اس کے چہرے پر جھکتے بوجھل لہجے میں سرگوشی نما آواز میں کہا تو عمارہ نے جھکی پلکوں سمیت ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

تم اپنے بابا سے ملنا چاہتی ہو رمیز نے نرمی سے اس کی ٹھوڑی کو جکڑتے اس کا چہرہ اونچا کرتے پوچھا تو عمارہ نے اس کو دیکھا تھا جو خمار آلود نظروں سے اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

میں نہیں ملنا چاہتی عمارہ نے نم آواز میں کہتے چہرہ اس کے سینے میں چھپایا تھا جس پر رمیز نے جبڑے بھینچتے اس کے سر کو دیکھا

تھا پھر نرمی سے اس کے سر پر لب رکھتے اسے اپنے حصار سے آزاد کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

عمارہ میں زور نہیں دوں گا لیکن ایک بات کہو گا کہ بے شک وہ ایک مجرم ہے لیکن تم انہیں گناہگار سمجھ کر نہیں اپنا باپ سمجھ کر ان سے مل لو نرمی سے بولتا اپنے کپڑے لیتا واشروم میں بند ہوا تھا۔۔۔۔۔

اس کے الفاظوں کو یاد کرتے عمارہ نے بری طرح اپنے لب کچلے تھے وہ باپ تھے لیکن انہوں نے کب باپ ہونے کا فرض نبھایا ہمیشہ اسے استعمال ہی کیا تھا اور جب جب اسے ان کی ضرورت پڑی وہ اس کے پاس کبھی نہیں تھے تو وہ کیوں ان سے ملتی باپ

کے ہوتے ہوئے بھی اس نے بے سہاروں جیسی زندگی گزاری تھی نفرت کے سوا کوئی احساس تھا ہی نہیں اس کے پاس تو وہ کیوں ملتی گال پر گرتے آنسوؤں کو بے دردی سے صاف کرتے وہ ایک فیصلہ کر چکی تھی جس پر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔۔

رمیز کو باہر آتے دیکھ اپنے کپڑے لے کر واشروم میں گئی تھی جب کہ رمیز بالوں میں کنگی کرتے کمرے سے باہر گیا تھا جہاں علی چینا کے ساتھ ناشتہ بنانے میں مصروف تھا اس کو کچن میں آتے دیکھ علی نے شوخی سے مسکراتے اس کو دیکھا تھا جس پر اس نے گھور کر اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

ویسے رمیز تم اتنی دیر سے اٹھتے تو نہیں تھے آج کیا ہوا مسکراہٹ ضبط کرتے شریر لہجے میں گویا ہوا تو رمیز نے دانت کچکچا کر اس بلا کو دیکھا تھا جو اب پلیٹ میں آملیٹ رکھتے معصومیت سے اس کے جواب کا منتظر تھا۔۔۔۔۔

جب کہ چینا کے چہرے پر دبی ہنسی دیکھتے غصے سے وہاں پلٹا تھا جب سامنے سے آتی عمارہ زور سے اس کے سینے سے ٹکرائی تھی جس پر وہ لڑکھڑاتی دو قدم پیچھے ہوئی تھی جس پر گھبراتے رمیز نے اس کو دیکھا تھا جو غصے سے اس کو گھور رہی تھی۔۔۔۔

سامنے دیکھتے ہوئے چلتے ہے پیچھے نہیں اپنے سر کو سہلاتے تپے ہوئے انداز میں کہا تو پیچھے کھڑے علی نے زوردار قہقہہ لگایا تھا جس پر گھور کر رمیز نے اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

واہ پہلے ہی دن بے عزتی کروالی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے افسوس سے بولا تو رمیز نے زور سے اس کے پیٹ میں اپنی کہنی ماری تھی جس پر وہ کراہتا پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

زبان کم چلاؤ اور ہاتھ زیادہ دس بجے تک گاؤں کے لیے نکلنا ہے چبا چبا کر کہتے ڈائینگ ایریا میں چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

بھائی لائے میں آپ کی مدد کروادیتی ہوں عمارہ نے انگلیاں مڑوڑتے اس کو دیکھ کر ہلکی سے آواز میں کہا تو اس کے طرز مخاطب پر اس کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔۔۔۔۔۔

نہیں بہنا آج آپ آرام کریں پھر تو آپ نے ہی کرنے سارے کام اس کے سر پر ہاتھ رکھتے محبت سے کہا تو عمارہ نم آنکھوں سے ہاں میں سر ہلاتی ڈائننگ ٹیبل تک آئی تھی ناشتہ سے فارغ ہوتے وہ لوگ گاؤں کے لیے نکل گئے تھے جہاں نکاح اور مہندی کا فنکشن بڑی حویلی میں رکھا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

بڑی حویلی میں اس وقت افراتفری مچی ہوئی تھی نصرت بلوچ کے کہنا تھا کہ اسی حویلی میں سارے فنکشن ہونگے جہاں وہ رخصت ہو کر آئی تھی جس پر احتشام اور شاہینہ بلوچ صاف منع کر دیا تھا کہ ان کی بیٹی ان کے گھر سے ہی رخصت ہو کر جائے گی لیکن نصرت بلوچ کے بے حد اصرار پر ان کو راضی ہونا پڑا تھا۔۔۔۔۔

بڑی حویلی کو رنگین لائیٹوں سے سجایا گیا تھا جو دن کی روشنی میں بھی جل رہی تھی جب کہ حویلی کے اندر سفید پردوں اور سرخ گلابوں سے سجاوٹ کی گئی تھی جو نکاح کے لحاظ سے تھی اور حویلی کے باہر شام میں مہندی کے فنکشن کے لیے جھولا اور اسٹیج تیار

کیا جارہا تھا جس کے لیے گیندے کے پھول اور پیلے جالی دار پردوں کا استعمال کیا جارہا تھا۔۔۔۔۔۔

شہر سے بیوٹیشنز بلائی گئی تھی جوان دونوں ان کی خوبصورتی کو میک اپ سے اور دلکش بنارہی تھی رائیکہ سفید شرارہ کے ساتھ شورٹ شرٹ پہنے جس پر گولڈن کلر کا کام ہوا تھا لال چنری کو سر پر ٹکائے نازک کلائیوں میں دو نفیس سے ڈائمنڈ کے کنگن پہنے لائٹ سا میک اپ کیے صراحی دار گردن میں نفیس سا لاکٹ پہنے وہ کوئی حور ہی لگ رہی تھی۔۔۔۔

جبکہ روشنہ سفید شرٹ کے ساتھ غرارہ پہنے بھاری کامدار دوپٹہ جو کہ سفید رنگ کا ہی تھا صراحی دار گردن میں گلوبند پہنے سفید

کلائیوں میں خاندانی کنگن پہنے لائٹ میک اپ کیے بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

کاظمہ ,زوہااور عمارہ نے لال کلر کی پیروں کو چھوتی فراک پہنتے صرف اپنے ہونٹوں کو لپ اسٹک سے رنگا تھا جس پر بھی وہ تینوں خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

زوہا اپنی طبیعت کی وجہ سے تیار نہیں ہوئی تھی تو کاظمہ کو صائم زیادہ میک اپ کرنے سے منع کیا تھا جب کہ عمارہ شام میں تیار ہونے کا اردارہ رکھتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

عمارہ کو رمیز کے ساتھ دیکھ کر ایک پل کو سب ہی حیران رہ گئے تھے جب صائم نے ان کو ساری بات بتائی تھی جس پر نصرت بلوچ نے خوش ہوتے اسے دعائیں دی تھی کاظمہ بھی اس کی شادی کی خبر سے خوش ہوتی اس سے ملی تھی۔۔۔۔۔۔۔

شہروز چوہدری کے حویلی پہنچتے ہی نکاح شروع ہوا تھا پہلے احد اور روشنہ کا نکاح ہوا تھا جس پر احد نے دلکشی سے مسکراتے قبول ہے کہا تو وہی نکاح نامہ پر سائن کرتے وقت اپنے ماں باپ اور بہن کو یاد کرتے روشنہ کا دل بھر آیا تھا جس پر شاہینہ بلوچ نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ماں ہونے کا مان بخشا تھا اور احتشام اور کاظمہ نے اسے بہن بھائی ہونے کا جس پر وہ اپنے سارے حقوق احد بلوچ کے نام کرتی آسودگی سے مسکرا دی تھی۔۔۔۔۔۔۔

شہر وز اور رائیکہ کا نکاح شروع ہوا تو شہر وز نے مخلص نیت کے ساتھ اقرار کیا تھا رائیکہ کے ساتھ زندگی گزرانے اور اسی سے محبت کی دعا مانگی تھی جب کہ رائیکہ نے پورے دل سے اس رشتے کو نبھانے کی دعا مانگی تھی اسے یقین تھا کہ وہ شہر وز کو خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دے گی۔۔۔۔۔۔۔

صائم نے نم نظروں سے رائیکہ کو دیکھا تھا جو اتنے وقت بعد مل کر پھر سے دور ہو رہی تھی دل خوف سے دھڑک رہا تھا نا جانے شہر وز کا کیا ریکشن ہو گا جب اسے رائیکہ کا راز پتا چلے گے اس کی نم آنکھوں کو دیکھتے کاظمہ نے اس کے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیا تھا جس پر چونک کر صائم نے اپنے ساتھ کھڑی اپنی محبت کو دیکھا

تھا پھر مسکراتے اس کے ہاتھ تھام کر چہرے تک لاتے اس کی ہاتھ کی پشت پر اپنے ہونٹ ثبت کیے تھے جس پر کاظمہ نے ہڑ بڑا کر ادھر ادھر دیکھا تھا کسی کو اپنی جانب متوجہ نہ پا کر گھور کر صائم کو دیکھا تھا جو شوخ نظروں سے اس کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

ان دونوں کو کمرے میں چھوڑتے زوہا اپنے کمرے میں جاتے اوندھے منہ بیڈ پر لیٹی تھی اس کے پیچھے آتے احتشام نے پریشانی سے اس کو دیکھا تھا جو ہر شے سے بیگانہ یونہی لیٹی تھی جس پر اس نے مٹھیاں بھینچتے دروازے کو بند کرتے قدم اس کی طرف بڑھائے تھے۔۔۔۔۔۔

اس کے ساتھ لیٹتے اس کی کمر سے ہاتھ گزارتے جھٹکے سے اسے اپنے سینے پر لٹایا تو زوہا نے گھبرا کر اس کو دیکھا تھا جو محبت پاش نگاہوں سے اس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کے سینے پر سر رکھتے اس کے گرد اپنا حصار بنا گئی تھی جب کہ اس کے اتنے سکون سے رہنے پر اب احتشام کو تشویش ہوئی تھی اس کو بستر پر منتقل کرتے اس کے اوپر سایہ فگن ہوتے اطراف میں ہاتھ ٹکا کر اس کو دیکھا تو زوہا نے زرا سی آنکھیں وا کرتے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

زوہا جاناں طبیعت ٹھیک ہے نہ تمہاری اس کے چہرے کو چھوتے بے چینی سے پوچھا تو زوہا ایک دم اسے دھکا دے کر اٹھی تھی

جہاں اس کے اس طرح ہٹانے پر احتشام نے ضبط سے اس کی حرکت کو دیکھا تھا وہی اس کو واشروم میں جاتے دیکھ فکر مند سے اس کے پیچھے گیا تھا۔۔۔۔۔

جہاں وہ بیسن پر جھکی قے کر رہی تھی اس کی کمر سے ہاتھ گزرتے اس کے بالوں کو سائیڈ پر کرتے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کی کمر کو سہلایا تھا زوہا کلی کرتے اس کی طرف رخ کرتی اس کے سینے پر سر ٹکا گئی تھی احتشام نرمی سے اس کو بانہوں میں بھرتے بستر تک لایا تھا۔۔۔۔۔

اس کو بستر پر لیٹاتے کمفرٹر اڑاتے وہ کمرے سے باہر گیا تھا جب سامنے سے آتی شاہینہ بلوچ نے پریشانی سے اس کا بے چین چہرہ دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا احتشام تم ٹھیک ہو۔۔۔۔۔

ماں میں تو ٹھیک ہوں پر زوہا کو پتا نہیں کیا ہوا اس کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی پتا نہیں کیا الٹا سیدھا کھا لیا میں آتے ہوں جب تک آپ زوہا کے پاس جائیے پریشانی سے اپنا مسئلہ بتاتے وہ وہاں سے باہر کی طرف چلا گیا تھا اور شاہینہ بلوچ زوہا کے کمرے کی طرف۔۔۔۔۔۔

ان کے کمرے میں قدم رکھنے پر زوہانے سامنے دیکھا تھا شاہینہ بلوچ کو دیکھتے وہ اٹھ کر بیٹھی تھی جب وہ اس کی جانب مسکراتے ہوئے آئی تھی۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا میری بیٹی کو احتشام بتا رہا ہے کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس کے بالوں کو سہلاتے محبت سے پوچھا تو زوہانے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔۔

جی ماں بس کچھ دنوں سے چکر آرہے ہے نقاہت زدہ اواز میں بوا تو شاہینہ بلوچ کی آنکھوں میں چمک اتری تھی اسی اشناء میں احتشام لیڈی ڈاکٹر کو لے کر کمرے میں آیا تو شاہینہ بلوچ نے مسکراتے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

یہ میرڈ ہے ڈاکٹر کے سوال پر احتشام نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے باہر جائیں مجھے ان کا مکمل چیک اپ کرنا ہے اس کی بات پر وہ ایک نظر زوہا کو دیکھتے چلے گیا تھا شاہینہ بلوچ زوہا کے ماتھے پر بوسہ دیتے کمرے سے نکل گئی تھی ان کے عمل پر وہ تھوڑی حیران ہوئی تھی لیکن پھر سر جھٹک کر مسکراہٹ پاس کی تھی۔۔۔۔۔۔

تفصیلی معائنہ کرتے ڈاکٹر نے جو خبر اسے سنائی تھی وہ سنتے زوہا کچھ پل تو بول ہی نہیں سکی تھی چہرے خون چھلکاتا ہو گیا تھا جب

کہ ان کے باہر جاتے احتشام دلکش مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا کر اندر آیا تھا اس کو اپنی طرف آتے دیکھ زوہا نے بری طرح اپنے لب کچلے تھے۔۔۔۔۔۔۔

زوہا ڈاکٹر نے کیا کہا اس کی ٹھوڑی کو اپنی نرم گرفت میں لیتے بوجھل لہجے میں پوچھا تو زوہا نے ایک نظر اس کی چہرے کی طرف دیکھا تھا جو نثار ہونے والی نظروں سے اس کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

آپ کو پتا ہے سائیں نظریں اس کے کرتے کے بٹنوں پہ ٹکا کر ہلکی آواز منمنائی تو احتشام نے اس کو اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔۔۔

بہت شکریہ سائیں کی جان مجھے مکمل کرنے کے لیے اس کے چہرے کو اپنے سامنے کرتے اس کے گال کو سہلاتے کہا تھا اور بنا زوہا کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کے ہونٹوں پر جھکتا اس کی سانسوں پر قابض ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اس کی بڑھتی شدت سے گھبرا کر وہ اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ کے پیچھے کیا تو احتشام نرمی سے اس سے الگ ہوتا اس کے سر پر ٹھوڑی ٹکا گیا تھا جب کہ زوہا اس کے سینے سے لگی اپنا بگڑا تنفس سنبھال رہی تھی۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

کاظمہ گڑیا سنو وہ جو باہر بیٹھے صائم کے موبائل پر گیم کھیل رہی تھی احد کی آواز پر سر اٹھا کر اس کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔

جی بھائی کہے اس سے پوچھتی پھر سے موبائل میں مصروف ہو گئی تھی احد نے گھور کر اس کو دیکھا تھا وہ جو پچھلے پندرہ منٹ سے روشنہ کو دیکھنے کے لیے بے تاب ہو رہا تھا ان دونوں کو نہ جاتے دیکھ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ ضرور عمار اور کاظمہ کو ان کے لیے ہی بٹھایا گیا ہے تا کہ وہ اپنی منکوحہ سے نہ مل سکے اب تک ہار کر وہ انہی کی مدد لے رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

مجھے روشنہ سے ملنا ہے احد نے سنجیدگی سے کہا تو ان دونوں نے اس کو ایک ساتھ گھور کر دیکھا تھا جس پر وہ خجل ہوتا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر گیا تھا۔۔۔۔۔۔

ماں نے منع کرا ہے کہ آپ ان کو نہیں دیکھ سکتے اور ویسے بھی وہ تو کل آپ کے پاس آجائیں گی آپ جب دیکھ لینا کاظم لاپرواہی سے بولتی پھر سے موبائل میں مصروف ہوگئی تھی جب احد مدد طلب نظروں سے عمارہ کو دیکھا تھا جس نے شانے اچکا دیے تھے۔۔۔۔۔۔۔

احد پیر پٹکتے وہاں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا اس کو جلتے کرتے دیکھ کاظمہ نے عمارہ کو دیکھا تھا جو اس کو دیکھتے آنکھ ونک

کرتے مسکرائی تھی جس پر کاظمہ نے بھی اس کی جانب مسکراہٹ اچھالی تھی۔۔۔۔۔۔۔

شہروز تم سے ایک بات کرنی تھی صائم نے حویلی کے پیچھے بنے کمروں کی طرف اسے جاتے دیکھ کر اسے پکارا تھا یہ گیسٹ ہاؤس تھا جو خاص مہمانوں کے لیے احمد بلوچ نے بنوایا تھا۔۔۔۔

ہاں بولو اپنی شال کو اترتے سر سری سے کہا تو صائم نے بے بسی سے آنکھیں بند کی تھی جبکہ شہروز نے بغور اس کو دیکھا تھا جو کچھ بھی بولنے سے پہلے سوچتا نہیں تھا اور آج اس کو اتنا سوچ کر دیکھتے ہوئے وہ پریشان ہوا تھا۔۔۔۔۔

کیا سب ٹھیک ہے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے لہجے میں فکر سموئے پوچھا تو صائم نے اس کو دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔۔

تم جانتے ہو کہ رائیکہ پر حملہ ہوا تھا صائم دانستہ طور پر بات ادھوری چھوڑی تو وہ مسکراتے ہاں میں سر ہلا گیا۔۔۔۔۔

صائم پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں ہر بات سے واقف ہوں میں جانتا ہوں کہ ڈاکٹر کے مطابق وہ کنسیو نہیں کر سکتی ہے لیکن مجھے اپنا اللہ پہ پورا بھروسہ ہے اگر میرے نصیب اولاد ہے تو مجھے ضرور ملے گی تم بے فکر رہو شہروز نے اس کو دیکھ

کر ہلکے پھلکے انداز میں کہا تو صائم نم آنکھوں سے مسکراتا اس سے بغلگیر ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔

بہت شکریہ صائم نے نرمی سے کہا تو وہ سر ہلاتا اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○

روشنہ ٹی پنک کلر کا شرارہ جس پر نفیس سا سلور کلر کا کام ہوا تھا ہاتھوں اور کانوں میں پھولوں کے زیور پہنے لائٹ سی پنک لپسٹک لگائے وہ سادگی میں بھی حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔

جبکہ رائیکہ پیلے رنگ کے شرارا کے ساتھ ہرے رنگ کی کرتی پہنے پھولوں کی جیولری ہاتھوں اور کانوں میں پہنے لپ سٹک کے نام لپ گلوز لگائے خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

زوہا اور عمارہ نے اورنجی کلر کی فراک پہنی تھی جس پر ہرے کلر کا گوٹے سے کام ہوا تھا حنا سے رنگے ہاتھوں میں گجرے پہنے ہلکے سے میک اپ کے ساتھ وہ دونوں پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

جب کہ کاظمہ سفید رنگ کی کمدار فراک پہنے جس پر گولڈن گوٹے کا کام ہوا تھا صائم کے نام کی مہندی لگے ہاتھوں میں گجرے پہنے ہونٹوں کو بلڈ ریڈ لپ سٹک سے رنگتے سبز نگینوں میں کاجل کی لکیر کھینچے روٹھی ہوئی شہزادی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

ان کے چہرے پر ہرے رنگ کا نیٹ کا دوپٹہ پھیلاتے انہیں لے کر لان کی طرف گئی تھی جہاں دو اسٹیج تیار کیے گئے تھے ایک پر شہروز چوہدری اپنی چھا جانے والی شخصیت کے ساتھ سفید رنگ کا کرتا پہنے پیروں میں کھری پہنے کندھے پر اجرک ڈالے سب کی نظروں کا مرکز تھا۔۔۔۔۔۔

کاظمہ نے رائیکہ کو شہروز کے ساتھ بٹھاتے زوہا کی تلاش میں نظریں دوڑائی تھی کیونکہ نصرت بلوچ چاہتی تھی کہ وہ اپنی بھابھی کو اسٹیج تک لے کر جائے لیکن وہ اسے یہاں بھی نظر نہیں آئی تھی جس پر وہ عمارہ کو اشارہ کرتی روشنہ کو احد کی طرف لا جانے کا کہہ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

روشنہ نے ایک نظر خود کو دیکھتے احد بلوچ کی طرف دیکھا تھا جو سفید رنگ کے کرتے ہرا مہندی کا دوپٹہ ڈالے پیروں میں سینڈل پہنے وجیہہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے اس کا دل دھڑکا گیا تھا۔۔۔۔۔

ان کے آتے ہی سب نے رسم شروع کی تھی پہلے شاہینہ بلوچ نے رائیکہ کی رسم کی تھی اور پھر احد کی نصرت بلوچ ان کی رسم کرتے ایک طرف بیٹھ گئی تھی انہیں شدت سے اسفند بلوچ کی یاد آئی تھی کیا ہو جاتا اگر وہ پیسے کی خاطر اتنا کچھ نہ کرتے تو آج ان کے ساتھ ہوتے لیکن وہ نہیں تھے نم آنکھوں کو صاف کرتے نظریں احد اور روشنہ پر ٹکائی تھی۔۔۔۔۔۔

اپنی ماں کی آنکھوں میں آنسو دیکھتے احد نے روشنہ کے ہاتھ پر گرفت سخت کی تھی جو وہ اس کے بیٹھتے ہی اپنے حصار میں لے گیا تھا اسے کل صبح ہی احتشام نے بتایا تھا کہ وہ ڈارک روم میں موجود اپنے گناہوں کا خمیازہ بھگت رہے ہے اس لیے بے فکر ہو کر فنکشن انجوائے کرو جسے سنتے احد لب بھینچ گیا تھا۔۔۔۔۔

رائیکہ بار بار شہروز کا ہاتھ اپنے کندھے سے ٹکرانے پر خون کے گھونٹ پی رہی تھی جو جان کر اس کو تنگ کرتے اپنی حرکت سے محظوظ ہو رہا تھا اپنے ہاتھ کو اس کی گرفت میں دیکھتے رائیکہ نے زور سے اس کے ہاتھ کی پشت پر ناخن گاڑھے تھے جس کی جلن وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔۔۔۔۔

مسسز شہروز چوہدری اس کا بدلہ سوت سمیت لونگا اس کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کی تو رائیکہ نے آنکھیں گھماتے سامنے دیکھا تھا جہاں کاظمہ صائم سے لڑتے ان تک آرہی تھی جسے دیکھتے اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ان کی رسم کرتے کاظمہ انہوں نے فوٹوشوٹ کروائی تھی جس میں زوہا کے علاوہ سب موجود تھے وہ ان کی رسم کرتے ہی کمرے میں چلی گئی تھی جس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوا تھا البتہ احتشام باہر ہی موجود تھا۔۔۔۔۔۔

مہندی کے فنکشن ختم ہونے پر شاہینہ بلوچ نے کاظمہ اور عمارہ کو ان کے کمروں میں لے جانے کا کہا تھا کیونکہ تھوڑی دیر میں انہیں مہندی لگوانی تھی جس بنا پر فنکشن جلد ہی ختم کر دیا تھا۔۔۔۔۔

ان کو کمروں میں چھوڑتے ان دونوں نے بھی اپنے کمرے کا رخ کیا تھا ایک دن میں دو فنکشن نے ان کو تھکا دیا تھا جو ان کے چہروں سے بھی واضح ہو رہی تھی۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

کمرے میں آتے رائیکہ نے اپنا دوپٹہ اتار کر بیڈ پر پھینکا تھا ہاتھوں سے گجرے نکالتے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے تھے کانوں سے جھمکے نکالتے ایک نظر اپنے چہرے کو دیکھا تھا جو ہلدی سے بھرا ہوا تھا ہاتھوں پر بھی ہلدی لگی تھی جس پر اس نے کاظمہ کو سلواتوں سے نوازا تھا کیونکہ یہ حرکت وہی کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اس سے پہلے قدم واشروم میں رکھتی یک دم لائٹ بند ہونے پر حیران ہوئی تھی لیکن قدموں کی آواز سن کر حیرانگی گھبراہٹ میں بدلی تھی۔۔۔۔۔۔

کک۔۔۔ کون۔۔۔۔ہے چھوٹے چھوٹے قدم لیتے کپکپاتی آواز میں پوچھا تو کسی نے اس کی کمر کے گرد اپنا بازو لپیٹ کر اس کی

پشت کو اپنے سینے سے لگایا تھا جس پر رائیکہ کا سانس سینے میں اٹکا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اس کو اپنے حصار میں لیے سوئچ بورڈ کی طرف قدم بڑھاتے لائٹ آن کی تو سارا کمرہ روشنی میں نہا گیا تھا۔۔۔۔۔

تم سے اپنا بدلہ لینے آیا ہو اس کی گردن سے بال ہٹاتے اپنے لب وہاں رکھے تو شناسائی آواز پر رائیکہ نے ایک جھٹکے سے اپنی آنکھیں کھولتے اس کی طرف رخ کرنا چاہا تھا جیسے شہروز نے ناکام بنادیا تھا وہ یونہی اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے ان کی خوشبو کو محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔۔

چ۔۔۔ چھوڑے مجھے اس کی اپنے پیٹ پر بڑھتی گرفت دیکھتے اس کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی خود کو چھوڑوانے کے لیے اس کے ہاتھ پر مکے برساتی وہ خود کو بے بس محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اس کا رخ جھٹکے سے اپنی طرف کرتے خمار آلود نظروں سے اس کو دیکھا تھا جو بنا دوپٹہ کے اس کے سامنے کھڑی اس کے جذبات کو ہوا دے گئی تھی اپنا بائیں بازو کو اس کے گردن کے گرد لپیٹتے وہ شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا کہ اس کے عمل پر اس کی آنکھیں پھیل گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ہوش میں آتے اس کے کندھوں پر دونوں ہاتھ رکھتے پیچھے کیا تو شہروز نے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر پیچھے کمر سے لگایا تھا اور اسے یونہی لیے بیڈ کی جانب بڑھا تھا شدت سے اس کی سانسوں کو پیتے وہ مدہوش ہوا تھا۔۔۔۔۔

جب اسے لگا جب وہ سانس نہیں لے پارہی تو نرمی سے پیچھے ہوتے اس کا چہرہ دیکھنے لگا کو خون چھلکا رہا تھا اس کو گہرے گہرے سانس لیتے دیکھ ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبایا تھا۔۔۔۔۔۔

تم بہت خوبصورت ہو ابھی مجھے تم سے محبت نہیں ہوئی صرف ایک کشش ہے لیکن جب تم سے محبت ہو جائے گی تو مجھے کیسے برداشت کرو گی اس کے ہونٹوں کی نمی کو صاف کرتے بوجھل

لہجے میں کہا تو رائیکہ نے سختی سے اپنی آنکھیں میچی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اس کی دودھیا گردن کو دیکھتے شہروز کی آنکھوں کی سرخی میں اضافہ ہوا تھا اس کے کندھے سے شرٹ سرکاتے شدت سے اپنے دانت وہاں گاڑھے تھے کہ رائیکہ کی سسکی نکلی تھی جب کہ اس کی بڑھتی شدتوں سے گھبراتے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کیا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ جو اس کے وجود کی خوشبو میں کھویا تھا اس کے پیچھے کرنے پر ہوش میں آتے اٹھ کر بیٹھا تھا اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اس کو

دیکھا تھا جو اپنے اپنے گرد اپنا دوپٹہ لپیٹتے واشروم کی طرف جا رہی تھی جب وہ ہوش میں آتے اس تک گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

کیا تم ناراض ہو مجھ سے اس کے ہاتھ کو تھام کر جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب کیا تو رائیکہ کٹی ڈالی کی طرح اس کے سینے سے ٹکرائی تھی دوپٹہ زمین بوس ہوا تھا جس پر خفت سے سارا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔

شہروز کی نظر اپنی شدتوں کے نشانوں پر گئی تو اس نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

میں اپنا بدلہ لینے آیا تھا اور تم نے مجھے بہکا دیا تھا اس سب میں میری کوئی غلطی نہیں تھی اس کے ماتھے پر اپنے ہونٹ ثبت کرتے وہ کمرے سے نکل گیا تھا جب کہ رائیکہ ایک بار پھر اس کا سارا الزام خود پر ڈالتے دیکھ ضبط سے مٹھیاں بھینچ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOO

کاظمہ کمرے میں آئی تو اوندھے منہ پر بیڈ پر لیٹے شرٹ لیس صائم کو دیکھتے اس نے بری طرح لب کچلے تھے الماری سے اپنے کپڑے لیتے واشروم میں جاتی جب صائم کی پکار پر اس کے قدم رکے تھے دل پسلیوں میں دھڑکنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔

جی بیڈ سے تھوڑے سے فاصلے پر رکتے کہا تو صائم نے چہرہ موڑ کر اس کو دیکھا تھا ایک جھٹکے سے اٹھ کر اس کے ہاتھوں سے ڈریس لے کر صوفے پر پھینکا تھا اور اسے بیڈ پر گراتے خود اس پر جھکا تھا جب کہ اس افتاد پر کاظمہ کی ہلکی سی چیخ گونجی تھی۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں پتا ہے تم پھوپھو بننے والی ہو اس کے چہرے پر انگلی ٹریس کرتے کہا تو کاظمہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھی جن پر جھکتے صائم نے اپنے لب رکھے تھے۔۔۔۔۔۔۔

سچ میں زوہا آپو ماما بننے والی ہے اس کے چہرے لو تھامے پر جوش ہو کر پوچھا تو صائم نے اس کے خوش سے دمکتے چہرے کو دیکھ کر ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

اب میں پاپا کب بنو گا اس کے گال پر شدت سے ثبت کرتے آنچ دیتے لہجے میں پوچھا تو کاظمہ نے گھبرا کر اپنی نگاہیں ڈریسنگ ٹیبل پر ٹکا دی تھی۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں پتا ہے تم آج کتنی خوبصورت لگ رہی تھی اس کے چہرے کو اپنے سامنے کرتے پوچھا تو کاظمہ نے ناکہ انداز میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

اتنی خوبصورت کے میرا دل چاہ رہا تھا کہ تمہیں سب سے چھپا کر اپنی بانہوں میں قید کر لوں خمار آلود آواز میں بولتا اس کے لبوں پر جھکا تھا اس کے مزاحمت کرتے ہاتھوں کو بیڈ کراؤن سے لگاتے اس پر اپنا بوجھ منتقل کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس کرتے پیچھے ہوتے نظر اس کے جون چھلکاتے ہونٹوں پر ٹکادی تھی اس کے گلے دوپٹہ نکالتے اپنے بھیگے لب وہاں رکھے تو کاظمہ نے سختی سے اپنے لب دانتوں تلے دبا کر اپنی سسکی کا گلا گھونٹا تھا جب کہ وہ اس کے وجود میں گم ہوتا سب فراموش کر گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○

روشنہ شاور لے کر باہر آئی تو نظریں احد پر گئی تھی جو صوفے پر بیٹھا اپنی بے باک نگاہوں سے اس کی جانب ہی دیکھ رہا تھا جس کو دیکھ کر صوفے پر پڑا اپنا دوپٹہ اٹھا کر اپنے شانوں پر پھیلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

یہاں کیا کر رہیں ہے آپ انگلیاں مڑوڑتی مدھم آواز میں استفسار کیا تو وہ اپنی جگہ چھوڑتے اس تک آتے سنجیدہ نظروں سے اس کو دیکھنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

میں تو تمہیں مہندی کے دلہن کے روپ میں دیکھنے آیا تھا لیکن شاید تمہیں کچھ زیادہ ہی جلدی تھی اس کے گال پر اپنے ہاتھ کی

پشت پھیرتے خفگی سے کہاتو اس کے لمس پر اس کے ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی آج پہلی دفع یہ روپ اس کے سامنے آیا تھا جب کہ اس پر لگے الزام کو یاد کرتے اس کی آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔۔۔۔۔۔۔

روشنہ میں تمہیں پورے دل سے معاف کر چکا ہو اس لیے کسی قسم کی فضول سوچ زہن میں نہ لینا میری محبت آج بھی ویسی ہی تمہارے لیے جیسی یونی میں تھی کل جب تم میری دسترس میں آجاؤ گی تو تمہیں اندازہ ہو جائے گا اس کے ماتھے سے ماتھے ٹکائے محبت پاش لہجے میں کہتے اس کے لبوں کو نرمی سے چھوا تھا۔۔۔۔۔

تم مہندی لگوالو باقی کل اپنے روم میں کنٹینیو کریں گے شرارت سے کہتے آنکھ ونک کرتے کمرے سے باہر نکلا تھا جب سامنے مہندی لگانے کے لیے آتی لڑکیوں کو دیکھتے ان کے سائیڈ سے گزر گیا تھا جب کہ روشنہ رائیکہ کو دیکھتے شرمندہ ہو گئی تھی جو اپنی مسکراہٹ ضبط کرنے کے چکر میں سرخ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○○○

آج برات کا فنکشن تھا جس کی تقریب بھی بڑی حویلی منعقد کی گئی تھی کل مہندی کی گئی سجاوٹ کو ختم کر کے لان کو سرخ پھولوں سے سجادیا گیا تھا حویلی کے بیرونی دروازے سے لے کر لان کے وسط میں بنائے گئے سٹیج تک پھولوں کی ایک روش بنائی

گئی تھی مخملی صوفے اور درمیان میں رکھی کانچ کی ٹیبل کو گلاب کی پتیوں اور چنبیلی کے پھولوں سے چھپا دیا گیا تھا۔۔۔۔۔

حویلی کے پیچھے بنے سٹور کی طرف کھانے کی تیاری ہو رہی تھی جب کہ حویلی کے اندر الگ ہی افراتفری کا سماں تھا مہمان ایک کمروں سے نکلتے دوسرے کمرے میں جا رہے تھے تو کچھ لڑکیاں روشنہ اور رائیکہ کو گھیری بیٹھی تھی جب کہ کاظمہ اور زوہا کچن میں کھڑے ہوتے ناشتے کے انتظامات دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

کاظمہ بی بی آپ کو سردار بلا رہے ہے وہ جو کپوں میں چائے ڈال رہی تھی تھی ملازمہ کی بات سن کر تپ کر زوہا کو دیکھا تھا جو اپنی ہنسی چھپانے میں مصروف تھی ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ اسے کافی

دے کر آئی تھی اب اس کے پھر سے بلانے پر پیر پٹختی کچن سے نکلی تھی۔۔۔۔۔

روشنہ اور رائیکہ کے چہرے دیکھتے اس کو ہنسی آئی تھی رات گئے تک مہندی لگانے اور سکھانے کے چکر میں ان کی نیند پوری نہیں ہو سکی تھی جس کا اندازہ ان کی سرخ آنکھوں اور تھکے ہوئے چہروں سے لگایا جا سکتا تھا ان کو خود کی جانب دیکھنے پر کاظمہ سمائل پاس کرتی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی جب کہ ان دونوں کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ساری چیزوں کو چھوڑ کر اپنی نیند پوری کر لیں۔۔۔۔۔

کیا ہوا صائم کیوں بلایا ہے۔۔

کاظمہ کے باقی الفاظ کمرے کا حال دیکھتے منہ میں ہی رہ گئے تھے جہاں بیڈ شیٹ کشن سمیت زمین پر موجود تھی الماری کے آدھے سے زیادہ کپڑے باہر گرے ہوئے تھے جب کہ صائم ابھی بھی الماری میں گھسا کپڑے باہر پھینک رہا تھا کمرے کا یہ حال دیکھتے کاظمہ کو یک وقت رونا اور غصہ دونوں آیا تھا۔۔۔

صائم یہ کیا حال کیا ہے آپ نے کمرے کا مجھے فارغ سمجھ رکھا ہے کیا جو میں یہ پھیلاوا سمیٹتی رہوں گی بیڈ شیٹ زمین سے اٹھاتی روہانسی آواز میں بولی تو صائم چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوا تھا بکھرا کمرہ دیکھ کر ایک پل کو اس کو بھی افسوس ہوا تھا لیکن اپنے نادم ہونے پر مٹی ڈالتا اس کا رخ اپنی طرف موڑے پریشانی سے مستفسر ہوا تھا۔۔۔۔

ہنی میں نے تمہیں ایک ساڑھی دی تھی وہ کہاں ہے اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے پوچھا تو کاظمہ کی آنکھیں صدمے سے کھول گئی تھی مطلب کمرے کا یہ حال اس ساڑھی کی وجہ سے ہوا تھا اس کے ہاتھ ہٹاتی الماری سے وہ شاپنگ بیگ نکال کر صائم کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

یہ آپ نے مجھے دی تھی نہ تو بہتر تھا کہ میرے کپڑوں کی جگہ دیکھتے اس کے کاتھ میں وہ بیگ پکڑاتے اپنے کام میں مصروف ہوئی تھی جب کہ اس کی ناراضگی کا سوچتے اس نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبایا تھا۔۔۔۔

یہ ساڑھی پہنو گی تم آج اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگاتے نرمی سے کہا تو کاظمہ جھٹکے سے پلٹتی بے یقینی نظروں سے اس کا۔ وجیہہ چہرہ دیکھنے لگی تھی کہ شاید وہ مذاق کر رہا ہو لیکن ڈھونڈنے سے بھی اس کے چہرے پر مذاق کی کوئی رمق نہیں ملی تھی۔۔۔۔۔

میں یہ کیسے پہن سکتی ہو کاظمہ نے لبوں کو تر کرتے استفسار کیا تو صائم نے آئی برو ریز کرتے اس کی بے تکی بات کا مطلب جاننا چاہا تھا لیکن پھر سر جھٹک کر گویا ہوا۔۔۔۔۔

تم یہی پہنو گی تنبیہ کرتے لہجے میں بول کر اس کے گال کو نرمی سے اپنی لبوں سے چھوتا کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی کاظمہ نے وہ بیگ صوفے پر پھینکتے کمرے کا حال درست کرنے کا سوچا تھا جو کسی بازرا کا منظر پیش کر رہا تھا جلتے کڑتے کپڑوں کو تے لگاتے الماری میں رکھا تھا بیڈ شیٹ صحیح سے بجھاتے وہ بیگ لے کر کمرے سے نکلی تھی۔۔۔۔

OOOOOOOOOOO

احتشام سائیں آپ کہاں گئے تھے چائے کا کپ احتشام کو دیتے زوہا نے استفسار کیا تو احتشام نے پیچھے پڑے بیگ کی طرف اشارہ کیا تھا جس کو دیکھتے زوہا نے غصے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

اب ہمارے ولیمہ کے لیے تو تم منع کر چکی ہو اس لیے یہ سوٹ تم آج پہن لو احتشام نے اس کی گھوری کو نظر انداز کرتے کہا تو زوہا پہلو بدل کر رہ گئی تھی یہ وہی سوٹ تھا جس کا دوپٹہ زوہا نے نکاح کرتے وقت اوڑھا تھا۔۔۔۔

سائیں یہ بہت بھاری ہے مجھ سے نہیں پہنا جائے گا زوہا نے رونی صورت بنا کر کہا تو احتشام کندھے اچکاتا چائے پینے لگا تھا زوہا خفگی سے اس کو دیکھتی کمرے سے نکل گئی تھی جب کہ اس کے جاتے ہی احتشام کے لبوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔۔۔۔

oooooooooo

چینادرواز اڈارک روم کادروازادھکیل کراندرداخل ہوئی کمرے میں اندھیرادیکھتےاس نے سوئچ بورڈٹٹول کرکائٹ آن کی تو سارے کمرے میں مدھم سی پیلی روشنی پھیل گئی تھی تھوڑے سے قدم آگے جل کراس کی نظراسفنداورحیات بیگ کے ہاتھوں پرپڑی تواس نے بےساختہ جھرجھری لی تھی کرسی کی پشت سے ان کی کلائیوں کوایک باریک سی وائر کے ساتھ کس کر باندھاتھاکہ مسلسل تین دن باندھے رہنے کے باعث اب وہ ان کی کلائی میں پیوست ہوگئی تھی۔۔۔۔

ٹیبل پرپانی کاجگ رکھتےاس نے ایک نظران کے وجودکودیکھاتھا تین دن سے کرنٹ کھاکران کاوجودنیلاہورہاتھاجب کہ سانسیں بھی مدھم چل رہی تھی جوگردن ہمیشہ اکڑی رہتی تھی جیسے

سر یہ فٹ ہو وہ اب ایک جانب ڈھلکی ہوئی تھی ان کا حال دیکھتے اس کے ذہن میں سونیا کا چہرہ لہرا گیا تھا۔۔۔۔۔

حیات بیگ سونیا کو اپنے ساتھ لاہور لے کر آئے تھے جہاں چینا ان کے گھر میں ملازمہ کی حیثیت کام کر رہی تھی چینا نیو رک کی رہائشی تھی جو جاب کے لیے اپنی ایک دوست کے زریعے حیات بیگ کے آفس تک آئی تھی لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ حیات بیگ اور اسفند بلوچ کچھ یونی کی لڑکیاں ان کے گروہ میں شامل تھی جو مجبور لڑکیوں کو ان تک لاتی تھی اور پھر وہ انہیں بیچ دیتے تھے۔۔۔۔

پانچ سال پہلے احتشام جب لاہور اپنے کسی کام سے آیا تھا تو اس کا سامنا حیات بیگ سے ہوا تھا اپنے بندوں سے ان کے گھر کا پتا کرتا وہاں آیا تھا جب کہ اپنے سامنے احتشام بلوچ کو دیکھتے وہ ٹھٹھکے تھے لیکن جب احتشام نے سونیا کی تصویر ان کے سامنے کی تو وہ کچھ دیر دیکھنے کے بعد اسے پہچان گئے تھے اور اپنے لیپ ٹاپ پر ایک وڈیو چلا کر اس کے سامنے رکھی تھی۔۔۔۔

چند سال پہلے۔۔۔۔۔

اس کی آنکھ خود پر نظروں کی تپش محسوس کر کے کھلی تھی اپنے دکھتے سر کو ایک ہاتھ سے تھام کر وہ اٹھ کر بیٹھی تھی مندی مندی آنکھیں کھولتے اس کی نظر اپنے سامنے صوفے پر حرام مشروب لیے بیٹھے حیات بیگ پر گئی تو حواس فوراً بیدار ہوئے تھے۔۔۔۔۔

کک۔۔۔کون۔۔۔۔ہو۔۔۔۔تت۔۔۔تم لاکھ چاہنے کے باوجود اپنے لہجے کو مضبوط نہیں بنا پائی تھی دروازے کھلا ہونے کے باوجود بھی اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اٹھ کر دروازے کی طرف چلی جائے جب کہ حیات بیگ اس کو اپنی غلیظ نظروں سے دیکھنے میں مصروف تھے۔۔۔۔۔

مشروب ختم کرتے اٹھ کر اس کے قریب آئے تو سونیا بیڈ کراؤن سے لگ گئی تھی اس کو خود سے ڈرتے دیکھ وہ کمینگی سے مسکراتے اس کے چہرے پر جھکے تھے اس سے پہلے وہ اس کے چہرے پر جھوکتے سونیا نے ان کے منہ پر تھوکا تھا اور بیڈ سے اترتے دروازے کی طرف بھاگی تھی۔۔۔۔۔

حیات بیگ نے اس کے بازو کو اپنی آہنی گرفت میں لیتے ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر مارا تھا کہ ہونٹ پھٹتے خون رسنے لگا تھا در پے در تھپڑ اس کے منہ پر مارتے اس کے بالوں سے گھسیٹتے وہ اسے لیے ایک کمرے میں آئے تھے۔۔۔۔

جانے دو مجھے سن ہوا دماغ کے ساتھ سونیا پوری قوت سے چیخی تھی لیکن اس کی چیخ و پکار کو نظرانداز کرتے حیات بیگ نے اس کو الیکٹرک چیئر پر بیٹھا کر اس کے ہاتھوں کو کرسی کی پشت سے لگاتے باریک وائر سے باندھ کر بٹن ان کیا تھا کہ سارے کمرے میں سونیا کی دلخراش چیخ گونج گئی تھی جس کی آوازیں باہر تک آرہی تھی۔۔۔۔۔

میرا ارادہ تمہیں چھوڑ دینے کا تھا لیکن اب اسفند بلوچ کی منتخب کرتی سزا کی تم حقدار ہوا آخر تو تم نے پناہ دی تھی میرے بہن کو اس کے تڑپتے وجود کو دیکھتے زہر خند لہجے میں کہتے کمرے سے نکل گئے تھے جب کہ وہ مسلسل بجلی کے جھٹکے کھاتی اپنی سانسیں ہار گئی تھی۔۔۔۔۔۔

اس کو اتنی تکلیف میں دیکھتے احتشام کو اپنے لہو شرارے پھوٹتے محسوس ہو رہے تھے اس نے خود سے عہد کیا تھا کہ وہ انہیں بھی ایک روز یہی سزا دے گا۔۔۔۔

چینا اپنی سوچوں کے بھنور سے نکلتی ان کی کرسی کے پیچھے جاتے ان کے ہاتھ کھولتے باہر نکل گئی تھی اگر اس کو معلوم ہوتا کہ اس کی ہمدردی عمر بھر کر پچھتاوا بن جائے گی تو وہ ایسا کبھی نہ کرتی۔۔۔۔

OOOOOOOOOOOO

رائل بلو کلر کا سوٹ پہنے، مضبوط کلائی میں گھڑی باندھے، بالوں کو جیل سے سیٹ کیے، وجیہہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ سامنے دیکھ رہا تھا جہاں وہ پھولوں کی روش پر کاظمہ اور زوہا کے ہمراہ سہج سہج کر قدم اٹھاتی احد بلوچ تک آ رہی تھی۔۔۔۔

اس کو اپنے قریب آتے دیکھ وہ اپنی جگہ سے اٹھتا اس کے آگے اپنی ہتھیلی پھیلا گیا تھا جس پر اس نے کپکپاتا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا تھا احد نے اس کو اوپر چڑھاتے اس کے دلکش سراپے کو دیکھا تھا ریڈ بلڈ لہنگا پہنے، حنائی ہاتھوں میں خاندانی کنگن پہنے، صراحی دار گردن میں رانی ہار پہنے، برائیڈل میک اپ کیے وہ اسے پل بھر کے لیے مبہوت کر گئی تھی اس کے سراپے سے نظریں چراتا وہ اپنی نگاہیں بے مقصد ادھر اُدھر دوڑانے لگا تھا۔۔۔۔۔

جب کہ دوسری طرف موجود شہروز چوہدری بلیک کلر کی شیروانی پہنے، بالوں کو جیل سے سیٹ کیے، صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹانگ جمائے موبائل میں مصروف تھا جس کو

رکھنے کا ثمینہ چوہدری بارہا دفع کہہ چکی تھی لیکن اس کے کان میں جوں تک نہیں رینگی تھی۔۔۔۔۔

بلڈ ریڈ گھیرے دار لہنگا کے ساتھ شورٹ فراک پہنے، حنائی ہاتھوں میں بھر بھر کر کانچ کی سرخ چوڑیاں پہنے، صراحی دار گردن میں نفیس سے گلوبند پہنے، کانوں میں چھوٹے چھوٹے آویزے پہنے، پیشانی پر ماتھا پٹی باندھے، برائیڈل میک اپ میں وہ آسمان سے اتری حور ہی لگ رہی تھی شہروز جو سب سے بے نیاز موبائل چلا رہا تھا اس پر نظر پڑتے وہ اپنا سانس تک روک گیا تھا جو صائم کے حصار میں سٹیج تک آرہی تھی۔۔۔۔۔

ثمینہ چوہدری کے کندھے ہلانے پر وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آتے اپنی جگہ سے اٹھتا اس کے آگے اپنی جوڑی ہتھیلی پھیلا گیا تھا جس کو ایک نظر دیکھنے کے بعد رائیکہ نے اپنا ٹھنڈا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دیا تھا جس کو اپنی مضبوط گرفت میں لیتے وہ اپنی جگہ پر بیٹھا تھا۔۔۔۔

چونکہ نکاح پہلے ہی ہو چکا تھا کچھ دیر ان کی تصاویر بنانے کے بعد کھانا لگا دیا تھا۔۔۔۔

خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتے کاظمہ نے گردن موڑی تو صائم کو خود کو تکتا پا کر اس نے اسے گھورا تھا جو بلیک کاٹن کے سوٹ پر براؤن شال کندھوں پر ڈالے مضبوط کلائی میں مہنگی

گھڑی پہنے وجیہہ چہرے پر سپاٹ تاثرات سجائے اس کی بیٹ مس کروا گیا تھا وہ خود بھی بلیک کلر کی ساڑھی پہنے ہوئی تھی جس کی سلیونیٹ کی تھی لائٹ سا میک اپ کیے وہ دیکھنے والوں کو ٹھٹکنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔۔۔

جب کہ زوہا نے آف وائٹ کلر کی پیروں کو چھوتی فراک پہن رکھی تھی جس پر وائٹ سٹون کا کام گیا تھا لائٹ سے میک اپ کیے وہ بھی بہت پیاری لگ رہی تھی جب کہ اس کو اپنی بات کا مان رکھتے احتشام کے دل میں زوہا کے لیے اور عزت بڑھ گئی تھی احتشام بھی آف وائٹ کاٹن کا سوٹ پہنے، کندھوں پر بلیک شال ڈالے چہرے پر نرم سی مسکراہٹ سجائے وجیہہ لگ رہا تھا۔۔۔۔

عمارہ اور رمیز ایک طرف بیٹھے تھے جب کہ علی فراز اور عرشیہ کی طرف دیکھ رہا تھا یا یوں کہنا بہتر ہے کہ عرشیہ کو دیکھ رہا تھا جو اس کی نظروں سے خائف ہو رہی تھی وہ لوگ کچھ دیر پہلے ہی آئے تھے۔۔۔۔

کچھ دیر میں رخصتی کا شور اٹھا تو رائیکہ سب سے ملتے شہروز چوہدری کے ساتھ نئے سفر پر روانہ ہو گئی تھی جب کہ زوہا روشنہ کو اندر احد کے کمرے کی طرف لے گئی تھی۔۔۔۔

ooooooooooo

صائم آپ یہاں کیا کر رہے ہے کاظمہ کمرے میں صائم کو نا پا کر کمرے سے منسلک بالکنی میں آئی تھی اس کے توقع کے مطابق وہ وہی موجود تھا اس کی آواز پر پلٹتے اس کے حسین سراپے کو دیکھنے لگا تھا جب کہ اس کے صبح والی بات یاد کر کے اس نے اسے کھینچ کر اپنے حصار میں قید کیا تھا۔۔۔۔

تم کہہ رہی تھی کہ تمہیں ساڑھی پہنے نہیں آتی اس کے جوڑے میں مقید بالوں کو اس کی پشت پر پھیلاتے بالوں کو ہاتھ میں لیتے اس کی خوشبو کو انحیل کیا تو اس کے عمل پر کاظمہ کے جسم میں بجلی سی دوڑ گئی تھی۔۔۔۔

وہ عمارہ نے مدد کی تھی اسکے حصار میں کسماتے کہا تو صائم نے گھور کر اس کو دیکھا تھا جواب بلکل سیدھی کھڑی ہو گئی تھی صائم نے جھکتے اپنے تشنہ لب اس کے ماتھے پر رکھے تو کاظمہ نے سکون سے آنکھیں موندے تھی۔۔۔۔۔

ویسے تمہیں میری مدد لینے پر اعتراض تھا لیکن عمارہ کی تم نے خوشی سے لے لی صائم نے خفگی بھرے تاثرات چہرے پر سجا کر کہا تو کاظمہ نے آنکھیں گھمائی تھی۔۔۔۔۔۔

آپ کو کیسے پتا کہ ساڑھی کیسے پہنی جاتی ہے کاظمہ نے حیرانگی سے استفسار کیا تو صائم کے لبوں پر مسکراہٹ مچلی تھی جسے وہ ضبط کرتا گویا ہوا تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ مجھے پتا تھا کہ میری پوہڑ بیوی کو نہیں آتی ہو گی اس کے کان کے قریب جھکتے سنجیدگی سے کہتے اس کے کان کی لو کو لبوں سے چھوا تھا جب کہ کاظمہ اس کی بات پر ناراضگی سے رخ پھیر گئی تھی جس پر وہ صائم فوراً سیدھا ہوتے اس کے پھولے ہوئے گالوں کو دیکھنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔

ناراض ہو اس کا چہرہ تھام کر نرمی سے پوچھا تو کاظمہ نے زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا تھا البتہ نظریں آسمان پر چمکتے ستاروں پر ٹکا دی تھی۔۔۔۔۔۔

تو پھر تمہاری ناراضگی اپنے طریقے سے ختم کروں گا کہتے ساتھ صائم کاظمہ کا چہرہ اپنی طرف کرتے اس کے لبوں پر جھکا تھا کچھ توقف کے بعد پیچھے ہوتے اس کا خون چھلکاتا چہرہ دیکھتے اس کا سر اپنے سینے سے لگاتے رخ موڑ کر نظریں آسمان پر ٹکادی تھی۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○○○

احتشام سائیں مجھے آپ سے بات کرنی تھی زوہا نے مضطرب انداز میں کہا تو احتشام نے اچھنبے سے اسے تکا تھا۔۔۔۔۔

کیا ہوا آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نہ احتشام فوراً متفکر ہوا تھا تھا

جس پر زوہا نے اثبات میں سر ہلا کر اپنا رخ احتشام کی طرف کیا تھا

جو سوالیہ نظروں سے اس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

سائیں بابا کہاں ہے زوہا نے جھجھکے بنا پوچھا تو احتشام کی کشادہ

پیشانی پر بلوں کا جال بچھا تھا۔۔۔۔

وہ جہاں کہی بھی ہے خیریت سے ہے پریشان ہونے کی ضرورت

نہیں ہے اور دوبارہ ان کے بارے میں کوئی سوال کرنے سے

پرہیز کیجیے گا احتشام دو ٹوک انداز میں کہتے سونے کے لیے لیٹ

گیا تھا جب کہ زوہا نے افسوس سے اس کی پشت کو دیکھا تھا جو بھی

صحیح وہ لاکھ برے ہوں لیکن وہ اس کے باپ تھے آج دیکھا تھا

اس نے اپنی ماں کی آنکھوں کو جو ویران تھی یقیناً وہ اسفند بلوچ کو یاد کر رہی تھی لیکن یہاں تو کوئی بھی ان کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا تھا حتیٰ کہ اس کی ماں بھی نہیں۔۔۔۔

ان کی نظر میں وہ صرف گناہگار تھے ان کے شوہر نہیں زوہا تو کئی لمحے اپنی ماں کو دیکھتی رہ گئی تھی جنہوں نے اتنی سفاکیت سے اسے یہ بات کہی تھی کہ وہ آگے کچھ ہی نہیں سکی تھی ایک نظر احتشام کی پشت کو دیکھتے وہ خود بھی سونے لیٹ گئی تھی لیکن دھیان کے سارے دھاگے اسفند بلوچ کی طرف تھے۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOOOOO

دو گھنٹے سے ایک ہی جگہ بیٹھے اس کی کمر اکڑ گئی تھی وہ تین گھنٹے پہلے حویلی پہنچے تھے چند رسموں کے بعد ثمینہ چوہدری اسے احتشام کے کمرے میں چھوڑ گئی تھی جو سرخ گلابوں سے سجا تھا کمرے میں موجود فرنیچر مالک کے اعلیٰ ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھا لیکن اب رائیکہ کی برداشت جواب دی رہی تھی وہ پہلے ہی کل سے جاگی ہوئی تھی لیکن پھر بھی ثمینہ چوہدری کے کہنے پر اس کا انتظار کر رہی تھی لیکن اب اس کو نہ آتے دیکھ اس نے فریش ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔۔۔۔

ڈریسنگ ٹیبل کے آگے روکتے اس نے چوڑیاں اتارنا شروع کی تھی جب دروازے کی ناب گھما کر کوئی اندر داخل ہوا تھا شہروز جو لاؤنج میں بیٹھا کمرے میں آنے کی ہمت مجتمع کر رہا تھا خود کو

پر سکون کرتے ابھی کمرے میں داخل ہوا تھا لیکن اس کو شیشے آگے کھڑا دیکھتے اس کا دماغ بھک سے اڑا تھا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا لیکن رائیکہ ہنوز اپنا کام کرنے میں مصروف تھی۔۔۔۔

کیا آپ کو کسی نے بتایا نہیں کہ دلہن شوہر کا انتظار کرتی ہے شہروز نے اس کے پیٹ کے گرد اپنا ہاتھ لپیٹتے اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگاتے گھمبیر آواز میں کہا تو اس کی اتنی قربت پر رائیکہ کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونا محال لگ رہا تھا لیکن جواب بھی ضروری تھا اس لیے دوبدو جواب دیا تھا۔۔۔۔

جی بہت لوگوں نے بتایا تھا اور ان کے کہنے پر دو گھنٹے انتظار بھی کیا تھا لیکن اب بس مجھے سخت نیند آ رہی ہے چوڑیاں دراز میں ڈالتے بے بسی بولی تو شہروز نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔۔

ویسے تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو میری سوچ بھی زیادہ اس کا رخ اپنی طرف کرتے بوجھل لہجے میں کہا تو رائیکہ نے تھوک نگلتے اس کو دیکھا تھا جو بے باک نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔۔

اس کے سر سے دوپٹہ اتارتے ایک طرف رکھ کر الماری سے ایک مخملی باکس لاتے اس کے سامنے آ کر رو کا تھا جب کہ اس کی کاروائی رائیکہ خاموشی سے دیکھ رہی تھی جو اس کا گلوبند کھلتا اس

باکس میں سے ایک لاکٹ نکالتے اس کے گلے میں پہنا گیا تھا جس پر مسسز شہروز لکھا تھا وہ لاکٹ واقعی خوبصورت تھا۔۔۔۔

شکریہ رائیکہ نے نرمی سے کہا تو شہروز اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتا اس کے لبوں پر جھکا تھا کہ اس اچانک افتاد پر رائیکہ گڑبڑا گئی تھی جب کہ وہ شدت سے اس کی مدھم چلتی سانسوں کو اپنے سینے میں اتار گیا تھا۔۔۔۔

پیچھے ہوتا اس کا لال قندھاری چہرہ دیکھتے اسے باہنوں میں اٹھاتا بیڈ کی طرف بڑھا تھا اس کو نرمی سے تکیہ پر منتقل کرتے اس کا گال سہلاتے خمار آلود آواز میں بولا تھا۔۔۔۔

رائیکہ تم ہمیشہ مجھے ہر قدم پر اپنے ساتھ پاؤ گی پھر چاہے وہ کوئی بھی راستہ کیوں نہ ہو میں پوری کوشش کروں گا کہ تمہیں کبھی اکیلا نہ چھوڑو میرا ماننا ہے زندگی میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے ہمیں بس تھوڑا سا صبر اور اللہ پر توکل کرنا ہوتا ہے شہروز نے کہا تو رائیکہ اس کی باتوں سے الجھ گئی تھی اسے محسوس ہوا تھا جسے کچھ چھپایا جا رہا ہے اس سے پہلے وہ کہنے کے لیے منہ کھولتی شہروز اس کے لفظوں کو قید کر گیا تھا۔۔۔۔

ооооооооооо

مجھے یقین نہیں ہو رہا ہے یہ سچ ہے احد نے پھر سے وہی بات دہرائی تو روشنہ کا دل چاہا اپنا سر دیوار میں دے مارے جو پچھلے پندرہ منٹ سے ایک ہی بات کیے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

احد آپ کیوں چاہتے ہے کہ میں کچھ دے ماروں آپ کو روشنہ نے دانت کچکچاتے کہا تو احد نے جھٹکے سے کھینچ کر اسے اپنے اوپر گرایا تھا جو سیدھا اس کے سینے پر گری تھی جب کہ چہرہ پر گلال بکھر گیا تھا۔۔۔۔۔

روشنہ مجھے واقعی یقین نہیں آرہا کہ تم سے میری شادی ہو گئی وہ بھی اتنی آسانی سے اس کی گردن میں چہرہ چھپائے کہا تو روشنہ ایک جھٹکے سے اس کے اوپر سے ہٹی تھی۔۔۔۔۔

میں ناحویلی چلی جاتی ہوں اور جب آپ کو یقین آجائے نہ کہ میری حقیقتاً آپ سے شادی ہو گئی ہے تو لے آیئے گا واپس روشنہ کہتے ساتھ قدم دروازے کی طرف بڑھا دیا تھے احد ہوش میں آتا تیزی سے اس کی جانب لپکا تھا جو دروازے کھولتے باہر نکل رہی تھی۔۔۔۔۔

روشنہ میں مذاق کر رہا تھا احد اس کو بانہوں میں اٹھاتا بیڈ تک لاتے بے بسی سے بولا تو روشنہ نے منہ پھیر لیا تھا جس پر احد نے نفی میں سر ہلاتے اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اچھا ساری باتیں چھوڑوں یہ بتاؤ مجھے اجازت ہے اس کا رخ اپنی طرف کرتے پوچھا تو روشنہ نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

کس بات کی اجازت روشنہ کے پوچھنے پر احد نے کینہ توز نظروں سے اس کو گھورا تھا اور بنا سمجھنے کا موقع دیے اسے بستر پر گراتے خود اس پر سایہ فگن ہوا تھا جب کہ روشنہ اس کی بات کا مطلب سمجھتی چہرہ جھکاتے لب دانتوں تلے دبا گئی تھی۔۔۔۔

احد غصے سے اس کو گھورتا اس کی گردن پر جھکا تھا جب کہ اس کا لمس محسوس کرتے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی تھی اپنی گردن پر جا بجا اس کے لبوں کا لمس محسوس کرتے روشنہ

نے سختی سے اپنی آنکھیں میچی تھی جب کہ وہ احد اس کی قربت میں مدہوش ہوتا سارے فاصلے ختم کر گیا تھا۔۔۔۔۔

oooooooooooo

ہلکے سے آنکھیں وا کرنے پر ان کی نظر سامنے رکھی اوزاروں کی ٹیبل پر پڑی تھی جس کو دیکھتے ایک جھماکہ ان کے ذہن میں ہوا تھا منہ سے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن نقاہت کی وجہ سے الفاظ ہونٹوں پر ہی دم توڑ رہے تھے ہلکی سی گردن موڑ کر اپنے بائیں طرف ایک جانب گردن کیے حیات بیگ کو دیکھا تھا جن کے وجود میں کسی طرح کی کوئی حرکت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔

کرسی سے اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن پیروں میں جان نہ ہونے کی وجہ سے وہ کرسی پر دوبادہ ڈھے گئے تھے حیات بیگ کے وجود کو دیکھ کر نفرت کی چنگاری ان کے اندر بھڑکی تھی آج اگروہ اتنے برے بنے تھے تو صرف حیات بیگ کی وجہ سے جنہوں نے اسے اس حال تک پہنچایا تھا وہ تو صرف یوسف بلوچ کی کامیابیوں سے حسد کرنے لگے تھے لیکن باقی کام حیات بیگ کے کہنے پر کیے تھے۔۔۔۔۔۔

آج بھی وہ خود غرض بنتے اپنے کیے گئے فعل کا الزام حیات بیگ پر ڈال گئے تھے جو اسفند بلوچ کو کرنے کا کہتے وہ کرتے جاتے یہاں تک قت*ل تک کروائے کیوں ان کی ہر بات مانی کیا ان کے پاس کوئی اپنا شعور نہیں تھا جو دوسرے کی بات مان کر گناہ

کرتے رہے انہوں نے تو صرف کہا تھا مجبور نہیں کیا تھا لیکن جب آنکھوں پر حسد کی پٹی باندھ جائے نہ تو برائی اور اچھائی کا فرق بھول جاتا ہے۔۔۔۔۔

ہاتھ سیدھا کرتے انہوں نے حیات بیگ کے قریب کیا تھا جن کی سانسیں مدھم چل رہا تھی جس کو دیکھتے انہوں نے زور سے کرسی سے دھکا دیا تھا کہ حیات بیگ اوندھے منہ زمین پر گرے تھے کہ ان کی ہلکی سی چیخ وہی دم توڑ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا یہ مر گیا قہقہہ لگاتے ان کے وجود کی طرف اشارہ کیا تو کمرے میں داخل ہوتے علی کے قدم ٹھٹھک کر روکے تھے وہ جلدی سے آگے بڑھتا حیات بیگ کی جانب جھکا تھا جن کا ساکت

وجود انہیں کوئی بری خبر سنا رہا تھا علی نے افسوس سے اسفند بلوچ کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

یہ کیا کیا آپ نے اس وقت کم از کم برائی سے باز آجاتے علی تاسف سے ان کو دیکھ کر بولا تھا انہیں الیکٹرک شاک اتنے نہیں دیے گئے تھے ایک دو روز ہی کچھ دیر کے لیے بٹن آن کرتے تھے اس کا دل نہیں مانتا تھا اتنی دردناک مو*ت دینے کو۔۔۔۔۔۔

مم۔۔۔میں۔۔۔۔نے۔۔۔ نہیں یہ خود مرا ہے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کہہ کر وہ اپنا رخ پھیر گئے تھے جب کہ علی باہر کی طرف گیا تھا۔۔۔۔۔

رمیز وہ حیات بیگ علی پیچھے کھڑی عمارہ کو دیکھ کر اپنے لب بھینچ گیا وہ آج ہی گاؤں سے واپس آئے تھے اور آتے ہی اس کا رخ ڈارک روم کی طرف تھا لیکن وہاں کا منظر دیکھتے اسے بے چینی نے گھیر لیا تھا عمارہ حیات بیگ سے چاہے کتنی ہی ناراض سہی لیکن باپ کا سایہ سر سے اٹھنا کا دکھ تو ہوتا ہی ہے اب اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کس طرح اپنی بات مکمل کرے۔۔۔۔

علی تم کچھ کہہ رہے تھے کیا ہوا حیات بیگ کو اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تو وہ چونک کر

اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔۔

وہ نہیں رہے حلق تر کرتے ایک سانس میں کہا تو عمارہ اور رمیز نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا جب کہ عمارہ سب کچھ چھوڑتی باہر کی طرف گئی تھی جہاں الگ تھلگ ایک کمرہ موجود تھا دروازا کھولتے وہ دیوانہ وار حیات بیگ کے بے جان وجود کی بڑھی تھی۔۔۔۔۔

جب کہ اسفند بلوچ آہٹ پاتے اور سسکیوں کی آواز سن کر خالی خالی نظروں سے عمارہ کے سسکتے وجود کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

وہ جو دونوں ہر برائی میں ایک ساتھ ملوث ہوئے تھے وہ برائی ہی ان کی جان لے گئی مارنے والے بھی وہ جو ہر گناہ میں ان کے ساتھ شامل تھے.....

oooooooooooo

ایک مہینہ بعد.....

احتشام سائیں آپ نے وعدہ کیا تھا کہ شادی کے فنکشن سے فارغ ہونے کے بعد آپ ہمیں فارم ہاؤس دیکھانے لے کر جائے گے لیکن آپ کا کوئی ارادہ نہیں لگ رہا زوہا احتشام کے ہاتھ سے اس کا

موبائل چھینتے تپے ہوئے انداز میں بولی تو احتشام نفی میں سر ہلاتا اس کے ہاتھ سے موبائل لیتے دوبارہ مصروف ہو گیا تھا۔۔۔۔

جب کہ اس کے اتنا اگنور کرنے پر اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی خفگی سے اس کو دیکھ کر وہ بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی تھی ضبط کیے آنسو رخسار پر لڑھک گئے تھے لیکن احتشام لاپرواہ بنا موبائل میں مصروف تھا جس کو دیکھتے اس کے رونے میں شدت آگئی تھی اور وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔۔۔۔

احتشام نے اس کی سسکیوں کی آواز سنتے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا جب کہ اس کو اتنا روتے دیکھ گڑ بڑاتے موبائل پھینکتا تیزی سے اس کی جانب لپکا تھا۔۔۔۔۔

زوہا میری جان رو کیوں رہی ہو اس کو اپنے بانہوں کے حلقے میں لیتے مضطرب ہو کر پوچھا تو زوہا نے سر اٹھا کر زخمی نظروں سے اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

آپ بلکل اچھے نہیں ہے مجھ سے بلکل پیار نہیں کرتے ہر وقت مجھے نظر انداز کرتے رہتے ہے پہلے خود وعدے کرتے ہے اور پھر پورے بھی نہیں کرتے اس کے سینے پر مکے برستے ہزیانی انداز

میں چیخ کر کہا تو احتشام اس کے شدید ریکشن پر بوکھلا گیا

تھا۔۔۔۔۔

ایسا کچھ بھی نہیں جاناں میں کیوں اگنور کروں گا تمہیں اور ہم جا رہے ہیں فارم ہاؤس رونا تو بند کرو اس کے سرخ ہوتے چہرے کو ہاتھوں میں تھام کر محبت سے کہا تو زوہا نے اپنی ہاتھوں کی پشت سے آنسو پونچھے تھے جس کو دیکھتے اس نے احتشام نے سکون کا سانس لیا تھا۔۔۔۔

ان کی شادی کے فنکشن کا اختتام ہوئے ایک ماہ ہو گیا تھا جس کے بعد سب نے کہی گھومنے کا پروگرام بنایا تو کاظمہ نے جھٹ سے انہیں فارم ہاؤس چلنے کو کہا تھا جس پر سب از حد حیرت سے اسے

دیکھا تھا البتہ احتشام نے صائم کو گھورا تھا جس پر وہ خجل ہوتا سر کھجا گیا تھا۔۔۔۔۔

کاظمہ کون سا فارم ہاؤس رائیکہ نے حیرانگی سے استفسار کیا تھا۔۔۔۔۔

رائیکہ مجھے جب صائم نے گھر سے باہر نکالا تھا نہ پھر مجھے رمیز بھائی فارم ہاؤس لے گئے تھے اور وہ بہت خوبصورت ہے صائم بھی وہی رہتے تھے کاظمہ نے مزے سے بتایا تھا جب کہ اس کے نکالنے والی بات سب نے صائم کو خشمگیں نگاہوں سے دیکھا تھا جو خود نادم ہو گیا تھا۔۔۔۔

پھر ٹھیک ہے ہم سب بھی وہی چلے گے زوہا نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا تو احتشام نے لب بھینچے تھے وہاں موجود اسفند بلوچ کی وجہ سے وہ وہاں جانے کے حق میں نہیں تھا ان کی بگڑتی حالت کے پیش نظر ان کا علاج وہی فارم ہاؤس میں کیا جا رہا تھا جس وجہ سے وہ اب ڈرا ک روم کے بجائے گھر کے اندر موجود تھے اور احتشام نہیں چاہتا تھا کہ ان کو دیکھ کر کوئی سوال یا بدمزگی پیدا ہو۔۔۔۔۔۔

پچھلے پندرہ دن سے وہ زوہا کو ٹال رہا تھا کہ جلد چلیں گے لیکن آج اس کو اتنا روتے دیکھ کر اسے وہاں مجبوراً نہیں لے جانے پڑ رہا تھا۔۔۔۔۔

گہرہ سانس ہوا کے سپرد کرتا وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور موبائل اٹھاتے وہ پلٹ کر زوہا کی طرف آیا تھا جو اسے ہی اپنی نم نظروں سے دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں میں اٹھتے سوال کو دیکھتے اس نے نرمی سے اس کے رونے کی وجہ کو ختم کیا تھا۔۔۔۔۔۔

صائم کو میسج کر رہا ہو کل چلے گے۔۔۔۔۔۔

ooooooooooo

رائیکہ احتشام کا میسج آیا ہے کل فارم ہاؤس جانے کا پروگرام بنایا ہے وہ تو کہہ رہا تھا کہ حویلی آجاؤ سب ساتھ چل لے گے لیکن میں نے اسے منع کر دیا ہے کہ ہم سیدھا فارم ہاؤس میں ملے گے

اس طرح سفر کر کے تھکاوٹ ہو جائے گی شہروز نے اس کے سپاٹ چہرے کو دیکھتے تفصیل بتائی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

ہمم اس کی وضاحت پر رائیکہ نے صرف ہمم پر ہی اکتفا کیا تھا ریسیپشن کے بعد سے رائیکہ کا یہی سپاٹ انداز تھا احتشام کو تو اس مخاطب کرنا چھوڑ دیا تھا شہروز کی باتوں نے اسے اس قدر الجھا دیا تھا کہ وہ سارے دن بے چین رہی تھی شہروز سے پوچھنے پر اس نے بات ٹال دی تھی لیکن وہ تہہ کر چکی تھی کہ وہ جان کر رہے گی ۔۔۔۔۔۔

ریسیپشن کے بعد جب وہ حویلی گئی تھی اپنی پریشانی کو ختم کرنے کے لیے اس نے احتشام سے گھما پھرا کر بات کی تھی جس پر لمحے کے لیے اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔۔۔۔۔

احتشام بھائی کیا مجھے کوئی بیماری ہے یا میرے ساتھ کوئی مسئلہ تھا تو آپ مجھے بتاتے شہروز سے کیوں کہا رائیکہ نے غصے سے کہا تو احتشام نے چونک کر اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

نن۔۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے احتشام گھبراتا اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا جو تاثرات سے عاری تھا۔۔۔۔۔

بھائی اگر آپ نے مجھے اپنی بہن مانا ہے تو مجھے سچ بتائے ورنہ میں کبھی آپ سے بات نہیں کروں گی اور نہ کبھی حویلی آؤ گی

رائیکہ نے اب کی بار نرمی سے پوچھا تو احتشام لب تر کرتے بولنے شروع ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

رائیکہ جب تمہارے ساتھ حادثہ پیش آیا تھا تو ڈاکٹر نے کہا تھا کہ تم کنسیو نہیں کر سکتی احتشام نے کہتے ہیں کرب سے آنکھیں بند کری تھی جب کہ رائیکہ کو لگا کسی نے اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو۔۔۔۔۔۔

وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے احتشام کے چہرے کو دیکھ رہی تھی جو مضطرب نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

اس روز کے بعد سے وہ کتنی دفعہ روئی تھی کتنی ہی دفعہ اس نے اسفند بلوچ کو برا کہا تھا حویلی میں کسی کو اس بات کا علم نہیں تھا اور نہ ہی اس نے بتایا تھا لیکن وہ خود کو شہروز کے قابل نہیں سمجھنے لگی تھی اگرچہ اسے کوئی مسئلہ نہ تھا وہ ہمیشہ اسے پر امید رہنے کی تلقین کرتا تھا لیکن وہ دن رات صرف روتی رہتی تھی۔۔۔۔۔

رائیکہ میں نے تم سے بات کی ہے کیا ہر وقت کھوئی کھوئی رہتی ہو اس کو سوچوں میں گھوم دیکھتے شہروز نے اس کا رخ اپنی طرف موڑتے گلا کیا تو رائیکہ نے نم نظروں سے اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

میرے دل نہیں ہے آپ چلے جانا رائیکہ بے دلی سے کہتی اپنا ہاتھ چھوڑواتی کمرے سے نکل گئی تھی جب کہ شہروز اس کے ویران چہرے کو دیکھتے خود کو سرزنش کرنے لگا تھا یہ اس کا قصور تھا نہ وہ اس کو ایسی بات بولتا اور نہ وہ الجھتی احتشام کے پاس پہنچتی۔۔۔۔۔۔

لیکن اب افسوس کے علاوہ کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا وہ خود اپنے ہاتھوں سے اس کو دور کر چکا تھا اس ایک مہینے میں اس سے محبت نہ صیحح لیکن اس کی عادت ہو گئی تھی لیکن اس کا اداس چہرے اس کی برداشت سے باہر تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا نعمان کو پھر سے مار دے۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOOOOOO

روشنہ آپو ماں آپ کو نیچے بلا رہی ہے کاظمہ نے کمرے کے نیم وا دروازے سے جھانکتے کہا تو روشنہ نے مسکراتے ہاں میں سر ہلایا تھا پیروں میں چپل پہنتی وہ نیچے گئی تھی جہاں نصرت بلوچ اور کاظمہ باتیں کرنے میں مصروف تھی اس کو دیکھتے وہ مسکراتی اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کر گئی تھی ۔۔۔۔۔۔

بیٹا آپ دونوں کل کے لیے کچھ تیاری کر لو احد نے فون کر کے بتایا تھا کہ آپ سب فارم ہاؤس جا رہے ہو نصرت بلوچ نے ان دونوں کو دیکھتے تحمل سے کہا تو کاظمہ نے آنکھیں گھماتے ان کو دیکھا تھا ۔۔۔۔۔۔

لیکن ماں وہاں سب کچھ موجود ہے ہم کیا تیاری کریں کھانا بنانے کے لیے جینا ہے اور عمارہ بھی کوکنگ سیکھ رہی ہے اب تو اور ویسے بھی صائم نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ کل مجھے اپنے ہاتھوں سے پاستا اور بریانی بنا کر کھلائے گے تو اس میں سے ہی سب تھوڑی سا کھا لے گے کاظمہ نے دہائی دینے والی انداز میں کہا تو ان دونوں کو ہنسی آئی تھی۔۔۔۔۔۔

کاظمہ صائم بھائی بریانی تو صرف تمارے لیے بنائے گے ہمیں کہاں نصیب ہونی ہے اس لیے ہم جینا کے ہاتھ کا ہی کھا لے گے روشنہ نے مصنوعی دکھ سے کہا تو کاظمہ نے کچھ سوچتے اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

اسلام علیکم صائم اور احد نے آتے سلام کیا تو وہ تینوں اس کی طرف متوجہ ہو گئی تھی جو ابھی پنچائیت کے فیصلے سے آئے تھے۔۔۔۔۔

وعلیکم السلام تینوں نے یک زبان ہوتے جواب دیا تھا بوا کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتے لبوں سے لگایا تھا جب کہ صائم کی نگاہیں کاظمہ کو دیکھ رہی تھی جو کسی سوچ میں محو تھی۔۔۔۔۔

کاظمہ تم کیا سوچ رہی ہو صائم گلاس رکھتے پوچھا تو کاظمہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔

صائم ماں کہہ رہی تھی کہ ہم کل گھر سے کھانا بنا کر جائے جب آپ کنگ کر رہی رہے ہے تو سب کے لیے کھانا بنا لینا کاظمہ نے آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت سے کہا تو پانی پیتے احد کو زور سے اچھو لگا تھا جس پر صائم نے اسے گھورا تھا۔۔۔۔۔۔

صائم بلوچ اور کنگ کچھ سمجھ نہیں آ رہی یہ بات یہ تو ہل کر پانی بھی نہ پیتے گر ڑیا اور آپ اتنے سارے لوگوں کا کھانا بنانے کو کہہ رہی ہو احد نے حیرانگی سے کہا تو صائم نے دانت کچکچاتے اس کو دیکھا تھا جو کاظمہ کی جانب متوجہ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں احد بھائی صائم ہی کھانا بنائے گئے سب کے لیے اور مجھے تو کچھ آتا نہیں ہے اس لیے روشنہ اور زوہا آپو صائم کی مدد کروا دیں

گی اور میں سب کو چائے بنا کر پلادوں گی مجھے تو صرف وہی آتی ہے اور ویسے بھی ماں کہہ رہی تھی کہ میں چھوٹی ہوں ابھی تو کاظمہ نے لہجے میں معصومیت سموئے کہا تو وہ تینوں عش عش کر اٹھے تھے اس کی چالاکی پر۔۔۔۔۔۔

یہ احسان بھی ہم پر نہ ہی کرو تو بہتر ہے اور جس طرح تین بندوں کو اپنے ساتھ ملا کر تم چائے بناتی ہو یہ بھی ہمیں اچھے سے معلوم ہے صائم نے اس کو گھورتا کہا تھا جو چائے کا پانی چولے پر رکھ کر دودھ اور چینی روشنہ سے ڈلواتی تھی بوا کپوں میں ڈالتی تھی اور آخر میں کاظمہ میڈم سب کو سرو کرتی تھی۔۔۔۔۔

ہاں تو بناتی تو ہوں نہ آپ کیا کرتے ہے کاظمہ نے غصے سے پوچھا تو صائم نے معنٰی خیز نظروں سے اس کو دیکھا تھا جو سٹپٹاتے اپنا رخ بدل گئی تھی ۔۔۔۔۔۔

روشنہ تم کیا بنا رہی ہو احد نے پاس بیٹھی روشنہ کو محبت پاش نگاہوں سے دیکھتے کہا تو روشنہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

جب صائم بھائی کاظمہ کے لیے کھانا بنا رہے ہے تو آپ کو بھی میرے لیے بنانا چاہیے لیکن اگر آپ کو نہیں آتا تو آپ بھائی کی ہیلپ کر نے دینا روشنہ نے شان بے نیازی سے اپنا ارادہ بتایا تو احد نے گھور کر صائم کو دیکھا تھا جس نے آئی بروا چکائی تھی ۔۔۔۔۔۔

اگر کچھ آ گیا تھا تو اکیلے میں بنا کر کھلا دیتے اپنی بیوی کو سب کو شامل کرنے کی کیا ضرورت تھی احد دانت پیستے بولا تھا۔۔۔۔۔

یہ تمہاری بیوی نے فرمائش کی ہے بہتر غصہ بھی اس پر ہی کرو مجھ معصوم کہ کیا قصور صائم لاپرواہی سے بولتا کافی پینے میں مصروف ہو گیا تھا جو ابھی روشنہ نے لا کر رکھی تھی۔۔۔۔

احد نے نگاہوں کا رخ بدلتے روشنہ کو دیکھا تھا جو باتوں میں مصروف ہو گئی اس کے دیکھنے پر سمائل پاس کرتی کاظمہ کی طرف متوجہ ہو گئی تھی جو کان میں سرگوشی کرتی اسے کھکھلانے پر مجبور

کر گئی تھی اس کو مسکراتا دیکھ اس کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آگئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ooooooooooooo

ایک دن بعد۔۔۔۔۔

وہ سب کچھ دیر پہلے ہی فارم ہاؤس پہنچے تھے جہاں شہروز اور رائیکہ پہلے سے موجود تھے ان کو دیکھتے شہروز گرم جوشی سے ان سے ملا تھا لیکن رائیکہ کا انداز خفا خفا تھا اس کے منع کرنے کے باوجود بھی شہروز اسے یہاں لے کر آیا تھا جس پر وہ اس سے

ناراض ہوتی پچھلے آدھا گھنٹے سے عمارہ کے ساتھ باتیں کرنے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔

احتشام نے رائیکہ کو غور سے دیکھا تھا وہ پہلے سے کمزور ہو گئی تھی گلابی چہرے میں زردیاں گھل گئی تھی اسے ایک دم ملال نے آگھیرا کاش وہ اس کی حفاظت کر لیتا تو شاید آج ایسا کچھ نہ ہوتا وہ بھی خوش ہوتی لیکن اس خبر کے بعد تو گویا رائیکہ نے ہنسنا ہی چھوڑ دیا تھا وہ جو پہلے ہی کم بولتی تھی اب صرف ہوں ہاں میں جواب دے دیتی تھی۔۔۔۔۔۔

رائیکہ نے نظروں کی تپش محسوس کرتے نظر اٹھائی تو احتشام کو خود کو تکتا پا کر ناراضگی سے رخ موڑ لیا تھا اسے پتا تھا کہ اس کے

نہ ملنے کی وجہ سے وہ پریشان ہے اور اس کے ساتھ جو کچھ ہوا اس میں احتشام کی غلطی نہیں تھی لیکن پھر بھی وہ اس کو معاف نہیں کر پا رہی تھی اگر وہ نا پوچھتی تو شاید شہروز اور احتشام ساری زندگی اسے نہ بتاتے لیکن وہ کسی کو بھی معاف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔۔۔۔

عمارہ کیسی ہو تم کاظمہ اور روشنہ نے اس کو دیکھ کر پوچھا تھا جس کی مسکراہٹ پھیکی سی تھی اس ایک مہینے میں بھی اس کا رنج کم نہیں ہوا تھا اور ہوتا بھی کیسے ماں باپ کے چلے جانے کا دکھ آسانی سے تو نہیں جاتا وقت کے ساتھ انسان سنبھل جاتا ہے لیکن ایک طویل عرصے بعد۔۔۔۔۔

میں ٹھیک ہو تم کیسی ہو عمارہ نے نرمی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

بہت اچھے ویسے تمہیں پتا ہے آج احد بھائی صائم کھانا بنانے والے ہے کاظمہ نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا تو اسکی ایکسائٹمنٹ پر سب مسکرا دیے تھے۔۔۔۔۔

سچ میں کیا احد کو کھانا بنانا آتا ہے عمارہ نے آنکھیں پھیلا کر پوچھا تو روشنہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

نہیں صرف صائم بھائی کی مدد کرے گے میرے پھوٹر شوہر کو کچھ نہیں آتا روشنہ نے افسوس سے کہا تھا۔۔۔۔۔

اچھا تو احتشام بھائی بھی بنا رہے ہے عمارہ نے ان کی باتوں میں دلچسپی لیتے پوچھا تو احتشام نے بلاتاخیر کیے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

نہیں میری زوہا ایسی نہیں ہے کہ اس کے شوہر کام کرے اور وہ مزے سے بیٹھ کر دیکھا احتشام نے فخر سے کہا تھا جس پر زوہا نے اسے گھورا تھا۔۔۔۔

احتشام سائیں مجھے نہیں پتا تھا نہ کہ یہاں ایسی کوئی بات ہوئی ہے جب ہم سارا سال آپ کے لیے کام کرتے آپ ایک دن ہمیں کھانا بنا نہیں کھلا سکتے اور اس میں بیٹھ کر دیکھنے میں آپ کو کوئی مسئلہ ہے تو ہم کھڑے ہو کر دیکھ لے گے زوہا نے اس کی بات

سعی کی تھی جب کہ کاظمہ اور روشنہ جو نادم ہو رہی تھی قہقہہ لگا کر ہنسی تھی۔۔۔۔۔۔

احتشام تیز نظروں سے سب کو گھورتا شہروز کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گیا تھا جب کہ کاظمہ جینا کی تلاش میں اٹھتی لاؤنج سے باہر نکلی تھی۔۔۔۔۔۔۔

رائیکہ اتنی چپ کیوں ہو روشنہ نے اس کو گم صم بیٹھا دیکھ کر استفسار کیا تو اس نے نظریں اپنی ہاتھوں پر ٹکا دی تھی۔۔۔۔۔۔

روشنہ آپو مجھے ہی کیوں کوئی خوشی نہیں ملی اور اگر ملی تو اس کی مدت اتنی کم کیوں تھی میں نے تو اپنی زندگی محرومیوں میں

گزاری ہے ماں بھی چھوڑ گئی باپ نے ہوتے ہوئے کبھی پوچھا نہیں بھائی تھا تو وہ دور تھا اب جب شادی کے بعد مجھے لگا کہ اب ساری خوشیاں مجھے ملے گی تو یہاں بھی میں ادھوری ہوں رائیکہ نے گولگیر لہجے میں کہا تھا اس کی ٹوٹی حالت دیکھتے روشنہ کا دل کسی انہونی کے احساس سے شدت سے دھڑکا تھا وہ تڑپتے اس کا ہاتھ تھام کر سامنے موجود کمرے کی طرف لے گئی تھی۔۔۔۔۔۔

اس کو بیڈ پر بیٹھاتے اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔۔۔

رائیکہ میری جان کیا ہوا کیا شہروز بھائی تمہارا خیال نہیں رکھتے انہوں نے کچھ کہا ہے کیوں پریشان ہو اس کی من موہنی صورت

ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے بے چینی سے پوچھا تو رائیکہ اس کے کندھے پر سر ٹکاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔۔۔

جب اس کو اتنا روتے دیکھ روشنہ مضطرب ہو گئی تھی اس کو چپ کرانے کی کوشش کرتی تو وہ اور رونے لگتی۔۔۔۔۔

رائیکہ بتاؤ کیا ہوا ہے اس کو زبردستی اپنے سامنے کرتے اس کے آنسو صاف کرتے پوچھا تو رائیکہ نے رونے کے باعث سرخ ہوئی نظروں سے اس کو دیکھا تھا جب کہ اس کی آنکھوں کی ویرانی محسوس کرتے روشنہ کا دل کٹ گیا تھا۔۔۔۔

رو۔۔روشنہ آپو میں ماں نہیں بن سکتی کپکپاتی آواز میں گویا ہوتی وہ ہاتھوں میں چھپائے پھر سے رونے لگی تھی روشنہ کو تو لگا اس کی سماعتوں نے غلط سن لیا وہ سن سی اس کے سسکتے وجود کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

نن۔۔۔نہیں ایسا کک۔۔کچھ نہیں اس کو دیکھتے گھبرا کر کہا تو رائیکہ نے سیدھے ہوتے اسے احتشام سے ہوئی ساری بات بتا دی تھی جس کو سنتے روشنہ کا سانس سینے میں اٹک گیا تھا۔۔۔۔۔

اس کو اپنے ساتھ لگاتی وہ خود بھی رو دی تھی اپنی زندگی میں مصروف ہوتے وہ رائیکہ کو فراموش کر گئی تھی جانتے ہوئے بھی

کہ ہر بات دل میں قید رکھتے وہ خود ہی جلتی رہتی ہے اس کا خاموش رہنا حویلی نہ آنا اسے اب سمجھ آ رہا تھا۔۔۔۔۔

رائیکہ روشنہ کیا ہوا آپ کو زوہا جو غالباً ان کو ڈھونڈتے ہوئے وہاں پہنچی تھی ان کو روتے دیکھ بے قراری سے پوچھا تھا جس پر وہ دونوں چونک کر سیدھی ہوئی اور اپنے آنسو پونچھتے اس کو دیکھ کر نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

کچھ نہیں بس اتنے دنوں بعد ملے ہے نہ اس لیے رائیکہ بے تکا سا بہانہ بناتی کمرے سے نکل گئی تھی جب زوہا نے پریشانی سے روشنہ کو دیکھا تھا جو نگاہیں چرا گئی تھی۔۔۔۔

باہر چلے روشنہ نے نرمی سے کہا تو وہ خفگی سے دیکھ کر کمرے سے نکل گئی روشنہ ہونٹ کاٹتی اس کی پشت کو دیکھنے لگی تھی وہ رائیکہ کا راز تھا اور وہ بنا اجازت اس کی بات کیسے اس کو بتاتی اس لیے خاموشی ہوگئی تھی۔۔۔۔۔

oooooooooooo

علی بھائی جینا کہاں گئی کاظمہ جو کب سے جینا کو ڈھونڈ رہی تھی سامنے سے آتے علی کو دیکھ کر پوچھا تو وہ اوپر کی طرف اشارہ کرتا اس کے برابر سے گزر گیا تھا کاظمہ بھی کندھے اچکاتی اوپر کی طرف گئی تھی اسے حیرت ہوئی تھی کہ وہ اوپر کیوں ہے جب کہ اس کا کمرہ بھی نیچے ہی موجود تھا۔۔۔۔۔۔۔

جینا کاظمہ نے دو کمروں میں اس کو ناپا کر پکارا تھا لیکن جواب ندارد جس پر وہ الجھتی تیسرے کمرے کے آگے رو کی تھی جو لاک تھا جس پر وہ ایک بار پھر حیران رہ گئی تھی لیکن لاک گھمانے پر کمرے کا دروازا کھولا تو اس کی نظر رولنگ چئیر پر بیٹھے اسفند بلوچ پر پڑی تھی جس کو دیکھتے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

صائم اور احتشام نے کہا تھا کہ وہ ملک سے باہر اور واپس نہیں آنا چاہتے حتی کہ انہوں نے حیات بیگ کی وفات پر بھی سب سے یہی کہا تھا لیکن ان کو اپنے سامنے دیکھتے اسے حیرانگی ہوئی تھی وہ

پہلے سے بہت کمزور ہو چکے تھے لیکن وہ یہاں کیوں تھے کیا صائم انہیں سزا دے رہا ہے۔۔۔۔۔۔

خود پر نظروں کی تپش محسوس کر کے جھٹکے سے آنکھیں وا کی تو اپنے سامنے کاظمہ کو دیکھتے ان کی پیشانی پر بل پڑے تھے انہیں ناجانے کیا مسئلہ تھا کاظمہ سے وہ بچپن میں ہی اسے مروانا چاہتے تھے لیکن پھر یوسف بلوچ کو مروا دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

کیوں آئی ہو تم یہاں وہ کرسی سے اٹھتے غصے سے چلائے تو کاظمہ سہم کر پیچھے ہوئی تھی آنکھیں اس اچانک افتاد پر نمکین پانی سے بھر گئی تھی اس سے پہلے وہ باہر نکلتی اسفند بلوچ اس کی کلائی کو

مڑوڑتے اس کے منہ پر اپنا ہاتھ جما گئے تھے کہ تکلیف کے باعث نکلنے والی چیخ حلق میں ہی دم توڑ گئی تھی۔۔۔۔۔

تم فساد کی جڑ ہو مجھے تمہیں بھی تمہارے باپ کے ساتھ ہی مار دینا چاہیے تھا تمہاری وجہ سے میرا بیٹا مجھ سے دور ہو گیا وہ بیٹا جس سے میں نے خود سے زیادہ محبت کی کیونکہ وہ میری طرح تھا سفاک اور بے رحم لیکن تم نے اس کی زندگی میں آ کر سب برباد کر دیا اسے خود سے محبت کروا کر مجھے نیچا دکھایا اور آج میں تمہاری وجہ سے اس حال میں میری حالت کے تم اور وہ حیات بیگ قصوروار ہیں اس کے ہاتھ کو بے دردی سے مڑوڑتے نفرت سے پھنکارے تھے تیز تیز بولتے ان کا سانس پھول گیا تھا تکلیف کے

باعث کاظمہ کا سارا چہرہ سے ہو گیا تھا پاس پڑی فروٹ باسکٹ سے چھری اٹھائی تھی۔۔۔۔۔۔۔

تم۔۔ تمہاری۔۔۔ وجہ۔۔۔ سے۔۔ مم۔۔ میں۔۔ اس۔۔ حال۔۔

کک۔۔ کو پہنچا ہو تمہیں مار جانا چاہیے کہتے ساتھ ہی انہوں نے لمحے کی تاخیر کیے وہ خنجر اس کے سینے میں مارا تھا۔۔۔۔

دلخراش چیخ کے ساتھ وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی جب کہ اس کی چیخ سن کر آنے والے ان دو وجودوں کے قدم وہی رک گئے تھے

پتھرائی آنکھوں سے وہ زمین پر گری لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

چاروں طرف سناٹا چاہا گیا تھا کائنات کی ہر شے خاموش ہو گئی تھی اس کی مدھم چلتی سانسیں بھی آہستہ آہستہ اس کا ساتھ چھوڑ گئی تھی وہ جیتی جاگتی لڑکی پل میں دنیا و جہاں بیگانہ ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔

صائم نے ساکت آنکھوں سے زمین پر گری لڑکی کو دیکھا تھا اس کی حالت دیکھتے دل کو کسی نے مٹھی میں لے کر جکڑ دیا ہو وہ گھٹنوں کے بل زمین پر گرے تھا جب کچھ دیر پہلے کا منظر اس کے آنکھوں کے سامنے گھوما تھا۔۔۔۔۔۔

کچھ دیر پہلے ۔۔۔۔۔۔

صائم آپ اچھی سے بریانی بنائے میں نہ جینا کو دیکھ کر آتی ہو شاید وہ بیمار ہے مجھے دیکھی نہیں جب میں یہاں تھی نہ تو اس نے بہت خیال رکھا تھا میرا کاظمہ اس کو پیاز کاٹتا دیکھ کر اپنی بات کہتی کچن سے نکل گئی تھی
۔۔۔۔۔۔

یہ کاظمہ کو کیوں اتنی جینا جی یاد ستا رہی ہے علی نے اس کو کام کرتے دیکھ مسکراہٹ روک کر پوچھا تھا۔۔۔۔۔

تم نے دیکھا ہے اسے صائم نے سرسری انداز میں پوچھا تھا۔۔۔۔۔

ہاں میں نے اسے بتادیا ہے کہ وہ اوپر گئی تھی علی اس کو اپنی بات بتاتا خود چونکا تھا جب کہ صائم نے اس کے جواب پر گھبرا کر چھری پھینکی تھی اور وہ دونوں اوپر کی جانب بھاگے جب کاظمہ کی چیخ سنتے صائم کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ۔۔۔مر۔۔۔گئی اسفند بلوچ ایک دم چھری پھینک کر پریشانی سے بولے تھے ان کے چہرے پر پسینہ چمک رہا تھا وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے کاظمہ کے قریب آتے پھر سے چھری اٹھا

گئے تھے اور اس پر لگے خو*ن کو دیکھتے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے وہ مضطرب ہوتے اپنے قدم پیچھے لے گئے تھے۔۔۔۔۔۔

صائم نے خون آشام نگاہوں سے ان کو دیکھا تھا جواب چھری اپنی کلائی پر رکھ گئے تھے علی ان کے ہاتھ سے چھری لینے کے لیے ان کی طرف بڑھا تھا اس پہلے وہ اس تک پہنچتا وہ چھری اپنی کلائی پر چلا گئے تھے علی نے بے بسی سے آنکھیں میچی تھی۔۔۔۔۔۔

صائم کیا ہوا وہ سب جو باہر بیٹھے تھے جینا کے اطلاع کرنے پر اوپر کمرے میں آتے احتشام نے بے چینی سے پوچھا تھا لیکن اس کو

کچھ نہ بولتے دیکھ وہ اس کی نظر کاظمہ کے وجود سے ہوتی اسفند بلوچ کی طرف اٹھی تھی۔۔۔۔۔۔

کک۔۔۔کاظمہ اس کے چہرے کو اپنے گھٹنے پر ٹکاتے دیوانہ وار اسے پکارا تھا اس کی سانسوں کی مدھم آواز محسوس کرتے وہ اسے لیے باہر کی طرف گیا تھا جب کہ صائم اب تک اس جگہ کو دیکھ رہا تھا جہاں کچھ دیر پہلے کاظمہ موجود تھی۔۔۔۔۔۔۔

علی نے خود کو کوسا تھا کیوں اسے خیال نہیں رہا تھا کہ اوپر اسفند بلوچ موجود ہے اس کی لاپرواہی کی وجہ سے اگر اس کو کچھ ہو گیا تو اس سے آگے اس سے سوچا بھی نہیں جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

صائم تم نہیں جا رہے کاظمہ کو ضرورت ہے تمہاری اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے رمیز نے کہا تو صائم نے خالی خالی نظروں سے اس کو دیکھا تھا پھر سب کچھ چھوڑتا وہ باہر کی جانب بھاگا تھا لڑکھڑاتے قدموں سے اپنی گاڑی کے پاس پہنچتے زن سے گاڑی لے گیا تھا احتشام کی گاڑی کا تعاقب کرتے اس کا رواں رواں کاظمہ کے لیے دعا گو تھا۔۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

ہسپتال کے کوریڈور میں احتشام بے چینی سے چکر کاٹ رہا تھا آدھے دن ہونے والا تھا لیکن ڈاکٹرز نے ان کو کوئی اچھی امید نہیں دلائی تھی وہ مضطرب سا چکر کاٹ رہا تھا وہ ایک بار پھر اس

کی حفاظت میں ناکام ہوا تھا اس لمحے سے ڈر رہا تھا کہی کسی کو نقصان نہ پہنچ جائے لیکن نقصان پہنچ گیا تھا اس کی جان سے عزیز ہستی کو وہ کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

صائم کی نظریں زمین پر جمی ہوئی تھی اس کی نگاہوں کے سامنے کاظمہ کے ساتھ گزارے چار مہینے فلم کی طرح چل رہے تھے آنکھوں میں مرچیں سی چبھنے لگی تھی کتنی خوش تھی وہ اس سے کھانا بنوا کر اور اسفند بلوچ نے اس کی ساری خوشیاں نوچ لی وہ نہیں جانتا تھا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا اسے معلوم تھا تو بس اتنا اگر اندر موجود لڑکی کو کچھ ہو گیا تو شاید ایک زندہ لاش کے علاوہ وہ کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔

احتشام تم گھر چلے جاؤ کپڑے چینج کر لینا احد نے اس کے راستے میں حائل ہوتے کہا تو احتشام نفی میں سر ہلا گیا عین اسی وقت آپریشن تھیٹر کا دروازا کھول کر ڈاکٹر باہر نکلی تھی۔۔۔۔۔۔۔

کاظمہ کیسی ہے وہ ٹھیک تو ہے نہ میں اس سے مل سکتا ہوں صائم نے اپنی جگہ سے اٹھتے تڑپ کر پوچھا تو اس کی آنکھوں میں تیرتی نمی کو دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لیے مسکرادی تھی۔۔۔۔۔۔

مسٹر بلوچ آپریشن کامیاب رہا لیکن وہ ابھی ہوش میں نہیں آئی ہے ان کو روم شفٹ کر رہے ہے کچھ دیر بعد آپ مل لینا ڈاکٹر مسکرا کر کہتی صائم کو زندگی نوید سنا گئی تھی کب سے ضبط کیے آنسو رخسار پر بہہ گئے تھے۔۔۔۔۔۔

صائم کمرے کو دروازا کھول کر اندر داخل ہوا تھا اسے ایک گھنٹے پہلے ہوش آیا تھا سب اس سے مل کر چلے گئے تھے اور وہ سب کے جانے کا انتظار کر رہا تھا اس کو پیشنٹ گاؤن میں دیکھتے درد کی ایک ٹیس اٹھی تھی اس کے دل میں سست قدموں سے چلتے وہ اس کے پاس بیڈ پر جگہ بنا کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

کاظمہ اس کے ہاتھ کو اپنی مضبوط گرفت میں لیتے نم لہجے میں پکارا تو کاظمہ نے آنکھیں کھول کر اس کو دیکھا تھا جس کی نظریں وارفتگی سے اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔۔۔۔۔

تم ٹھیک ہوا گر تمہیں کچھ ہو جاتا تو اس کے ہاتھ کی پشت کو سہلاتے سوال کیا تو کاظمہ نے خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

صائم مجھے کچھ نہیں ہوا اور آپ کو سائیں کہنے کی خواہش میں مرنے سے پہلے اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتی صائم شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھکتا اس کے لفظوں کو قید کر گیا تھا کچھ توقف کے بعد پیچھے ہوتے اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکائے گویا ہوا تھا۔۔۔۔۔

کاظمہ تمہیں اس حال میں دیکھنا میرے لیے موت کو چھونے کے مترادف تھا صائم بلوچ سے اگر کوئی پوچھتا نہ کہ اس نے

مو*ت کو دیکھا ہے تو میں بنا سوچے اس لمحے کا نام لے دیتا تمہارے بنا میرے بھی کوئی وجود نہیں ہے گھمبیر لہجے میں سرگوشی کی تو کاظمہ آسودگی سے مسکرادی تھی۔۔۔۔۔۔

ooooooooooo

کچھ سال بعد۔۔۔۔۔

وہاج بیٹا مما کو تنگ نہیں کرو جلدی سے آکر تیار ہو جاؤ پھر زونی کے گھر چلے گے زوہا نے بیڈ پر کودتے اپنے چار سالہ بیٹے سے کہا تو زونی کے نام پر اس کے قدموں کو بریک لگی تھی۔۔۔۔

شچ میں مما (سچ میں مما) وہاج نے اپنی چھوٹی سی انگلی اٹھا کر تائید چاہی تو زوہا نے اثبات میں سر ہلایا تھا جس پر وہ فوراً بیڈ سے نیچے اتر آیا تھا۔۔۔۔

اسلام علیکم کیسے ہے بابا کا شہزادہ احتشام نے کمرے میں آتے ہی اسے اپنی گود میں اٹھایا تو وہ سب کچھ بھولتا احتشام کے کندھے پر سر ٹکا گیا تھا۔۔۔۔

بابا جونی تے دھر دارہے ہے (بابا زونی کے گھر جارہے ہے) اس کے چہرے کو اپنے ننھے ہاتھوں میں بھرتا پیار سے بولا تو احتشام نے شدت سے اس کا گال چوما تھا۔۔۔۔۔

احتشام سائیں بعد میں پیار کر لینا ابھی چھوڑیں اسے پہلے ہی بڑی مشکل سے راضی کیا ہے زوہا نے ان دونوں باپ بیٹے کو ایک ساتھ دیکھتے وہاج کو احتشام کی گود سے لیا تھا جس پر وہ اپنا گلا پھاڑتے رونا شروع ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔

زوہا کیا ہو گیا ایک بچہ نہیں سنبھالا جا رہا ہے آپ سے اس کو اتنا روتے دیکھ کر اپنے کندھے سے لگاتے زوہا کو ڈپٹا تھا زوہا غصے بھری نظروں سے اس کو گھورتی اپنے کپڑے نکالنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔

اپنی گردن پر اس کی گرم سانسیں محسوس کرتے زوہا نے گھبرا کر اپنا رخ بدلا تھا اس کے رخ بدلنے پر احتشام نے ایک نظر موبائل

کا معائنہ کرتے وہاج کو دیکھا تھا اور ایک نظر زوہا کو جس کی نگاہیں وہاج پر جمی تھی۔۔۔۔۔۔۔

احتشام سائیں آپ بھی تیار ہو جائے ورنہ رائیکہ ناراض ہو جائے گی اس کی لودیتی نظروں سے گھبرا کر کہا تو احتشام اس کو گھورتا اس کے لبوں پر جھکا تھا جب کہ اس کی بے باکی پر وہ اپنی مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

جاناں آپ خود تیار ہو جائے ہماری تیاری میں زیادہ ٹائم نہیں لگتا احتشام نے آنکھ ونک کرتے اس کے میک اپ کرنے پر چوٹ کی تھی جس پر وہ پیر پٹختی واشروم میں بند ہوئی تھی جب کہ

دروازے اتنی زور سے بند کیا تھا کہ وہاج اور احتشام دونوں اپنی جگہ ہل کر رہ گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○○○

صائم میں آپ سے پہلے ہی کہہ رہی ہوا گر آپ کی چہیتی نے اب اپنے کپڑے گندہ کیا نہ تو میں تو اسے یہی بوا کے پاس چھوڑ جاؤنگی کاظمہ نے اپنی دو سالہ بیٹی کو شوز پہناتے ہوا کہا تو ابریشم نے معصومیت سے صائم کی طرف دیکھا تھا صائم کو ٹوٹ کر اپنی بیٹی پر پیار آیا تھا۔۔۔۔۔

ہنی میری بیٹی تمہیں کچھ نہیں کہتی تمہیں سب سے مسئلہ رہتا ہے صائم نے ابر کو اٹھاتے کہا تو کاظمہ کے اس کے سامان بیگ میں رکھتے ہاتھ رو کے تھے۔۔۔۔۔

ہاں ہاں یہ تو کچھ نہیں کرتی آپ کی بیٹی نے تھوڑی روشنہ آپو کے سوٹ پر اپنے واٹر کلر سے پینٹ کی وہ بھی میں نے کی ہے اور تو اور کل جو ایشان کو مار کر آئی ہے یہ محترمہ وہ بھی میں نے ہی کیا ہو گا کاظمہ نے ایک لفظ پر زور دیتے کہا تو ابر نے ہونٹ نکالتے صائم کو دیکھ کر غصے سے لال پیلی ہوتی اپنی ماں کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

ہنی میں تمیز نی ترتی (ہنی میں کچھ نہیں کرتی) ابر نے ہونٹ باہر نکالتے کہا تو اس کے طرز مخاطب پر صائم نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے خود کو گھورتی کاظمہ کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

بچی ہے وقت کے ساتھ سیکھ جائے گی اس کو بولنے کے لیے لب وا کرتے دیکھ صائم نے ابر کا دفاع کرتے بات ختم کی تھی جس پر کاظمہ پیر پٹختی کمرے سے نکل گئی تھی۔۔۔۔۔۔

ابر پرنسس ماما کہتے ہے نہ اس کو اپنی گود میں بٹھائے محبت سے سمجھایا تو ابریشم نے آنکھیں گھمائی تھی۔۔۔۔۔

چلو آپ کی ناراض ماما کو منائے اس کو گود میں اٹھائے کمرے سے نکلا تھا ریلنگ سے نیچے جھانکتے اسکی نظر صوفے پر منہ پھلائے کاظمہ پر گئی تھی جس پر اس نے گھور کر اپنی بیٹی کو دیکھا تھا جو اس کی ناراض شکل دیکھتے ہونٹوں پر اپنا چھوٹا سا ہاتھ جمائے کھی کھی کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○○

روشنہ کیسی بیوی ہو تم شوہر کی ایک خواہش پوری نہیں کر سکتی محبت کا اقرار ہی تو مانگ رہا ہوں احد نے مسکین صورت بناتے کہا تو روشنہ نے غصے سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

احد مجھے زچ نہ کرے آپ زبردستی اقرار کروائے گے کیا آپ روشنہ نے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا تو احد نے ہاں میں سر ہلایا تھا جب دھاڑ کی آواز سے کمرے کا دروازا کھولتا تین سالہ ایشان حورب کا ہاتھ تھامے اندر آیا تھا۔۔۔۔۔

ایشان کیوں رو رہی ہے حور روشنہ نے روتی حورب کو گود میں اٹھایا تو حورب نے اور رونا شروع کر دیا تھا جس وجہ سے احد نے ایشان کو گھورا تھا۔۔۔۔۔

بابا اش نے مالا ہے (بابا اس نے مارا ہے) ایشان نے اپنی چھوٹی چھوٹی مٹھیاں بھینچ کر اس کی طرف اشارہ کیا تو روشنہ نے گھور کر

اپنی میسنی بیٹی کو دیکھا تھا جو مار کر خود رونے بیٹھ جاتی تھی۔۔۔۔۔۔

حورب کیوں مارا تم نے ایشان کو روشنہ نے اس کو صوفے پر بٹھاتے کہا تو حورب نے حیرانگی سے اپنی ماں کا بدلہ انداز دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

شب اش شے پیال ترتے ہے یہ ابر شے تہہ رلا تھا تم اتھی لدری ہو(سب اس سے پیار کرتے ہیں یہ ابر سے کہہ رہا تھا کہ تم اچھی لگ رہی ہو) حورب نے روتے ہوئے اپنی مارنے کی وضاحت کی تو روشنہ نے اس کو گھورا تھا جو بے نیازی سے ادھر ادھر نظریں گھمانے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔۔

ہاں تو اس میں مارنے والی کیا بات ہے بہن ہے اس کی آپ کی طرح اور وہ تو چھوٹی ہے کہ آپ سے احد نے اس کے آنسو صاف کرتے محبت پاش لہجے میں کہا تو حورب رونا بھولتی اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ میلی بہن نی ہے (وہ میری بہن نہیں ہے) ایشان احد اور روشنہ کو حیران چھوڑتا کمرے سے نکل گیا تھا اس کے پیچھے حورب بھی اٹھتے باہر نکلی تھی۔۔۔۔۔۔

احد سائیں یہ ایشان کیا کہہ کر گیا ہے روشنہ نے حیرانگی سے استفسار کیا تو احد کندھے اچکاتا اس کو بازو کھینچتا اپنے برابر میں بٹھا گیا تھا۔۔۔۔۔

چھوڑو سائیں کی جان بچہ ہے ایسے ہی بول دیا ہوگا تم زیادہ دھیان نہ دو اس کا رخ اپنی طرف موڑتے بنا اس کو سمجھنے کا موقع دیے اس کے لبوں پر جھکا تھا کہ اس کی شدت پر روشنہ نے اس کے کالر کو سختی سے مٹھیوں میں جکڑ گئی تھی کچھ توقف کے بعد پیچھے ہوتا اس کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھتے دلکشی سے مسکرایا تھا جب کہ روشنہ اس کے سینے پر سر ٹکائے اپنی سانس ہموار کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

oooooooooo

رمیز میں آخری دفعہ کہہ رہی ہوا گر آپ نے اسے کچھ نہ کہانہ تو میں اس کی پیٹائی کر دوں گی پھر مجھ سے کوئی گلہ نہ کرنا ساری ڈرس برباد کر دی میری عمارہ نے رمیز کے پیچھے چھپے اپنے بیٹا کو دیکھتے غصے سے کہا تو رمیز نے ایک نظر اس کے چہرے کو دیکھنے کے بعد نظریں ہاتھ میں تھامے ڈریس پر ٹکائی تھی جس کا آدھا حصہ جوس کی نظر ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

یمان کیوں کیا آپ نے ایسا رمیز نے اس کو سامنے کرتے پوچھا تو اس نے انتہائی معصومیت کے ساتھ نفی میں سر ہلا یا تھا۔۔۔۔۔

بابا میں نے دان پوتھ کرنی تیاوہ دلطی شے جوش در دیا(بابا میں

نے جان بوجھ کر نہیں کیا وہ غلطی سے کر گیا) یمان نے عمارہ کی

گھوری کو نظرانداز کرتے اپنی کہی تو رمیز کندھے اچکاتا اس کے

ساتھ گیم کھیلنے لگا تھا جب کہ عمارہ غصے ضبط کرتے الماری سے

دوسرا ڈریس لیتے کمرے سے نکل گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اب چلیں گے یہ یہی رہنا ہے رائیکہ انتظار کر رہی ہو گی عمارہ

کمرے میں داخل ہوتے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تو رمیز

نے ہاں میں سر ہلاتا یمان کے ہاتھ سے موبائل لیتا اٹھا

تھا۔۔۔۔

ناراض ہو عمارہ کی کلائی اپنی گرفت میں لیتے رمیز نے نرمی سے پوچھا تھا اس کی گرفت سے اپنی کلائی نکالتی عمارہ باہر کی طرف چلی گئی جب کہ رمیز گہری سانس خارج کرتا اس کے پیچھے ہی کمرے سے نکلا تھا۔۔۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○○

علی مجھے بلکل اچھا نہیں لگ رہا وہاں جانا میں تو اتنا جانتی بھی نہیں ہو رائیکہ آپی کے بارے میں آپ چلے جائے عرشیہ کے کہنے پر علی نے اس کو گھورا تھا جو پریشان سی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

توتم کاظمہ سے بات کرلینا اس میں کیا مسئلہ ہے علی نے اس کے گال کو تھتھپاتے کہا تو عرشیہ کچھ سوچتی ہاں میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔۔۔۔

اس کے بھرے بھرے وجود پر چادر ڈالتا وہ کمرے سے باہر نکلا تھا جہاں رمیز اور عمارہ ان کے ہی انتظار میں تھے ان کے بیٹھتے ہی وہ چوہدری حویلی کی طرف گامزن ہوئے تھے جہاں زونیشہ کی پہلی سالگری منائی جارہی تھی۔۔۔۔۔

OOOOOOOOO

رائیکہ یار آپ سے اتنی دیر سے ایک بچی تیار نہیں ہو رہی احتشام کہہ رہا تھا کہ وہ پوچھنے والے ہے اور یہاں آپ کی تیاریاں مکمل نہیں ہو رہی ہے شہروز نے اندر آتے کہا تو اس نے گھور کر دیکھا تھا۔۔۔۔۔

شہروز وہ تیار ہے اور مہرانی نیند پوری کر رہی ہے سارے دن سے جیسے ہل چلاتی رہی ہو رائیکہ نے ایک نظر بیڈ پر سوئی اپنی بیٹی کی طرف دیکھ کر کہا تو شہروز نے کینہ توز نظروں سے اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

ویسے مجھے علم نہیں تھا کہ آپ میرے ساتھ اتنی خوبصورت لگ سکتی ہے اس کے پیچھے کھڑے ہوتے اس کی شانے پر ٹھوڑی

ٹکاتے محبت پاش نگاہوں سے شیشے میں نظر آتے دونوں کے عکس کو دیکھتے کہار ائیکہ نے اپنی جھکی نظریں اٹھائی تھی جو سیدھے ورافتگی سے خود کو دیکھتے شہروز چوہدری کی نظروں ٹکرائی تھی۔۔۔۔۔۔۔

وہ جب جب ناامید ہوئی تھی شہروز نے اسے حوصلہ دیا تھا اس نے واقعی اسے کسی راہ پر اکیلا نہیں چھوڑا تھا بلا آخر اس کے صبر کے صلے میں اللہ نے اسے اپنی رحمت سے نوازا تھا جب ہر طرف سے ناامید ہوتے اس نے اللہ سے رجوع کیا تو وہاں سے ناامید نہیں لوٹی تھی آج ساری خوشیاں اس کے پاس آگئی تھی جو محرومیاں تھی وہ شہروز کی محبت نے پوری کر دی تھی۔۔۔۔۔

اللہ پاک پر توکل کرتے اور اس سے مانگی گئی دعاؤں پر صبر کے ساتھ انتظار کرنے کے بعد ہم ہمیشہ نواز دیے جاتے باشرط یہ کہ صبر کرنے کے بعد شکوہ نہ ہو اور مانگنے کے بعد نہ ملنے کا ڈر نہ ہو۔۔۔۔۔۔

○○○○○○○○○○

کاظمہ تم کیوں ابر کی باتوں پر مجھ سے ناراض ہو جاتی ہو میرا کیا قصور گاڑی چلاتے صائم نے اس کی خاموشی سے زچ آتے کہا تو کاظمہ نے ایک نظر پیچھے سوئی اپنی بیٹی کو دیکھا تھا۔۔۔۔

صائم آپ ابر کے سامنے مجھے الٹے سیدھے ناموں سے نہیں بلائے گے کاظمہ نے حتمی انداز میں کہا تو صائم نے اچھنبے سے اسے تکا تھا۔۔۔۔

لیکن میں تو تمہیں الٹے سیدھے ناموں سے نہیں بلاتا پیار سے بولاتا ہوں صائم نے اپنی وضاحت کی تو کاظمہ اس کے اس قدر معصوم بننے پر دانت پیس کر اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

صائم سائیں بے حد محبت سے پکارا تھا جس پر صائم نے گاڑی کو بریک لگاتے کاظمہ کی طرف دیکھا تھا جو پیچھے سوئی ابر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ تم نے مجھے سائیں کہہ کر پکارا صائم نے خوشی سے پوچھا تو کاظمہ نے مسکراہٹ روک کر اثبات میں سر ہلایا تھا جس پر صائم جھٹکے سے اس کو کھینچتا اس کے ماتھے کو اپنے لبوں سے چھو گیا تھا۔۔۔۔۔۔

اگر آپ ابر کے سامنے یہ ہنی اور الٹے سیدھے ناموں سے نہیں بلائے گے تو میں آپ صائم سائیں کہہ کر بلاؤ گی کاظمہ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے ڈیل کی تو صائم اثبات میں سر ہلاتا اسے اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا اس کے اتنا خوش ہونے پر کاظمہ آسودگی سے مسکرا دی تھی۔۔۔۔۔۔

غم کے بادل چھٹتے چاروں اطراف میں خوشیاں پھیلا گئے تھے نفرت اور بدلے سے ہونے والی یہ شروعات محبت پر ختم ہوئی تھی ایک دوسرے کا ساتھ پا کر خوش اور مطمئن زندگی گزار رہے تھے آگے زندگی میں بھی ڈھیر ساری خوشیاں ان کی منتظر تھی۔۔۔۔۔۔

ختم شد